اهدنا الصراط المستقیم

خطباتِ رحمانی

www.KitaboSunnat.com

فضیلۃ الشیخ مولانا عبداللہ ناصر رحمانی

جمع وتخریج

محمد طیب محمدی

0300
7453436
ادارہ تحقیقات سلفیہ گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

خطبات رحمانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اھدنا الصراط المستقیم

جمع وتخریج

محمد طیب محمدی

خطباتِ رحمانی

فضیلۃ الشیخ مولانا عبداللہ ناصر رحمانی

ادارہ تحقیقات سلفیہ گوجرانوالہ 0300 7453436

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب .... خطبات رحمانی

خطیب .... فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

جمع و تخریج .... محمد طیب محمدی (0300-7453436)

تعداد .... گیارہ سو

ناشر .... ادارہ تحقیقات سلفیہ

آبادی محبوب عالم نوشہرہ روڈ، گوجرانوالہ

یہ خطبات فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کی
اجازت سے شائع ہوئے ہیں۔

ملنے کا پتہ: **دارالکتب** بالمقابل گورنمنٹ سٹی گرلز کالج، اُردو بازار، گوجرانوالہ 0322-4074195
نیز یہ کتاب تمام شہروں میں موجود دینی کتب کے مراکز پر دستیاب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

- پیش لفظ ۱۹
- تحقیق وتخریج ۲۳
- خطبات رحمانی ۲۵

مقررین وسامعین کی ذمہ داریاں ۲۶

- کانفرنس بھی سنت کے مطابق ہونی چاہیے ۲۸
- اخلاصِ نیت ۲۹
- قرآن وحدیث سننے کی عظمت ۳۰
- یکسوئی سے سنیں ۳۲
- تلاوت سننا ۳۳
- تبلیغ کی نیت سے سنیں ۳۴
- مقرر کی ذمہ داری ۳۵
- دوران تقریر ہنسنا ہنسانا ۳۷
- سامعین سے سبحان اللہ کہلوانا ۳۹
- نعرہ بازی ۴۱
- من گھڑت قصے وواقعات سنانا ۴۳

رسول اللہ ﷺ کے حقوق

- قرآن وسنت کی روشنی میں ۴۵
- پہلا حق: ایمان لانا ۴۶
- دوسرا حق: اطاعت کرنا ۴۷
- تیسرا حق: اتباع کرنا ۴۸
- چوتھا حق: متنازع فیہ مسائل میں رسول کو حاکم ماننا ۴۹

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

- پانچواں حق: آپ ﷺ کی مخالفت نہ کی جائے ۵۱
- چھٹا حق: آپ ﷺ کے فرامین کو کافی سمجھنا ...... //
- ساتواں حق: آپ ﷺ سے خیر خواہی کرنا ۵۴
- آٹھواں حق: آپ ﷺ سے محبت کی جائے ۵۷
- نواں حق: آپ ﷺ کی تعظیم کرنا ۵۸
- دسواں حق: آپ ﷺ پر درود پڑھنا ۵۹
- ایک پیشین گوئی ۶۰
- آپ ﷺ کے دیدار کی تڑپ ۶۳
- آپ ﷺ کا رعب ...... //
- تعظیم کا انداز ۶۴

منہج اہل الحدیث ۶۵

- اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم ۶۶
- روافض سے مشابہت ۶۸
- امۃ قائمہ ...... //
- اہل حدیث اور محدثین ۶۹
- غلبہ دلیل کا ۷۰
- اس جماعت کا منہج کیا ہے؟ ...... //
- اہلحدیث کو دیکھتا ہوں تو اصحاب محمد ﷺ یاد آجاتے ہیں ۷۱
- اہل بدعت سے علیحدگی ۷۲
- بدعت فتنہ ہے، فتنہ سے بچاؤ ضروری ہے ۷۴
- فتنوں سے بچاؤ کا طریقہ ۷۵
- اہل بدعت کی مجالست ۷۶
- اہل بدعت سے اختلاط کر کے دھوکہ نہ دو ۷۷
- ایک باوقار تحریک ۷۸

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ اقامت دین کے لئے صاف و پاک دِل چاہیے ۷۹

❁ راشدیؒ صاحب کی محنت ۸۲

❁ میدانِ عمل میں آئیں .... //

تقلید کی مخالفت کیوں؟ ۸۴

❁ تقلید نہ کرنے کی سات وجوہات ۸۵

❁ پہلی وجہ۔تقلید کا لفظ کہیں نہیں آیا .... //

❁ دوسری وجہ۔تقلید شرک ہے ۸۸

❁ تیسری وجہ۔تقلید منہج کے خلاف ہے ۹۴

❁ چوتھی وجہ۔ایک آدمی کے پاس سارا دین ہو ہی نہیں سکتا ۱۰۲

❁ پانچویں وجہ۔غلطی سے پاک کوئی نہیں ۱۰۴

❁ چھٹی وجہ۔تقلید سے اللہ کی رضا کا حصول ممکن نہیں ۱۰۶

❁ ساتویں وجہ۔کوئی امام اپنی تقلید کا دعویدار نہیں ۱۰۷

تقلید کی مخالفت کیوں؟ ۱۱۱

❁ تعصب اور تقلید لازم وملزوم ۱۱۵

❁ تقلید کی اساس ’’اختلاف‘‘ ۱۱۶

❁ اختلاف کا حل .... //

❁ خبردار! خطرۂ ایمان ۱۱۸

❁ تینوں میں سے ایک بھی نہ ہو، مؤمن نہیں ۱۲۳

❁ شانِ نزول سے مسئلہ کی ذرا اور وضاحت .... //

❁ ایک قیمتی وصیت ۱۲۷

❁ فیصلہ ربّ کائنات کا ہی چلتا ہے ۱۲۸

❁ حق ظاہر ہونے کے باوجود ردّ کر دیا ۱۲۹

❁ حدیث پر عمل کرنا مشکل ۱۳۱

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

- ناحق فیصلہ کرنے والے کا انجام ۱۳۱
- تعصب کی انتہاء ۱۳۳
- آیت بدل دو، مسلک بچالو ۱۳۴
- خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ۱۳۵
- یہود و نصاریٰ جیسی حالت ۱۳۷
- منہج صحابہ رضی اللہ عنہم اور یہود و نصاریٰ کی مماثلت ۱۳۸
- غلو ۱۳۹
- غلو اور اس کی چوٹ ۱۴۰
- غلو کی ایک صورت حدیثیں گھڑنا ۱۴۳
- تحریفات کے بادشاہ ۱۴۴
- دیدہ و دانستہ جرأت مندانہ تحریف ۱۴۵
- دلائل معدوم، تحریف موجود ۱۴۷
- شبلی نعمانی کی تحریف .... //
- میٹھا میٹھا ہڑپ، کوڑا کوڑا تھو ۱۴۹
- حیلہ ساز فیکٹری ۱۵۰
- حیلہ نمبر ۱: زکوۃ کی واپسی ۱۵۱
- حیلہ نمبر ۲: زکوۃ بچاؤ .... //
- حیلہ نمبر ۳: مٹی کی زمین ۱۵۲
- حیلہ نمبر ۴: لونڈی حلال .... //
- وَ مُشْرِكٌ نَتِيْجَةً ۱۵۶

فرقہ واریت کے دور میں ایک مسلمان کی ذمہ داری ۱۵۷

- اللہ کا علم زیادہ ہے یا ہمارا؟ ۱۵۸
- دشمن کے حاوی ہونے کی وجہ عقیدہ کی کمزوری ہے ۱۶۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ موت کو یاد رکھو.......... ۱۶۱
❁ صراطِ مستقیم ترک کرنے والے نے افتراق پیدا کیا.......... ۱۶۳
❁ نازل شدہ وحی کو مضبوطی سے تھام لو.......... ۱۶۶
❁ دین میں صرف اللہ کی مشیت چلتی ہے.......... ۱۶۸
❁ میں امت کو دو چیزیں دے کر جا رہا ہوں.......... ۱۶۹
❁ چار لکیریں کھینچیں.......... ۱۷۱
❁ امت کے گروہ اور فرقہ ناجیہ.......... ۱۷۲
❁ پہلا تفرقہ.......... ۱۷۳
❁ حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لو.......... ۱۷۴
❁ افتراق کا نقصان.......... ۱۷۵
❁ تفرقہ کیسے بنتا ہے.......... ۱۷۶
❁ پرچم کو اونچا کرنا، تنظیم کو اونچا کرنا ہے یا اسلام کو؟.......... ۱۷۷
❁ علماءِ دین سے رابطہ.......... ۱۷۹
❁ فتنوں سے بچاؤ کی تدبیر.......... ۱۸۰
❁ تنظیم سازی کے مفاسد.......... ۱۸۱

سنت کی آئینی حیثیت ۱۸۴

❁ حدیث کی حیثیت قرآن والی ہے.......... //
❁ قرآن اور حدیث کا چرچا آپ ﷺ سے پہلے.......... ۱۸۶
❁ قرآن اور حدیث کا ایک جیسا اعتبار ہے.......... ۱۸۷
❁ پرویزیت یہودیت کی پیداوار ہے.......... ۱۸۸
❁ یہودی اسلام کے سب سے بڑے دشمن ہیں.......... //
❁ وحی کی اقسام.......... ۱۸۹
❁ فتنہ انکار حدیث اور روافض.......... ۱۹۰
❁ فتنہ انکار حدیث اور خوارج.......... //

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- تمام فتنوں کی جڑ یہودیت ہے ۱۹۱
- فتنہ انکار حدیث اور معتزلہ ۱۹۲
- خبر واحد پر عمل کی ایک مثال .... //
- باطل فرقوں کا بدعات کے لیے استدلال ۱۹۳
- حدیث ہی دین کی تکمیل ہے .... //
- فتنہ انکارِ حدیث، قرآن کے خلاف سازش ہے ۱۹۴
- فہم قرآن، حدیث کا محتاج ہے ۱۹۵
- "مُفَصَّلاً" سے منکرین حدیث کا دھوکہ اور اس کا صفایا ۱۹۶
- قرآن کی تفسیر کا معاملہ انتہائی نازک اور حساس ہے ۱۹۹
- عمل کی قبولیت کی بنیاد فہم قرآن ہے ۲۰۲
- ایک اہم نکتہ أَنْ تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تعلمُون ۲۰۳
- حدیث کا انکار ہی قرآن کا انکار ہے ۲۰۵
- قرآن اور حدیث دونوں اللہ کی وحی ہیں ۲۰۷
- انکار حدیث کی بنیاد بے علمی پر مبنی ہے ۲۰۹
- اذان قرآن سے ثابت کرو .... //
- سنت چھوڑی ڈھول مسلط ہو گیا ۲۱۰
- "كَمَا عَلَّمَكُمْ" یہ تعلیم قرآن سے دکھاؤ ۲۱۱
- ترکہ کی وجہ سے غارت گری کا سدباب از حدیث ۲۱۲
- اگر بیٹیاں دو ہوں تو پھر؟ ۲۱۵
- سزا کے لیے چوری کی مقدار ۲۱۶
- کیا رضامندی کی تجارت حلال ہے؟ ۲۱۷
- بیع ملامسہ باہمی رضا مندی سے ہوتا تھا ۲۱۸
- بیع حبل الحبلہ .... //
- بیع منابضہ ۲۱۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ بیع عینہ ۲۱۹
❁ جزیہ تک قتال ۲۲۰
❁ محرمات ۲۲۱
❁ حلال اور حرام اشیاء ۲۲۲
❁ دین دونوں چیزوں سے مل کر مکمل ہوتا ہے ۲۲۳
❁ قرآن اور حدیث دونوں وحی الٰہی ہیں ۲۲۴

غیر مسلم جج کی شرعی حیثیت ۲۲۶

❁ مدینۃ الرسول کے بعد مملکتِ پاکستان .... //
❁ اہم ترین منصب ۲۳۰
❁ محکمۂ قضاء کی تعریف ۲۳۲
❁ ایک عظیم منصب اور غیر مسلم ۲۳۷
❁ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا استدلال اور استقلال ۲۳۸
❁ جب دوستی منع ہے تو پھر منصب کیوں؟ ۲۳۹
❁ محدثین کا استدلال ۲۴۰
❁ منصبِ قضاۃ اور عقیدہ ولاء براء ۲۴۱
❁ نبی اور خلیفہ کے دو دوست ۲۴۵
❁ جنہیں اللہ نے ذلیل کر دیا ہے میں انہیں عزت کیسے دوں؟ ۲۴۸
❁ ورنہ معزول کر دو ۲۴۹
❁ تحاکم الی الطاغوت ۲۵۰
❁ فھذا قضاء عمر ۲۵۱
❁ منصب قضاء کا اہل کب بنتا ہے؟ ۲۵۲
❁ قاضیوں کی اقسام ۲۵۵
❁ انصاف کرنے والے کا مقام و مرتبہ ۲۵۷
❁ قاضی بننا .... //

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ امارت کی حرص.. ۲۵۸

❁ حدود کے نفاذ کی برکات.. ۲۵۹

تاسیسِ پاکستان اور اسلام ۲۶۲

❁ تخلیق انسان کا مقصد.. ۲۶۳

❁ آسمانوں میں اللہ کا نظام.. ۲۶۴

❁ ہماری توجہات کا مرکز.. //

❁ کیا ہم آزاد ہیں؟.. ۲۶۶

❁ آزادی کی شرعی اساس.. //

❁ طاغوت کا معنی کیا ہے؟.. ۲۶۷

❁ اہل پاکستان اور طواغیت کی غلامی.. ۲۶۸

❁ زمانہ جاہلیت کے طاغوت.. ۲۶۹

❁ عصر حاضر میں طاغوت کی نئی تصویر.. //

❁ دو بڑے فکری طاغوت موجودہ نظام تعلیم اور نظام عدالت.. //

❁ عصر حاضر کا ایک اور بڑا طاغوت.. ۲۷۰

❁ ہماری غیرت کو للکارا جا رہا ہے.. ۲۷۱

❁ آزادی کا مرکزی مفہوم.. ۲۷۲

❁ آزاد اسلامی مملکت کا حاکم.. ۲۷۵

اتحاد امت ۲۷۷

❁ اہمیت، ضرورت اور طریقہء کار.. //

❁ اتحاد اُمت.. ۲۷۸

❁ ایک اہم نکتہ: اتحاد اور اختلاف.. //

❁ ایک نحوی نکتہ.. ۲۷۹

❁ لفظ امۃ کا صحیح مفہوم.. //

❁ ”مرزا قادیانی“ یقیناً کذاب ہے.. ۲۸۱

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ منہج کو چھوڑنا، افتراق ہے ۲۸۲
❁ امت مسلمہ کے ہر نقصان کا سبب افتراق ہے .... //
❁ اجتماعیت کی اہمیت اور اس کی برکات ۲۸۳
❁ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کردہ ایک اہم نکتہ ۲۸۵
❁ عبادات میں اجتماعیت ۲۸۶
❁ عارضی اختلاف بھی نحوست سے خالی نہیں ۲۸۷
❁ گروہ بندی شرک کا ایک دروازہ ہے ۲۸۹
❁ گروہ بندی شرک ہونے کی پہلی وجہ .... //
❁ تقلیدی مذاہب کی بنیاد شرک ہے ۲۹۱
❁ گروہ بندی کے شرک ہونے کی دوسری وجہ .... //
❁ آج کفار غالب کیوں......؟ ۲۹۲
❁ سچی سیاست دین ہے .... //
❁ ''حزب اختلاف'' کا دین میں کوئی تصور نہیں ۲۹۳
❁ ایک ایک مسئلے پر جماعت بنانا باطل ہے ۲۹۴
❁ آئیڈیل زمانہ صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے .... //
❁ اجتماعیت کی برکات ۲۹۵
❁ افتراق کے نقصانات ۲۹۶
❁ اجتماعیت کیسے قائم ہوگی......؟ .... //
❁ امت میں افتراق کے اسباب ۲۹۹
❁ پہلا سبب: تقلیدی مذاہب کا قیام .... //
❁ دوسرا سبب: اصل منہج سے انحراف ۳۰۰
❁ کسی ایک امام پر امت جمع نہیں ہوسکتی .... //
❁ اجتماعیت کے قیام کے لیے ایک اہم مثال ۳۰۱
❁ کسی صحابی کے نام پر بھی اجتماعیت ناممکن ہے ۳۰۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- امت محمدیہ میں فرقہ واریت کی پیشگوئی ۳۰۲
- موجودہ دور میں اجتماعیت کا ایک غلط پیمانہ (کثرت کا ساتھ) ۳۰۳
- ایک علمی نکتہ ۳۰۴
- اہل الحدیث کا لقب صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور سے ہے ۳۰۵
- اجتماعیت کا قیام کیسے ممکن ہے......؟ ۳۰۶
- قلوبھم علیٰ قلبٍ واحدٍ ...... //
- فقہی مکاتب کے پیروکاروں کے قلوب، قلب واحد نہیں ۳۰۷
- منہج حق پر قائم احزاب کے لیے لمحہ فکریہ ۳۰۸
- اہل حدیث کا امتیاز ...... //
- ''اجتماعیت'' وقت کی ایک اہم ضرورت ۳۰۹

صرف خواتین کیلئے نصیحتیں۔ خصوصی خطاب برائے خواتین ۳۱۰

- عورتوں کے لیے وعید ۳۱۱
- عورتوں کے لیے جنت کا حصول ۳۱۴
- جنت میں پہلے پہنچنے والی عورت ۳۱۵
- جہنم میں جانے کا سبب، شوہر کی نافرمانی ۳۱۶
- دوسرا سبب زبان کا بے جا استعمال ۳۱۹
- حفاظتِ زبان ۳۲۶
- تیسرا سبب: لباس شہرت ۳۲۸
- گھروں میں ٹکی رہو ۳۳۱
- تبرج، زیب و زینت اختیار کرنے والی عورت ۳۳۲
- لباس پہن کر بھی ننگی ۳۳۵
- لباس میں تبرج نہ ہو ۳۴۰
- عورت لباس میں خوشبو استعمال نہ کرے ۳۴۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- لباس میں مردوں سے مشابہت نہ ہو ۳۴۳
- نواب صدیق رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث سمجھائی ۳۴۵
- لباس میں کافروں کی نقالی نہ ہو ۳۴۶
- مشابہت محبت ہے ۳۴۷
- یہودیوں سے عبادات میں مخالفت ...... //
- سحری میں مخالفت ۳۴۸
- مزدلفہ سے کوچ کے وقت مخالفت ...... //
- عاشورہ کے روزہ میں مخالفت ۳۴۹
- بالوں میں مخالفت ۳۵۰
- نجس قوم کی مشابہت ...... //
- سلامتی کا رستہ دین اسلام ہے نہ کہ گندی قوموں کی تقلید ۳۵۱
- کسریٰ کیسے ہلاک ہوا ۳۵۲
- شریعت پر عمل کرو ۳۵۴
- معاملہ خطرناک ہے صدقہ کرو ۳۵۶
- ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیگم کا صدقہ ۳۵۹
- صدقہ وخیرات کی مثالیں ۳۶۱
- معاملہ خطرناک ہے، استغفار کرو ۳۷۰
- ذکر کی فضیلت ۳۷۳
- شب قدر میں معافی اور عافیت مانگنا ۳۷۵

رمضان المبارک کے چند ضروری احکام ۳۷۹

- ① روزہ کی فرضیت کی ابتداء ۳۸۰
- ② روزہ کی ابتداء وانتہاء ۳۸۲
- ③ روزہ کس پر فرض ہے؟ ...... //
- ④ روزہ کی نیت ۳۸۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ⑤ احکامِ سحر وافطار ۳۸۶
- تاخیر سحر ۳۸۷
- تعجیل افطار ۳۸۸
- بھول کر افطاری ۳۹۰
- افطاری اور نماز مغرب .... //
- افطاری اور دعاء .... //
- افطاری کی دعا ۳۹۱
- ⑥ روزہ کو فاسد کرنے والے امور .... //
- ⑦ روزہ کی قضاء کے چند احکام ۳۹۶
- ⑧ بہت زیادہ بوڑھوں اور ناقابل شفاء بیماروں کا بیان ۳۹۷
- ⑨ مسائل اعتکاف ۳۹۸
- ⑩ صدقۃ الفطر ۴۰۰
- صدقۃ الفطر کی جنس ۴۰۱
- صدقۃ الفطر کا وقت .... //
- شوال کے چھے روزے ۴۰۲

معوذتین، فضائل، برکات، تفسیر ۴۰۳

- فضائل و برکات ۴۰۴
  - ❶ جنوں اور نظر بد کا دم .... //
  - ❷ معوذتین قرآنِ مفصل میں سے ہے ۴۰۵
- قرآنِ مجید کی تقسیم .... //
  - ❶ سبع طوال ....
  - ❷ مئین .... //
  - ❸ مثانی .... //
  - ❹ مفصل .... //

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۞ بے نظیر و بے مثل سورتیں ۴۰۸

حدیث میں مذکور نصیحتیں ....

۞ دنیوی واخروی تحفظ دینے والی سورتیں ۴۱۰

۞ بچھو کے کاٹے کا علاج ۴۱۱

۞ سوتے وقت کا وظیفہ ۴۱۲

۞ شیطان کے خلاف چوکیدار .... //

۞ بہترین پناہ دینے والیاں ۴۱۳

صبح وشام اور ہر نماز کے بعد ۴۱۴

۞ شدت مرض کا دم .... //

۞ ہر مصیبت وتکلیف کا علاج .... //

۞ سورۃ الفلق، ترجمہ وتفسیر ۴۱۵

۞ تین مرکزی نقطے: ① پناہ طلب کرنا ② پناہ کس سے طلب کی جائے
③ پناہ کن چیزوں سے مانگی جائے ۴۱۶

۞ غاسق کے مقابلہ میں فلق ۴۲۵

۞ ایک باطل نظریہ کا ازالہ ۴۲۸

۞ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا واقعہ ۴۳۱

۞ حسد کے مراتب ۴۳۳

۞ حاسد کے شر کا دفیعہ ۴۳۶

۞ ① پہلا سبب، استعاذہ باللہ .... //

۞ ② دوسرا سبب، خشیت الٰہی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل .... //

۞ ③ تیسرا سبب، الصبر علی عدوہ ۴۳۷

۞ ④ چوتھا سبب، توکل علی اللہ ۴۳۸

۞ ⑤ پانچواں سبب، قلب اور فکر ونظر .... //

۞ ⑥ چھٹا سبب، رضائے الٰہی کی تلاش میں استغراق .... //

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ ⑦ ساتواں سبب، گناہوں سے استغفار ۴۳۹
❁ ⑧ آٹھواں سبب، صدقہ وخیرات اور نیکی کا عمل لازم پکڑنا ۴۴۰
❁ ⑨ نواں سبب، آتش حسد کا احسان سے بجھانا ...... //
❁ ⑩ دسواں سبب، عالم اسباب کو نظر انداز کر کے خالق حقیقی کو نفع وضرر کا مالک سمجھنا ۴۴۱
❁ حاصل کلام ۴۴۲
❁ سورۂ فلق کا ماحصل ...... //
❁ ① پہلا فرقہ، متکلمین ومادہ پرست ۴۴۳
❁ ② دوسرا فرقہ، معتزلہ وغیرہ ...... //
❁ ③ تیسرا فرقہ، کاہن وغیرہ ۴۴۴
❁ ④ چوتھا فرقہ، اہل حق ...... //
❁ سورۃ الناس، ترجمہ وتفسیر ...... //
❁ تین صفاتِ الٰہی واقسامِ توحید ۴۴۵
❁ ① توحید ربوبیت ...... //
❁ ② توحید اسماء وصفات ...... //
❁ ③ توحید الوہیت وعبادت ۴۴۶
❁ سورۂ فلق اور سورۂ ناس کا موازنہ ۴۴۷
❁ اَلْوَسْوَاسُ کی تفسیر ...... //
❁ شیطان کے دوسرے شرور ۴۴۸
❁ شیطانی شر کی اقسام ۴۵۳
❁ اَلْخَنَّاس کی تفسیر ۴۵۶
❁ تفسیر مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاس ۴۵۸
❁ شیطان کے شرور سے بچاؤ ۴۵۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

۱۸ دسمبر ۲۰۰۸ء بروز جمعرات کو فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی کا جامعہ مسجد عثمانیہ اہلحدیث چاندنی چوک ماڈل ٹاؤن میں درس تھا۔ میں شیخ صاحب سے ملاقات کے لیے وہاں گیا۔ اس ملاقات میں میرا مقصد اور پروگرام یہ تھا کہ میں رحمانی صاحب سے ان کے خطابات کو تحریری شکل میں پیش کرنے کی اجازت لوں گا۔ چنانچہ میں نماز عشاء کے بعد وہاں پہنچا اور درس کے بعد ان سے ملاقات کی، اور ان سے اپنے پروگرام کے مطابق اظہارِ خیال کیا۔ تو انہوں نے مجھے بڑی خندہ پیشانی اور فراخ دلی سے اس کی اجازت دے دی۔ اور مجھے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے آپ بتوفیق اللہ یہ کام کریں۔ اجازت حاصل کرنے کے بعد میں نے شیخ صاحب کے خطابات کی سی ڈیز حاصل کیں۔ اور ان کے ذریعے تقاریر لکھنی شروع کر دیں۔ میں نے ابھی چار تقریریں لکھیں تھیں اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ صوبہ سندھ سے ایک دوست ابوالوفا عبداللہ محمدی کا فون آیا انہوں نے مجھ سے نور پوری صاحب کی کتابوں کے متعلق پوچھا پھر مجھے کہنے لگے کہ آپ آج کل کیا کر رہے ہیں۔ پہلے تو میں نے بتانا مناسب نہ سمجھا کہ یہ قبل از وقت ہوگا۔ لیکن جب میری توجہ اس طرف ہوئی کہ یہ تو عبداللہ محمدی صاحب ہیں جنہیں دینی لٹریچر سے والہانہ شغف ہے اور یہ خالص دینی اور اصلاحی لٹریچر کو عام کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں، تو میں نے فوراً انہیں بتایا کہ میں فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی صاحب کے خطابات لکھ رہا ہوں۔ یہ بات سن کر وہ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ میں آپ کو عبداللہ ناصر صاحب کی دو تقریریں بھیجتا ہوں۔ جو پمفلٹ کی صورت میں چھپی ہیں۔ میں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا کہ اگر مجھے دو تقریریں چھپی ہوئی مل جائیں تو کافی فائدہ ہو جائے گا۔ انہوں نے مجھے وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دو تقریریں بذریعہ ڈاک بھیج دیں۔ اور پھر فون کر کے جب ان کے وصول ہونے کے متعلق پوچھا تو ایک اور نوید سنا دی کہ شیخ صاحب کا خواتین کے لیے خصوصی خطاب ہوئے تھے۔ جو تین اقساط میں انہوں نے ارشاد فرمائے۔ وہ خطاب دعوت اہلحدیث میں دس اقساط میں شائع ہوئے ہیں۔ اس کی دس قسطیں بھی میں آپ کو بھیج دیتا ہوں۔ اگلے دن انہوں نے وہ رسالے پوسٹ کر دیئے۔ پھر مجھے کہنے لگے کہ شیخ صاحب کا ایک خطاب ہوا تھا، ''غیر مسلم جج کی شرعی حیثیت'' کے عنوان پر۔ اس عنوان کی ضرورت اس لیے پڑی تھی کہ پاکستان کی حکومت نے جب ایک ہندو بھگوان داس کو چیف جسٹس کے عہدے پر فائز کیا تھا۔ تو اس وقت اسلامی حلقوں میں تشویش کی صورت پیدا ہوئی کہ اسلامی ریاست میں ہندو کو قاضی القضاء مقرر کرنے کا کوئی مطلب نہیں بنتا۔ اس وقت شیخ صاحب کا یہ خطاب عالم اسلام کے لیے درست طریقہ کار کی تعین پر مشعل راہ تھا۔ اور دلائل اتنے قوی تھے کہ اگر حکمرانوں میں ایمان کی ذرا جتنی بھی رمق ہوتو وہ تا زندگی کبھی بھی غیر مسلم کو قاضی القضاۃ کیا ایک ادنیٰ سا عہدہ بھی تفویض نہ کریں۔

ابوالوفاء عبدالمحمدی صاحب نے فون پر مجھ سے مسلسل رابطہ رکھا۔ اور پھر اس جستجو میں لگے رہے کہ رحمانی صاحب کے خطابات کو تلاش کر کے گوجرانوالہ ارسال کروں۔ جب رحمانی صاحب کے یہ خطابات تحریری صورت میں ملے تو میں نے انہیں پڑھا۔ ذہن یہ بن گیا کہ سب سے پہلے ان خطابات کی تخریج کی جائے ان پر پیرے کے مطابق سرخیاں قائم کی جائیں۔ پھر اس کے بعد جو تقریریں میں نے لکھیں ہیں ان پر کام کیا جائے تو اس وقت فی الحال میں نے مزید تقاریر لکھنا چھوڑ دیں۔ اور میں بھی ان کے مضامین کو تلاش کرنے میں مصروف ہو گیا، کسی ساتھی کے پاس گیا کسی کو فون کیا۔ کوشش کامیاب ہوئی۔ شیخ صاحب کی تقاریر تحریری صورت میں مل گئیں۔ انہیں جمع کیا۔ ساری تقاریر کو بغور پڑھا غلطیوں کی اصلاح کی۔ غلطیوں سے مراد وہ غلطیاں ہیں جو کمپوزر سے کمپوزنگ کے دوران ہوئیں یا ان تقاریر کو لکھنے والوں سے ہوئیں۔ سرخیاں لگائیں اور اصل کتابوں سے ان کی تخریج کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور میں یہاں اس بات کا ازالہ بھی کر دوں شائد کوئی سمجھتا ہو کہ لکھے ہوئے خطابات میں تصحیح کیا ہوتی ہے۔بس کا،کو،کی وغیرہ کو اس، میں، یہ وغیرہ سے بدل دیا تو کہہ دیا تصحیح کی ہے، ایسا کہنے والوں اور ذہن رکھنے والے بھائیوں سے گزارش ہے وہ خود کوئی کام کر کے بتائیں کہ اس طرح کرنا چاہیے پھر بات کریں ورنہ جو شخص اس میدان میں کودا نہ ہو، اس سمندر میں کبھی غوطہ زن نہ ہوا ہو، اس فضا میں کبھی اڑا نہ ہو، اس صحرا میں کبھی سفر نہ کیا ہو، اسے اس میدان کی سختیوں اور سمندر کی لہروں کا اور ہواؤں کے جھونکوں کا، صحراؤں کی صعوبتوں کا کیا علم؟ وہ تو اس راہ کے راہی کی آزمائشوں، صعوبتوں پر پھبتیاں ہی کسے گا اس کے علاوہ اور کر ہی کیا سکتا ہے؟ وہ خود تو کچھ کر نہیں سکتا۔ تنقید برائے تذلیل کر سکتا ہے اس لیے ایسے لوگوں کی باتوں کا کوئی وزن نہیں ہوتا۔ تو جب میں ان مضامین کو کتابی شکل دینے کے آخری مرحلہ میں تھا مجھے پھر بھائی عبداللہ محمدی صاحب نے فون کیا اور پوچھا کام کہاں تک پہنچا ہے۔ میں نے کہا بس ٹریسنگ نکلوانا چاہتا ہوں۔ کہنے لگے ابھی ٹھہر جائیں شیخ صاحب کا ''سنت کی آئینی حیثیت'' پر خطاب ہوا ہے وہ دو قسطوں میں دعوت اہلحدیث میں چھپے گا آپ اسے بھی شامل کر لیں میں نے اس کو بھی کتاب کی بہتری کے لیے نیک فال سمجھا جونہی وہ خطاب دعوت اہلحدیث میں چھپا عبداللہ محمدی صاحب نے مجھے ارسال کر دیا۔

ابوالوفا عبداللہ محمدی صاحب کو میں نے نہیں دیکھا لیکن ان کی دین سے محبت اور عقیدہ توحید کی تڑپ اور دعوتِ دین کے لیے دینی لٹریچر کے مطالعہ کا مشغلہ ان کے دعوؤں سے نہیں بلکہ ان کے عمل سے آشکار ہوتا ہے۔ یہ مجھے مخلص ترین آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ جو کسی بھی لالچ کے بغیر اس حد تک میرے ساتھ تعاون کر رہے ہیں حالانکہ انہوں نے بھی مجھے دیکھا تک نہیں۔ میں ان کی تعریفیں کر کے انہیں بدلہ نہیں دینا چاہتا بلکہ اتنا تذکرہ تو میں نے اس کتاب کی تیاری کے حوالے سے کیا ہے جو حقیقت پر مبنی ہے، البتہ میں ان کا اس پر شکر گزار ہوں، اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جناب سے بہترین جزاء عطا فرمائے، جو ساری مخلوق سے بہترین جزاء عطا کرنے والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معوذتین والے:

شیخ رحمانی صاحب کے خطاب معوذتین کے متعلق سی ڈی میں موجود تھے۔ میں نے ارادہ کیا کہ انہیں تحریر کر کے ان خطابات کے ساتھ شائع کروں لیکن مجھے معلوم ہوا کہ شیخ صاحب کے معوذتین کے متعلق خطاب انڈیا میں توحید پبلیکشنز والوں نے شائع کیے ہیں۔ اللہ تعالی اپنی رحمت کرے غلام مصطفیٰ فاروق صاحب پر جو مکتبہ کتاب وسنت کے مدیر ہیں۔ مولانا منیر قمر صاحب کی تمام کتب کو انہوں نے پاکستان میں شائع کیا ہے۔ انہوں نے یہ کتابچہ انڈیا سے منگوایا اور بڑی فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجھے کہنے لگے آپ اسے دیکھیں اور جس کی محنت ہے اسے اسی کی طرف منسوب کریں میں نے کہا ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ ہمیں محنت کرنے والے کا نام چھپا کر کسی اور کا نام لکھنے کا کوئی فائدہ نہیں اور نہ ہی ایسے فائدہ ہوتا ہے بلکہ حقیقت جب آشکار ہوتی ہے۔ تو جھوٹ کو مسل کے رکھ دیتی ہے۔

معوذتین کے خطاب کو احاطہ تحریر میں ابومحمد شاہد ستار صاحب لائے ہیں۔ جو مولانا منیر قمر ترجمان سپریم کورٹ الخبر کے شاگرد اور دوست بھی ہیں۔ وہ کہتے ہیں: میں نے معوذتین کے متعلق تقریر کرنا تھی تو میں نے اس کے متعلق عالم اسلام کی مشہور ومعروف شخصیت الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کی اس پر ایک تقریر جو انٹرنیٹ سے موصول ہوئی، سنی تو میرا دل چاہا کہ اسے تحریری شکل دی جائے جب میں نے اسے تحریری شکل دے کر اس کی کچھ کاپیاں اپنے ساتھیوں کو دیں تو مجھے خیال آیا اس میں ابن قیم کی تفسیر المعوذتین سے بھی کچھ اہم مباحث کو شامل کرلوں تا کہ یہ مزید جامع ہو جائے، میں یہ مسودہ تیار کر کے اپنے استاد محترم فضیلۃ الشیخ محمد منیر قمر کے پاس لے گیا، ان سے نظر ثانی اور مقدمہ لکھنے کی درخواست کی، جو انہوں نے قبول کی اور اس میں مفید مشوروں سے نوازا۔ بہر حال یہ کتابچہ ابومحمد ستار صاحب کی محنت کا نتیجہ ہے۔ میں نے جب یہ کتابچہ دیکھا اسے اول تا آخر پڑھا پھر میں نے اس کے حوالہ جات اصل کتابوں سے دیکھے تو مجھے کئی جگہوں سے تشنگی محسوس ہوئی احادیث کی کتب میں ائمہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قائم کردہ ابواب اور کتب کے حوالہ جات نہیں تھے، اور جیسا کہ آج کل احادیث کے نمبر لکھنا بھی ضروری ہوتا ہے جس سے آسانی سے حدیث موجودہ کتاب میں مل جاتی ہے۔ وہ نمبر بھی نہیں تھے اور جن میں نمبر لگے ہوئے تھے وہ عام متداول نمبر نہیں تھے۔ اور کچھ حوالے غلط محسوس ہوئے مثلاً ایک دعا میں یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے وَمِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وقَهرِ الرِّجال. اس کی تخریج میں حوالہ یہ دیا گیا تھا (بخاری ومسلم) حالانکہ بخاری ومسلم میں یہ الفاظ موجود ہی نہیں بلکہ بخاری ومسلم میں یہ الفاظ ہیں وَضَلْعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجال. اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں لکھا ہوا تھا، لاحول ولا قوة الا الله جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ حالانکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں لاحول کے الفاظ نہیں۔ دیکھئے مسند احمد ۸۲۲۱۔ اسی طرح اس کتابچہ کے صفحہ ۴۵ پر لکھا ہوا ہے، صحیح مسلم، مسند احمد، مستدرک حاکم اور معجم طبرانی کبیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: اَلْعَيْنُ حَقٌّ. حالانکہ آپ کا یہ فرمان صحیح بخاری میں بھی موجود ہے لیکن صحیح بخاری کا ذکر انہوں نے نہیں کیا۔ اسی طرح صفحہ ۶۱ پر لکھا ہوا ہے۔ صحیح بخاری ومسلم میں رسول اللہ کا فرمان ہے:

يعقِدُ شَيطَانُ عَلَى قافية. اس کا حوالہ یہ دیا گیا ہے، اللؤ لؤ والمرجان ۲۴۴۰، جب یہ حدیث بخاری مسلم میں ہے تو انہیں بخاری ومسلم کا حوالہ دینا چاہیے تھا۔ اگرچہ اللولؤ والمرجان میں بخاری ومسلم کی احادیث ہیں۔ بہرحال میں نے اس کی مکمل تخریج کی ہے اصل کتابوں کے ابواب اور نمبر جو عام متداول ہیں وہ لگائے ہیں۔

تحقیق وتخریج:

تحقیق اور تخریج کا میدان بڑا وسیع ہے اسے جتنا مرضی پھیلا دو۔ لیکن ہر کتاب اس کی متقاضی نہیں ہوتی۔ بیان شدہ حدیث کا اس کے اصل مخرج اور اصل کتاب کا حوالہ دے دینا اس کی تخریج کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اور اگر کسی صاحب کو اس کی مزید تحقیق چاہیے تو وہ بڑی آسانی سے اصل کتاب کو لے اور محولہ حدیث کو نکال کر اس کی تحقیق وتخریج بڑے شوق سے پڑھے اور اپنی مضطرب کیفیت کو سکون دے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آج کل تو احادیث کی کتب کی تخریج عربی علماء نے کر دی ہے۔ وہاں سے دیکھ کر میں بھی یہاں لکھ سکتا تھا لیکن خیال آیا کہ جب اصل کتاب کا باب، حدیث نمبر لکھ دوں گا، تو محقق بننے والا شخص محقق اور مخرج ایڈیشن خرید کر ضرور اپنی پیاس بجھا لے گا۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کے درجات بلند فرمائے اور سیئات سے درگزر فرمائے۔ اور اسے ان کے لیے آخرت کا ذخیرہ بنائے۔

جن جن دوست احباب کا ان خطبات کو تحریر کرنے میں عمل، محنت اور کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ اور انہیں اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔

یا اللہ! اس کتاب کو میرے لیے باعث نجات بنا دے۔

لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا دے۔ محنت کو قبول فرما لے۔ ریا کاری اور شہرت جیسی لعنتی بیماریوں سے محفوظ فرما۔ آمین!

والسلام

محمد طیب محمدی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطباتِ رحمانی

شرک وبدعت، رسم ورواج، جہالت وضلالت کو ختم کر کے توحید وسنت، قرآن وحدیث کا پرچار کرنے والوں میں شیخ العرب والعجم پیر بدیع الدین راشدی صاحب کا نام اس صدی کے نامور علماء ومحققین میں روشن ستارہ کی طرح چمکتا ہے۔

ان کے علوم سے فیضیاب ہونے والوں میں فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی علم وعمل میں ایک امتیازی حیثیت اور متنوع صفات کے مالک ہیں۔ جنہوں نے اپنے زور بیان سے شرک وکفر، تقلید وجدل کی دھجیاں بکھیر دی ہیں، ان کے خطاب سننے اور پڑھنے سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی زبوں حالی، بے دینی اور گمراہی پر ان کی طبیعت بے چین اور مضطرب ہوجاتی ہے۔ ان کی رگوں میں غیرت وحمیت کی بجلیاں کوندنے لگتیں ہیں۔ جس سے ان کے خطابات اس صورتحال کو بدلنے اور مسلمانوں کے عقیدہ وعمل کی اصلاح کے لیے انقلاب برپا کردینے والے ہیں۔ ان کے خطبات ان کے اخلاص کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ؏

سنتے آئے ہیں، بدلتا ہے زمانہ سب کو
مرد وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے شیخ رحمانی صاحب کو اپنی عنایت سے اتنا عطا کیا ہے کہ وہ دنیاوی ضروریات میں اللہ کے علاوہ کسی کے محتاج نہیں۔ اس لیے ان کے خطبات میں حق کی آواز، دنیاوی مصلحت وحکمت، ہوس ولالچ میں دبنے کے بغیر، بالکل صاف وشفاف ہوکر نکلتی ہے، یہ خطبات ؏

کچھ حقائق، کچھ معارف، کچھ لطائف، کچھ نکات
اس طرح بکھرے پڑے ہیں جیسے تاروں کی برات

ان خطبات کا سرسری مطالعہ کرنے کے لیے فہرست کو دیکھ لیجئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبۂ صدارت

مقررین وسامعین کی ذمہ داریاں

یہ خطبہ ۲۱ویں سالانہ سیرۃ النبی ﷺ کانفرنس کے موقعہ پر پیش کیا گیا جو کہ مورخہ ۲۹،۲۸ مارچ ۲۰۰۳ء کو نیوسعید آباد سندھ میں منعقد کی گئی۔ جس میں فضیلۃ الشیخ علامہ عبداللہ ناصر الرحمانی حفظہ اللہ نے دینی جلسوں اور کانفرنسوں میں مقررین اور سامعین کے لیے انتہائی سبق آموز نصیحتیں فرمائیں۔

إِنَّ الْحَمْدَلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَ نَسْتَعِينُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ وَ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ.

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهِ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَ أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ [آل عمران: ۱۰۲]

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهِ وَ الْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾ [النساء: ۱]

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ○ يُّصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ [الاحزاب: ۷۰، ۷۱]

امابعد! فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَ أَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَ شَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضَلَالَةٌ، وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهُ﴾[الزمر:۱۷۔۱۸]

''میرے بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔ جو بات کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر جو بہترین بات ہو اس کی اتباع کرتے ہیں''۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَوَعَاهَا وَ حَفِظَهَا فَبَلَّغَهَا. ❶

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات کو سنا پس اس کو یاد کیا پھر اسے اسی طرح پہنچا دیا جس طرح سنا''۔

قال رسول اللہ ﷺ: تَسْمَعُوْنَ وَيُسْمَعُ مِنْكُمْ وَيُسْمَعُ مِمَّنْ يَسْمَعُ مِنْكُمْ. ❷

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم مجھ سے سنتے ہو اور تم سے سنا جائے گا اور ان سے سنا جائے گا جنہوں نے تم سے سنا''۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: السَّامِعُ الْمُطِيْعُ لَا حُجَّةَ عَلَيْهِ وَالسَّامِعُ الْعَاصِيْ لَا حُجَّةَ لَهُ. ❸

''سن کر اطاعت کرنے والے کے خلاف کوئی حجت نہیں اور سن کر نافرمانی کرنے والے کے حق میں کوئی حجت نہیں''۔

محترم علماء کرام! اراکین وکارکنان جمعیۃ اہل حدیث سندھ و دیگر تمام حاضرین مجلس السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

---

❶ ترمذی کتاب العلم باب ماجاء فی الحث علی تبلیغ السامع رقم ۲۶۵۸۔

❷ مسند احمد: ۲۹۳۹۔

❸ مسند احمد: ۱۶۳۲۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

الحمدللہ جمعیۃ اہل حدیث سندھ کے زیر اہتمام ۲۱ ویں سالانہ کانفرنس شروع ہو چکی ہے۔ بڑا منفرد پروگرام ہے اور اس کانفرنس کی افادیت کے بڑے آثار دیکھے گئے ہیں۔ اللہ رب العزت اس مبارک سلسلہ کو تا قیامت قائم ودائم رکھے اور اس کی برکات اس سے بھی بہتر انداز سے پھلتی رہیں، اور اس کانفرنس کے انعقاد میں جو ساتھی پرجوش ہیں، حصہ لیتے ہیں، اور سرگرم ہیں یا معاونین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی نیتوں میں اخلاص پیدا فرمائے، بالخصوص اس عظیم کانفرنس کے بانی ومبانی ہم سب کے مربی وشیخ علامہ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ جن کا یہ صدقہ جاریہ ہے۔ اللہ ان پر کروڑ ہا رحمتیں نازل فرمائے اور اس کا اجر جزیل ان تک پہنچائے اور ہم سب کی حاضری قبول فرمائے۔

کانفرنس بھی سنت کے مطابق ہونی چاہیے:

میں انتہائی اختصار کے ساتھ جلسوں اور کانفرنسوں کے حوالہ سے چند گذارشات کروں گا۔ درحقیقت تقریریں کرنا اور سننا، جلسے منعقد کرنا ایک مستقل عمل ہے۔ اور اس عمل کا رسول اکرم ﷺ کی سنت اور آپ کے طریقہ کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ کانفرنس اور جلسے ہونے چاہئیں کیونکہ ان کے ذریعہ دین کی دعوت پھیلتی اور پہنچتی ہے اور لوگ سنتے اور مستفید ہوتے ہیں بالخصوص اہل حدیث منہج کے حاملین کو کانفرنس اور جلسے منعقد کرنے چاہئیں، کیونکہ اس زمین کی پشت پر سب سے کھری نکھری اور سچی دعوت جماعت اہل حدیث کی دعوت ہے۔ باقی تمام جماعتوں میں کہیں نہ کہیں جھول ہے کہیں نہ کہیں شکوک وشبہات ہیں۔ لیکن یہاں یقین ہے بصیرت ہے اور اللہ کا فضل وکرم ایک منہج صافی لوگوں کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ تو اہل حدیث کے زیر اہتمام کانفرنس ہونی چاہئیں کیونکہ ہماری دعوت بالکل وہی دعوت ہے جو انبیاء کرام کی دعوت تھی۔ توحید کی دعوت رسول اکرم ﷺ کی سنت کے ساتھ تمسک کی دعوت، شرک کی تفنید، بدعات کی بیخ کنی، ہماری دعوت کے اصول ہیں۔ جو دعوت توحید وسنت کی اساس پر ہو تو پھر ایسی دعوت بالخصوص جماعت اہل حدیث کے تحت کانفرنسوں کا خوب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انعقاد ہونا چاہیے۔ اب کانفرنسوں کے حوالے سے دو طبقے سامنے آتے ہیں، ایک سننے والوں کا اور دوسرا سنانے والوں کا۔ سننے والوں کی کیا ذمہ داریاں ہیں اور سنانے والوں کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔ ان کو سمجھنا چاہیے تاکہ یہ عمل بھی اللہ کے پیغمبر کی سنت کے مطابق ادا ہو کیونکہ ہر چیز میں رسول اکرم ﷺ کی سنت کی اتباع ضروری ہے۔ آپ کی سنتوں کا دائرہ محض چند امور تک سمٹا ہوا نہیں ہے بلکہ یہ پورا منہج حیات ہے، مکمل منہج حیات جس میں عبادات معاملات، تصرفات، خرید وفروخت، کھانا پینا، حتیٰ کہ انتہائی خفیہ گھریلو امور بھی سب کے سب شامل ہیں۔ اس کائنات میں محمد رسول اللہ ﷺ کی شخصیت وہ واحد شخصیت ہیں جن کی زندگی کا کوئی گوشہ چھپا ہوا نہیں حتیٰ کہ وہ گوشے جو ہر شخص چھپا کر رکھتا ہے، اللہ رب العزت نے انہیں بھی لوگوں کے سامنے لانے کے اسباب مہیا فرمائے، تاکہ تمام امور میں اللہ کے پیغمبر علیہ السلام کی اتباع ہو۔ سننا اور سنانا تو انتہائی اہم امر ہے۔ اسے بھی مکمل طور پر سنت کے مطابق ہونا چاہیے۔

اخلاصِ نیت:

میرے دوستو! اور بھائیو اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی کہ آپ علماء کرام کے مواعظ سننے کے لیے یہاں تشریف لائے۔ یقیناً یہ قرآن وحدیث کی تڑپ ہے جو آپ کے سینوں میں موجود ہے۔ اس میں آپ کا اول واجب اور ذمہ داری یہ ہے کہ اپنی نیتوں کو اللہ کی رضا کے لیے مخلص بنائیے۔ یہاں آنے کی نیت کیا ہونی چاہیے؟ یہ کہ اللہ راضی ہو اور یہ کہ ہم قرآن وحدیث سنیں گے، یعنی اللہ کا دین سنیں گے اور جب وہاں پہنچیں گے تو بہت سے دوستوں اور بھائیوں سے ملاقات ہوگی، ان کی زیارت ہوگی۔ یہ بھی شرعی نیت ہے کیونکہ حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ. ❶

''میری محبت ان لوگوں کے لیے واجب ہو جاتی ہے جو آپس میں میری رضا

---

❶ المعجم الاوسط للطبرانی: ٦١٠٦.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے لیے ملاقاتیں کرتے ہیں"۔

یہ نیت بھی انتہائی مثبت ہے، اور اگر نیت تنقیدی ہے، یا یہ کہ جا کر رونق میلہ دیکھیں تو ان جیسے امور منفی ہیں جو آپ کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اگر نیت ایسی ہے تو اللہ کے لیے واپس چلے جائیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی کے ایک ایک لمحے کا حساب لینا ہے اور وہی لمحہ کار آمد ہے جو شریعت کے مطابق گزرے۔ اس وقت یہاں جو لمحات گزر رہے ہیں ان کو شریعت کے مطابق بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ہماری نیتوں میں اللہ کی رضا ہو، ہمیں قرآن وحدیث سننے کا شوق ہو، اپنے بھائیوں سے اللہ کے لیے ملنے کا شوق ہو۔

قرآن وحدیث سننے کی عظمت:

ظاہر ہے اس قسم کے پروگراموں میں آنے اور قرآن وحدیث سننے کا بڑا مقام ہے۔ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے:

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَحَفِظَهَا ثُمَّ أَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا. ❶

"اے اللہ اس شخص کے چہرے کو تر و تازہ کر دے جو میری حدیث کو سنتا ہے سن کے یاد کرتا ہے اور آگے پہنچا دیتا ہے"۔

یقیناً یہ سننا ایک انتہائی مثبت اور کار آمد عمل ہے، نبی علیہ السلام میدانِ منا میں دعائیں کر رہے ہیں کہ یا اللہ ایسے لوگوں کے چہروں کو تر و تازگی دینا، رونق اور سرور عطا فرما دینا، جن کے دلوں میں یہ لگن ہے کہ وہ میری حدیث کو سننے کے لیے پہنچتے ہیں بڑی توجہ اور یکسوئی سے سنتے ہیں اور حضورِ قلبی سے سنتے ہیں پھر آگے پہنچا دیتے ہیں یہ سننا بڑا اہم عمل ہے۔ رسول اکرم ﷺ ایک دفعہ وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص آیا اس نے کوشش کی کہ میں راستہ بنا کر آگے بڑھوں اور رسول اللہ ﷺ کے قریب بیٹھوں اور وہ کامیاب ہو گیا۔ اسے راستہ ملا اور وہ آگے بڑھ گیا اور نبی ﷺ کے

---

❶ ترمذی کتاب العلم باب ماجاء فی الحث علی تبلیغ السامع رقم ۲۶۵۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سامنے قریب جا کر بیٹھ گیا۔ دوسرے نے کوشش نہیں کی کہ وہ شرما گیا، کہ اس طرح آگے بڑھوں گا تو لوگ دیکھیں گے اسے پیچھے جہاں جگہ ملی وہیں بیٹھ گیا۔ تیسرا یہ سب کچھ دیکھتا ہے بیٹھا نہیں وہاں سے نکل گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تین افراد آئے تھے۔ ان میں سے ایک جو پہلا ہے جو آگے بڑھا:

فَاٰوٰی اِلَی اللّٰہِ فَآوَاہُ اللّٰہُ.

پناہ میں آنے کے لیے اللہ کی طرف بڑھا، اللہ نے اس کو پناہ دے دی اسے قبول کرلیا اور اسے جگہ دے دی، اور دوسرا

فَاسْتَحْیَا فَاسْتَحْیَا اللّٰہُ مِنْہُ.

''وہ شرما گیا تو اللہ اس سے شرما گیا''۔

شرمانے کے معنی یہ کہ اللہ رب العزت اسے بھی قبول فرما لیتا ہے اس کے اس عمل کی پذیرائی کرتا ہے اور اسے عذاب نہیں دے گا۔ اور تیسرا

فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰہُ عَنْہُ. ❶

''اس نے اعراض کیا منہ پھیرا اللہ نے اس سے اعراض کرلیا''۔

تو پہلے دو افراد جو ہیں ان کا عمل کتنا قابل قدر ہے محدثین نے دونوں باب قائم کیے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص آتا ہے اور وہ محدث کے قریب جگہ دیکھتا ہے اگر وہ آہستہ آہستہ جگہ بنا کر اس کے قریب بیٹھنے کی کوشش کرے تو اس کا یہ عمل بڑا افضل ہے کہ اس کو سننے کی لگن اور شوق ہے صرف خطبہ جمعہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ نے گردنیں پھلانگنے اور آگے بڑھنے سے منع فرمایا ہے یہ لوگوں کی ایذاء کا باعث ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جسے جہاں جگہ ملی وہاں بیٹھ گیا دونوں سننا چاہتے ہیں لیکن ایک کی طلب زیادہ ہے وہ آگے بڑھا اور قریب بیٹھنے کی کوشش کی اور کامیاب ہوا اسے اللہ نے قبول کرلیا۔ اسے جگہ اور پناہ دے دی اسے عزت دے

---

❶ بخاری، کتاب العلم باب من قعد حیث ینتھی به المجلس رقم ٦٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دی۔ بہر کیف ان دونوں شخصوں کے عمل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دین کو سننا بڑا افضل اور مبارک عمل ہے۔ تو بڑی توجہ اور یکسوئی سے سنیں۔

یکسوئی سے سنیں:

سننے میں بھی سنت نبوی ﷺ کو پیش نظر رکھیں کہ جب نبی ﷺ وعظ فرماتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس طرح سنتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب وعظ فرماتے تو

كَأَنَّ عَلَى رُؤُوسِنَا الطَّيْرَ. ❶

ہم اس طرح پرسکون بیٹھتے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں ذرا برابر جنبش نہ کرتے کہ اگر سر ہلائیں گے تو پرندے اڑ جائیں گے۔ فرمایا کہ نبی ﷺ کے وعظ کے دوران ہماری یہ کیفیت ہوتی تھی کہ جیسے کوئی شخص ان پرندوں کو بچانے کے لیے بیٹھے کوئی حرکت نہ کرے اور نہ ہلے جلے۔ یہاں یقیناً اس غلط روش کی نشاندہی کی جائے گی جو آج کل اکثر جلسوں اور کانفرنسوں میں لوگ اپناتے ہیں یعنی اچھل کود، نعرے بازی اور کانفرنس کے دوران چہل پہل اور گھومنا پھرنا یہ سننے کی سنت کے خلاف ہے۔ آپ ﷺ کے سامنے صحابہ رضی اللہ عنہم کیسے بیٹھتے اور کس طرح سنتے اس سنت کو اپنائیں آخر یہ قرآن اور حدیث ہے کیا کوئی ان کا بدل ہے! اور بعض لوگ صرف لذت کے حصول کے لیے سنتے ہیں ان کے کوئی پسندیدہ واعظ یا مقرر آئے تو بیٹھ جاتے ہیں اور اس سے پہلے یا اس کے بعد میں چاہے کتنا بڑا محدث گفتگو کر رہا ہو قرآن وحدیث کی بارش برسا رہا ہو انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی یہ سب کتاب وسنت کے مقام کے ساتھ استہزاء ہے، جب آپ سننے کے لیے آتے ہیں تو سنیں اور سننے کے تعلق سے جو نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا منہج ہے اس کو اپنائیں یہ گھومنا پھرنا، یہ چہل پہل، یہ آنا جانا کتاب وسنت کے اداب کے خلاف ہے۔ میرے دوستو اور بھائیو ہر چیز میں سنت رسول ﷺ کی اتباع کیجیے۔

---

❶ سنن نسائي باب ال قوف للجنائز رقم ۲۰۰۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تلاوت سننا:

یہ بات بھی اکثر دیکھنے میں آتی ہے کہ تلاوت شروع کرا دی جاتی ہے اور پھر منتظمین بھی آپس میں گفتگو کرتے اور پروگرام بناتے ہیں کہ تلاوت ہو رہی ہے اتنا اہم پروگرام نہیں ہو رہا۔ حاضرین بھی اکثر باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ جب تقریریں ہوں گی پھر سنیں گے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ ایک مقرر کی ذاتی گفتگو اللہ تعالیٰ کے کلام سے زیادہ اہم ہے۔ تقریر اہم ہے تلاوت اہم نہیں۔ حالانکہ اللہ کے بندو قرآن کی تلاوت کو سننا تو سب سے اہم پروگرام ہے۔ اس کے ایک ایک لفظ کو پڑھنے اور سننے کا ثواب ہے۔ پھر قرآن کے ساتھ حسن ادب ہو۔ نبی ﷺ کا فرمان بھی ہے:

مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ. ❶

جب پیغمبر علیہ السلام قرآن کی تلاوت کر رہے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جس شوق اور پیار سے ان کی تلاوت کو سنتا ہے اس طرح اور کوئی چیز نہیں سنتا۔

ہمارا کردار کیا ہے ہم اسے غیر اہم سمجھ کر گفتگو کرتے ہیں یہ بڑا مبارک فعل ہے۔ رسول اللہ ﷺ خود بعض اوقات قرآن کی تلاوت سنتے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیتے کہ تم پڑھو اور آپ سنتے ۔ اس کو پڑھنا اور سننا دونوں موجب برکت اور موجب اجر ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

اِقْرَأُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ. ❷

''قرآن کی تلاوت کرو قرآن قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرتا ہوا آئے گا''۔

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ﴾ [الاعراف : ۲۰۴]

''جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو''۔

---

❶ بخاري، كتاب فضائل القرآن باب من لم يتغن بالقرآن رقم ۵۰۲۳.

❷ مسلم، كتاب صلاة المسافرين باب فضل قراءة القرآن رقم ۸۰۴.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تلاوت سننے کا حکم ہے لیکن ہم تلاوت قرآن کے وقت اپنی گفتگو میں مشغول ہوتے ہیں، یہ چیز عام طور پر ہماری کانفرنسوں میں ہوتی ہے جو دینی منہج کے خلاف ہے۔ اس پر توجہ دیں بہرحال سننے کے تعلق سے جو ذمہ داریاں آپ پر عائد ہوتی ہیں ان کا ملخص یہ ہے کہ نیتوں کی اصلاح، یکسوئی اور وقار کے ساتھ بیٹھنا یہ ظاہر ہو کہ آپ اللہ کا دین سن رہے ہیں جس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ پھر خشیت و انابت اور فہم جب یکسوئی سے بیٹھیں گے تو فہم بھی حاصل ہوگا اور حفظ بھی حاصل ہوگا۔ وہ حدیث اور مسئلہ دل میں نقش ہوگا۔

تبلیغ کی نیت سے سنیں:

پھر یہ عزم کریں کہ ہم نے اسے آگے پہنچانا ہے کیونکہ دین کی بقاء اسی طریق سے قائم ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث طبرانی کبیر (۲/۷۱) میں سند ثابت سے مروی ہے:

تَسْمَعونَ وَيُسْمَعَ مِنكم وَيُسْمَعُ مِمَّن يَسْمَعُ مِنْكُمْ.

''یہ دین تم مجھ سے سنتے ہو تم سے آگے لوگ سنیں گے ان سے آگے لوگ سنیں گے''۔

اس طرح یہ سماع کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا اور یہ ہے دین کی بقاء کا سلسلہ تو سنیں اور یاد کریں پھر آگے سنائیں اور پہنچائیں:

بَلِّغوا عَنِّي ولو آيةً. ❶

''میری طرف سے پہنچا دو اگرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو''۔

الا فَلْيُبَلِّغِ الشاهِدُ الْغَائِبَ. ❷

''خبردار چاہیے کہ جو حاضر ہو وہ غائب کو پہنچا دے''۔

یہ عزم لے کر اٹھیں کہ ہم نے اسے آگے پہنچانا ہے تاکہ دین کو پہنچانے کا سلسلہ قائم رہے،

---

❶ بخاري: ٣٢٧٤. ❷ بخاري ومسلم.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور یہ دین کے بقاء کی بڑی قوی اساس ہے۔ پھر یہ بھی عزم کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو عمل کی بھی توفیق دے کیونکہ علم کی زینت عمل ہے: صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ:

تَعَلَّمْنَا الْعِلْمَ وَالْعَمَلَ جَمِيْعًا.

''ہم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم اور عمل اکٹھے حاصل کیے''۔

یعنی علم لیتے اور اس پر فوری عمل کرتے۔

قرآن کی دس آیات اترتیں اگلی وحی کے نزول سے پہلے ان دس آیات پر عمل ہو چکا ہوتا۔ جو نبی علیہ السلام فرماتے ہم اس پر فوراً عمل کرتے یوں علم اور عمل دونوں ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ ایسا نہیں کہ آج علم حاصل کر لو عمل کل کر لیں گے جب ریٹائر ہوں گے اور بوڑھے ہوں گے تب عمل کریں گے۔ نہیں علم کی اصل زینت عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے۔ یہ کچھ ذمہ داریاں سننے کے حوالے سے ہیں۔

مقرر کی ذمہ داری:

کچھ ذمہ داریاں سنانے کے حوالے سے ہیں۔ جو ہمارے دوست، علماء، مقررین تشریف لائے ہیں اس کانفرنس میں یا کسی بھی کانفرنس میں وہ یہ بات نوٹ کر لیں یہ جو سامعین سامنے بیٹھے ہیں معلوم نہیں کہاں کہاں سے، تھر سے، کراچی سے، حیدرآباد سے، سکھر سے، ایسے ایسے دور دراز علاقوں سے تشریف لائے ہیں، ہر مقرر یہ سمجھے کہ یہ لوگ اتنی دور سے چل کر آئے ہیں، پیسہ بھی خرچ کیا، وقت بھی صرف کیا، اور یہاں بیٹھے ہیں، ان کا ایک ایک لمحہ میرے کندھوں پر امانت ہے، ان لمحات کو ضائع نہ کرو بلکہ یہاں کھڑے ہو کر میرا جو، ان کے ساتھ تعلق ہو، وہ وہی ہو جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور وہ کیا ہوتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ. ❶

❶ بخاری کتاب الرقاق باب الانتهاء عن المعاصی رقم ٦٤٨٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''کہ میں تمہیں آگ میں داخل ہونے سے تمہاری پشتوں سے پکڑ پکڑ کر کھینچ رہا ہوں''۔

آپ ﷺ کو جہنم سے بچانے کی اور اصلاح کی کتنی فکر ہوتی تھی۔ عقیدہ کی اصلاح کی، منہج کے اصلاح کی کہ میں تمہیں تمہاری پشتوں سے پکڑ پکڑ کر کھینچ رہا ہوں اور تم جہنم میں کودنے کی کوشش کر رہے ہو۔ لہٰذا سامعین کے تعلق سے ایسا اخلاص ہو کہ ان کا ایک ایک لمحہ میرے کندھوں پر امانت ہے ان کو نہ ضائع کرو اور نہ ضائع ہونے دو۔ ان کو دین سکھاؤ، دین کو ان تک منتقل کرو یہ ہے رسول اللہ ﷺ کا منہج! اللہ کے پیغمبر فرمایا کرتے:

إِنَّمَا أَنَا لَكُم بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ. ❶

''میں تمہارے لیے تمہارے والد کے مقام پر ہوں''۔

تم سے میرا تعلق ایسا ہے کہ جیسے بیٹے کا تعلق باپ سے ہوتا ہے۔ اور باپ اپنے بیٹے سے کس قدر مخلص ہوتا ہے۔ کوئی باپ اپنے بیٹے کی برائی چاہے گا؟ اس کا نقصان چاہے گا؟ اس پر بری نگاہ ڈالے گا؟ بڑے مسائل میں بھی اس حدیث کو سامنے رکھیں، بیسیوں مسائل کا استخراج اس حدیث سے ہوتا ہے کہ عالم اور معلم یا شیخ اور سامع یا مقرر اور سامع ان کا آپس میں کیا تعلق ہو۔ نبی ﷺ کا فرمان کہ میں تمہارے لیے تمہارے والد کے مقام پر ہوں تمہیں ہر خیر اور شر سے آگاہ کرتا ہوں:

ليس شيءٌ يُقربكُم إلى الجنةِ إلَّا وقد أمَرْتُكُم به. ❷

''جنت میں لے جانے والی ہر چیز میں نے بیان کر دی ہے جہنم سے بچانے والی ہر چیز میں نے بیان کر دی ہے''۔

---

❶ ابو داؤد کتاب الطهارة باب كراهية استقبال القبلة عن رقضاء الحاجة رقم الحديث :٨۔

❷ کنز العمال، رقم: ٩٣١٦. اسے علامہ البانی نے صحیح کہا ہے، السلسلة الصحيحة رقم ٢٨٦٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اتنا اخلاص تو ہونا چاہیے اور ہر نبی اس منہج کا پیروکار تھا۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلَى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ. ●

اللہ نے اس پیغمبر کو بھیجا جس کی یہ ڈیوٹی ہوگی یہ فرائض منصبی ہوگا کہ وہ اپنی امت کو ہر خیر کا راستہ بتائے اور شر کے ہر راستے سے آگاہ کرے ہر خیر کو بیان کرے اور ہر شر اور برائی سے بچائے۔ اور یہ مخلصانہ تعلق ہے ایک داعی اور سامع کا کہ یہ ان کے وقت کو برباد نہ کرے بلکہ ان کے ہر لمحہ کو کارآمد بنائے اور ان کی حاضری کو اپنے کندھوں پر بطور امانت تصور کرے، جب کہ ہم وقت برباد کرتے رہتے ہیں۔

دوران تقریر ہنسانا ہنسانا:

ہماری کانفرنسوں میں وقت کی بربادی یہ ہے کہ ہنسانے کا پروگرام، لطیفے، بتائیے کہ پیغمبر ﷺ کی سنت سے یہ ثابت ہے؟ پورے ذخیرہ احادیث سے صرف ایک حدیث بتلا دیں جس میں یہ ہو کہ آپ نے دوران وعظ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہنسایا ہو۔ یہ تو ثابت ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے وعظ کے دوران اپنی جھولیوں میں منہ ڈال کر روتے رہتے:

فَاضَتِ الْعُيُونُ وَرَقَّتِ الْقُلُوبُ. ●

یہ موسیٰ علیہ السلام کے وعظ کے اثر کا انداز ہے اور نبی کے وعظ متعلق یہ الفاظ ہیں:

وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ. ●

یہ تو ثابت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں دوران وعظ ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے

● مسلم كتاب الامارة باب وجوب الوفاء بيعة الخلفاء رقم ١٨٤٤.

● بخاري كتاب تفسير القرآن باب قوله فلما بلغا مجمع بينهما رقم ٤٧٦٦.

● سنن ترمذي كتاب العلم باب ماجاء في الأخذ بالسنة واجتناب البدع رقم ٢٦٧٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہماری آنکھیں بھیگ جاتیں لیکن یہ لطیفے، ہنسنا ہنسانا یہ کس منہج سے ثابت ہے یہ وقت کا ضیاع ہے۔ اللہ تعالیٰ روز قیامت اپنے سامنے کھڑا کرے کہ تمہارے سامنے ہزاروں افراد لاکر بٹھائے تو نے ان کا یوں وقت برباد کیا، یہ کوئی دین نہیں، یہ کوئی منہج نہیں اور ہمارے ہاں یہ خرابی بڑھتی جا رہی ہے۔ جس سے ایک نقصان یہ ہوا کہ لوگوں کا ذوق خراب ہوگیا۔ بعض کانفرنسوں میں میں نے بچشم خود دیکھا کہ ایک مدرسہ کے شیخ الحدیث بڑی علمی گفتگو کر رہے ہیں اور لوگ ٹہل رہے ہیں۔ اس کی گفتگو ختم ہوئی اور کسی گویے کے مسخرے کا اعلان ہوا۔ سارے لوگ بھاگ بھاگ کر آ رہے ہیں۔ اور اپنی ٹیپیں درست کر رہے ہیں۔ یہ ہے جہالت، علم کا فقدان، علم کا نقصان، منہج۔ کی خرابی، ذوق بگڑتا جا رہا ہے اصل علم سے لوگ دور ہوتے جا رہے ہیں اور بے عملی پھیلتی جارہی ہے۔ میرے دوستو اور بھائیو! اس اقدام کی حوصلہ شکنی ہونی چاہیے ایسا کوئی عالم یا مقرر جو لطیفے سنائے، ہنسائے یا تو اسے منع کر دیا اسے اسٹیج پر دعوت نہ دو۔

جب کہ ہمارا ذوق اس طرف بڑھ رہا ہے اور یہ کامیابی کا شعار بنتا جا رہا ہے اور لوگ یہ باتیں کرتے ہیں کہ فلاں عالم کی تقریر سنی ہنس ہنس کر پسلیاں درد کرنے لگیں اور یہ کامیابی کی دلیل ہے کہ اتنا ہنسایا کہ ہنس ہنس کر پسلیاں درد کرنے لگیں، یہ کون سا ذوق ہے کون سا دین ہے، کیا اللہ کے پیغمبر کی سنت یہی ہے؟ ایک اور خرابی اللہ معاف کرے یا اللہ ہماری حالتوں پر رحم فرمایئے کیا ہوگیا ہے، یہ قوم کس طرف جا رہی ہے۔ بقاعدہ گایا جاتا ہے اور وہ بھی گانوں کی طرز پر گویا کہ اس شخص نے یہ گانا بار بار سنا ہوگا، میوزک کو بار بار سنا ہوگا تا کہ وہ دھن پکی ہو اور وہ آگے لوگوں کو سنا سکے۔

لیکن رسول اللہ ﷺ کی حدیث کہ

نَهٰی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْمُحَاکَاۃِ۔ ❶

کہ رسول اللہ نے لہجے میں نقلیں اتارنے سے منع کیا۔

---

❶ اس کا حوالہ مجھے مل نہیں سکا۔ معذرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور نقلیں اتارنا وہ بھی گویوں، میراثیوں کی اور فحش گوئیوں کی اور یہ کتنا معیوب عمل ہے اور وہ بھی اسٹیج پر دوران وعظ دوران تقریر! میرے دوستو! یہ منہج کی خرابی ہے۔ بڑا گھٹیا ذوق ہے یہ سننا بھی گناہ اور سنانا بھی گناہ۔ یہ سارے اعمال منہج نبوی ﷺ کے خلاف ہیں۔ سنت صرف چند امور کا نام نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یہ مکمل دستور حیات ہے اور سننا سنانا تو دین کا اہم ترین شعبہ ہے۔ جو لوگ سننے کے لیے آتے ہیں ان کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ کی دعا ہے کہ یا اللہ ان کے چہرے تروتازہ کردے۔ تو سننے اور سنانے میں یہ شیطانی عمل شامل ہو جائے لطیفے سنو لطیفے سناؤ اور فلمی گانوں کی طرز پر اشعار پڑھو۔ چاہے اشعار کیسے ہی کیوں نہ ہوں یہ کتنا خطرناک تشبہ ہے، کتنی خطرناک محاکات ہے یہ فعل مجرمانہ ہے جو اس قوم کی صفوں میں سرائیت کرتا جا رہا ہے۔ تو کانفرنسوں میں ہونے والے یہ امور قطعی طور پر خلاف منہج نبوی ﷺ ہیں۔

سامعین سے سبحان اللہ کہلوانا:

ایک چیز اور جسے میں بدعت کہوں گا وہ یہ کہ جب مقرر تقریر کرتا ہے اور لوگوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ سب لوگ مل کر سبحان اللہ کہو، لوگ کہتے ہیں، کہتا ہے اور زور سے کہو، لوگ اور زور سے کہتے ہیں کہتا ہے فلاں کونے سے آواز نہیں آئی اور زور سے کہو لوگ کہتے ہیں، میرے دوستو! یہ اجتماعی ذکر کتاب وسنت کی کس نص سے ثابت ہے؟ یہ لوگوں سے اجتماعی ذکر کروانا کہ مل کر لا الہ الا اللہ کہو مل کر سبحان اللہ کہو پھر اللہ اکبر کہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم تو اس روش کو بدعت کہتے ہیں۔ سنن دارمی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا وہ پورا قصہ آپ کے سامنے ہے کہ مسجد میں ایک جماعت کو دیکھا جو باقاعدہ مستقل اللہ کا ذکر کر رہے ہیں ایک شخص ان کی قیادت کر رہا ہے وہ کہتا ہے کہ سب مل کر سبحان اللہ کہو مل کر لا الہ الا اللہ کہو۔ لوگ کہہ رہے ہیں جب وہ اس عمل سے فارغ ہوئے تو انہوں نے کیا فرمایا:

لَقَدْ جِئْتُمْ بِبِدْعَةٍ ظُلْمًا.

''تم نے اس دین پر ظلم کرتے ہوئے ایک بدعت کو جاری کیا ہے''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس موقعہ پر انہوں نے یہ بھی فرمایا:

فعُدُّوا سَيِّئَاتِكُمْ فأنا ضامِنٌ أنْ لّا يُضِيعَ مِنْ حَسَنَاتِكُمْ شيْءٌ. ❶

''کہ جو کام تم کر رہے ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ تم گناہ کر کے آؤ اور وہ گناہ شمار کرو یہ گناہ شمار کرنا، گننا تمہاری نیکیوں کو ضائع نہیں کرے گا''۔

تم با آواز بلند اجتماعی آواز سے مل کر سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ رہے ہو اور اسے گنتے جا رہے ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ تم گناہ کر کے آؤ اور وہ گناہ گنو۔

کیوں! اس لیے کہ اگر تم گناہ کرو گے وہ شمار کرو گے تو گناہ کا ایک وبال ہے مگر وہ نیکیوں کو برباد نہیں کرے گا۔ گناہ اپنی جگہ اور نیکیاں اپنی جگہ گناہوں کے پلڑے میں گناہ رکھے جائیں گے اور نیکیوں کے پلڑے میں نیکیاں ہوں گی دونوں کا وزن ہوگا اور فیصلہ ہوگا۔ لیکن جو کام تم کر رہے ہو چونکہ یہ بدعت ہے اور بدعت نیکیوں کو بھی برباد کر دیتی ہے نمازیں برباد ہو رہی ہیں، روزے برباد ہو رہے ہیں۔ ان لوگوں نے کیا کہا:

مَا أرَدْنا إلَّا الْخَيْرَ.

جو آج لوگ کہتے ہیں کہ اچھا کام ہی تو کر رہے ہیں خیر ہی تو کر رہے ہیں۔

صحابی رسول ﷺ نے فرمایا:

وَكَمْ مِنْ مُرِيدٍ لِلْخَيْرِ لَنْ يُصِيبَهُ.

اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو۔ بہت سے لوگ جن کی نیت خیر ہی کی ہوتی ہے لیکن خیر ان کو نصیب نہیں ہوتی، کیوں کہ خیر کی بنیاد محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ پھر اگر یہ کام خیر کا ہے، افضل ہے۔ تو اللہ کے پیغمبر سے پوچھو کہ آپ نے کبھی دوران وعظ کہا ہو کہ مل کر سبحان اللہ کہو مل کر نعرہ مارو نعرہ تکبیر کہو، کیا اللہ کے نبی ﷺ کے منہج سے یہ چیزیں ثابت ہیں؟ قطعاً نہیں، کہیں کوئی ذکر نہیں، کہیں کوئی وجود نہیں۔ یہ نہیں

❶ سنن دارمی: ۷۹/۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ رسول اللہ ﷺ سے ہم بڑے واعظ ہیں (نعوذ باللہ) نبی ﷺ کا فرمان ہے:

أنا أفصحُ العَربِ.

''پورے عرب میں سب سے بڑا فصیح وبلیغ میں ہوں''۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

بُعِثتُ بِجَوَامِعِ الكَلِمِ. ❶

''مجھے اللہ نے جوامع الکلم دیئے ہیں''۔

اللہ نے مجھے یہ مقام دیا ہے کہ صرف ایک جملہ بول کر جنت کا پورا پروگرام واضح کر سکتا ہوں صرف ایک جملے سے..... یہ میرا مقام ہے کہ صرف ایک جملہ سے پورا دین سمجھا سکتا ہوں۔ منہج سمجھا سکتا ہوں۔ جنت کا پورا راستہ بیان کر سکتا ہوں، اور احادیث میں ایسی بیسیوں مثالیں موجود ہیں۔ تو ایک واعظ کا یہ کہنا کہ سبحان اللہ کہو بھائی ذرا زور سے کہو بھائی لگتا ہے میں کسی قبرستان میں بیان کر رہا ہوں۔ مردوں سے خطاب کر رہا ہوں حالانکہ اپنا دل مردہ ہوتا ہے جب سنت چھوٹے گی تو یقیناً یہ وبال آئے گا۔ تو یہ تمام چیزیں سننے اور سنانے کی سنت کے خلاف ہیں۔

نعرہ بازی:

ایک بڑی خطرناک رمز میں نے دیکھی پروگرام ہو رہا ہے، تقریر ہو رہی ہے قرآن کی تلاوت ہو رہی ہے یا پیغمبر ﷺ کی حدیث بیان ہو رہی ہے اور کوئی صاحب اسٹیج پر آتے ہیں ان کو دیکھتے ہی لوگ نعرہ بازی شروع کر دیتے ہیں۔ اس کا کیا معنی یہ جو تقریر ہو رہی ہے جو قرآن پڑھا جا رہا ہے اسے روکا جائے اس قرآن سے، پیغمبر ﷺ کے فرمان سے یہ آنے والا بڑا ہے اس کی تعظیم کرو قرآن بند کرو حدیث بند کرو آنے والا بڑا ہے اس کی تعظیم کرو۔ کتنی افسوسناک اور باطل روش ہے۔ یہ سارے امور جلسوں اور کانفرنسوں کی سننے اور سنانے والی جو سنت ہے اس کے منافی

❶ بخاري كتاب الجهاد باب قول النبيؐ نصرت بالرعب رقم: ٢٩٧٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ یہاں تو اللہ کا خوف ہونا چاہیے اور یہ کوشش کریں کہ یہاں ایک ایک لمحہ اللہ کی رضا میں بسر ہو اور دین کے مطابق بسر ہو، تاکہ ہمارا آنا جانا سننا، سنانا اللہ قبول فرمائے، اللہ ہم سے راضی ہو، تو یہ وہ چند امور تھے جو دیکھنے میں آتے ہیں سننے میں آتے ہیں بڑے افسوس ناک ہیں، ان کا تدارک باہمی تعاون کے ساتھ ہونا چاہیے۔

میرے دوستو اور بھائیو! جو لوگ اس سماع اور اجتماع ایسے عظیم عمل کو منہج نبوی کے خلاف بناتے ہیں یا گزارتے ہیں وہ لوگ خطرناک ہیں ان کا نام چاہے کتنا بڑا ہو القاب چاہے کتنے بڑے ہوں لیکن ہمارے لیے شخصیتیں نہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر کا منہج اہم ہے اور یہ بات یاد رکھو: حق، رجال سے نہیں پہچانا جاتا رجال حق سے پہچانے جاتے ہیں:

اَلْحَقُّ مَا یُعْرَفُ بِالرِّجَالِ وَاِنَّمَا یُعْرَفُ بِالْحَقِّ.

رجال جو ہیں وہ حق سے پہچانے جاتے ہیں، رجال کی پہچان حق سے ہوتی ہے اگر وہ حق سنتے ہیں سناتے ہیں اور حق اپناتے ہیں تو وہ قابل قدر ہیں، محترم ہیں، اگر وہ حق سے دور ہیں تو ان کی کوئی وقعت نہیں، تو اس قسم کے روش کی حوصلہ شکنی ہونی چاہیے۔ سننا اور سنانا یہ مستقل ایک عبادت ہے، دین کا ایک اہم شعبہ ہے اس عمل کا اجر و ثواب ہے۔ اور یہ حاصل تب ہو گا جب یہ سارا عمل اللہ کے پیغمبر کی سنت اور آپ ﷺ کی ہدایت کے مطابق ہو گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کیسے سنتے، اللہ کے پیغمبر ﷺ کیسے سناتے، رسول اللہ ﷺ کا سامعین کے ساتھ کیا مخلصانہ تعلق ہوتا۔ کس طرح ان کے ایک ایک لمحے کو اپنے کندھوں پر امانت تصور کرتے، ان کو دین کی غذا دیتے، روحانیت ان کی طرف منتقل کرتے، یہ اللہ کا خوف ہونا چاہیے اور شریعت کی ان بنیادوں کو پورا کرنا چاہیے۔ تاکہ یہ سارے امور جو یقیناً اہم ترین ہیں قرآن وحدیث کے مطابق یہ سب کچھ ہم کریں اور جو سارے منفی کام ہیں جو نہ قرآن سے ثابت ہیں نہ حدیث سے ثابت ہیں۔ ان سے اجتناب ہونا چاہیے۔ اگر اجتناب نہیں کریں گے تو پھر یہ سارا عمل باطل اور بے کار ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں اور جو لوگ اس عمل کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں وہ مشکوک و ناقابل اعتماد لوگ ہیں۔ لہٰذا ہم اس اہم ترین کام کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق انجام دیں گے تو قابل قدر نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔ ہمارے بزرگ ہمارے اسلاف انہوں نے مسلک اہل حدیث کس طرح پہنچایا ان سادہ قرآن وحدیث کے دروس کے ذریعہ، منہج سلف، صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال بڑی سادگی سے وہ پیش کرتے بیان کرتے اور لوگ سنتے اور سن کر اسلام قبول کرتے، عمل کرتے، عقیدے پختہ ہوتے۔ آج وہ چیزیں مفقود ہیں اس لیے کہ سننے اور سنانے میں جو اخلاص کا عمل ہے، اخلاص کا راستہ ہے اور جو تقویٰ کے تقاضے ہیں اور اللہ کے پیغمبر کی اتباع کے تقاضے ہیں وہ تقاضے مفقود ہوتے نظر آرہے ہیں۔

من گھڑت قصے و واقعات سنانا:

ایک انتہائی خطرناک روش یہ بھی ہے کہ بغیر تحقیق وبصیرت کے موضوع روایات من گھڑت قصے اور واقعات کا سہارا لیا جاتا ہے انہیں سنایا جاتا ہے اور بیان کیا جاتا ہے یہ خطرناک عمل ہے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. [1]

جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے گا اور کہے کہ یہ قول، رسول اللہ ﷺ کا ہے حالانکہ وہ بات میں نے نہیں کہی تو فرمایا کہ وہ دنیا میں طے کر لے کہ روز قیامت میرا ٹھکانا جہنم کے سوا کچھ نہیں۔ وہ آج طے کر کے جائے میں قیامت کے دن جہنم میں جاؤں گا اور کہیں نہیں جاؤں گا وہ یہیں یہ طے کر کے جائے:

مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. [2]

جس شخص نے میری طرف وہ بات منسوب کی جو میں نے کہی ہی نہیں فرمایا کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے وہ جہنم میں جائے گا جہنم کے سوا کہیں نہیں جائے گا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب العلم باب إثم من كذب على النبيّ رقم ۔ ۱۱۰۔

[2] بخاری : ۱۰۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو یہ بھی ایک خطرناک روش ہے۔ دعوت میں بصیرت ہونی چاہیے۔ دیکھیں جو اللہ کے دین کا داعی ہے وہ انبیاء کا جانشین ہے۔ اللہ اس سے وہ کام لے رہا ہے جو کام اللہ انبیاء سے لیتا ہے تو اس عمل کو ہم کوشش کریں کہ انبیاء کے منہج اور ان کی سنت کے مطابق بنائیں تاکہ اس کا فائدہ ہو ورنہ میرے بھائیو یہ لاکھوں کے فنڈز جمع کرنا خرچ کرنا، کھانا کھلانا رونقیں میلے لگا لینا یہ کافی نہیں ہے۔ جب تک یہ سارے امور اور یہ سارے کام اللہ کے پیغمبر کی سنت اور ان کے منہج کے مطابق نہ ہو، تب تک ان کا کوئی فائدہ نہیں۔

تو ہمیں چاہیے کہ ہم اس اہم ترین عمل کو اللہ کے پیغمبر کے بتائے ہوئے راستے اور منہج کے مطابق اپنانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ تو یہ چند چیزیں جن کا کانفرنس سے تعلق تھا میں نے صدارتی خطبے کے لیے ان کو اختیار کیا۔ خیال تھا کہ ان کو لکھوں گا، لیکن گذشتہ ہفتے میں ملک سے باہر شارجہ میں تھا اور اس قدر پروگراموں میں الجھا ہوا تھا کہ وقت نہیں نکال سکا لہٰذا زبانی یہ گذارشات پیش کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں اخلاص پیدا فرما دے ہمارے قلوب کو تقویٰ کے نور سے منور فرما دے ہمیں خالص کتاب وسنت سننے اور سنانے کی توفیق عطا فرما دے۔

اقول قولی ھذا استغفراللّٰہ لی ولکم واخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبه جمعة المبارك

رسول اللہ ﷺ کے حقوق

قرآن وسنت کی روشنی میں

إِنَّ الْحَمْدَلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَ نَسْتَعِينُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ وَ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ.

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهِ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَ أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ [آل عمران : ۱۰۲]

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾ [النساء: ۱]

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوا قَوْلًا سَدِيْدًا ○ يُّصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ [الاحزاب : ۷۰، ۷۱]

امابعد! فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَ أَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَ شَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهٖ أَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴾ [النور: ۶۳]

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ [محمد: ۳۳]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَیْسَ عَلَیْہِ أَمْرُنَا فَھُوَ رَدٌّ. ❶

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ. ❷

اللہ رب العزت ہمیں اپنے پیغمبر اکرم الخلائق سید ولد آدم محمد رسول اللہ ﷺ کے حقوق سمجھنے کی توفیق دے دے تو بہت بڑی سعادت ہوگی۔

کتاب وسنت کے مطالعے سے میرے سامنے تقریباً دس حقوق آئے ہیں، جو اللہ کے نبی ﷺ کے ہم پر عائد ہوتے ہیں۔

پہلا حق: ایمان لانا:

یہ کہ ہم اللہ کے نبی ﷺ پر ایمان لائیں:

﴿ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ﴾ [المجادلہ : ٤]

”کہ تم اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لاؤ“۔

﴿ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ ﴾ [النساء : ١٣٦]

”اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لاؤ“۔

ایمان لانا یہ محمد رسول اللہ ﷺ کا بنیادی حق ہے کہ ہم سب آپ پر ایمان لائیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْھَدُوْا أَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَیُؤْمِنُوْا بِیْ وَبِمَا جِئْتُ بِہٖ. ❸

---

❶ صحیح بخاری کتاب الصلح باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود رقم ٢٦٩٧۔ صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب نقض الأحکام الباطلۃ وَرَدُّ مُحدثاتِ الأمور رقم ١٧١٨۔ سنن الدارقطنی ٢٢٧/٤۔ مسند ابی عوانہ ١٧١/٤۔

❷ الأربعین لحسن بن سفیان ص ٥١ (٩) السنۃ لابن ابی عاصم ١٢/١ (١٥) بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب ٢٣٦٦/٥۔

❸ صحیح مسلم، کتاب الایمان باب الأمر بقتال الناس حتی یقولوا لَا الٰہ اِلَّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ، رقم: ٢١۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''کہ مجھے اللہ کا یہ حکم ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں، لڑوں، جنگ کروں اس وقت تک جب تک وہ اللہ کی توحید کو قبول نہ کرلیں اور مجھ پر ایمان نہ لے آئیں صرف مجھ پر ہی نہیں بلکہ بما جئت بہ جو اللہ کی طرف سے وحی ہے جو میں لے کر آیا ہوں اس پر بھی ایمان لے آئیں''۔

نبی ﷺ پر ایمان لانا اور جو کچھ آپ لائے جو آپ کا دین ہے، شریعت ہے، اس پر ایمان لانا یہ آپ کا حق ہے ایمان لانے کا معنی یہ ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی تصدیق ہو۔ زبان سے اس کا اقرار ہو اور دل سے گواہی ہو اور پھر عمل اس اقرار اور گواہی کے مطابق ہو۔ اگر خالی زبان کے دعوے ہیں اور دل میں محمد ﷺ کی شریعت کے ساتھ ایمان والا کھرا تعلق نہیں ہے تو یہ نفاق ہے:

﴿ اِذَا جَاۗءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ﴾ [المنافقون : ۱]

''کہ یہ منافقین آپ کے پاس آتے ہیں اور آکر کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں''۔

انہیں جھوٹا کیوں کہا گیا حالانکہ وہ اللہ کے پیغمبر کی رسالت کی گواہی دے رہے ہیں، انہیں جھوٹا اس لیے کہا گیا کہ یہ بات ان کی زبانوں پر تھی دل میں نہیں تھی۔ جس چیز کا نام وہ شہادت رکھتے ہیں وہ شہادت نہیں۔ وہ شہادت بنتی ہی نہیں۔ شہادت تب بنے جب زبان سے اقرار ہو، دل سے تصدیق ہو اور عمل بھی اس اقرار اور تصدیق کے مطابق ہو۔ فرمایا کہ یہ جھوٹ بولتے ہیں، یہ محمد رسول اللہ ﷺ کا سب سے مقدم حق ہے کہ آپ پر ایمان لائیں۔

دوسرا حق: اطاعت کرنا:

یہ کہ آپ ﷺ کی اطاعت ہم پر واجب ہے اس کی دلیل میں اللہ پاک کا فرمان ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾
[محمد : ۳۳]

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرو''۔

﴿وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا﴾ [النور: ٥٤]

''تم ہدایت یافتہ تب ہی قرار پاؤ گے جب میرے پیغمبر کی اطاعت کرو گے''۔

آپ ﷺ کی اطاعت کرنا یہ آپ کا حق ہے۔

تیسرا حق: اتباع کرنا:

یہ کہ آپ کی اتباع کی جائے۔ اطاعت اور اتباع میں فرق ہے، اطاعت سے مراد یہ ہے کہ آپ کے فرامین کو مانا جائے اور اتباع سے مراد یہ ہے کہ آپ کے عمل کی پیروی کی جائے۔ جو کچھ چیز آپ فرما دیں اور حکم ارشاد فرما دیں اسے قبول کرنا اطاعت ہے۔ اور جو کام آپ کریں اس کے مطابق کرنا یہ آپ کی اتباع ہے فرمایا:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ [آل عمران : ۳۱]

''اے پیغمبر! کہہ دیجئے کہ لوگو اگر تم اللہ کی محبت کے طلب گار ہو تو اس کا ایک ہی راستہ ہے جب تک اس راہ پر نہیں چلو گے اللہ کی محبت تک نہیں پہنچ سکتے''۔

وہ راستہ کیا ہے: فَاتَّبِعُونِي یعنی میری اتباع کرلو۔ ہو بہو میرے عمل کی طرح اپنے عمل بنالو۔ میری نماز کی طرح اپنی نماز بنالو، میرا حج، روزہ، زکوٰۃ، عمرہ، جہاد یہ تمام اعمال جس طرح میں ادا کرتا ہوں اس طرح ادا کرو یہ اتباع ہے۔ اٹھنا، بیٹھنا، صورت اور سیرت، سونا اور جاگنا، کھانا اور پینا اور زندگی کے تمام تصرفات خرید و فروخت تجارت یہ سب کچھ میری طرح بنالو یہ اتباع ہے۔

اگر یہ اتباع کرو گے تو اللہ کے محبوب بن جاؤ گے۔ اس آیت کے بہت سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شانِ نزول ہیں۔ اس کے اسبابِ نزول کتب تفاسیر میں بہت سارے وارد ہوئے۔ ایک سبب نزول یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے کہا کہ اللہ رب العزت کی محبت ہمارے دلوں میں ہے۔ اس محبت کا ظاہری معیار کیا ہے؟ تو اللہ نے اس سوال کا جواب دیا:

﴿ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ ﴾

یعنی اللہ کی محبت کا ظاہری معیار اور ظاہری کسوٹی میرے پیغمبر کی اتباع ہے۔

ایک سبب نزول یہ بھی ہے کہ کعب بن اشرف یہودیوں کا سردار اس نے دعویٰ کیا:

نَحْنُ اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ۔ ❶

یعنی کہ ہم سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

نَحْنُ اَحِبَّاءُ اللّٰهِ۔

یعنی ہم اللہ کے پیارے ہیں، اللہ سے ہمیں محبت ہے اور اللہ کو ہم سے محبت ہے اللہ نے جواب دیا:

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ ﴾

اسے بلا کر کہہ دو کہ اگر تم اللہ کی محبت کے دعوے میں مخلص اور سچے ہو تو اس کا راستہ تو میرے پیغمبر کی اتباع ہے۔ یہ اتباع محمد رسول اللہ ﷺ کا حق ہے۔

چوتھا حق: متنازع فیہ مسائل میں رسول کو حاکم ماننا:

یہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کیا جائے۔ اختلافی امور میں خاص طور پر یہ متعین حق ہے۔ چونکہ اختلاف ممکن ہے بلکہ بکثرت ہو رہے ہیں ان اختلافی امور میں سوائے ایک راستے کے اور کوئی راستہ نہیں۔ وہ ہے کہ اللہ کے رسول کا حکم ماننا، اللہ کے رسول کو فیصل ماننا اور جو فیصلہ آپ ﷺ فرما دیں اس کو بغیر کھٹک

---

❶ العجاب في بيان الأسباب، ٢/ ٦٧٧۔ یہ کتاب شہاب الدین ابی الفضل احمد بن علی المعروف ابن حجر عسقلانی کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اور بغیر تنگی کے قبول کر لینا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [النسآء: ٦٥]

''تیرے رب کی قسم کہ یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہوں گے جب تک اپنے اختلافات میں اپنے تنازعات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں اور آپ کو حاکم مان لینے کے بعد آپ سے فیصلہ نہ کروائیں۔ اور فیصلہ کرا لینے کے بعد اس فیصلے کو سن کر اپنے دل میں کوئی کھٹک اور تنگی محسوس اور خلجان محسوس نہ کریں''۔

اگر حاکم آپ ﷺ کو مانیں اور فیصلہ آپ سے کرائیں لیکن فیصلے کو سن کر دل میں تنگی آئے تو پھر بھی مومن نہیں ہو سکتے۔ چہ جائے کہ ہم اپنے اختلافی امور میں اپنی اپنی شخصیات کو کافی و وافر سمجھیں۔ یہ ایمان کی بات نہیں۔ ایمان کی بات یہ ہے کہ اختلافی امور میں سوائے اللہ کے رسول کو حاکم ماننے کے کوئی چارہ کار نہیں کوئی راستہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔ [1]

''میرے بعد تم بڑے اختلافات دیکھو گے۔ بڑے تنازعات دیکھو گے''۔

عقیدے میں اختلافات، نماز میں اختلاف، روزے میں اختلاف، حج کے طریقہ میں اختلاف زکوٰۃ کے مسائل میں اختلاف، جہاد کے مسائل میں اختلاف حتیٰ کہ اللہ کی توحید میں اختلاف، فرمایا جب تم یہ اختلافات دیکھو تو پھر تمہارا ایک ہی راستہ متعین کر دیا گیا ہے پس تم ایک ہی راستے کے پابند کر دیے گئے ہو۔

[1] سنن ابی داؤد کتاب السنة باب فی لزوم السنة، رقم: ٤٦٠٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي.

ہر چیز کو چھوڑ دینا۔ اور میری سنت کے ساتھ چمٹ جانا۔

میری سنت کو اختیار کر لینا اگر کوئی چیز میری سنت میں نہ ملے تمہارا فہم اس تک پہنچنے سے قاصر ہو تو خلفائے راشدین کا طریقہ تمہارے سامنے موجود ہے۔ یہ بھی اللہ کے رسول کا حق ہے کہ دو انسانوں میں یا دو گروہوں میں، دو جماعتوں میں، دو مذاہب میں اگر اختلاف ہو جائے تو فرمایا کہ امر متعین صرف یہ ہے کہ ہر چیز کو چھوڑ کر اللہ کے رسول کی سنت کے ساتھ چمٹ جاؤ۔

اللہ کے پیغمبر زندہ ہوں تو آپ کی ذات مقدسہ کی طرف رجوع کیا جائے، اللہ کے پیغمبر کے انتقال کے بعد آپ ﷺ کی سنت اور آپ کی حدیث کی طرف رجوع کیا جائے۔ یہ امر متعین ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کا حق ہے۔

پانچواں حق: آپ ﷺ کی مخالفت نہ کی جائے:

یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت سے گریز کیا جائے کہ جو دین آپ نے دیا ہے اس میں کوئی کمی نہ کی جائے اللہ کا فرمان ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ [النور: ٦٣]

”جو میرے رسول کے امر کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیے دنیا کے کسی فتنے سے اور آخرت میں اللہ کے دردناک عذاب سے“۔

جو اللہ کے رسول کے امر کی مخالفت کرتے ہیں وہ دنیا میں فتنوں کا شکار ہوں گے انہیں سکون نہیں ملے گا اور آخرت کا دردناک عذاب تو ہے ہی۔

تو پانچواں حق یہ ہے کہ اللہ کے رسول کے فرامین اور اللہ کے رسول کی سنتوں کی مخالفت نہ کی جائے ہو بہو اتباع کی جائے اور پیروی کی جائے۔

چھٹا حق: آپ ﷺ کے فرامین کو کافی سمجھنا:

یہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ جو دین لے کر آئے وہ دین کافی اور شافی ہے اس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پر اضافہ نہ کیا جائے۔ یعنی

تَرْكِ إِحداثِ.

کوئی ایک نکتہ اور کوئی ایک شوشہ اپنی طرف سے بنا کر اس دین میں داخل نہ کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ عَمِلَ لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ. ❶

جو شخص کوئی کام کرے جس کام پر ہماری مہر نہ ہو ہمارا ٹھپہ نہ ہو وہ کام مردود ہے وہ کام کرنے والا بھی مردود ہے آپ کا فرمان ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا. ❷

جو شخص ایک نئی چیز جاری کر دے اس دین میں داخل کر دے۔ جو قرآن میں نہیں اور حدیث میں نہیں۔ اس پر دن رات اللہ کی لعنتیں برستی ہیں۔ اور اللہ کی پھٹکاریں برستی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

إِنَّ اللّٰهَ حَجَبَ التَّوبَةَ عَنْ كُلِّ صاحِبِ بدعةٍ حتّى يَدَعَ بِدْعَتَهُ. ❸

---

❶ صحیح بخاری كتاب الصلح باب اذا اصطلحوا علی صلح جور الصلح مردود رقم ۲٦۹۷. صحیح مسلم كتاب الاقضية باب نقض الأحكام الباطلة وَرَدِّ مُحدثاتِ الأمور رقم ۱۷۱۸. سنن الدارقطنی ٤ ۲۲۷. مسند ابی عوانه ٤/ ۱۷۱.

❷ صحیح بخاری كتاب الحج باب حرم المدينه رقم ۱۸٦۷. صحیح مسلم كتاب الحج باب فضل المدينة و دعاء النبیﷺ فيها ما لبركة رقم ۱۳٦٦. یہ حدیث صحیحین میں ان الفاظ سے مروی ہے: من أحدث فيها حدثا فعليه لعنة الله و الملائكة و الناس أجمعين لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفا و لا عدلا اور مسند الربیع میں یہ الفاظ جابر رضی اللہ عنہ سے اس طرح منقول ہیں: لعن الله من أحدث في الإسلام حدثا أو آوى محدثا لا يقبل منه صرف وعدل (مسند الربيع ص ٣٦ و ٣٧٢، امام ربیع کا مکمل نام یہ ہے: الربيع بن حبيب بن عمر الازدی بن البصری) والله اعلم (م۔ع).

❸ الاحاديث المختارة للمقدسی (٦:۷۲۔۷۳) المعجم الأوسط اس روایت کو البانی نے صحیح کہا ہے۔ دیکھئے: صحیح الترغیب والترهيب، رقم ٥٤. للطبرانی (۳/ ۲۸۱).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اللہ تعالیٰ نے بدعتی انسان سے توبہ کو چھپا لیا"۔

تَرک إحدَاث.

اس دین میں کوئی اضافہ نہ کیا جائے یہ بھی اللہ کے رسول کا حق ہے۔ کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ پورے اخلاص کے ساتھ اور پوری دیانت داری کے ساتھ پورا دین پیش کر گئے اور اس خلق پر حجت قائم کر گئے اور یہ الفاظ کہہ کر گئے۔

لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهِ بَعِيْرٌ لَّهُ رُغَاءٌ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغِثْنِي فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُ. ❶

ایسا نہ ہو قیامت کے دن میرے پاس آؤ، اور تمہاری حالت بڑی خوفناک ہو قابل رحم ہو اور قابل ترس ہو اور کہہ رہے ہو کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہماری مدد کرو ہمیں بچا لیجئے۔ اس وقت میں یہ کہوں کہ آج میں تمہارے لیے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا اور میرا ایک ہی جواب ہوگا کہ میں نے پورا دین پہنچا دیا ہے۔ کیونکہ میں نے اپنی بیٹی پر بھی حجت قائم کر دی۔

أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا.

"اے فاطمہ! اپنے آپ کو جہنم سے خود بچانا میں نے پورا دین سمجھا دیا اس پر عمل کرنا۔ اور اس پر عمل کیے بغیر قیامت کے دن تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا"۔

سَلِيْنِي مَا شِئْتِ مِنْ مَّالِي. ❷

"دنیا میں میرے مال سے جو چاہو مانگ لو"۔

یہی بات آپ نے اپنی پھوپھی کو کہہ دی، یہی بات پورے خاندان سے کہہ دی، یہی بات آپ نے اپنی بیویوں سے کہہ دی:

فَرُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْآخِرَةِ. ❸

❶ صحیح بخاری کتاب الجهاد والسير باب الغلول رقم ۳۰۷۳.

❷ صحیح بخاری کتاب الوصایا باب هل يدخل النساء والولد في الاقارب رقم ۲۷۵۳.

❸ صحیح بخاری کتاب العلم باب العلم والعظة بالليل رقم ۱۱۵. ترمذی (۴/ ۴۸۷).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’دنیا میں بہت عورتیں لباس پہنتی ہوتی ہیں لیکن قیامت کے دن برہنہ کر کے اٹھایا جائے گا‘‘۔

یہ لباس دنیا کے عہدوں کے لباس، دنیا کے تعلقات کے لباس، دنیا کے مناصب کے لباس، لیکن اگر عمل نہیں ہوگا یہ لباس کام نہیں آئیں گے بلکہ وہ خاتون برہنہ آئے گی ان لباسوں سے عاری آئے گی۔ اللہ کے رسول جو دین دے کر گئے اس پر قناعت کی جائے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

ليس شيءٌ يُقربكُمْ إلى الجنةِ إلاّ وقد أمَرْتكُمْ به. ❶

’’ہر وہ عمل اور ہر وہ چیز، ہر وہ عقیدہ جو تمہیں جنت میں پہنچا سکتا ہے وہ میں نے بیان کردیا۔ اس میں اضافہ نہ کیا جائے، لہٰذا

ترک احداث

یہ اللہ کے رسول کا حق ہے۔

ساتواں حق: آپ ﷺ سے خیر خواہی کرنا:

یہ کہ رسول اللہ کے ساتھ پوری خیر خواہی ہو اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ. ’’دین خیر خواہی کا نام ہے‘‘۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا:

لِمَنْ ’’کس کے لیے خیر خواہی‘‘۔

---

❶ کنزالعمال، رقم: ۹۳۱۶۔ اسے علامہ البانی نے صحیح کہا ہے، السلسلة الصحيحة رقم ۲۸۶۶۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِہِمْ. ❶

''ایک اللہ کے لیے دوسرا اللہ کی کتاب کے لیے اور تیسرا اللہ کے رسول ﷺ کے لیے اور چوتھا عامۃ الناس کے لیے اور پانچواں مسلمانوں کے حکمرانوں کے لیے''۔

اس میں اللہ کے رسول کا نام بھی ہے کہ اللہ کے رسول کے ساتھ خیر خواہی کی جائے، خیر خواہی یہ ہے کہ آپ پر ایمان لائیں، خیر خواہی یہ ہے کہ آپ کے دین کو قبول کریں۔ خیر خواہی یہ ہے کہ وہ دین جو آپ نے تکلیفیں سہہ سہہ کر ہم تک پہنچایا اسے پوری طرح اپنائیں، یہ خیر خواہی کہ آپ کے مشن کی آب یاری کی جائے۔ آپ کا مشن کیا ہے؟ اسے سمجھا جائے۔ اور دین کو پہچانا جائے اور پھر دعوت کے ذریعے اور جہاد کے ستون کے ذریعے اس مشن کی آب یاری کی جائے۔ آپ شروع سے آخر تک اللہ کی توحید کے مبلغ اور خادم تھے۔ آپ نے دعوت کا آغاز کیا:

قُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوْا. ❷

اے لوگو! لا الہ الا اللہ پڑھ لو۔ یہ تمہاری فلاح اور کامیابی کا پروگرام ہے۔ عرب وعجم کے مالک بن جاؤ گے دنیا میں فلاح پاجاؤ گے قیامت کے دن فلاح پا جاؤ گے لا الہ الا اللہ پڑھ لو اور اللہ کی توحید کا اقرار کرلو۔

یہ آپ کا مشن ہے اس مشن کو روکنے کی کوشش کی گئی۔ راستے میں کانٹے بچھائے گئے آپ باز نہ آئے، پتھر مارے گئے آپ باز نہ آئے، کبھی آپ کو ساحر اور دیوانہ اور مجنوں کہا گیا آپ باز نہ آئے آپ توحید کی دعوت کو سناتے جا رہے ہیں، آپ کا چچا ابولہب آپ کے پیچھے ہے آپ فرما رہے ہیں قولوا لا الہ الا اللہ لوگو کلمہ پڑھو اور اللہ کی توحید کو مانو۔

---

❶ مسلم کتاب الإیمان باب بیان ان الدین النصیحۃ رقم ٥٥. ابو داؤد ٤٩٤٤.

❷ صحیح ابن خزیمۃ (١٠٩)، صحیح ابن حبان (٦٥٦٢)، مسند احمد (٣٤١/٤).

علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ دیکھئے: صحیح السیرۃ النبویۃ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چچا شور مچا رہا ہے کہ لوگو! یہ میرا بھتیجا پاگل ہو چکا ہے دیوانہ ہو چکا ہے اس کی بات نہ سنو، لیکن کوئی چیز رکاوٹ نہ بنی اس مشن میں۔

حتیٰ کہ آپ کو تکلیفیں دی گئیں۔ کسی خوبصورت عورت سے نکاح کر لو۔ مکہ کی بادشاہت لے لو، سونے اور چاندی کا تعین کرو۔ کتنا پیسہ چاہیے، کتنا سونا چاہیے، تمہارے قدموں میں لا کر ڈھیر کر دیں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ

''اگر سورج میرے دائیں ہاتھ پر رکھ دو، اور چاند میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دو، پھر بھی اللہ کی توحید کو بیان کرنے سے گریز نہیں کروں گا، تمہارے بتوں کی تذلیل کروں گا۔ لات بھی جھوٹا ہے منات بھی جھوٹا ہے عزیٰ بھی جھوٹا ہے یہ بیت اللہ کے اندر تین سو ساٹھ بھی جھوٹے ہیں، یہ معبودان باطل ہیں معبود برحق صرف ایک اللہ ہے''۔ یہ آپ کا مشن تھا۔

ایک دفعہ ابو جہل نے آپ کو تکلیف پہنچائی تو ایک لونڈی نے دیکھ لیا، وہ آپ کے چچا امیر حمزہ کے پاس گئی اس وقت وہ کافر تھے۔ فرمایا کہ تمہاری یہ جوانیاں کیا، ان کے فائدے کیا، یہ منصب کیا ان کے فائدے، تمہاری یہ مونچھیں اور چودہراہٹیں، کیا ان کے فائدے۔

تمہارے بھتیجے کو جو چاہتا ہے تکلیف پہنچا دے، پوچھا ماجرہ کیا ہے؟ کہا کہ ماجرہ یہ ہے کہ ابو جہل نے ان کو تکلیف پہنچائی، غصے میں آ گئے تلوار اپنے ہاتھ میں لی، ابو جہل دارالندوہ میں اپنے رؤسا کے ساتھ بیٹھا ہے تلوار کے دستے سے وار کیا اور اسے لہولہان کر دیا اور اللہ کے پیغمبر کے پاس آ گیا اور کہا بھتیجے خوش ہو جاؤ، تیرا انتقام لے کر آ گیا، تیرا بدلہ لے کر آ گیا، فرمایا: محمد بدلے سے خوش نہیں ہوتا، انتقام سے خوش نہیں ہوتا ہے، بھتیجے کیسے خوش ہو گے۔

يَا عَمِّ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ.

اے چچا کلمہ پڑھ لو اللہ کی توحید کا اقرار کر لو، اللہ کی توحید کی گواہی دے دو، یہ محمد رسول اللہ ﷺ کا مشن ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کے ساتھ منافعت اور خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ اس مشن کو اختیار کیا جائے توحید کے پیغام کو پہنچایا جائے توحید کا درس دیا جائے، توحید کی دعوت کو عام کیا جائے۔

آٹھواں حق: آپ ﷺ سے محبت کی جائے:

محمد رسول اللہ ﷺ کا آٹھواں حق یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے ہر چیز سے زیادہ محبت ہو اس کی دلیل اللہ پاک کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ﴾ [التوبة: ٢٤]

اللہ نے آٹھ چیزوں کا نام لیا کہ ① تمہارے باپ ② تمہارے بیٹے ③ تمہارے بھائی اور ④ تمہاری بیویاں ⑤ تمہارا قبیلہ اور ⑥ تمہاری قوم برادری، ⑦ تمہاری بلڈنگیں، ⑧ تمہاری تجارتیں اللہ سے اور اللہ کے رسول سے اور جہاد فی سبیل اللہ سے تمہیں زیادہ محبوب ہیں تو اللہ کے امر کا انتظار کرو۔

وہ امر کیا ہوتا ہے تمہاری ہلاکت کا امر، تمہاری بربادی کا امر، فرمایا:

﴿ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ ﴾ [البقرة: ٢١٠]

یہ لوگ کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں، کیا اس چیز کا انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ ان کے پاس آئے بادلوں کے سائے میں، آنے کا کیا معنی؟ یہ ارشاد ہے قوم شعیب کے عذاب کی طرف، قوم شعیب نے اپنے پیغمبر کی بات نہیں مانی، اللہ نے قحط سالی مسلط کر دی، آسمان سے پانی نہیں برس رہا، زمین سے پانی نہیں نکل رہا، قوم مر رہی ہے، مویشی تباہ ہو رہے ہیں، بچے ہلاک ہو رہے ہیں آخر ایک دن بادل آ گئے قوم خوش ہو گئی، نعرے لگاتی ہوئی بادل کے نیچے پہنچ گئی، بچے بھی آئے، عورتیں بھی آ گئیں، خود بھی پہنچ گئے، وہ سمجھے کہ یہ بادل ہے، ابھی یہ برسے گا، بادل تھا یقیناً، لیکن اس میں بارش نہیں تھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ [الأحقاف: ٢٤]

اس میں آگ بھری ہوئی تھی، اللہ کا دردناک عذاب تھا، جب پوری قوم بادل کے نیچے جمع ہوگئی، اللہ نے آرڈر کیا، آگ برسی، پوری قوم ختم ہوکر رہ گئی۔

تم کس چیز کے منتظر ہو، فرمایا اگر یہ ساری چیزیں تمہیں اللہ اور اس کے رسول کی محبت سے زیادہ پیاری ہیں اور زیادہ عزیز ہیں تو اللہ کے امر کا انتظار کرو، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ .❶

''اس وقت تک تم مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک مجھ سے محبت نہ کرو، اپنے ماں باپ سے بڑھ کر اور اپنی اولاد سے بڑھ کر اور پوری کائنات سے بڑھ کر''۔

یہ پیغمبر علیہ السلام کا حق ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کی جائے، یہ حق متعین ہے۔

نواں حق: آپ ﷺ کی تعظیم کرنا:

نواں حق یہ کہ رسول اکرم ﷺ کی تعظیم کی جائے آپ کی توقیر کی جائے، آپ کے دین کو مضبوط کیا جائے، اس کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے:

﴿ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ ﴾ [الفتح: ٩]

''اور تم میرے پیغمبر کو مضبوط کرو، اور اس کی توقیر کرو، اور میرے پیغمبر کی تعظیم کرو''۔

تعظیم کرنے کا معنی یہ ہے کہ آپ کی بات کی تعظیم، آپ کے فرامین کی تعظیم، آپ کی سنتوں کی تعظیم، آپ کی ازواج کی تعظیم، آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعظیم، آپ کے شہروں کی تعظیم، جس جگہ آپ گئے اس مقام کی تعظیم جیسے مکہ اور مدینہ جہاں آپ

❶ بخاري، كتاب الإيمان باب حب الرسول من الإيمان رقم ١٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے اور پوری زندگی گزار دی، یہ قابل تعظیم ہیں، پیغمبر علیہ السلام کے تعلق کی بناء پر اور اللہ رب العزت کے آرڈر کی بناء پر، ثمامہ بن اثال مشرک تھا ایمان لے آیا، ایمان کے بعد اللہ کے پیغمبر سے کہتا ہے، اب سے کچھ دیر پہلے اس پوری کائنات میں سب سے زیادہ منحوس اور سب سے زیادہ قابل نفرت آپ کا دین تھا، اب سب سے زیادہ پیارا اور محبت کے قابل آپ کا دین بن چکا ہے، اب سے کچھ دیر پہلے میرے نزدیک سب سے زیادہ منحوس اور سب سے زیادہ نفرت کے قابل آپ کا چہرہ تھا، اب سب سے پیارا اور محبت کے قابل آپ کا چہرہ بن چکا ہے، اب سے کچھ دیر پہلے اس پوری کائنات میں سب سے زیادہ منحوس اور نفرت کے قابل آپ کا شہر تھا، اب سب سے زیادہ اور محبت کے قابل آپ کا شہر مدینہ منورہ بن چکا ہے، یہ اللہ کے پیغمبر کی تعظیم کے تقاضے ہیں کہ آپ کی بات کی تعظیم ہو، آپ کے دین کی تعظیم ہو، آپ کے فرامین کی تعظیم ہو، آپ کی بیویوں کی تعظیم ہو، جو امہات المؤمنین ہیں، آپ کی آل کی تعظیم ہو، آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعظیم ہو، آپ کے پیاروں کی تعظیم ہو، آپ کے شہروں کی تعظیم ہو، یہ سب اللہ کے پیغمبر کی تعظیم میں داخل اور شامل ہیں۔

دسواں حق: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا:

دسواں حق یہ کہ اللہ کے پیغمبر پر کثرت سے درود پڑھا جائے، اللہ کے پیغمبر نے یہ دین ہم پر پیش کیا ہم تک پہنچایا، ماریں کھا کر، تکلیفیں سہہ کر اور سختیاں جھیل کر۔

یہ اللہ کے پیغمبر کا ہم پر احسان ہے:

﴿ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴾ [الرحمٰن : ٦٠]

''احسان کا بدلہ احسان سے دو''۔

احسان کیا ہے کہ اللہ کے رسول پر کثرت سے درود پڑھو، یہ درود کیا ہے، رحمت کی دعائیں اور مغفرت کی دعائیں، اس کی دلیل اللہ پاک کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾ [الاحزاب : ٥٦]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اللہ اور اس کے فرشتے اپنے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں، اللہ درود بھیجتا ہے اور فرشتے درود کی دعائیں کرتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی درود پڑھو اور سلام بھیجو"۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

أقربُكم مِنّي مَنزِلَةً يومَ القيامة أكثرُكُم عليّ صَلاةً. ❶

"قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو سب سے زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا"۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ صلّى عَليّ واحِدَةً صلّى الله عَلَيْهِ عَشرًا. ❷

"جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ اس پر دس رحمتیں اتارے گا"۔

ایک پیشین گوئی:

یہ دس حقوق ہیں جن کا کتاب وسنت میں ذکر ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان حقوق کی بناء پر اللہ کے پیغمبر کے ساتھ تعلق قائم کیا، اب اللہ کے پیغمبر کی ایک پیشین گوئی سن لیجئے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

إنّ هٰذِهِ الْاُمّةَ جُعِلَ عَافِيَتُها فِي أوّلِهَا وَسَيُصِيبُ اٰخِرَهَا بلاءٌ شديدٌ وأمورٌ تُنكِرُوْنَها. ❸

اس امت کی سعادت اس امت کی بھلائی، اس امت کی خیر، اس امت کے پہلے طبقے اور پہلی جماعت میں ہے جو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت ہے جنہوں نے

---

❶ البحر الزخار، مسند بزار، اکثر روایات میں یوم القیامۃ فی کل موطنٍ کے الفاظ ہیں دیکھئے، شعب الایمان للبیھقی رقم ٣٠٣٥.

❷ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب الصلاة على النبي بعد التشهد رقم ٤٠٨.

❸ مسلم كتاب الإمارة باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء . رقم ١٨٤٤، نسائي ٤١١٩. ابن ماجه ٣٩٥٦. مسند احمد ١٦١/٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان حقوق کے ساتھ اللہ کے پیغمبر سے تعلق جوڑا، اللہ کے پیغمبر پر ایمان لائے اللہ کے پیغمبر کی اطاعت کی، اللہ کے پیغمبر کی اتباع کی، آپ کے ساتھ خیر خواہی کی، اللہ کے پیغمبر کی محبت کی، اللہ کے پیغمبر کی تعظیم کی، اللہ کے پیغمبر پر درود پڑھے یہ تمام جو حقوق ہیں ان کو نبھایا۔ فرمایا:

وَسَيُصِيبُ آخِرَهَا بَلَاءٌ شَدِيدٌ.

اس امت کے جو بعد کے دور ہوں گے ان ادوار میں، ان زمانوں میں، ایسے ایسے امور ہوں گے جو لوگ کریں گے دین سمجھ کر، لیکن اے صحابہ رضی اللہ عنہم اگر تم نے ان چیزوں کو دیکھ لیا تم ان کو دین نہیں مانو گے، تم صاف انکار کر دو گے کہ یہ دین کہاں سے بن گیا، یہ دین کہاں سے آ گیا ان سارے امور کو دیکھتے جاؤ سڑکوں پر نکلو، ان گلیوں میں دیکھو کیا کچھ ہو رہا ہے، کیا یہ اللہ کے پیغمبر کے حقوق میں سے ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا کیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ جو اللہ کے پیغمبر کے حقوق ہیں وہ قرآن نے بیان کر دیئے، اللہ کے پیغمبر کی حدیث نے بیان کر دیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت کے آخری ادوار میں ایسے ایسے کام امور ہوں گے کہ لوگ ان کو دین سمجھ کر اپنائیں گے، دین سمجھ کر کریں گے، حالانکہ تم اگر دیکھو گے، انکار کر دو گے کہ یہ چیزیں دین نہیں۔

جیسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو بدعت کرتے ہوئے دیکھا کہ وہ ٹھیکریوں پر اجتماعی طور پر ایک حلقے کی شکل میں اللہ کا ذکر کر رہے تھے، بہت سی باتیں کیں، بہت ڈانٹ ڈپٹ کی، ایک بات یہ بھی کہی:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّكُمْ لَعَلَىٰ مِلَّةٍ هِيَ أَهْدَىٰ مِنْ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ أَوْ مُفْتَتِحُوا بَابِ ضَلَالَةٍ. ❶

کہ جو کام تم کر رہے ہو، یہ کام اللہ کے پیغمبر نے نہیں کیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں کیا اب دونوں میں سے ایک بات ضرور ہے یا تو تم ایسے دین پر قائم ہو جس سے تم اللہ

---

❶ سنن دارمی کتاب المقدمة باب في كراهية اخذ الرأي رقم ٢٠٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے پیغمبر سے بھی بڑھ گئے، اللہ کے رسول ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی بڑھ گئے، اگر یہ بات نہیں کہہ سکتے تو پھر یہ بات مان لو، تم پرلے درجے کے گمراہ ہو۔ بدعت کا راستہ شر کا راستہ ہے، یہ شر الامور ہے۔

تو دین کیا ہے؟ اور اللہ کے رسول کے حقوق کیا ہیں؟ یہ کتاب وسنت نے بیان کر دیئے۔ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کی تعظیم نہیں کرتے تھے؟ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم کے دل میں اللہ کے پیغمبر کی محبت نہیں تھی؟

اس عورت کو یاد کیجئے کہ جنگ احد میں اس کو اطلاع ملی، شیطان نے افواہ اڑا دی کہ اللہ کے پیغمبر شہید کر دیئے گئے، بے قرار ہو کر گھر سے باہر نکلی، راستے میں اس کو اطلاع دی گئی کہ تیرا باپ شہید ہو گیا، کہا کہ باپ کی پرواہ نہیں، آگے بڑھی اطلاع ملی تیرا شوہر شہید ہو گیا، کہا کہ پرواہ نہیں آگے بڑھی، اطلاع ملی کہ تیرا بھائی شہید ہو گیا، پرواہ نہیں، اللہ کے رسول کا بتاؤ، لوگوں نے کہا وہ خیریت سے ہیں، کہا نہیں جب تک دیکھ نہیں لوں گی اس وقت تک مجھے قرار نہیں آئے گا، اور آگے بڑھی، اللہ کے پیغمبر نظر آ گئے کہتی ہے:

كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ.

یا رسول اللہ ﷺ آپ کو دیکھ لیا اب ساری مصیبتیں دور ہو گئیں، اب ساری مصیبتیں جھیلنا آسان ہو گئیں، اب نہ باپ کا صدمہ اور نہ شوہر کا صدمہ اور نہ بھائی کا صدمہ بس اب آپ کو دیکھ لیا ساری مصیبتیں اور ساری تکلیفیں مٹ گئیں۔

اللہ کے پیغمبر تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی زیارت کرتے مرد کیا عورتیں کیا۔ آپ ﷺ کا انتقال ہو گیا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جس دن اللہ کے پیغمبر کا انتقال ہوا، اس سے تاریک اور سیاہ دن ہم نے نہیں دیکھا، دفن کر کے گھر آئے فاطمہ، انس و بلال رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ تمہارے دلوں نے کیسے گوارہ کر لیا کہ تم نے پیغمبر کے جسم اطہر پر مٹی ڈال دی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کے دیدار کی تڑپ:

امیر عمر رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں گشت پر ہیں کہ ایک گھر میں چراغ جل رہا ہے تفتیش کی، چراغ کیوں جل رہا ہے، آدھی رات گذر گئی اس گھر کے مکین کیوں نہیں سوئے، دیکھا کہ ایک بڑھیا تہجد پڑھ رہی ہے اس کی زبان پر جملے آ گئے کچھ جملے مقفہ تھے شعر بن گئے ان میں سے ایک شعر یہ تھا کہ میں راتوں کو قیام کرتی ہوں، پوری پوری رات قیام میں گذار دیتی ہوں اور جب سحری کا وقت ہوتا تو روتی ہوں اور گڑگڑاتی ہوں میری یہ خواہش ہے میری یہ تمنا ہے کاش کوئی مجھے آ کر بتا دے کہ میری تمنا پوری ہوسکتی ہے یا کہ نہیں وہ تمنا کیا ہے؟ وہ تمنا یہ ہے کہ کوئی آ کر بتا دے کہ قیامت کے دن اپنے پیغمبر کی جھلک دیکھ پاؤں گی یا نہیں، اس جھلک کی خاطر رات کو سوتی نہیں قیام کرتی ہوں اور اللہ سے دعائیں کرتی ہوں اور سحر کے وقت استغفار کرتی ہوں، روتی ہوں ایک ہی حرف ہے ایک ہی خواہش ہے کہ دنیا کی زندگی میں بار بار اللہ کے پیغمبر کو دیکھوں، اب یہ موقع ختم ہو چکا، اللہ کے پیغمبر انتقال کر گئے قیامت کا دن ہوگا، اللہ کے پیغمبر کا درجہ اونچا ہوگا اور ہمارا درجہ نیچے ہوگا، پتہ نہیں قیامت کے دن آپ ﷺ کا دیدار نصیب ہوگا یا نہیں ہوگا، کاش مجھے موت کی خبر آ کر بتا دے کہ تمہاری ان تہجدوں کا اور ان رونے دھونے کا کوئی نتیجہ حاصل ہو جائے گا۔ کیسی محبت؟ ایسی محبت کہ اللہ کے پیغمبر کے دفاع کی خاطر اور اللہ کے نبی کے دین کے دفاع کی خاطر بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم نے قربانیاں دیں۔ اپنا خون، جان، مال سب کچھ لٹا دیا، اور کہا جہاں اللہ کے پیغمبر کے پسینے کا قطرہ گرے گا وہاں اپنا خون بہا دیں گے، اللہ کے پیغمبر کے آگے، اللہ پیغمبر کے پیچھے، اللہ کے پیغمبر کے دائیں، اللہ کے پیغمبر کے بائیں لڑیں گے، کیسی تعظیم ہے؟!

آپ ﷺ کا رعب:

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ تم اللہ کے پیغمبر کا حلیہ بیان کرو،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے پیغمبر کا چہرہ مبارک کیسا تھا، کہا، بیان نہیں کرسکتا۔ سال ہا سال اللہ کے پیغمبر کے ساتھ رہا ایک بار بھی جرأت نہیں کر سکا کہ اللہ کے پیغمبر کو آنکھ بھر کے دیکھ سکوں، اتنی تعظیم! اتنی ہیبت!

تعظیم کا انداز:

آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ تقریباً آپ کے ہم عمر تھے آپ کی عمر کے برابر تھے، کسی نے پوچھا کون بڑا ہے آپ یا اللہ کے پیغمبر؟ کیا جواب دیا؟ فرمایا کہ بڑے وہ ہیں لیکن پیدا پہلے میں ہوا تھا۔

ہجرت کے دن اللہ کے پیغمبر اور ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ میں اکھٹے داخل ہو رہے ہیں، انصار کے بیشتر افراد نے اللہ کے پیغمبر کو دیکھا نہیں تھا کہ کچھ آنکھیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھ رہی ہیں، اور کچھ آنکھیں اللہ کے پیغمبر کو دیکھ رہی ہیں، کوئی یہ سمجھ رہا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اللہ کے پیغمبر ہیں کیونکہ دیکھا نہیں تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ کیفیت دیکھ کر پریشان ہو گئے، اللہ کے پیغمبر کی تعظیم اور اللہ کے پیغمبر کی محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ آج تمام تر نگاہوں کا مرکز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں چنانچہ حیلہ یہ سوچا، طریقہ یہ اختیار کیا کہ اپنے سر سے چادر اتار لی، اللہ کے پیغمبر پر سایہ کر دیا لوگوں کو یہ تاثر دیا کہ میں تو غلام ہوں یہ اللہ کے پیغمبر ہیں۔

کیسی کیسی تعظیم کے نمونے، یہ ساری چیزیں جو آج کل کی جا رہی ہیں اتنی سستی چیزیں، کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ نہیں کر سکتے تھے، ان کے دل میں ایسی محبت ایسا اللہ کے پیغمبر کا احترام، ایسی تعظیم، کیا وہ یہ سارے کام نہیں کر سکتے تھے؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے پیغمبر کے حقوق ہیں جو آپ کے سامنے بیان کر دیئے، تفصیل کا وقت نہیں۔ اللہ ہمیں سمجھنے کی اور عمل کی توفیق عطا فرما دے۔

أَقُولُ قَوْلِي هٰذَا أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ لِي وَلَكُمْ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

مرتب، الشیخ ارشد علی (کورنگی) کراچی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدارتی خطبہ بموقع پچیسویں سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس
بمقام محمدی پبلک پارک نیو سعید آباد (سندھ)

منہج اہل الحدیث

إِنَّ الْحَمْدَلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَ نَسْتَعِيْنُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ [آل عمران: ۱۰۲]

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾ [النساء: ۱]

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ [الاحزاب: ۷۰، ۷۱]

امابعد! فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَ أَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَ شَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.

حضرات گرامی! ہمیں منہج اہل حدیث پر کچھ گزارشات پیش کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل الحدیث ایک مبارک جماعت ہے، جسے رسول اللہ ﷺ کی جماعت کا تسلسل ہونے کا شرف حاصل ہے، رسول اللہ ﷺ کی اُمت کی دو قسمیں ہیں: ایک اُمتِ دعوت، دوسری اُمتِ اجابت۔

اُمتِ دعوت سے مراد آپ ﷺ کی پوری اُمت ہے جو آپ ﷺ کی دعوت کی مخاطب ہے، اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿ قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّى رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ﴾ [الاعراف: ١٥٨]

اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث

كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً. ❶

سے یہی اُمتِ دعوت مراد ہے۔

اُمتِ اجابت سے مراد اُمت کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو قبول کر لیا۔

اب اس دعوت کو قبول کرنے والے بہت سے لوگ صحیح منہج پر قائم نہ رہ سکے، اور شرک، بدعت اور خرابیٔ منہج جیسے بہت سے فتنوں میں مبتلا ہوگئے۔ تقلید کا جمود اس قدر سرایت کر گیا کہ قولِ امام کی خاطر ظاہر کتاب وسنت تک کو چھوڑ دیا، اپنی پوری زندگیاں اپنے امام، اپنے مذاہب اور اپنی جماعت کے دفاع وانتصار میں صرف کر دیں۔ جس کی اساس صرف تعصب مذہبی ہے، ورنہ جو شخصیت دفاع وانتصار کی مستحق ہے وہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، اور جو جماعت دفاع وانتصار کی مستحق ہے، وہ صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عصمت کے درجہ پر صرف اپنے پیغمبر ﷺ کو فائز فرمایا ہے۔

اجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم:

اور رسول اللہ ﷺ نے صرف اجماعِ صحابہ کو معصوم قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ

❶ صحیح بخاری، کتاب التیمم باب وقول اللّٰہ فلم تجدوا ماءً ا، رقم ٣٣٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا فرمان ہے:

إنَّ أُمَّتِی لَا تَجتَمِعُ عَلٰی ضَلَالَةٍ. ❶

یعنی ''میری اُمت (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) ناحق پر مجتمع نہیں ہوسکتی''۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جس مسئلہ پر اجماع اختیار کریں گے، وہ حق ہی ہوگا، گویا ان کے اجماع کو معصوم قرار دیا گیا ہے۔

یہاں ایک اور نکتہ آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے، اور وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو معصوم قرار دیا ہے، کسی ایک صحابی کو نہیں، تو پھر بعد کے ادوار میں کوئی ایک شخصیت یا امام کیسے معصوم ہوسکتا ہے، جبکہ یہ حقیقت بھی معلوم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تنزیل وحی کے دور کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں، ان کے زمانے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''خیر القرون''❷ قرار دیا ہے، اور ان کے منہج کو قرآنِ پاک نے جابجا پوری اُمت کے لئے بطورِ مثال پیش کیا ہے، اور بعد کے ادوار میں فتنوں کی نشاندہی موجود ہے، صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان موجود ہے:

إنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِي أَوَّلِهَا وَ سَيُصِيبُ آخِرَهَا بَلَاءٌ وَ أُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا. ❸

یعنی ''اس اُمت کی تمام تر عافیت و سعادت پہلے دور میں، یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں رکھی گئی ہے جبکہ بعد کے ادوار میں فتنے ہوں گے اور ایسے ایسے مسائل کہ جنھیں تم بالکل قبول نہ کرو گے''۔

---

❶ سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، باب السواد الاعظم، رقم: ٣٩٥٠.

❷ خیرون القرون کے الفاظ زبان زد عام ہیں لیکن حقیقت یہ ہے جیسا کہ علامہ البانی نے بھی کہا ہے ان الفاظ سے حدیث کہیں بھی نہیں، صحیح حدیث میں الفاظ خیر الناس قرنی ہے۔محمدی

❸ صحیح مسلم، كتاب الامارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء، رقم: ١٨٤٤.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

روافض سے مشابہت:

تقلیدی مذاہب میں انہی بعد کے ادوار کی کسی ایک شخصیت کو پورا مدارِ دین قرار دے دیا گیا ہے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے خیر القرون کے دور کے اپنے کسی ایک خاص سے خاص شاگرد کو بھی یہ مقام نہیں دیا، بلکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کو معصوم کہا ہے، اپنے اپنے امام کو معصوم قرار دینے میں روافض کا تشبہ لازم آتا ہے، جنہوں نے آئمہ اہل بیت کی علی الاطلاق عصمت کا دعویٰ کر دیا۔

حضراتِ گرامی! یہ افسوس ناک حقیقت ہمارے سامنے موجود ہے کہ اُمتِ اجابت کے بیشتر لوگ ان تقلیدی بھول بھلیوں میں کھو کر رہ گئے، جو قطعی طور پر دین کی روح اور ذوق کے منافی و مخالف ہے۔

امة قائمه:

اس اُمت کے بیچ میں ایک اور اُمت ہے، جس کی خود رسول اللہ ﷺ نے تشخیص و تعیین فرمائی۔ چنانچہ امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، صحیح بخاری کے کتاب التوحید میں اپنی سند سے یہ حدیث لائے ہیں:

عن معاوية رضی اللہ تعالیٰ عنہ يقول، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللّٰهِ مَا يَضُرُّ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ وَ هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ)). [1]

"امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میری اُمت میں ایک اُمت ایسی ہے، جو اللہ رب العزت کے امرِ حق کے ساتھ ہمیشہ قائم اور منسلک رہے گی، انہیں ذلیل کرنے

---

[1] صحيح بخاري، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالىٰ: إنما قولنا لشيء إذا اردنا...، رقم: ٧٤٦٠. صحيح مسلم، كتاب الامارة، رقم: ١٠٣٧. سنن ترمذي، كتاب الفتن، باب ماجاء في اهل الشام، رقم: ٢١٩٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والا یا اُن کی مخالفت کرنے والا انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ کا امر آئے گا تو وہ اسی حق کے ساتھ ہی جڑے ہوئے ہوں گے“۔

حضراتِ گرامی! رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کا مصداق جماعتِ اہل حدیث ہے، اور یہ صراحت بڑے بڑے آئمہ، مثلاً یزید بن ہارون، احمد بن حنبل، علی بن مدینی، اور امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ سے منقول ومنصوص ہے۔ بعض آئمہ تو یہاں تک کہہ گئے:

إِنْ لَمْ يَكُوْنُوْا أَهْلَ الْحَدِيْثِ فَلَا أَدْرِيْ مَنْ هُمْ؟ [1]

”یعنی ”اگر اس حدیث کا مصداق اہل الحدیث نہیں تو پھر ہم نہیں جانتے کہ کون ہیں“۔

اہل حدیث اور محدثین:

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ مذکورہ آئمہ کرام کے اقوال میں جو اہل الحدیث کا ذکر ہے، اس سے مراد گروہ محدثین ہے، عام اہل حدیث مراد نہیں ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ تعبیر درست مان بھی لیں تو پھر بھی اس کا اطلاق عام اہل الحدیث پر یقیناً ہوگا، کیونکہ اہل الحدیث کا ہر فرد منہجِ محدثین کا پیروکار ہے، ہر اہل الحدیث نبی ﷺ کی احادیث کی طلب، فہم اور عمل میں مخلص ہے۔

اللہ ربّ العزت نے قرآنِ حکیم میں جہاں سابقین اولین، انصار و مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان بیان فرمائی وہاں ان کے اتباع اور پیروکاروں کو بھی اس فضیلت میں شامل فرمایا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ﴾ [التوبة : ۱۰۰]

یعنی ”اللہ تعالیٰ سابقین اولین، انصار و مہاجرین اور جو بھی اچھے طریقے سے ان کے نقوشِ قدم کا پیروکار ہے سب سے راضی ہو گیا اور وہ سب اس سے راضی ہو گئے“۔

---

[1] علوم الحدیث للحاکم۔ مزید دیکھئے فتح الباری ۱۳ : ۳۰۶۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أُحِبُّ الصَّالحينَ وَلَسْتُ منهم
لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِي صَلاحًا

(محمدی)

غلبہ دلیل کا:

رسول اللہ ﷺ نے جو اس جماعت کے غلبہ وظہور کا ذکر کیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ "کسی مخالفت کرنے والے کی مخالفت انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی"۔ اس سے مراد اس جماعت کی دلیل اور حجت ہے، یعنی حدیث رسول ﷺ سے تعلق کی بناء پر ان کی حجت ہمیشہ قوی رہے گی، اور یہ لوگ باعتبارِ دلیل سب پر غالب رہیں گے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

مَنْ طَلَبَ الْحَدِيْثَ فَقَدْ قَوِيَتْ حُجَّتُه. ❶

یعنی "جو حدیث کا طالب ہوتا ہے اس کی حجت ہمیشہ مضبوط اور قوی ہوتی ہے"۔

اہل الحدیث ہی جماعت حقہ اور طائفہ منصورہ ہیں، اور یہی وہ گروہ ہے جسے اس اُمت کے تہتر (۷۳) فرقوں میں سے ایک جنتی فرقہ قرار دیا گیا ہے۔

اس جماعت کا منہج کیا ہے؟:

لفظ "منہج" کا مادہ "نہج" ہے اور "منہج" کا معنی "راستے کا روشن اور واضح ہونا ہے"۔ "منہج" اور "منہاج" کا ایک ہی معنی ہے۔ یعنی واضح راستہ۔ ان دونوں کی جمع "مناہج" آتی ہے۔ یہ لفظ قرآنِ پاک میں مستعمل ہے:

﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا﴾ [المائدة : ٤٨]

یعنی "ہم نے ہر ایک اُمت کے لئے شریعت ومنہاج بنایا ہے"۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح کی کتاب الایمان میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

---

❶ الرسالۃ میں یہ الفاظ ہیں: مَنْ طَلَبَ الحديْثَ فقد قوِيَت حجتُہٗ یہی الفاظ نووی نے المجموع شرح المهذب میں بیان کیے ہیں ۱/ ۲۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے قول سے "شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا" کی تفسیر "سَبِيْلًا وَّ سُنَّةً" نقل فرمائی ہے۔ گویا شریعت اور منہج ایک واضح راستے کا نام ہے، جو اکرم الخلائق محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت مطہرہ سے عبارت ہے۔

اس تفسیر کی روشنی میں اہل الحدیث کے منہج کا محور و مدار ایک ہی شخصیت ہے، اور وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

منہج ایک واضح اور روشن راستے پر چلنے کا نام ہے، اور یہ واضح اور روشن راستہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ دکھا سکتے ہیں اور آپ ﷺ نے دکھایا، آپ ﷺ کا فرمان ہے:

تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا لَا يَزِيْغُ عَنْهَا إِلَّا هَالِكٌ. ❶

یعنی "میں تمہیں ایک واضح اور چمکدار راستے پر چھوڑے جا رہا ہوں جس کی رات اور دن برابر ہیں اور جس سے وہی شخص برگشتہ ہو سکتا ہے جس کے لئے آسمانوں پر بربادی کے فیصلے لکھے جا چکے ہیں"۔

اسی چمک دمک کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کی وحی کو نور سے تعبیر کیا گیا ہے، ہمارا پورا دین نور یعنی روشنی کا مینار ہے۔

اہلحدیث کو دیکھتا ہوں تو اصحاب محمد ﷺ یاد آ جاتے ہیں:

حضراتِ گرامی! منہج اہل حدیث سے مراد وہ واضح، روشن اور چمک دار راستہ ہے جس پر پوری زندگی امام الانبیاء ﷺ قائم رہے اور جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تھامے رکھا۔ اسی لئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "جب کسی اہل حدیث کو دیکھتا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی کو دیکھ لیا"۔ ❷

اس عظیم الشان قول کا مقصد ہی یہ ہے کہ اہل الحدیث کا منہج درحقیقت اتباع

---

❶ سنن ابن ماجه، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين، رقم: ٤٤.

❷ حلية الأولياء: ٩/١٠٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ ہے؛ چنانچہ وہ اس طرح نبی ﷺ کی مبارک سنتوں کے متبع ہوتے ہیں کہ اُن کی زیارت کرنے والا یہی محسوس کرتا ہے جو امام شافعی رحمہ اللہ محسوس کیا کرتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے اس قول میں ایک ترغیب اور تحریض کا پہلو بھی ہے، یعنی اگر کسی اہل حدیث میں کوئی عملی کمزوری ہو تو وہ دور کر کے صحیح معنی میں رسول اللہ ﷺ کی سنت پر قائم ہو جائے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے ایک استاد عاصم النبیل رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

مَنْ طَلَبَ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَدْ طَلَبَ أَعْلَى الْأُمُوْرِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَّكُوْنَ خَيْرَ النَّاسِ. ❶

یعنی ''جو حدیث رسول ﷺ کا طالب ہوتا ہے، وہ سب سے بہترین چیز کا طالب ہے تو اس پر یہ فرض ہے کہ وہ سب سے بہترین انسان بن جائے''۔

یعنی وہ باعتبار عقیدہ، عمل اور خلق سب سے ممتاز و متمیز ہو۔ یہی بات امام شافعی رحمہ اللہ کے ایک اور قول سے مترشح ہوتی ہے:

أَهْلُ الْحَدِيْثِ فِيْ كُلِّ زَمَانٍ كَأَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ زَمَانِهِمْ.

یعنی ''اہل حدیث ہر زمان و مکان میں اس طرح (متمیز ہوتا) ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اپنے دور (میں متمیز) تھے''۔

اہل بدعت سے علیحدگی:

اس تمیز کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ اہلحدیث اُن تمام فرقوں سے الگ تھلگ رہتا ہے جن کے مناہج میں شرک و بدعت کی آمیزش ہو، کیونکہ صاحب حق و صداقت کا باطل سے الگ تھلگ رہنا اس کی تردید ہے، جبکہ باطل سے اختلاط اس کی تائید شمار ہوتا ہے۔ اسی معنی میں ہمارا دین، دین حنیفیت ہے جو الگ ہو کر رہنے کا نام ہے۔ کما قال اللہ تعالی:

﴿ ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ﴾ [النحل : ۱۲۳]

---

❶ سیر اعلام النبلاء ج ۹ ص ۴۸۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی ''پھر ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں کہ آپ ملتِ ابراہیمی کے پیروکار بن جائیں جو حنیف تھے (یعنی باطل سے بالکل کٹے ہوئے)''۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

بُعِثْتُ بِالْحَنِيْفِيَّةِ السَّمْحَةِ. ❶

یعنی ''جس دین کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے اس میں حنیفیت اور سماحت ہے''۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے انہی الفاظ سے باب منعقد کیا ہے: ''بَابُ الدِّيْنِ يُسْرٌ وَقَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ أَحَبُّ الدِّيْنِ إِلَى اللّٰهِ الْحَنِيْفِيَّةُ السَّمْحَةُ''۔

حضرات! اہل بدعت کے ساتھ اختلاط کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ یہ اختلاط اس کی تکریم وتعظیم کا موجب ہے، اور یہ بات معلوم ہے کہ باطل کی تکریم، حق کی تفنید وتنقیص کے مترادف ہے۔ ''كتاب الشريعة'' للآجری میں بسند حسن، رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے:

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الدِّيْنِ.

''جس شخص نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اس نے دین کی عمارت کو ڈھا دینے کی کوشش کی''۔

اہل بدعت کے ساتھ اختلاط کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ اس اختلاط سے بدعتی کا قد اونچا ہوگا اور آپ کا مقام ومرتبہ گھٹ جائے گا۔ اگر دودھ کو پانی میں ملایا جائے تو یقینی طور پر دودھ کی قیمت وافادیت کم ہو جائے گی، سونا کھوٹ میں مل کر اپنی قدر کھو دیتا ہے۔ دریں صورت منہجی طور پر نقصان اس کی شخصیت کا نہیں بلکہ اس کے اندر موجود داعی کا اور نتیجتاً اس کی دعوت کا نقصان ہوگا۔ یہ شخص منبر پر کھڑا ہو کر کھری توحید اور خالص سنت کی دعوت کیسے پیش کر سکے گا؟ کیونکہ اس کا عملی یا سیاسی کردار اس دعوت کی نفی کرے گا۔ کھری اور سچی دعوتِ توحید تو اس داعی کی زبان سے جچتی ہے جو باعتبار حنفیت

---

❶ مسند احمد: ۲۱۷۸۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسوۂ خلیل اللہ علیہ السلام کا حامل ہو، جو بیانگ دہل یہ اعلان فرمایا کرتے تھے:

﴿ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ ﴾ [الممتحنة: ٤]

''تمہارے لئے ابراہیم علیہ السلام میں اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں۔ ہم تمہارے منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کے لئے بغض وعداوت ظاہر ہوگئی ہے''۔

اہل بدعت سے اختلاط کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ یہ اختلاط ان کے تکثیر سواد یعنی ان کی جماعت کی تعداد میں اضافے کا سبب ہوگا، جسے اہل بدعت اپنی پارٹیوں کا اصل سرمایہ قرار دیتے ہیں۔ یہ چیز چونکہ ان کی فرحت کا باعث ہے لہٰذا ناجائز ہے۔ ان کے ایک ناجائز مقصد کے حصول کے لئے آپ کا استعمال ہونا انتہائی خطرناک اقدام ہے اور دعوت کے لئے مضر ہے۔

بدعت فتنہ ہے، فتنہ سے بچاؤ ضروری ہے:

اہل بدعت سے اختلاط کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ ان کی بدعات وخرافات سے متاثر ہونے کا قوی خدشہ اور احتمال قائم رہتا ہے۔ کیونکہ مبتدعین کی بدعت ایک فتنہ ہے اور فتنہ سے بچاؤ ایک شرعی مطلوب ہے۔ انسان جو کہ انتہائی ضعیف واقع ہوا ہے بہت جلد فتنوں کے جال میں پھنس سکتا ہے، اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے کثرتِ فتن سے دوری کی عکاسی کرتے ہوئے فرمایا تھا:

يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَ يُمْسِي كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا. [1]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الحث على المبادرة بالأعمال قبل تظاهر الفتن، رقم: ١١٨۔ سنن ترمذی، باب ما جاء ستكون فتن كقطع الليل المظلم، رقم: ٢١٩٥.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یعنی ’’فتنوں کے دور میں انسان صبح کو مؤمن اور شام کو کافر ہوگا اور دنیا کے گھٹیا سے مفادات کی خاطر اپنا دین بیچ دے گا‘‘۔

اسی حکمت کے پیشِ نظر رسول اللہ ﷺ نے جب سب سے بڑے فتنہ، فتنہ دجال کا ذکر کیا تو فرمایا:

مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنْأَ عَنْهُ. ❶

یعنی ’’جو دجال کے ظہور کی بابت سنے وہ اس سے دور رہے‘‘۔

دجال سے دور رہنے کی بہت سی حکمتوں میں سے ایک ظاہری حکمت یہ سمجھ میں آ رہی ہے کہ کہیں تم اس کے فتنہ کی لپیٹ میں نہ آجاؤ۔

فتنوں سے بچاؤ کا طریقہ:

دورِ فتنہ کے تعلق سے رسول اللہ ﷺ کی یہ ہدایت موجود ہے:

أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ. ❷

یعنی ’’اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھنا، اپنے گھر کی چار دیواری کو کافی سمجھنا اور اپنے گناہوں پر رونا‘‘۔

گھر کی چار چار دیواری پر کس حد تک اکتفاء کرے، اس کی تعبیر ایک حدیث میں یوں وارد ہوئی ہے کہ

كُونُوا أَحْلَاسَ بُيُوتِكُمْ. ❸

یعنی ’’فتنوں کے دور میں تم اپنے گھروں میں اس طرح رہنا جیسے گھر کا کوئی ضروری سامان (مثلاً چولہا وغیرہ) ہمیشہ گھر میں موجود ہوتا ہے‘‘۔

اس معنی میں رسول اللہ ﷺ کی ایک اور حدیث ہے:

---

❶ سنن ابو داؤد، الملاحم، رقم: ٤٣١٩.

❷ الترمذی، کتاب الزهد، باب ما جاء في حفظ اللسان، رقم: ٢٤٠٦.

❸ ابو داؤد، کتاب الفتن والملاحم، باب النهي عن السعي في الفتنة، رقم: ٤٢٦٢.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ یُّخَالِلُ۔ ❶

یعنی ''انسان اپنے دوست کے دین کو جلد اپنا لیتا ہے لہٰذا ہر شخص خوب چھان پھٹک کر دیکھے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے''۔

اسی حکمت کے تحت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا یَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ۔ ❷

یعنی ''تم صحیح العقیدہ مؤمن کے علاوہ کسی کی مصاحبت اختیار نہ کرو اور تمہارا مال صرف پرہیز گار لوگ ہی کھائیں''۔

حضرات گرامی! ان تمام نصوص سے یہی شرعی حکمت ومنشا مفہوم ہوتی ہے کہ ان فتنوں سے الگ تھلگ رہنا چاہئے، اور کائنات کا سب سے بڑا فتنہ شرک و بدعت ہے۔ جو انسان کے عقیدہ اور منہج وعمل کو اکارت کر دیتے ہیں، تو پھر اپنے مزعومہ مقاصد و مطالب کے حصول کی خاطر اہل شرک و بدعت سے اختلاط یقیناً شرعی حدود کی پامالی کے مترادف ہے۔ ایسے کام کا کیا فائدہ جس کی بناء پر اپنے یا اپنے ماننے والوں کے عقیدہ و منہج کی خرابی کا امکان پیدا ہو جائے۔ والعیاذ باللہ

اہل بدعت کی مجالست:

سلف صالحین بدعتی سے زیادہ اس شخص کو خطرناک قرار دیتے تھے جو اہل الحدیث یا اہل السنۃ ہونے کا دعویٰ کرے اور اہل بدعت سے مجالست ومصاحبت اختیار کرے۔ ابوقلابۃ علماءِ تابعین میں سے ہیں، فرمایا کرتے تھے:

لَا تُجَالِسُوْا أَهْلَ الْبِدْعَةِ۔ ❸

یعنی ''اہل بدعت کے ساتھ مت بیٹھو''۔

---

❶ سنن ترمذی، کتاب الزهد، باب ماجاء في أخذ المال بحقه، رقم: ۲۳۷۸۔

❷ سنن ترمذی، کتاب الزهد، باب ماجاء في صحبة المؤمن، رقم: ۲۳۹۵۔

❸ الاعتصام للشاطبی، ۸۳/۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل بدعت سے اختلاط کر کے دھوکہ نہ دو:

اہل بدعت سے اختلاط کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ وہ اہل حق جو آپ کی جماعت کا حصہ ہیں وہ آپ کے اس اختلاط و مصاحبت سے دھوکے کا شکار ہو جائیں گے۔ ان کے دلوں میں اہل بدعت کے تعلق سے نرم گوشہ پیدا ہوگا اور اہل بدعت سے نفرت کی غیرت ختم ہو جائے گی۔ وہ یہی سوچیں گے کہ جب ہمارے اکابرین ان لوگوں کے ساتھ بیٹھتے ہیں، باہمی تعاون کرتے ہیں، ساتھ مل کر کھاتے پیتے ہیں، ایک ہی اسٹیج پر پروگرام کرتے ہیں، مشترکہ بیانات دیتے ہیں اور ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اظہارِ یکجہتی کرتے ہیں، تو یہ بھی ٹھیک ہی ہوں گے، یوں زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی بدعقیدگی سے مکمل اتفاق نہیں تو کم از کم سمجھوتہ کی شکل ضرور ہو جائے گی۔ اگر موجودہ نسل نہیں تو اگلی نسل ضرور اس دام میں گرفتار ہو جائے گا۔ والعیاذ باللہ

حضراتِ گرامی! آج اگر امر واقع کا جائزہ لیں تو یہ افسوس ناک حقیقت پوری طرح موجود ہے، وہ تمیز جو اہل الحدیث کی شان ہے مفقود ہوتا جا رہا ہے، چنانچہ کوئی سیاسی مفادات کی خاطر، اہل باطل کی باہوں میں باہیں ڈال کر خوش ہو رہا ہے اور کوئی اپنے گروہ کی تعداد میں اضافہ اور مال و دولت کے حصول کی خاطر اہل بدعت کی تکریم و تعظیم میں مشغول ہے، جماعتوں اور جمعوں کی امامت تک ان کے سپرد ہے۔ اہل بدعت کے خلاف پائی جانے والی دینی حمیت و غیرت جو کبھی اہل حق کا تمیز ہوتا تھا، آج ناپید ہوتی جا رہی ہے۔ حتیٰ کہ اپنے رسالوں اور مجلوں میں بھی اہل بدعت کے مضامین شامل کیے جاتے ہیں، ان مضامین کے مندرجات درست بھی ہو سکتے ہیں، لیکن اس سے پڑھنے والے سادہ قارئین دھوکے کا شکار بھی ہو سکتے ہیں کہ جب ان کے مضامین ہمارے مجلات کی زینت بنتے ہیں تو یہ لوگ بھی صحیح ہوں گے۔ ہمارے مکتبات اور بک اسٹالوں پر ان کی کتب فروخت کی جاتی ہیں، یہ بھی ان کی تائید و تعظیم کا ایک حصہ ہے، جو کہ سلفی تمیز کے منافی ہے۔ تبلیغ کے نام پر جماعتیں بن رہی ہیں اور وہ فریضہ تبلیغ کی ادائیگی کے لئے اہل بدعت کی ایک تبلیغی جماعت کا پوری طرح تتبع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرنے کی کوشش کر رہی ہیں ان کے ہاں تمام تر مروجہ اصطلاحات و استعارات کا استعمال ہو رہا ہے یہ بھی اہل بدعت کی تائید اور ان کے ساتھ اظہارِ یکجہتی ہے۔ ہمیں شاید اس تلخ حقیقت کا ادراک نہیں ہے کہ جن کی نقالی پر ہم اظہارِ فخر کر رہے ہیں وہ ایسے سلسلوں سے وابستہ ہیں جن کے عقائد میں صوفیت اور حلولیت کا رنگ موجود ہے، ہمارے اکابرین کا یہ تساہل بہت سے لوگوں کے دلوں سے عقیدہ کی غیرت کے ختم ہونے کا موجب بن رہا ہے، ہمارے پاس ہمارا سلفی نظامِ تبلیغ موجود ہے جو انبیاءِ کرام کی وراثت ہے، ہمیں اس وراثت پر فخر ہے، مگر افسوس! ہم ان سچے موتیوں کو چھوڑ کر در در کی خاک چھاننے اور ایروں غیروں سے بھیک مانگنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اسی قسم کے بے وقعت اہل الحدیث پر مولانا ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ رویا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: ''آج اہل الحدیث کی مثال اس شہزادی کی سی ہے، جس کا دامن ہیروں اور جواہرات سے لدا پھدا ہو، اور اسے دوسروں کی کھوٹی چونیاں چوری کرنے کی عادت ہو''۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

ایک باوقار تحریک:

حضراتِ گرامی! فکرِ اہل الحدیث درحقیقت ایک انتہائی پروقار، سنجیدہ اور علمی تحریک ہے، یہ جماعت علومِ نبوت کی وارث و حامل ہے، دورِ سلف سے اس جماعت کی ترویج وترقی دینی مدارس کی اقامت اور مساجد کے دروس وخطبات کی رہین منت ہے۔ ہمارا مسلک علماء کی انہی جہود کی برکت اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پھیلا ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک پھیلتا رہے گا۔ اس تعلق سے ہمارا منہج سڑکوں پر جلوس اور ریلیاں نہیں ہے، نہ ہی سڑکوں پر اچھل کود اور جذباتی نعرہ بازی ہے۔ کیا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جن کے منہج کے ہم امین ہیں، ایسے تھے؟ ہرگز نہیں، انہوں نے صحیح بخاری تالیف فرمائی جس نے کروڑ ہا دلوں میں اصلاح کا انقلاب برپا کر دیا، جس نے لوگوں کے باطل عقائد و نظریات کی ظلمات میں وحی الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کے چراغ روشن کر دیئے اور یہی درحقیقت کام ہے، جس پر پوری جماعت کی توجہ مرکوز ہونی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہیے۔ اہل الحدیث کے قابل فخر سرمایہ علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی زندگی کا وہ حصہ بھلایا جا چکا ہے جو ایم۔ آر۔ ڈی کے اسٹیجوں پر صرف ہوا۔ وہ نعرے اور جذباتی تقریریں ہوا میں تحلیل ہو چکی ہیں، لیکن ان کے گھر کے ایک گوشے میں ان کی لائبریری قائم ہے جس میں بیٹھ کر انہوں نے "القادیانیة" لکھی، "الشیعة واهل السنة" لکھی، "الشیعة والقرآن" لکھی، "الشیعة والتشیع" لکھی، "الشیعة واهل البیت" لکھی، "البریلویة" لکھی اور "الاسماعیلیة" لکھی، یہ کتب آج بھی زندہ جاوید ہیں، بین الاقوامی یونیورسٹیوں میں داخل نصاب ہیں اور ایک خلق کثیر کی ہدایت کا سبب بن چکی ہیں اور قیامت تک یہ علم نافع تشنگانِ علم کو سیراب کرتا رہے گا، اور ان کا ایک ایک لفظ علامہ صاحب رحمہ اللہ کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔ یہی درحقیقت سلفی منہج ہے۔

اقامت دین کے لئے صاف و پاک دِل چاہیے:

اہل بدعت سے میل جول کی ایک حجت یہ پیش کی جاتی ہے کہ اس طرح ہم ایک مؤثر طاقت بن جائیں گے اور شاید کسی طریقہ سے اسمبلی تک رسائی حاصل ہو جائے گی اور یوں اقامتِ دین کا کام آسان ہو جائے گا۔ لیکن یہ حجت انتہائی بودی اور مضحکہ خیز ہے، اہل بدعت کا ساتھ مل جانا قطعاً کوئی طاقت نہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کامیابی فراہم کرنے کے لئے ایسے لوگوں کا محتاج ہے۔ ان کی بابت تو رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

إِنَّمَا النَّاسُ كَالإِبِلِ مِائَةٍ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيهِمْ رَاحِلَةً. [1]

''لوگوں کی کثرت کی مثال تو ان سو اونٹوں کی سی ہے جنہیں آپ خریدتے اور پالتے ضرور ہیں لیکن عین وقت پر سواری کے قابل کوئی نہیں ہوتا''۔

ایسے لوگوں کے ساتھ مل کر بھلا اصلاح اُمت اور اقامت دین کا کام چہ معنی دارد؟

حضراتِ گرامی! اقامت دین کے فریضہ کے لئے اللہ رب العزت انبیاء جیسے انسانوں کو

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب رفع الأمانة، رقم: ٦٤٩٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنتا ہے، جن کے قلوب مجلی، مصفی اور مطہر ہوتے ہیں، جو اللہ ربّ العزت کی فرمانبرداری کے رنگ میں رنگے ہوتے ہیں، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اقامت دین کا کام ہر کوئی نہیں کر سکتا، ورنہ اللہ ربّ العزت قیصر وکسریٰ میں سے کسی کے سر پہ نبوت کا تاج سجا دیتا کہ بے پناہ دولت اور طاقت تو موجود ہو، کام آسان ہو جائے گا، لیکن امر واقع یہ ہے کہ اللہ ربّ العزت نے ایک درِیتیم کا انتخاب کیا۔ جو پیدا ہوئے تو غربت کا یہ عالم تھا کہ کوئی دائی انہیں دودھ پلانے پر آمادہ نہیں تھی۔ ایک موقع پر جبکہ آپ ﷺ نے دشمن کا ایک علاقہ فتح کیا، اس مفتوحہ علاقے کا ایک شخص آپ ﷺ سے بات کرتے ہوئے کانپ رہا تھا، وہ آپ ﷺ کو ایک فاتح بادشاہ کے روپ میں دیکھ رہا تھا اور آپ ﷺ کی ہیبت میں مبتلا تھا، تب آپ ﷺ نے فرمایا:

هَوِّنْ عَلَيْكَ إِنَّمَا أَنَا ابْنُ امْرَأَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ كَانَتْ تَأْكُلُ الْقَدِيدَ فِي هٰذِهِ الْبَطْحَاءِ. ❶

یعنی ''مت ڈرو میں تو قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں جو وادی بطحاء کی روکھی سوکھی کھا کر گزارہ کیا کرتی تھی''۔

آپ ﷺ کو قلتِ مال، قلتِ وسائل اور قلتِ تعداد، جنہیں آج اقامتِ دین کے عمل کی کلید قرار دیا جاتا ہے، کا سامنا تھا، لیکن ان تمام محرومیوں کے باوجود آپ ﷺ تکمیلِ دین اور غلبۂ دین کی نعمتوں سے سرفراز ہوئے، جس کا معنی یہ ہے کہ اقامت دین کا عمل ان چیزوں کا قطعاً محتاج نہیں، اس کے لئے تو ایک ایسا دل چاہیے جو سچے عقیدہ ومنہج اور انابت الی اللہ سے مالا مال ہو، اور یہی چیز درحقیقت محمد رسول اللہ ﷺ کی اصل متاع تھی۔

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

إِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ إِلَى قُلُوبِ الْعِبَادِ فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ ﷺ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ

---

❶ سنن ابن ماجه، كتاب الأطعمة، باب القديد، رقم: ۲۳۱۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَاصْطَفَاهُ لِرِسَالَتِهِ.

''اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں کو ٹٹولا تو سب سے بہترین دل محمد ﷺ کا پایا تو انہیں منصبِ رسالت کے لئے چن لیا''۔

حضرات! اس چناؤ میں یہی حکمت کارفرما ہے کہ اقامتِ دین کا کام یا نبی کر سکتا ہے یا وہ شخص کرسکتا ہے جو نبی جیسا عقیدہ، عمل، خلق اور منہج رکھتا ہو۔ یہ مبتدعین کا کام ہرگز نہیں کہ ہم انہیں اپنے قریب کریں یا ان کے قریب جائیں تاکہ ایک قوت بن جائیں۔ اس قسم کے سیاسی تصرفات سے ممکن ہے دنیا کی چندروزہ چاندی بن جائے لیکن دین کے اعلاء کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی، خالق کائنات نے فرمایا ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ ...... الآية ﴾ [المائدة : ٥٤]

یہ آیت کریمہ بہانگ دہل اس حقیقت کا اعلان کر رہی ہے کہ غلبہ و اقامت دین کا کام صرف ایسی قوم کے ذریعے ممکن ہے جسے اللہ تعالیٰ سے محبت ہو اور اللہ تعالیٰ کو اس قوم سے محبت ہو، اور یہ بات معلوم ہے کہ دین اسلام میں محبت کسی دعویٰ سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے ایک ہی منہج ہے:

﴿ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي ...... ﴾ [آل عمران : ٣١]

''اللہ رب العزت کی محبت کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہے''۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اقامت دین کا کام صرف وہ جماعت کامیابی سے کرسکتی ہے جس کے پاس اللہ تعالیٰ کی محبت کی بنیاد ہو اور اللہ تعالیٰ کی محبت صرف رسول اللہ ﷺ کی اتباع پر قائم ہے اور رسول اللہ ﷺ کی خالص اتباع کا منہج جماعت اہلحدیث کے پاس ہے۔ لہٰذا غلبہ دین اور اصلاحِ اُمت کا کام صرف اہل الحدیث ہی کر سکتے ہی، جن لوگوں میں اختلاط کو ہم قوت و طاقت قرار دیتے ہیں، یقین کر لیجئے کہ اللہ رب العزت ان کا قطعاً محتاج نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راشدیؒ صاحب کی محنت:

صوبہ سندھ کی ایک علمی شخصیت ہم سب کے روحانی باپ شیخ العرب والعجم علامہ بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک زندگی اس حوالہ سے ایک قابل فخر مثال ہے، ان کا منہج ہمارے سامنے ایک روشن کتاب کی مانند کھلا ہے، ان کے اسلوب عمل میں خالصتاً سلفی رنگ تھا جب اپنے عالم شباب میں صوبہ سندھ کے اندر موجود جہالتوں سے پنجہ آزمائی شروع کی تو صوبہ بھر میں اہل الحدیث کی صرف ایک مسجد تھی اور جب ۱۹۹۶ء میں ہمیں داغ مفارقت دے کر اس دنیا سے رخصت ہوئے تو ۷۵۰ مساجد قائم ہو چکی تھیں۔ اور ہر مسجد میں دعوت کا نظام قائم ہو چکا تھا۔ آج اسی عمل کے تسلسل کی برکت سے مساجد کی تعداد ۱۰۰۰ تک پہنچ چکی ہے، ہر مسجد میں جمعہ کے خطبات ہو رہے ہیں، روزانہ درسِ قرآن و حدیث جاری ہے، اور یہی سلفی عمل ہے۔ منبر و محراب سے لوگوں کی اصلاح، تربیت اور تزکیہ کا کام کیا جائے۔ یہی امام الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہج تھا اور اسی میں برکت ہے اور کوئی منہج آج تک کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکا۔

میدانِ عمل میں آئیں:

حضرات! منہج اہلحدیث ایک بڑا وسیع مضمون ہے جس پر متعدد جہات سے گفتگو ہو سکتی ہے، لیکن میں نے اس مجلس میں اپنی تمام تر توجہ صرف نکتۂ تمیز پر مرکوز رکھی ہے، یہ ایک اہم اعتقادی مسئلہ بھی ہے، جس کا عقیدہ ''الولاء والبراء'' سے بھی بڑا گہرا ربط اور تعلق ہے۔ منہج اہلحدیث کا اعجاز یہی ہے کہ ہم اپنے عقیدہ اور عمل جو کہ مکمل طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے مطابق ہیں پر ارتکاز کریں اور اللہ رب العزت کی تائید و توفیق کی برکت سے اپنی محدود سی تعداد پر اکتفاء کریں اور دعوتِ دین کے بابرکت عمل کو جاری و ساری رکھیں، مساجد قائم ہوں، مدارس سے قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں گونجتی رہیں اور اللہ رب العزت سے دعاؤں کا سلسلہ و سہارا حاصل رہے اور بدعت و اہل بدعت سے حسب منہج سلف صالحین عملی و اعتقادی برأت کا اظہار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موجود رہے۔ ان امور سے ہم اپنے فریضۂ دعوت سے بطریق احسن عہدہ برا ہو سکتے ہیں، اور نتائج اللہ رب العزت کے سپرد ہوں گے۔ کامیابی کبھی انسانوں کے ہاتھ میں نہیں رہی، یہ تو صرف خالق کائنات کے ہاتھ میں ہے، جسے چاہے عطا فرمادے، اور جسے چاہے محروم رکھے، لیکن یہاں جو محروم ہے وہ بھی کامیاب ہے اور اجر وثواب کا پوری طرح مستحق ہے اور جو کامیاب ہے وہ صرف اس لئے کامیاب ہے کہ اس نے محمد رسول اللہ ﷺ کے منہج کے ساتھ پوری پوری وفاداری کی۔

اللہ ربّ العزت سے یہی استدعا ہے کہ وہ ہمیں صحیح معنی میں منہج اہلحدیث کی اصل شان کو برقرار رکھنے کی توفیق عطا فرمادے، آج ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور ائمہ و محدثین کے منہج کے امین ہیں، یہ منہج ہمارے ہاتھوں میں ہے، اللہ تعالیٰ سلفی قواعد کی روشنی میں اس کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمادے، اور موجودہ دور کے کھوکھلے نعروں، بے مقصد اُچھل کود، مبتدعین سے اختلاط اور ایسے اقتدار کے حصول کی کوششوں جس میں کوئی خیر و برکت نہیں، سے یکسر گریز کا فہم وافر عطا فرمادے، ہم باعتبار عقیدہ، منہج، عمل، خلق اور سیاست کے ایسے بن جائیں کہ ہمیں دیکھ کر لوگ واقعۃً یہ محسوس کریں کہ جیسے اصحاب رسول کریم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ آج جبکہ جمعیت اہل الحدیث سندھ کی پچیسویں سالانہ کانفرس کا آغاز ہو چکا ہے، میں اپنے تمام علماء، مدرسین، دعاۃ، طلابِ علم، اُمراء، ناظمین اور عامۃ الناس کو باعتبار عقیدہ، منہج، عمل، خلق اور سیاست میں ممتاز و متمیز ہو کر رہنے کی نصیحت کرتا ہوں، انبیاء ورسل کی دعوت کو، انبیاء ورسل کے طریقہ ومنہج کے مطابق لے کر میدانِ عمل میں آیئے، اپنے آپ کو دنیا کے ہر گروہ سے اونچا اور اعلیٰ سمجھئے، لیکن اس میں کبر اور تعلّی کا پہلو نہ ہو۔ ہم سب سے برتر اور اعلیٰ اس لئے ہیں کہ صرف ہم ہی علومِ نبوت کے حاملین و وارثین ہیں۔ منہج تمیز کی بنیاد رسول اور اصحابِ رسول ﷺ کی پیروی ہی ہمارا اصل سرمایہ ہے۔

والتوفیق بیداللہ تعالی و صلی اللہ تعالی علی نبینا محمد

و علی آلہ وصحبہ وأھل طاعتہ اجمعین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقلید کی مخالفت کیوں؟

خطبہ نمبر ۱

إِنَّ الْحَمْدَلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَ نَسْتَعِيْنُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ.

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ [آل عمران : ۱۰۲]

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾ [النساء : ۱]

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ [الاحزاب : ۷۰، ۷۱]

امابعد! فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَ أَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَ شَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.

اعوذ با اللہ من الشیطان الرجیم من همزه و نفخه و نفثه. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

﴿ و من الناس من يتخذ من دون الله اندادا يحبونهم كحب الله والذين آمنوا اشد حبًا لله و لو يرى الذين ظلموا اذ يرون العذاب ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

القوۃ للّٰہ جمیعًا و ان اللّٰہ شدید العذاب ○ اذا تبرا الذین اتبعوا من الذین اتبعوا و راوالعذاب و تقطعت بھم الاسباب و قال الذین اتبعوا لو انا لنا کرۃ فنتبرأ منھم کما تبرو منا کذالک یریھم اللّٰہ اعمالھم حسرات علیھم وما ھم بخارجین من النار﴾

تقلید نہ کرنے کی سات وجوہات:

اہلحدیث تقلیدی کیوں نہیں کرتے؟ اس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ یہاں میں مختصراً سات وجوہات ذکر کروں گا۔

پہلی وجہ۔تقلید کا لفظ کہیں نہیں آیا:

یہ کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے امر کے تابع ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے تقلید کی بابت کوئی حکم نہیں دیا۔ بلکہ لفظ تقلید اس معنی میں پورے قرآن میں کہیں نہیں، پورے ذخیرۂ حدیث میں کہیں نہیں اور نہ ہی سلف صالحین کے کلام میں اور ان کے اقوال میں اور ان کے مأثورات میں اس لفظ کا کوئی ذکر ہے۔ اور یہ بڑی عجیب بات ہے کہ لوگوں نے اپنے پورے مذہب کی بنیاد ایک ایسے لفظ پر قائم کی ہے جو قرآن و حدیث میں کہیں نہیں ہے۔

قرآن و حدیث میں اطاعت کا لفظ ہے اتباع کا لفظ ہے۔ میں نے استقراءً اطاعت اور اتباع کے ان دوالفاظ کو قرآن حکیم میں تلاش کیا۔ یعنی ان کے تمام مشتقات سمیت جیسے امر کا صیغہ ماضی کا صیغہ کہیں اَطِیْعُوْا، کہیں اَطِعْ، کہیں اَطَعْنَا، کہیں یُطِیْعُوْا، کہیں یُطِعِ، کہیں اتَّبِعُوْا، کہیں اتَّبَعْنَا، کہیں اتَّبِعْ یہ سب مشتقات ہیں۔ یہ دو الفاظ قرآن حکیم میں ۲۵۰ مقامات پر مجھے ملے ہیں۔ اس کے مقابلے میں پورے مذہب کی بنیاد ایک ایسے لفظ پر قائم کی جائے جو پورے قرآن میں کہیں نہیں، پورے ذخیرۂ حدیث میں کہیں نہیں، بڑی عجیب بات ہے۔ ہاں تقلید کا لفظ صحیح بخاری میں چند جگہوں پر استعمال ہوا ہے مگر اس معنی میں نہیں بلکہ اس قلادے یا پٹے کے معنی میں جو جانور کے گلے میں باندھا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں باب قائم کیا ہے بَابُ تَقْلِيدِ الْهَدْيِ اور ایک اور باب تَقْلِيدُ النَّعْلِ یہ ایک خاص موضوع ہے: جانور کے گلے میں قلادہ ڈالنا۔ دراصل لوگ حج کرنے جاتے تھے تو اپنی قربانی کا جانور بھی ساتھ لے جاتے تھے۔ اگر کوئی حج کرنے جارہا ہے اور آپ اس کے ہاتھ اپنی قربانی کا جانور بھیج رہے ہیں کہ یہ بھی وہاں ذبح ہو جائے یہ بھی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ تو ان جانوروں کے گلے میں قلادہ ڈالنا، پٹہ ڈالنا یہ نبی علیہ السلام کا مسنون عمل ہے۔ جو حج کے جانور ہیں جنہوں نے منیٰ میں ذبح ہونا ہے چاہے وہ گائے ہو چاہے وہ اونٹ ہو چاہے وہ بکرا، یا مینڈھا ہو اس کے گلے میں پٹہ ڈالنا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ یہ تقلید الھدی، اس کی حکمت یہ ہے کہ اس پٹے سے لوگ سمجھ جائیں کہ یہ قربانی کا جانور ہے اسے کوئی چوری نہ کرے۔ اہل عرب اپنی تمام تر جہالتوں کے باوجود شعائر حج کی تعظیم کرتے تھے۔ جانور چوری کرنا یا ڈاکے ڈالنا ان کا معمول تھا۔ لیکن اگر یہ پٹہ ہوتا جو علامت تھی کہ یہ قربانی کا جانور ہے اسے نہیں لوٹتے تھے۔ ایسا جانور اگر اپنے قافلے سے بچھڑ جائے کہیں کھو جائے تو جسے ملتا وہ اسے منیٰ کے میدان میں پہنچا دیتا یا بعض اوقات ایک شخص حج کرنا چاہتا ہے اسے راستہ معلوم نہیں تو وہ قافلے کے جانوروں کے ان پٹوں کو دیکھ کر یہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ قافلہ حج کے لئے جا رہا ہے۔ تو اس کے ساتھ شامل ہو جاتا۔ بہت سی حکمتیں۔ تو اس پٹہ ڈالنے کو تَقْلِيدُ الْهَدْيِ کی اصطلاح دی گئی۔ اس معنی میں تو یہ لفظ ملتا ہے لیکن جس معنی میں استعمال کر کے اسے پورے منہج کی بنیاد بنالیا گیا ہے یہ کہیں نہیں ملتا۔ اب یہ فرق کیا ہے، تقلید اور اتباع کا یا تقلید اور اطاعت کا یہ محض ایک لفظی بحث نہیں۔ ان دونوں میں منہجی فرق ہے۔ اطاعت اور اتباع کا لفظ پیروی کے معنی میں ہے مکمل پیروی، اتباع جو حق ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي﴾ [آل عمران : ۳۱]

"اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کی محبت کے دعویدار ہو تو میری اتباع کرو"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی اسی اتباع پر ہم مامور ہیں یہ لفظ تو قرآن نے استعمال کیا۔ اتباع کا معنی کیا ہے؟ ''مکمل پیروی''۔

عربی لغت میں ایک لفظ "تبیعه" تبع جس کا مادہ ت-ب-ع ہے تبیعه گائے کے بچھڑے کو کہتے ہیں جو ایک سال سے چھوٹا ہو، ایک سال سے کم عمر ہو۔ اسے تبیعه اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اپنی ماں کی ہو بہو پیروی کرتا ہے۔ کبھی دیکھیں بچھڑے کو وہ اپنی ماں سے کتنا پیار کرتا ہے جہاں وہ منہ ڈالے وہ منہ ڈالتا ہے۔ جب وہ چلتی ہے یہ بھی پیچھے چلتا ہے۔ وہ ٹھہرتی ہے تو یہ بھی ٹھہر جاتا ہے، یہ تبیعه ہے۔ (اس کو تبیعه اس لئے بھی کہتے ہیں کہ جب اسے کھولا جاتا ہے وہ فوراً سیدھا تیزی سے دوڑتا ہوا چھلانگیں لگاتا ہوا خوشی سے، دودھ پینے کے لئے سیدھا اپنی ماں کے پاس جاتا ہے۔ کسی اور چیز کی طرف دیکھتا بھی نہیں۔ محمدی) اسی سے لفظ ہے ''اتباع'' مکمل پیروی جو پیغمبر ﷺ کا حق ہے۔ یہ اتباع کا معنیٰ ہے۔ تقلید کیا ہے؟ تقلید خود مقلدین کی اصطلاح میں معنی یہ ہے کہ "أخذ قول الغير بلاحجة" کسی غیر کی بات کو کسی دوسرے کی بات کو لے لینا بغیر کسی دلیل کے بغیر دلیل پوچھے۔ اب کتنا فرق ہے۔ اتباع پیروی کا نام ہے۔ محمد ﷺ کی اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں جو مجسم دلیل ہیں۔ جن کا عمل بھی دلیل ہے، جن کا ہلنا جلنا بھی دلیل ہے، جن کا کلام فرمانا بھی دلیل ہے اور جن کا خاموش رہنا بھی دلیل ہے۔ کہ کسی کے عمل کو دیکھ کر خاموش رہ گئے وہ بھی دلیل ہے۔ جن کی رضا دلیل ہے، جن کا غصہ دلیل ہے، جن کا کھانا دلیل، جن کا پینا دلیل، جن کا سونا جاگنا، اٹھنا بیٹھنا اور یہ سارے طریقے یہ سب دلیل ہے۔ یہ اتباع کا لفظ ان کے ساتھ مقرون ہے اور ''تقلید'' کا معنی کسی بھی غیر کی بات کو لے لینا بغیر دلیل کے مطالبے اور بغیر دلیل کے۔ تو ایک تو یہ بنیادی وجہ ہے کہ ہم تقلید کیوں نہیں کرتے، کیسے کریں؟ اس لفظ تقلید کا اپنے تمام تر مشتقات کے ساتھ کوئی ذکر نہیں، نہ قرآن میں نہ حدیث میں۔ جو چیز کتاب وسنت میں نہیں ہے، وہ کیسے اپنائی جا سکتی ہے۔ بلکہ یہ کیسے ممکن ہے کہ پورے مذہب اور دین کی بنیاد اس لفظ پر قائم کر دی جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس طرح کہ ''مقلد'' اور ''غیر مقلد'' باقاعدہ اصطلاحیں بن جائیں۔ یہ ہماری اصطلاحیں نہیں یہ ان کی ہیں جو تقلید کرتے ہیں۔ مقلد بھی ان کی اصطلاح ہے اور غیر مقلد بھی ان کی اصطلاح ہے۔ ہم تو قرآن وسنت کے متبع ہیں، کوئی بچہ سکول میں داخل ہوتا ہے وہ جس دن سکول جائے گا اس دن حاضر اور جس دن نہیں جائے گا غیر حاضر۔ اسی طرح جو تقلید کے مذہب کو اختیار کرے گا وہ جب تقلیدی مذہب کی پیروی کرے گا مقلد اور جب تقلیدی مذہب کی کوئی ایک بات بھی نہیں مانے گا جس طرح قاضی یوسف اور امام محمد نے کئی باتیں ابوحنیفہ کی نہیں مانیں۔ تو وہ غیر مقلد۔

اور جو بچہ سکول میں داخل نہیں ہوا وہ سکول جائے نہ جائے وہ حاضر اور غیر حاضر نہیں ہوتا۔ اسی طرح جس نے تقلیدی مذہب اختیار ہی نہیں کیا وہ مقلد اور غیر مقلد کی اصطلاح میں نہیں آ سکتا۔ (محمدی) لفظ تقلید قرآن وحدیث میں کہیں بھی نہیں آیا، تو اسے کس طرح اختیار کیا جا سکتا ہے؟ یعنی ایک لفظ پر پورے دین کی بنیاد ڈال دی گئی جو کہیں بھی قرآن وحدیث میں نہیں اور اگر ہے تو وہ جانور کے گلے میں پٹہ ڈالنے کے معنی میں ہے۔

دوسری وجہ تقلید شرک ہے:

میں صرف چند بنیادی قواعد بیان کروں گا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ تقلید ''شرعی اصول'' کے خلاف ہے بلکہ شرعی اصول کی ضد ہے۔ ہمارا اصل الاصول کیا ہے ''عقیدۂ توحید'' اور تقلید توحید کے منافی ہے۔ اب جو فعل توحید کے منافی ہے اور جو فعل شرک ہو وہ کیسے روا ہو سکتا ہے۔

اللہ پاک نے قرآن پاک میں دو شراکتوں کی نفی کی ہے ایک شراکت وہ جو اس کی عبادت میں ہو۔ عبادت کی شراکت قابل قبول نہیں۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴾ [سورة الكهف : ١١٠]

''کہ اپنے ربّ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو''۔

عبادت کی شراکت کی نفی کی۔ اسی طرح اللہ رب العزت نے اپنے نظام،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اپنے قانون اور اپنے امر میں شراکت کو قبول نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ﴾ [سورة الكهف: ٢٦]

وہاں پر عبادت میں شرک کی نفی کی اور یہاں پر اس کے حکم، اس کے امر اور اس کے قانون، اس کے نظام اور اس کی شریعت میں کسی کی شراکت کی نفی کی، عبادت میں شراکت اور حکم میں شراکت قابل برداشت نہیں۔ یہ دو شراکتیں ہیں۔ ایک شراکت فی العبادت اور ایک شراکت فی الحکم۔ نہ یہ قبول ہے اور نہ یہ قبول ہے جس طرح اللہ رب العزت خالص اپنی عبادت چاہتا ہے اسی طرح خالص اپنی اطاعت چاہتا ہے۔ جس طرح اس کا یہ فرمان ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾ [سورة البقرة: ٢١]

کہ اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جو تمہارا خالق ہے۔ یہ ہے توحید الوہیت، توحید فی العبادۃ اپنے ربّ کی عبادت کرو۔ تو عبادت کی شراکت قابل قبول نہیں۔ یہاں توحید چاہئے، اس طرح اس کے حکم اس کے قانون اور اس کی اطاعت میں کوئی شراکت قابل قبول نہیں۔ یہاں بھی توحید چاہیے۔ فرمایا:

﴿ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ﴾ [سورة الزمر: ٣]

''اللہ کے لیے دین خالص ہے''۔

فرمایا: ﴿ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ﴾ [مائده: ٤٨]

سب کے لیے شریعت ہم نے بنائی سب کے لیے صرف اُمت محمدیہ کے لیے نہیں قوم موسیٰ ہو، قوم عیسیٰ ہو، قوم لوط ہو، قوم نوح ہو، قوم ابراہیم علیہم السلام ہو، سب کے لیے شریعت ہم نے بنائی۔ قانون سازی ہم نے کی بلکہ بطور حصر فرمایا:

﴿ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ﴾ [يوسف: ٤٠]

''نہیں ہے حکم مگر صرف ایک اللہ کا''۔

توحید فی الحکم، توحید فی القانون، توحید فی الاطاعت یعنی شرعی مطلوب میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دو شراکتیں قابلِ قبول نہیں۔ نہ اُس کی عبادت میں اور نہ ہی اُس کے حکم میں قرآن و حدیث کے دلائل اس پر موجود ہیں۔ اور تقلید کیا ہے یہ شراکت فی الحکم ہے۔ اللہ کے حکم اور اس کے قانون میں شراکت ہے مداخلت ہے اور یہ تعبیر بھی جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرما دی۔ ایک دفعہ آپ ﷺ سورۂ توبہ کی آیات تلاوت فرما رہے تھے۔ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ جو پہلے عیسائی تھے، اسلام قبول کر لیا، نبی علیہ السلام کے پاس گئے۔ نبی علیہ السلام سورۃ توبہ کی تلاوت فرما رہے تھے تو پڑھتے پڑھتے یہ آیت آ گئی:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ [التوبۃ : ۳۱]

کہ ان یہودیوں، عیسائیوں نے اپنے احبار و رہبانوں کو اپنے مولویوں کو اپنے راہبوں کو اپنے علماء کو اپنا رب بنا لیا۔ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بڑے متعجب ہوئے کہ یہ بات قرآن میں کیسے آئی۔ نبی علیہ السلام سے تعجب کا اظہار کر ہی لیا۔ ان الفاظ میں کہ "مَا عَبَدْنَاهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" یا رسول اللہ ﷺ ہم نے تو کبھی ان کی عبادت نہیں کی۔ ہم نے اپنے مولویوں، احبار و رھبان کی عبادت کبھی نہیں کی، پھر یہ بات قرآن نے کیسے کہہ دی کہ رب بنا لیا۔ "مَا عَبَدْنَاهُمْ" ہم نے کبھی ان کی عبادت نہیں کی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے ان سوالوں کا جواب دو:

اَلَيْسَ يُحَرِّمُوْنَ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ وَتُحَرِّمُوْنَهٗ وَيُحِلُّوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَتَسْتَحِلُّوْنَهٗ. ❶

تمہارے علماء نے جس چیز کو حلال کیا اسے تم نے حلال نہیں مانا؟ بغیر کسی دلیل کے مطالبے کے؟ علماء نے جو کچھ دیا مان لیا ان کے حلال کو حلال نہیں مانا؟ وَتُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمُوْا عَلَيْكُمْ اور جس چیز کو انہوں نے حرام کیا کیا تم نے اس کو حرام نہیں مانا؟ کہا یہ بات تو ٹھیک ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وَتِلْكَ عِبَادَتُهُمْ"

---

❶ سنن کبریٰ بیہقی ۱۰:۱۱۶، تفسیر کبیر، سورۃ التوبہ آیت ۳۱، ترمذی کے الفاظ یہ ہیں: ولکنهم كانوا اذا احلّوا لهم شيئاً استحلّوه واذا حرّموا عليكم شيئاً حرموه جامع ترمذی كتاب تفسير القرآن باب ومن سورة التوبة رقم ۳۰۹۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہی تو ان کی عبادت ہے۔ یعنی جس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام کہتے ہو گویا تم اس کی عبادت کر رہے ہو۔ گویا عبادت اطاعت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ قرآن میں اس کے نظائر موجود ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا تھا "لِمَ تَعْبُدُ مَالَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا" اے ابا جان! آپ ان کی عبادت کیوں کرتے ہو جو نہ کچھ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں اور نہ آپ کی کفایت کر سکتے ہیں نہ وہ آپ کی کوئی مشکل ٹال سکتے ہیں معنی یہ کہ وہ بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ تھوڑا آگے چل کر فرمایا "يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدُ الشَّيْطَانَ" ابا جان شیطان کی عبادت نہ کیجئے۔ پہلے کہا کہ بتوں کی عبادت نہ کیجئے پھر کہا کہ شیطان کی عبادت نہ کیجئے دراصل بتوں کی عبادت کرتے ہیں شیطان کے بہکانے سے۔ شیطان کی اطاعت سے عبادت یہاں بھی مستعمل ہے اور وہاں بھی مستعمل ہے۔ وہاں عبادت کے معنی میں ہے اور یہاں اطاعت کے معنی میں ہے۔ شیطان کو پوجتے نہیں تھے سجدے بتوں کو کرتے تھے بتوں کو خریدتے بتوں کو بناتے، بتوں کو پوجتے، شیطانوں کو نہیں پوجتے تھے۔ شیطان کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ یہ سب کچھ کرتے شیطان کی پیروی میں اور پیروی کا معنی بھی عبادت کے ذریعے ظاہر کر دیا گیا ہے۔ تو عبادت پیروی کے معنی میں بھی ہے۔ جس کی تم پیروی کر رہے ہو گویا تم اس کی عبادت کر رہے ہو۔

تو ہم تقلید کیوں نہیں کرتے؟ تقلید کا معنی ہم نے بیان کیا "اَخْذُ قَوْلِ غَيْرِهٖ بَلَا حُجَّةٍ" کسی کی بات کو کسی کے قول کو بغیر دلیل کے لے لینا۔ میرے بھائیو یہ حق ہے محمد رسول اللہ ﷺ کا اور محمد ﷺ کا حق اس لیے ہے کہ وہ صرف اللہ ہی کی بات کہتے تھے۔ ﴿ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ﴾ [القرآن] کہ آپ صرف وہ بات پہنچائیں جو آپ کے رب کی طرف سے نازل کی گئی۔ تاکہ توحید خالص رہے اور دین خالص رہے۔ ﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴾ [نجم: ۳، ۴] رسول اللہ ﷺ کی شان یہ ہے کہ وہ اپنی خواہشات سے کچھ نہیں بولتے وہ بولتے ہیں تو اللہ کی وحی سے بولتے ہیں۔ کیوں؟ کیا ان کی خواہش مقدس نہیں، قابل احترام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں؟ اس میں کوئی شک نہیں، لیکن اللہ کی وحی سے بولنے کے پابند اس لیے ہیں تاکہ اللہ کا دین خالص رہے اور اتباع چونکہ عبادت ہے یہ حق اللہ کے لیے مخصوص ہے۔ اللہ پاک نے اسی لیے محمد ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ بڑا دعویٰ ہے۔ ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ جو رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا اس نے اللہ کی اطاعت کر لی۔ اس مفہوم کو آپ دونوں طریقوں سے استعمال کر سکتے ہیں۔ جو رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ یوں بھی کہہ سکتے ہیں اللہ کی اطاعت صرف وہ کر رہا ہے جو رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے۔ اب چونکہ اطاعت عبادت ہے اور عبادت اللہ رب العزت کے لئے خاص ہے۔ تو ہمیں کسی اور کی شراکت، کسی اور کا قول، کسی اور کی بات لینا، اس کا کیا جواز ہے؟ شرعاً نبی علیہ السلام نے واضح فرما دیا کہ کسی کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جاننا اور کسی کے فتوے کو بغیر کسی دلیل کے لے لینا یہ اس کی عبادت کرنا ہے۔ علمائے کرام اس مسئلہ کی شناعت کو جانتے تھے اس کی ہیبت کو جانتے تھے، اس کے رعب کو، اس کے دہشت ناک نتائج کو جانتے تھے، اس لیے وہ اس کی نفی کرتے تھے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ یہاں تک فرما گئے "حَرَامٌ عَلٰى مَنْ لَّا يَعْرِفُ دَلِيْلِي اَنْ يُفْتِيَ بِكَلَامِي" بڑی بات ہے، وہ یہ ایک جملہ کہہ کر بری الذمہ ہو گئے۔ یہ فرما گئے کہ جس شخص کو میرے کسی قول، میرے کسی فتوے کی دلیل معلوم نہ ہو وہ فتویٰ وہ قول بیان کرنا اسے حرام ہے۔ وہ جانتے تھے کہ یہ کتنا ہیبت ناک مسئلہ ہے یہ فرما کر عنداللہ بری ہو گئے۔ امام عطاء یہ بہت بڑے تابعی تھے کبار تابعین میں سے، کبار تابعین وہ تابعین ہوتے ہیں جو زیادہ تر صحابہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہوں۔ کچھ تابعی اوسط درجہ کے ہوتے ہیں: یہ وہ تابعین ہیں جو ۵۰% صحابہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہوتے ہیں۔ کچھ تابعین چھوٹے تابعین ہوتے ہیں، یہ وہ تابعین ہیں جو زیادہ تر تابعین کے شاگرد ہوں۔ اکا دکا صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی انہوں نے پڑھا ہو، سماع ثابت ہو، وہ چھوٹے تابعین ہوتے ہیں۔

امام عطاء رحمہ اللہ بڑے تابعی، کبار تابعین میں سے ہیں۔ عبداللہ بن عباس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہما سے انہوں نے بڑا علم لیا بہت کچھ سیکھا۔ مکہ کے بڑے علماء میں سے تھے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کو شیخ الاسلام لکھا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کرنے کے لیے آئے لوگ ٹوٹ پڑے ادھر سے سوال کر رہے ہیں اُدھر سے سوال کر رہے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ "تَجْتَمِعُوْنَ لِيَ الْمَسَائِلَ وَ فِيْكُمْ عَطَاء"❶ اے اہل مکہ! تمہارے پاس عطا جیسا ہیرا موجود ہے تو مجھ سے کیوں سوال کر رہے ہو۔ یہ قول کس کا ہے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا۔ کس کے بارے میں؟ ایک تابعی رحمہ اللہ کے بارے میں۔ یعنی صحابی رضی اللہ عنہ ایک تابعی رحمہ اللہ کو تزکیہ دے رہا ہے کہ مجھ سے کیوں پوچھتے ہو، تمہارے پاس تو عطا جیسا ہیرا موجود ہے۔ متمیز کر دیا تا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ عطا کا مقام کیا ہے۔

ان سے کسی نے مسئلہ پوچھا تو فرمایا کہ "لَا اَدْرِي" کہ میں نہیں جانتا۔ سائل نے کہا کہ "اَفْتِنَا برأيك" قرآن کی دلیل آپ کو معلوم نہیں ہے، کوئی حدیث آپ کو مستحضر نہیں ہے تو اپنی رائے بیان فرما دیجئے کہ آپ کی رائے میں اس کا کیا جواب ہوسکتا ہے۔ اپنی رائے بیان کر دیجئے۔ کیا جواب دیا؟ "اَسْتَحْيِ مِنَ اللّٰهِ أنْ يُدَانَ فِي الْأَرْضِ بِرَأيِ" مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ اس زمین پر میری رائے چلے۔ زمین پر کیا چلنا چاہئے، قَالَ اللّٰهُ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم چلنا چاہئے اور یہاں کوئی یوں بھی کہہ دے مجھے شرم آتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میرا نام آئے۔ سلف صالحین اس موضوع کی اہمیت کو جانتے تھے۔ اب ساری باتیں تقلید شخصی کے خلاف جا رہی ہیں۔ اس تعریف کے موجب جو خود مقلدین نے کی ہے کسی کی بات کو لے لینا بغیر کسی دلیل کے، بغیر کسی حجت کے۔ دوسری وجہ جو یہ عرض کی کہ جو تقلید ہے یہ توحید کے منافی ہے۔ دین اسلام میں اطاعت بھی عبادت ہے جو صرف اللہ کا حق ہے اور اللہ نے یہ حق پورا کروایا اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجمانی کے ذریعے، ان کو بھیجا اور ان کو پورا دین دے دیا اور سکھا دیا اور ان کی اطاعت کو اپنی

---

❶ تاريخ دمشق. تذكرة الحفاظ. حلية الاولياء.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اطاعت قرار دیا۔ ”مَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہ“ جو محمد ﷺ کی اطاعت کرتا رہے گا اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ تو تقلید شرک ہے یہ دوسری وجہ ہے۔

تیسری وجہ۔تقلید منہج کے خلاف ہے:

منہج کیا ہے؟ منہج وہ راستہ جس پر سلف صالحین چلے جس راستے پر سلف صالحین چلتے گئے۔ سلف صالحین کون ہیں؟ سلف صالحین وہ ہیں جن کو قرآن نے سلف صالحین کہا ہے۔ اللہ پاک کا فرمان ہے:

﴿ وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ﴾ [سورة التوبه : ۱۰۰]

اللہ رب العزت راضی ہو گیا، ایک سابقین اوّلین مہاجرین جنہوں نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی اللہ ان سب سے راضی ہو گیا۔ دوسرا انصار سے یعنی اہل مدینہ سے کہ انہوں نے مہاجرین کا استقبال کیا اور مہاجرین کو ٹھکانا دیا جگہ مہیا کی ان پر ایثار کیا ان کو کھلایا پلایا یہ سب انصار ہیں ان کے مددگار ہیں، اللہ ان سے بھی راضی ہو گیا ”والذین اتبعوھم باحسان“ اور تیسرے وہ لوگ جو ان کے پیروکار جس راہ پر یہ چلتے رہے۔ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم یہ انصار و مہاجرین اور جو ان کی پیروی کرتا رہے گا ان کا پیروکار بنا رہے گا۔ اللہ ان سے بھی راضی ہے۔

اللہ کی رضا سب سے بڑی نعمت ہے اور یہ صرف تین جماعتوں کے لیے ہے۔ ایک مہاجرین دوسرے انصار اور یہ گزر چکے ہیں ختم ہو چکے ہیں۔ پس تیسری جماعت وہ ہے جو ان کی پیروکار رہے گی اور ان کے منہج پر قائم رہے گی چاہے وہ عربی ہو، عجمی ہو، گورا ہو، کالا ہو، لاہوری ہو، پاکستان کا ہو، مصر کا ہو، سعودی عرب کا ہو، امریکہ کا ہو، افریقہ کا ہو، بس اس منہج کا پیروکار بن جائے تو وہ کامیاب ہے۔ گویا صحابہ کا منہج وہ منہج ہے جس کی پیروی کا اللہ نے حکم دیا، جس کو اپنانے کا اللہ نے حکم دیا۔ یہاں تک فرما دیا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا﴾ [سورۃ البقرہ: ۱۳۷]

اگر یہ سارے لوگ جو بعد میں آنے والے ہیں اس طرح ایمان لائیں جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم ایمان لائے ہیں تو وہ ہدایت پر ہیں۔ پیروی کا حکم دے دیا، ہو بہو مکمل پیروی کا، اس سے مراد ہے اصحاب انصار و مہاجرین کی پیروی یہ منہج ہے، اور تقلید خلاف منہج۔ کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا مؤقف ان کا عقیدہ ان کا منہج ہمارے سامنے کھلی کتاب کی طرح واضح ہے۔ اس میں کوئی جھول نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پوری زندگی کس راہ پر چلے، کس طرح اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی، کیا اللہ کے پیغمبر کے علاوہ ان کے سامنے کوئی شخصیت تھی جس کی تقلید کرتے تھے؟ آپ تقلید کو چھوڑ دیں، صرف ان دو لفظوں پر غور کریں، صحابہ رضی اللہ عنہم نے اتباع کی یا تقلید کی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی پوری زندگی آپ کے سامنے ہے۔ تقلید کے تعلق سے کوئی ایک حوالہ پیش کر دیجیے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے فلاں شخصیت کی تقلید کی، لفظ تقلید استعمال ہوا ہو۔ اتباع کی، کس کی؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ نبی علیہ السلام کے بعد سب سے افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، اگر وہ کوئی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے تعارض میں کبھی ان کی بات بھی پیش کر دیتا تو ان کا کیا مؤقف ہوتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کیا فرمایا تھا، حج تمتع کی بات چل رہی ہے آپ نے حج تمتع کی مشروعیت اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین سے پیش کی۔ لوگوں نے کہا لیکن شیخین تو اس سے منع فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ آسمان سے تم پر پتھر نہ برسیں، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا اور تم یہ جواب دیتے ہو کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ کہا اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ کہا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مقابلہ میں لوگوں نے کس کی بات کی۔

ان دو صحابہ رضی اللہ عنہما کی جو "افضل هذه الأمة" ہیں۔ اُمت میں سب سے افضل، ان دو کی بات تھی۔ اور میں کہتا ہوں کہ لوگ اگر کسی اور کا نام لیتے جیسے آج کل ہم نے ائمہ کو پکڑا ہوا ہے۔ امام مالک، امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ جن کی شیخین سے کوئی نسبت ہی نہیں، تو پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مؤقف کیا ہوتا؟ یہ دو وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شخصیتیں ہیں جو اس پوری اُمت میں علی الاطلاق افضل ہیں، تو تقلید ہم اس لیے نہیں کر رہے کہ یہ خلاف عقیدہ بھی ہے اور خلاف منہج بھی۔ اس لیے کہ منہج ہمارے سامنے اصحاب رسول ﷺ کا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے اس کی بڑی ترغیب دی۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فتنوں کا ذکر کیا، بڑے فتنے ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ مخرج کیا ہے؟ حل کیا ہے؟ کیسے نکلیں، اپنی جان کیسے چھڑائیں فتنوں سے، کیسے محفوظ رہیں؟ فرمایا "عَلَيْكُمْ بِالْأَمْرِ الْأَوَّلِ" تم سب کچھ چھوڑ کر امر اوّل کو تھام لینا۔ امر اول کیا ہے؟ وہ منہج جس منہج پر اس اُمت کی اوّل جماعت تھی، اوّل جماعت کون ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انّ مِنْ وَّرَائِكُمْ اَيَّامَ الصَّبْرِ" تمہارے پیچھے کچھ ایام آ رہے ہیں جو ایام صبر ہیں۔ آزمائشوں کے، شدتوں کے، امتحانوں کے، تکلیفوں کے اور فتنوں کے ایام۔ اور ساتھ ہی فرمایا:

اَلْمُتَمَسِّكُ فِيهِنَّ بِمَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ الْيَوْمَ لَهُ أَجْرُ خَمْسِيْنَ رَجُلًا. ❶

ان ایام صبر میں جو شخص اس چیز کو تھام لے گا جس پر آج تم (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) ہو، اسے کیا ملے گا؟ اس ایک شخص کو پچاس افراد کے برابر ثواب ملے گا۔ اس ایک شخص کے عمل کا ثواب اس کی نماز کا ثواب اس کے روزوں کا ثواب پچاس افراد کی نمازوں اور روزوں کے برابر ملے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا "منّا او منهم" وہ پچاس آدمی ہم میں سے یا ان میں سے۔ فرمایا کہ "بل منكم" تم (صحابہ رضی اللہ عنہم) کے پچاس آدمیوں کے برابر۔ یہ ہے منہج کے اپنانے کا ثواب۔ اور تقلید؟ خلاف منہج۔ اس لیے کہ اس اُمت کی پہلی جماعت مقلد نہیں تھی، تقلید نہیں کرتے تھے اور اس اُمت کے اول افراد کے لیے کچھ اور ہو بعد میں آنے کے لیے کچھ اور ہو شریعت میں یہ دورنگی نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا ﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا﴾ اللہ کی سنت میں کوئی

---

❶ السلسلة الصحيحة رقم ٤٩٤. سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب الأمر والنهي، رقم ٤٣٤١. جامع ترمذی، کتاب التفسير، آیت ﴿لايضر من ضلّ اذا اهتديتم﴾ [مائدہ: ١٠٥] رقم ٣٠٥٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تبدیلی نہیں۔ جنت کے داخلہ کا جو معیار نوح علیہ السلام کی قوم کے لیے ہے وہی قوم ابراہیم کے لیے ہے وہی قوم محمد ﷺ کے لیے ہے۔ جنت میں داخلہ کا معیار جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے ہے وہی معیار اُمت کے اس فرد کے لیے بھی ہے جو قیامت کی آخری دیواروں پر پیدا ہوگا، کوئی فرق نہیں۔ کوئی صحابی تقلید نہیں کرتا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھ میں میں خالص دین تھا اور اللہ کے پیغمبر ﷺ کی غلامی تھی۔ اللہ کے پیغمبر کی اتباع اور اطاعت تھی۔ تو تقلید خلاف منہج ہے۔ اگر انصاف ہو تو نبی علیہ السلام کی یہ حدیث جو میں ابھی سنانے والا ہوں یہ قاتل نزاع سارے اختلافات کا حل ہے۔ اگر ناانصافی اور تعصب نہ ہو، جس میں اللہ کے نبی ﷺ نے پیشگوئی فرمائی اور اللہ کے پیغمبر اللہ کے سچے رسول تھے آپ کی ہر پیشگوئی ٪۱۰۰ حق ہوتی ہے۔ اس میں ایک ذرہ کا فرق نہیں ہوتا۔ دیکھیں میدان بدر میں آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ "هٰذَا مَصْرَعُ فلان" [1] کہ اس جگہ کل ابوجہل کی لاش ہوگی، اس جگہ امیہ بن خلف کی لاش ہوگی۔ جگہ کا تعین فرمایا۔ یہ نہیں فرمایا کہ ابوجہل کل مارا جائے گا، فرمایا کہ مارا جائے گا اور یہاں گرے گا۔ اُمیہ بن خلف مارا جائے گا اور یہاں گرے گا۔ امیر عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ ساری جگہیں یاد کرلیں۔ اگلے دِن معرکہ ہوا، معرکہ بدر کے بعد میں نے اس جگہ کو تلاش کیا۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے جس جس کی لاش کا جہاں ذکر کیا تھا وہیں پڑی ہوئی تھی۔ یہ تھی نبی علیہ السلام کی پیشگوئی۔ یہ حدیث بھی آپ ﷺ کی پیشین گوئی ہے۔ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہودیوں کے اکہتر (۷۱) فرقے بن گئے تھے اور عیسائیوں کے بہتر (۷۲) اور میری امت کے تہتر (۷۳) بنیں گے "كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا وَاحِدَةً" [2] سارے کے سارے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک فرقے کے بس وہ جنتی ہے۔ بڑی عجیب پیش گوئی تھی یہ کن کو فرمارہے ہیں صحابہ

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسير، باب غزوة بدر حديث ١٧٧٩.

❷ سنن ترمذی، کتاب الإيمان، باب ما جاء في افتراق هذه الامة حديث ٢٦٤١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہم سے، وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو جماعت واحدۃ تھے۔ جن میں کوئی حبشی تھا، کوئی ایرانی تھا، کوئی مکی کوئی مدنی لیکن سب باہم شیر وشکر تھے۔ جماعت واحدہ تھے۔ اس جماعت واحدہ میں تہتر فرقوں کی خبر ایک عجیب بات تھی۔ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس پر تعجب کیا ہوگا، مگر انکار کی مجال نہیں تھی کیونکہ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے تہتر فرقے ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک بڑی قیمتی بات پوچھ لی وہ بات یہ تھی کہ ''جنتی فرقے کی تعریف کر دیجئے، ان کی شناخت بیان کر دیجئے''۔ باقی جو بہتر جہنمی ہیں ان سے کوئی تعرض نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین لفظ استعمال کیے اور جنتی گروہ کی نشانی بیان کر دی اور جنتی گروہ وہ ہے جو اس چیز پر قائم ہو جس پر فرمایا ''هُمْ مَا أنا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِي'' جنتی گروہ وہ ہے جو اس چیز پر قائم ہو جس پر آج میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ اب اگر تعصب نہ ہو تو باقی تقلید کے لئے کچھ بچا؟ جس چیز پر میں ہوں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم بس وہ جنتی ہے۔

اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کا منہج اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہج کس چیز پر تھے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز پر تھے جو اللہ نے ذکر فرمایا:

﴿فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِیْٓ اُوْحِیَ اِلَیْكَ اِنَّكَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾ [الزخرف: ۴۳]

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی طرف جو وحی ہم کر رہے ہیں اس کو تھام لو۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسی کو تھامے رہے۔ پوری زندگی صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس منہج کو اپنایا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیروکار رہے۔ تو یہ حدیث کتنی واضح ہے۔ آپ نے تاقیامِ قیامت جنتی گروہ اور فرقہ ناجیہ کی شناخت بیان فرما دی۔ جنتی گروہ وہ ہے جس پر آج میں ہوں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی کے مقلد نہیں تھے بلکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ کسی کا نام سننا گوارہ نہیں کرتے تھے۔ صحیح مسلم میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بیان کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ''اَلْحَیَاءُ لَایَاْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ'' حیاء ایمان کا شعبہ ہے۔ ایمان کا حصہ ہے۔ حدیث بیان فرما دی۔ کچھ لوگ پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پرانے وقتوں کی کچھ کہاوتیں اور قصے سن رکھے تھے۔ انہوں نے یہ بات چھیڑ دی کہ ہاں ہمارے بڑے بھی یہ بات کہا کرتے تھے یہ درست ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ حیاء میں عزت ہے حیاء میں وقار ہے وہ بزرگوں کے قصے بیان کر رہے ہیں اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا چہرا غصے سے سرخ ہو گیا اور کہا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث بیان کر دی کیا یہ کافی نہیں تم بزرگوں کی باتیں لیے بیٹھے ہو۔ فرمایا کہ جب تک میں زندہ ہوں تم سے بات نہیں کروں گا۔ تم اس قابل ہو کہ تم سے کلام نہ کیا جائے۔ [1]

یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا عقیدہ اور منہج ہے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ کی اطاعت کے متعلق۔ تو ہم تقلید کیوں نہیں کرتے اس لئے کہ یہ خلاف منہج ہے۔ جس منہج میں تا قیام قیامت پیروی کا حکم ہے اس منہج میں تقلید نام کی کوئی چیز نہیں۔ منہج جس لفظ پر قائم ہے وہ اتباع ہے، اطاعت ہے، تقلید نہیں۔ اور یہ فرقہ ناجیہ کی علامت ہے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ خود بیان کرتے ہیں۔ تو یہ حدیث تو بالکل قاطع نزاع ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت ہمارے سامنے ہے۔ وہ سوال کس سے کرتے؟ اللہ کے پیغمبر ﷺ سے۔ ایک عام دیہاتی انسان بھی بالکل بدو جس کو یہ تک تمیز نہیں کہ میں نے اونٹنی کہاں باندھنی ہے۔ جس کو یہ تک معلوم نہیں کہ میں نے پیشاب کہاں کرنا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ سے دین سیکھا اور کھڑا ہوا کہ میں اپنی قوم کو جا کر سکھاؤں گا اور چلتے چلتے یہ الفاظ کہہ گیا کہ

وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَزِیْدُ عَلٰی هٰذَا شَیْئًا وَّلَا اَنْقُصُ مِنْهُ. [2]

"اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس نے آپ (ﷺ) کو دین حق دے کر بھیجا جو کچھ آپ (ﷺ) نے فرمادیا اس پر نہ کمی کروں گا نہ بیشی"۔

یہ ایک دیہاتی تھا کہ جس کو یہ تک تمیز نہیں تھی کہ ایک معزز آدمی کے ساتھ بات کیسے کرنی ہے۔ اس کے ساتھ گفتگو کا پروٹوکول کیا ہے۔ دور سے پکارنے لگا

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب الإیمان، حدیث ۲۷.

[2] صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان الإیمان الذی یدخل به الجنة، الحدیث ۱۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا محمد (ﷺ)! یا محمد! یا محمد! اپنا اونٹ مسجد میں لا کر باندھ دیا، پیشاب کی حاجت ہوئی تو پیشاب مسجد میں کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے مارنے کے لیے اٹھے، اللہ کے پیغمبر ﷺ ان کے پیچھے لپکے کہا "دَعُوْہُ" اسے چھوڑ دو، اسے تکلیف نہ دو۔ اس کو پیشاب کرنے دو۔ جب وہ پیشاب کر چکا، فرمایا کہ ایک ڈول پانی کا لے آؤ اس پر بہا دو۔ تا کہ یہ جگہ پاک ہو جائے۔ اس کی جان چھوٹ گئی۔ اور جب جان چھوٹی تو کہتا ہے:

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ مُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا.

"اے اللہ! محمد (ﷺ) پر رحم فرما مجھ پر رحم فرما اور کسی پر رحم نہ فرما"۔

اگر یہ نہ ہوتے تو پتہ نہیں کہ میرے ساتھ کیا سلوک ہوتا۔ یعنی دعا کا سلیقہ معلوم نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا. ❶

فرمایا: "اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے"۔

تو نے اسے دو آدمیوں میں محدود کر دیا۔ تم نے تو وسیع رحمت کو تنگ کر دیا۔ یعنی اتنا آداب سے ناواقف ہے۔ لیکن جب دین سیکھ لیا تو کیا فرمایا کہ اس پر نہ کمی کروں گا نہ بیشی۔ تا کہ دین دین خالص رہے۔ کیونکہ اطاعت اللہ کا حق ہے۔ صحیح بخاری میں ہے جب وہ یہ الفاظ کہہ کر چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا. ❷

"اگر کسی کو شوق ہے کہ اس زمین کی پشت پر چلتے پھرتے جنتی انسان کو دیکھے تو فرمایا کہ یہ جنتی ہے اسے دیکھ لو"۔

یہ کیوں؟ ابھی اس نے کوئی جہاد کیا ہے؟ کوئی نمازیں پڑھی ہیں؟ کوئی تہجد پڑھی ہے؟ ابھی تو دین سیکھا ہے۔ لیکن میرے بھائیو! جو قاعدہ بیان کر گیا ہے یہ ایک

---

❶ سنن ترمذی، کتاب الطهارة، باب ما جآء فی البول يصيب ارضا، حديث ١٤٧.

❷ صحيح بخاری، کتاب الزکاة، باب وجوب الزکاة، حديث ١٣٩٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مثالی قاعدہ ہے۔ اس قاعدہ کو نوٹ کر لو اپنے پاس لکھ لو۔ جس طرح ایک ادیب نے کہا تھا کہ لکھنے کے لیے اگر کاغذ نہ ہو تو اپنی گردنوں پر لکھ لو اور اگر قلم نہ ہو تو خنجر کی نوک سے لکھ لو یہ ایک مثالی قاعدہ ہے کہ جو کچھ میرے پیغمبر ﷺ نے فرما دیا اس پر نہ کمی کروں گا نہ زیادتی۔ نبی علیہ السلام نے جنت کی بشارت دے دی۔ یہ ہے منہج فرقہ ناجیہ کا۔

جہاں ایک بدو کی یہ مثال کہ پیچھے بیٹھا ہوا ہے اور آدھی دنیا کا فاتح ممبر پر کھڑا خطبہ ارشاد فرما رہا ہے۔ جس نے کسریٰ و قیصر کی کمر توڑ کر رکھ دی، ۲۲ لاکھ مربع میل پر اسلام کا اور توحید کا پرچم لہرا دیا، خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں، لوگوں سے پوچھا کبھی میں ایک ایسا آرڈر یا حکم دے دوں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے امر کے خلاف ہو، تم اسے مان لو گے؟ امیر المؤمنین کا فرمان قبول کر لو گے؟ لوگ جواب دینے کی تیاری کر رہے تھے یہ بدو کھڑا ہو گیا پیچھے بیٹھا ہوا ہے حالانکہ سامنے بڑے بڑے سردار بیٹھے ہوئے ہیں، وہ بھی بول سکتے تھے، جواب دے سکتے تھے۔ مگر آج اللہ کی حکمت یہ ہے کہ یہ لوگ جواب نہ دے سکے۔ یہ بڑے تو بڑوں کو جواب دیتے ہی رہتے ہیں۔ ایک چوہدری دوسرے چوہدری کو للکارتا رہتا ہے۔ کوئی اتنا وزن نہیں ہوتا۔ مزہ تو تب ہے کہ ایک طرف چوہدری اور دوسری جانب اس کا مزارع ہو، ایک طرف زمیندار ہو دوسری طرف اس کا ہاری ہو، وہ جواب دے پھر مزہ ہے۔ ایک طرف آدھی دنیا کا فاتح اور سامنے ایک بدو کھڑا ہے اور کھڑا بھی اس انداز سے ہو کہ "أَخْرَجَ سَيْفًا مِنَ الْغِمْدِ" تلوار کو میان سے نکال کر کہا "يَا عُمَرُ لَوْ عَوَّجْتَ نُسَدِّدُ بِهٰذَا" اگر تو نے کبھی کتاب وسنت کے خلاف بات کہہ دی تو اس تلوار سے تجھے سیدھا کر دیں گے۔ کوئی غصہ نہیں کیا۔ بلکہ کہا یا اللہ تیرا شکر ہے کہ میری رعیت میں ایسے لوگ ہیں جو عمر رضی اللہ عنہ کو سیدھا کر سکتے ہیں۔ کسی نے یہ نہیں کہا کہ آپ ہمارے امیر ہیں، امام ہیں، خلیفہ ہیں، آپ کی بات تو پتھر پر لکیر ہے، کسی نے یہ بات نہیں کی، وہ جانتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے سوا کوئی معصوم نہیں، سب سے غلطی ہو سکتی ہے۔ تو تقلید کیا ہے؟ خلافِ عقیدہ، خلافِ منہج، خلافِ کتاب وسنت۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوتھی وجہ۔ایک آدمی کے پاس سارا دین ہو ہی نہیں سکتا:

تقلید میں ایک شخصیت کے کندھے پر پورے دین کی عمارت قائم کی جاتی ہے۔ اب اگر کوئی حنفی ہے تو پورے مسائل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے لیتا ہے، اگر کوئی شافعی ہے تو تمام مسائل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے لیتا ہے، اگر کوئی مالکی ہے تو تمام مسائل امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے لیتا ہے، اگر کوئی حنبلی ہے تو تمام مسائل امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے لیتا ہے۔ گویا ایک شخصیت کے سر پر پورے دین کی عمارت قائم کر دی جاتی ہے۔ نماز کا طریقہ، روزوں کا طریقہ، حج کا طریقہ، زکوٰۃ کا طریقہ، جہاد کا طریقہ، تبلیغ کا طریقہ، یہ سب کچھ اس نے اپنے اسی امام سے لینا ہے۔ میں ایک چھوٹی زبان رکھتا ہوں مگر چیلنج کرتا ہوں کہ کسی ایسی ایک شخصیت کا نام بتا دو جس کے بارے میں کسی کو دعویٰ ہو کہ اس کے پاس پورا دین ہے۔ کسی بھی شخص کے بارے میں بتا دو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی آپ کے سامنے، تابعین کی زندگی آپ کے سامنے، بڑے بڑے مؤلفین آپ کے سامنے۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب [1] ہم نے چند دن پہلے خریدی، اس کی ساٹھ جلدیں ہیں، ہم میں سے دو تین بندے مل کر اس کو اٹھا سکے۔ تاریخ ابن عساکر اڑسٹھ (۶۸) جلدوں پر چھپی۔ ایک ہی شخصیت کی تالیف ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی کتب بھی ہیں انہی کی لیکن پورا دین کسی ایک شخصیت کے پاس ہے؟ اس کا نام نہیں۔ بھائی! سب سے زیادہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کس نے اختیار کی؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے۔ یہ وہ صحابی ہیں کہ قرآن میں ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ میں سے صرف ایک صحابی کی صحابیت کے بارہ میں ذکر ہے۔ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں:

﴿اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾

---

[1] الهدىٰ والسنن في احاديث المسانيد والسنن اس کا مشہور نام جامع المسانید ہے۔ حافظ ابن کثیر نے اس کتاب میں دس کتب کی روایات کو جمع کیا ہے کتب ستہ. مسند احمد مسند ابو بکر البزار مسند ابویعلیٰ الموصلی۔ المعجم الکبیر للطبرانی۔ محمدی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''جب غار میں آپ (ﷺ) اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ نہ گھبرا اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔

وہ صاحب کون تھا؟ وہ یار غار کون تھا؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ اس لیے علماء نے لکھا کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے صحابی کی صحبت کا انکار کرے تو وہ کافر نہیں ہو سکتا، لیکن اگر کوئی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت کا انکار کرے گا تو وہ کافر ہے، کیونکہ وہ قرآن کا منکر ہے۔ ہمیشہ اللہ کے پیغمبر ﷺ کے ساتھ پوری زندگی کے ساتھی سفر میں حضر میں حتیٰ کہ قبر میں بھی۔ ایک دفعہ اللہ کے رسول ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ دائیں ہاتھ میں پکڑا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بائیں ہاتھ میں فرمایا کہ:

هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ❶

''ہم قیامت کے دن جب اٹھیں گے تو اسی طرح اٹھیں گے''۔

سفر کا ساتھی، حضر کا ساتھی، قبر کا ساتھی کل حشر کا ساتھی، لیکن کوئی دعویٰ کر سکتا ہے کہ پورا علم ان کے پاس تھا۔ ہر وقت اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھنے والے ان کے ساتھ بیٹھنے والے، اس کے باوجود پورا علم ان کے پاس موجود نہیں۔ تو پورا علم کسی کے پاس ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴾

''ہر عالم کے اوپر ایک عالم ہے''۔

کسی شخص کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ سب سے بڑا عالم ہے تو یہ ناجائز ہے۔ عالم کے اوپر عالم بھی ہوتا ہے۔ اللہ پاک نے مزید یہ بات اس طرح سمجھا دی کہ ایک دفعہ اللہ کا پیغمبر علیہ السلام ایک خطبہ دیتا ہے۔ ایک شخص کو یہ خطبہ پسند آ جاتا ہے اس نے پوچھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ سے بڑا بھی کوئی عالم ہے؟ یہ پیغمبر کون ہیں؟ صاحب تورات موسیٰ علیہ السلام۔ کہا کہ نہیں۔ یہ سوچ کر کہا کہ میں تو صاحب وحی ہوں جو علم آئے گا پہلے میرے پاس آئے گا مجھ سے گزر کر آگے جائے گا۔ پھر کون ہو سکتا ہے؟

---

❶ سنن ترمذی کتاب المناقب باب في مناقب ابی بکر و عمر رقم ۳٦٦۹۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ پاک کو یہ بات پسند نہیں آئی فرمایا یہ بات تم نے کیسے کہہ دی، جاؤ مجمع البحرین میں ایک شخص خضر ہے جو علم اس کے پاس ہے وہ تمہارے پاس نہیں۔ پھر ایک طویل سفر کر کے اس کے پاس گئے۔ ❶

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بوڑھی عورت جو دادی تھی ان کے پاس آئی کہا کہ میرے پوتے کا انتقال ہو گیا اس کی میراث میں سے مجھے کیا ملے گا؟ فرمایا "مَا أَجِدُلَكِ فِي الْكِتَابِ مِنْ حَقٍّ" کہ کچھ نہیں ملے گا۔ میرے علم کے مطابق تمہارے لیے پوتے کی میراث نہیں ہے۔ تین صحابہ رضی اللہ عنہم کھڑے ہوئے، فرمایا یہ فتویٰ آپ نے کیسے دے دیا بالکل یہی کیفیت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تھی کہ ایک دادی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس کا پوتا فوت ہو چکا تھا یہی اس کے ورثاء تھے اس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میرا کیا حصہ ہے تو فرمایا کہ تمہارا چھٹا حصہ ہے۔ آپ نے کیسے کہہ دیا کہ تمہارا کوئی حصہ نہیں۔ رجوع کیا اور اس مسئلے کو نافذ کیا۔ ❷ میراث کا ایک اہم مسئلہ آپ کو معلوم نہیں تھا۔

اس قسم کی بہت سی مثالیں ہمیں ملیں گی۔ تو پھر تقلید میں ایک شخص کے کندھے پر پورے دین کی بنیاد قائم کر دی جائے، تو ایسی کوئی شخصیت ہے جس کے پاس دین کا پورا علم ہو۔ ایسی کوئی شخصیت، نہ کوئی صحابی، نہ کوئی تابعی، نہ کوئی محدث، نہ کوئی فقیہ، کوئی مفتی۔ تو پھر جب اساس ہی غلط ہے، تو جب اساس غلط ہو تو اس پر جو عمارت تعمیر کریں گے وہ بھی غلط ہوگی۔ تو یہ بھی ایک مستقل وجہ ہے تقلید کے ناجائز ہونے کی۔

پانچویں وجہ۔ غلطی سے پاک کوئی نہیں:

اللہ کے پیغمبر علیہ السلام کے علاوہ کوئی معصوم ہو سکتا ہے؟ بتایئے؟ معصوم کسے کہتے ہیں؟ معصوم وہ ہے جس سے غلطی نہ ہو اور اگر ہو جائے تو اللہ اپنا فرشتہ بھیج کر اس کی

❶ صحیح بخاری، کتاب العلم، باب ما ذکر فی ذهاب موسٰی فی البحر الی الخضر رقم ۷٤.

❷ سنن ترمذی، کتاب الفرائض، باب ما جاء فی میراث الجدة، حدیث ۲۱۰۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصلاح کر دے۔ یہ مقام کس کا ہے جو صاحب وحی ہوتا ہے۔ فرشتہ اللہ کے پیغمبر کے پاس آتا ہے، اور کسی کے پاس نہیں آتا۔ جب یہ بات معلوم ہے کہ معصوم صرف اللہ کے پیغمبر علیہم السلام ہیں، ان کے علاوہ غلطی سے کوئی پاک نہیں ہوسکتا، غلطی سب سے ہو سکتی ہے۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخصیت کے سر پر پورے دین کی عمارت کھڑی کر دی جائے۔ جیسا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مسجد نبویؐ میں اللہ کے رسول ﷺ کی قبر کے پاس بیٹھے درس دے رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ "**مَا مِنْ أَحَدٍ اِلَّا یُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهٖ وَ يُرَدُّ عَلَيْهِ اِلَّا صَاحِبُ هٰذَا الْقَبْرِ** ﷺ" کائنات میں کسی کی بھی بات ہو وہ صحیح بھی ہوسکتی ہے، غلط بھی اسے لیا بھی جا سکتا ہے اور چھوڑا بھی جا سکتا ہے سوائے اس ہستی کے جو اس قبر میں ہیں۔ کون؟ محمد رسول اللہ ﷺ پیغمبر کے علاوہ کوئی معصوم نہیں ہوسکتا۔ (1) اگر اس کی دلیل آپ قرآن وسنت سے مانگنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ہم آپ کو دے سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

اَلْحَاكِمُ يُخْطِئُ وَيُصِيبُ.

"ہر فیصلہ کرنے والا غلطی بھی کرسکتا ہے اور درست بھی کہہ سکتا ہے"۔

یہ نبی ﷺ کا فرمان ہے، اسے کون ٹال سکتا ہے۔ جب بھی وہ فیصلہ کرے گا اس کے دو امکان ہیں غلطی کرے گا یا صحیح کہے گا۔ ہاں! یہ ساتھ میں فرما دیا:

إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ. (2)

کہ فیصلہ کرنے والا درست فیصلہ کر جائے، کتاب وسنت کے مطابق فیصلہ کر جائے تو اس کے لیے ایک اجر ملے گا، اجر اس لیے کہ اس نے کوشش کی محنت کی، غلطی ہو گی معصوم تو نہیں ہے اس کو اجر ملے گا۔ اب ائمہ جو گزر گئے اگر انہوں نے درست کہا تو دو اجر ملیں گے اور اگر غلط کہا تو ایک اجر ملے گا۔ قابل مواخذہ وہ ہے، قابل پکڑ وہ ہے جو

---

(1) ارشاد السالك لابن عبدالهادي.

(2) صحيح بخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب اجر الحاكم اذا اجتهد فأصاب أو اخطاء، حديث ۷۳۵۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ائمہ کرام کے درست کو بھی لے لے اور غلط کو بھی لے لے اور ائمہ کے اقوال کو تھامے رکھے اور تقلید یہی ہے باقاعدہ اقرار کرتے ہیں کہ فلاں مسئلے میں ہمارے امام نے غلطی کی ہے، ہمارے امام کا قول حدیث کے خلاف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی بات صحیح ہے، لیکن کیونکہ ہم مقلد ہیں ان کی بات کو چھوڑ نہیں سکتے۔ اقرار کے بعد یعنی ایک غلط چیز کو صحیح مان کر پھر اسے لے لینا کتنا بڑا ظلم ہے اور یہ تقلید کا شاخسانہ ہے۔ تو تقلید اس لیے بھی ناجائز ہے کہ ایک شخص کے کندھے پر پورے دین کی عمارت قائم ہوتی ہے۔ اب وہ شخصیت معصوم تو نہیں ہے۔ معصوم نہ تو کوئی صحابی ہے نہ کوئی تابعی ہے۔ اُمت کا کوئی شخص معصوم نہیں صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں۔

چھٹی وجہ تقلید سے اللہ کی رضا کا حصول ممکن نہیں:

چھٹی وجہ مختصراً یہ ہے کہ تقلید سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حاصل نہیں ہو سکتی، جو ثمرہ ہے ہر عمل، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج جو بھی عمل ہے جہاد کرنا، تبلیغ کرنا سب اللہ کی رضا کے لیے ہے۔ یعنی پورے دین کی اساس اللہ کی رضا ہے:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَ إِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَى. ❶

جو حاصل ہے وہ اللہ کی محبت اور اس کی رضا ہے جو تقلید کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ محبت کے حصول کا ذریعہ اتباع ہے۔

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي﴾

''اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو میری اتباع کرو''۔

﴿يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾

''اگر تم میری اتباع کرو گے تو اللہ کے محبوب بن جاؤ گے''۔

اللہ کی محبت اور رضا ایسی دو نعمتیں ہیں جو تمام اعمال کا، پوری شریعت کا نتیجہ ہیں۔ پورے دین کا امر منتہی اور آخر جو ہے وہ اللہ کی محبت اور رضا ہے۔ اگر یہ نہیں ہے تو

❶ صحيح بخاري، كتاب بدء الوحي، حديث ١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کچھ نہیں اور اگر یہ ہے تو سب کچھ ہے یہ اتباع پر قائم ہے تقلید پر قائم نہیں ہے:

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ ﴾

''اگر تم اللہ کی محبت کے دعوے دار اور تابعدار ہو تو میری اتباع کرو''۔

﴿ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ﴾

''اگر تم میری اتباع کرو گے تو اللہ کے محبوب بن جاؤ گے۔

یہ ایک منہجی نقطہ ہے، اس پر سوچنے گا کہ پوری شریعت کا نقطہ اخیر اور منتہی کیا ہے؟ اللہ کی رضا ہے اور اللہ کی رضا، اللہ کے پیغمبر ﷺ کی اطاعت و اتباع اور محبت میں ہے۔ یہ بات نوٹ کر لو اللہ کی محبت کے راستے میں ایک کڑی ہے وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں محبت کرو گے ان کی اطاعت کرو گے تو اللہ کی رضا حاصل کر سکو گے اللہ کی محبت حاصل ہوگی اور اس کی رضا کے بغیر آخرت کا سودا اور جنت کا حصول ناممکن ہے۔ اللہ راضی نہ ہو اور جنت کا حصول ہو جائے، ناممکن ہے۔ جنت تب ہی ملے گی جب پروردگار راضی ہوگا۔

ساتویں وجہ۔ کوئی امام اپنی تقلید کا دعویدار نہیں:

ساتویں وجہ یہ ہے کہ کچھ لوگ قیامت کے دن کہیں گے:

﴿ اِنَّاۤ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴾ [الأحزاب: ٦٧]

''ہم نے اپنے بڑوں اور بزرگوں کی پیروی کی انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا''۔

یہ قیامت کی ایک تصویر ہے جو قرآن نے خود پیش کی۔ اللہ سے کہیں گے:

﴿ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴾ [الأحزاب: ٦٨]

''اللہ ان کو دُہرا عذاب دے''۔

عذاب ہمیں بھی ہو رہا ہے لیکن چونکہ انہوں نے ہمیں گمراہ کیا ہے ہم ان کے پیروکار بنے تھے ان کی پیروی کر کے ہم گمراہ ہو گئے یا اللہ! ان کو ڈبل عذاب دے۔ اس سے بھی تفصیلی منظر قرآن نے بیان کیا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَ رَأَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴾ [سورة بقره : ١٦٦]

قیامت کا دن ہوگا، دو جماعتیں کھڑی ہوں گی، ایک طرف وہ لوگ ہوں گے جن کی پیروی کی گئی دوسری طرف وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے پیروی کی تھی۔ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے علاوہ کسی کی پیروی کی تھی وہ بھی کھڑے ہوں گے۔ جن کی پیروی کی گئی تھی وہ کہیں گے کہ یا اللہ! ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمارا ان سے کوئی واسطہ نہیں۔ ہم نے ان سے کب کہا تھا کہ ہماری پیروی کریں۔ اور ائمہ واقعی بری الذمہ ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول آپ نے سن لیا جس شخص کو ہمارے قول کی دلیل معلوم نہ ہوتو حرام ہے اس پر کہ فتویٰ دے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہی قول ہے کہ "اذا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي" کہ جب صحیح حدیث آ جائے وہی میرا مذہب ہے۔ [1] یعنی صحیح حدیث آ جائے تو میرے قول کو چھوڑ دو اور حدیث کو لے لو۔ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس اللہ کا قرآن آ جائے تو مان لیں گے، اگر اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث آ جائے تو مان لیں گے، اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل آ جائے تب بھی مان لیں گے، اور اگر تابعین کی بات آ جائے تو تب ہم دیکھیں گے، کہ تحقیق کریں گے کیونکہ وہ بھی ہماری طرح انسان ہیں غلطی کر سکتے ہیں۔ فرماتے ہیں اگر میرا قول قرآن اور سنت رسول ﷺ کے خلاف ہوتو قرآن اور حدیث کو لے لو اور میرے قول کو مارو، کہاں؟ دیوار پر۔ کس کا فرمان ہے؟ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا۔ تو آج کیا ہے "إِذْ تَبَرَّءَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا" جن کی پیروی کی گئی تھی وہ بالکل بری ہو جائیں گے۔ برات کا اظہار کر دیں گے۔ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم نے کب ان سے کہا تھا کہ ہماری پیروی کریں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں "لَا تُقَلِّدُونِي وَلَا مَالِكًا وَلَا شَافِعِيًّا وَلَا

---

[1] اس قول کو ابن عابدین نے اپنے رسالے "رسم المفتی" ص ٤ میں اور شیخ صالح فلانی نے ایقاظ الھمم ص ٦٢ میں نقل کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَوْزَاعِيًّا وَخُذُوا مِنْ حَيْثُ اَخَذُوا" کہ میری تقلید نہ کرنا نہ ہی مجھ سے پہلو کی، نہ مالک کی، نہ شافعی کی، نہ ہی اوزاعی کی، بلکہ مسائل اور احکام وہیں سے لینا "مِنْ حَيْثُ اَخَذُوا" جہاں سے احکام انہوں نے لیے۔❶ انہوں نے کہاں سے لیے؟ قرآن و حدیث سے۔ یہ تو بری الذمہ ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا اگر آپ کا قول حدیث کے خلاف آ جائے اور اس حدیث پر آپ کا عمل ثابت نہ ہو تو ہم آپ کے شاگرد پھر ہم کیا کریں؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے رُونگٹے کھڑے ہو گئے، اپنے شاگرد سے کہتے ہیں کیا مجھے تو گرجا گھر کی پیداوار سمجھتا ہے، کیا میں عیسائی ہوں، مسلمان نہیں سمجھتا مجھے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث کو میں نہ مانوں؟ فرمایا:

اذا رَأَيْتُمُونِي أَقُوْلُ قَوْلاً وَ قَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ خلافَهُ فَاعْلَمُوا أَنَّ عَقْلِي قَدْ ذَهَبَ.❷

اگر ایسا ثابت ہو جائے کہ حدیث کے خلاف میرا قول ہے تو تم کو اختیار ہے کہ اعلان کر دینا کہ شافعی پاگل ہے۔ وہ تو بری الذمہ ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول آپ نے سن لیا کہ اس صاحب قبر کے علاوہ سب کی بات لے بھی سکتے ہیں، اور رد بھی کر سکتے ہیں۔ وقت کے حاکم نے کہا تھا کہ اگر آپ کہیں تو ہم مؤطا کو ایک قانونی دستاویز دے دیں۔ اس کو ملک کا قانون بنا دیں، بیت اللہ میں اس کے نسخے لٹکا دیں۔ لوگوں کو پابند کر دیں کہ صرف اسی کو پڑھیں اور اسی کو قانون مانیں۔ موقع تھا کہ شہرت کا۔ ایک عالم کو شہرت چاہیے کہ ہماری بات کی تشہیر ہو رہی ہے۔ فرمایا کہ نہیں۔ معصوم صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے میں تو ایک انسان ہوں ہرگز نہیں۔

---

❶ ایقاظ الهمم ص ۱۱۳ اعلام الموقعین ۳۰۲/۲ مسائل الامام احمد بروایة ابی داؤد ص ۲۷۶۔ ❷ اس قول کو ابن ابی حاتم نے آداب الشافعی ص ۹۳ میں اور ابوالقاسم سمرقندی نے امالی میں ابونعیم اصبہانی نے حلیة ص ۱۰۶/۹ میں ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں صحیح سند سے نقل کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاکمیت اور لاء (Law) جو ہے، وہ کتاب وسنت ہے۔ تو یہ منظر قیامت کا قرآن میں مذکور ہے، جو پیروکار تھے وہ بھی کھڑے ہیں، جن کی پیروی کی گئی وہ بھی کھڑے ہیں۔ پیروی جن کی کی گئی وہ کہیں گے کہ یا اللہ! ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں، ہم ان سے بری الذمہ ہیں، بیزار ہیں ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا﴾ اب کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے پیروی کی تھی ﴿لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا﴾ ہم بھی دنیا میں جا کر ان کی اطاعت سے برأت کا اعلان کر دیں گے۔ اعلان کر دیں گے کہ یہ اطاعت کے قابل نہیں ہیں۔ دنیا میں جا کر یہ اعلان کر دیں گے کہ سچا مسلک قرآن و حدیث کی پیروی ہے۔ ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے میں حدیث دنیا میں جا کر یہ اعلان کر دیں گے کہ ہمارا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اطاعت صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے۔ لیکن اب دنیا دوبارہ قائم نہیں ہوگی۔ یہ ایک ہی بار کی آزمائش ہے۔ غنیمت جانو! زندگی موجود ہے، صحت موجود ہے، فراغت موجود ہے، منہج حق تک پہنچنے کی کوشش کرو، کامیابی کا راستہ کتاب وسنت کا راستہ ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا راستہ ہے۔

أَقُوْلُ قَوْلِي هٰذَا أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِي وَلَكُمْ
وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقلید کی مخالفت کیوں؟

خطبہ نمبر ۲

إنّ الْحَمْدَلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِينُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.

اعوذ با اللّٰہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من ھمزہ و نفخہ و نفثہ. بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم.

﴿ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِیْٓ اُوْحِیَ اِلَیْكَ اِنَّكَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴾

[الزخرف : ٤٣]

ہر قسم کی حمد و ثناء اللہ رب العزت کے لئے لائق و سزاوار ہے۔ مطلق تعریف اسی کا حق ہے جس نے ہماری ہدایت کے لئے نبی آخر الزماں محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور انہیں دو چیزیں عطا فرمائیں۔ ایک قرآن پاک اور دوسرا حدیث رسول ﷺ۔ ہر قسم کی تعریف جس کا وہ مستحق ہے جس نے قرآن مجید کی شکل میں ہمارا دین مکمل فرما دیا۔ جس ذات باری تعالیٰ نے قرآن و حدیث کی حفاظت کا ذمہ قیامت تک کے لئے لے لیا اور یہ فرما دیا کہ ہم قرآن و حدیث کی اس طرح حفاظت کریں گے کہ دنیا کی کوئی طاقت ان دونوں مصادر میں تفریق پیدا نہیں کر سکے گی۔ اسی طرح ان گنت درود و سلام نبی آخرالزماں محمد ﷺ کی ذات گرامی پر جنہوں نے ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے ایک سیدھا خط کھینچا اور اس خط کے دائیں طرف دو خط کھینچے اور بائیں طرف دو خط کھینچے، سیدھے خط کے بارے میں فرمایا:

﴿ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَبِيلِهِ ﴾ [انعام آیۃ ۱۵۳]

یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس کی اتباع کرو اور دائیں بائیں جو چار خط کھینچے (لفظ چار پر غور کیجئے) فرمایا کہ ان میں ہر خط پر شیطان کھڑا ہے اور وہ تمہیں جہنم کی طرف بلا رہا ہے۔ ❶ محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کروڑ ہا درود و سلام کی مستحق ہے جنہوں نے یہ درس اور یہ دعوت اپنے ساتھیوں کے قلوب میں، ان کے ذہنوں میں کوٹ کوٹ کر بھر دی کبھی یہ فرمایا:

تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا سَوَاءً لَا يَزِيغُ عَنْهَا إِلَّا هَالِكٌ. ❷

''میں تمہیں ایک بڑے چمکدار راستے پر چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کی رات بھی اتنی چمک رہی ہے کہ وہ دِن جیسی ہے''۔

اس دین کی رات اور دِن دونوں برابر ہیں اور اس دین سے وہی برگشتہ ہو سکتا ہے جس کے مقدر میں ہلاک ہو برباد ہو اور تباہی ہو۔ نبی علیہ السلام کا کوئی خطبہ ایسا نہیں ہے جس میں اس درس کی تصدیق اور یاددہانی نہ ہو۔ امابعد!

فَإِنَّ أَصْدَقَ الْكَلَامِ كَلَامُ اللهِ وَ أَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ. ❸

''کہ سب سے بہترین کلام کلام اللہ ہے اور سب سے بہترین ہدایت (چلنے کا راستہ) محمد ﷺ کی ہدایت ہے''۔

اور سب سے بہترین کے مقابلے میں سب سے بدترین بھی ہے۔ وہ کیا ہے؟

وَ شَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا.

سب سے بدترین چیز وہ ہے جو نئی ہو، نہ قرآن میں ہو نہ حدیث میں ہو، ہر نئی شے بدعت ہے، ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا انجام جہنم کی آگ ہے۔ نبی علیہ السلام یہ

---

❶ مسند احمد ۴۱۳۱.

❷ ابن ماجة مقدمة حديث ۴۴. صحيح ابن ماجة للالباني، رقم: ۳۳.

❸ رواه ابونعيم في الحليه وقال حديث صحيح.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درس اسی طرح بار بار پیش کر رہے ہیں یاد دلا رہے ہیں۔ کبھی یہ فرمایا:

كُلُّ اُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى.

میری اُمت جنت میں جائے گی سوائے اس شخص کے، ان لوگوں کے جنہوں نے خود انکار کر دیا ہو جنت میں جانے سے۔

قِيْلَ مَنْ اَبٰى؟

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! بھلا جنت میں جانے سے کون انکار کر سکتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ اَبٰى. ❶

جس شخص نے میری اطاعت کر لی، جس راہ پر میں چل رہا ہوں اس راہ پر چلتا رہا، میرے پیچھے پیچھے آتا رہا، وہ جنت میں میرے ساتھ جائے گا، جس شخص نے اس راہ کو چھوڑ دیا پھر جس راہ پر چاہے چل نکلے اس راہ کو چھوڑ دیا اس نے گویا جنت میں جانے سے انکار کر دیا۔ تو جناب محمد رسول اللہ ﷺ اتباع کے اس درس کو، اطاعت کے اس درس کو بار بار پیش کر رہے ہیں، سمجھا رہے ہیں، کبھی فرماتے ہیں:

صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّي. ❷

”کہ تم بالکل ایسی نماز پڑھو جیسی مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو“۔

اونٹنی پر پورا حج کیا، بیت اللہ کا طواف بھی اونٹنی پر کیا، صفا و مروی کی سعی اونٹنی پر کی، منیٰ، عرفات، مزدلفہ یہ سارے چکر اونٹنی پر کیے، بلندی سے اور ساتھ فرما رہے ہیں کہ:

خُذُوا مَنَاسِكَكُمْ فَاِنِّي لَا اَدْرِي لَعَلِّي لَا اَحُجُّ بَعْدَ عَامِي هٰذَا. ❸

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الاعتصام بالكتاب السنة، باب اقتداء بسنن رسولِ الله، حديث ٧٢٨٠.

❷ صحيح بخاری، كتاب الأذان، باب الاذان للمسافر اذا كانوا جماعة، حديث ٦٣١.

❸ سنن نسائی، كتاب مناسك الحج، باب الركوب إلى الجمار، حديث ٣٠٦٢.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بلندی پر میں اس لیے ہوں کہ تم پورا طریقۂ حج مجھ سے سیکھو جیسا میں نے حج کیا ہے ویسا تم کرو۔ بَلِّغُوا عَنِّي اس طریقے کو پہنچا دو، میری سنت کی اتباع کی دعوت کو عام کر دو۔ بار بار یہ درس جاری ہے۔ منیٰ کے میدان میں باقاعدہ ہاتھ اُٹھا کر اللہ سے دعائیں کیں:

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَحَفِظَهَا ثُمَّ اَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا. ❶

اے اللہ! اس شخص کے چہرے کو تر و تازہ کر دے دنیا کے اندر بھی اور آخرت میں بھی جو میری حدیث کو سنتا ہے، میری سنت کو سنتا ہے، اسے یاد کرتا ہے، اور اسی طرح اسے آگے پہنچاتا ہے۔ اور آخری بات:

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَ سُنَّةُ نَبِيِّهِ. ❷

تمہارے بیچ دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک ان دو چیزوں کو تھامے رہو گے دنیا کی کوئی طاقت تمہیں اللہ کے دین سے برگشتہ نہیں کر سکے گی، ورغلا نہیں سکے گی، گمراہ نہیں کر سکے گی جب تک ان دو چیزوں کو تھامے رہو گے، وہ دو چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا کہ "کتاب اللّٰہ" ایک اللہ کی کتاب قرآن پاک ہے "وسنّتي" دوسری میری سنت ہے۔ ایک حدیث میں یوں الفاظ ہیں کہ

تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا. ❸

صحیح مسلم میں یہ الفاظ ہیں:

وقد تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوْا بعدهٗ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابَ اللّٰهِ.

کہ جو کچھ میں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم اسے تھامے رہو گے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہیں ہو سکو گے۔ میں کیا چھوڑ کر جا رہا ہوں کتاب اللہ۔ اللہ کی کتاب چھوڑ کر جا رہا ہوں

---

❶ سنن ترمذی، كتاب العلم، باب ما جاء في الحث على تبليغ السماع، حديث ٢٦٥٦.

❷ مؤطا مالك، كتاب الجامع، باب النهي عن القول بالقدر، حديث ١٦٦١.

❸ صحيح مسلم كتاب الحج باب حجة النبي رقم ١٢١٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"وَسُنَّتِی" اپنی سنت چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ تو آخری عمر میں یہ باتیں ہوتی رہیں۔ رسول اکرم ﷺ ہدایت اور حق پر قائم رہنے کا یہ فارمولا امت کو پیش کرتے رہے اور یہ درس برابر دیتے رہے اور یہی باتیں کرتے کرتے آپ ﷺ کا انتقال ہو گیا۔ آپ ﷺ نے تبلیغ کا فریضہ کمال ادا کیا۔ تو اللہ رب العزت ہماری طرف سے اپنے پیغمبر ﷺ کی ذات گرامی پر ریت کے ذروں سے بڑھ کر درختوں کے پتوں سے بڑھ کر اور پانی کے قطروں سے بڑھ کر دورد و سلام قبول فرما، جنہوں نے پورے اخلاص کے ساتھ امانت کا حق ادا کر دیا، اور کتاب و سنت کا ایک ایک لفظ اپنی اُمت تک پہنچا دیا، اور ساتھ ساتھ حجت تمام کر گئے یہ فرما کر

لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رقبتِهِ بَعِيرٌ، لَهُ رُغَاءٌ يقول يَا رَسُولَ اللهِ أَغِثْنِى فأقول لا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قد أَبْلَغْتُكَ. ❶

ایسا نہ ہو کہ تم لوگ قیامت کے دِن آؤ انتہائی ناگفتہ بہ حالت میں انتہائی پریشانی کے عالم میں مجھے ڈھونڈتے پھرو اور مجھے پا لینے کے بعد کہو یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں بچا لیجئے۔ "واَقُولُ قَدْ بَلَّغتُ" اس وقت میرا ایک ہی جواب ہوگا "قَدْ بَلَّغتُ" کہ میں نے پورا دین پہنچا دیا تھا، پیش کر دیا تھا۔ اس دین کی اتباع کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ کتاب و سنت کو ماننے کے بعد کوئی چارہ کار نہیں، کوئی مہلت نہیں ہے، کسی کے لئے چاہے وہ پیغمبر علیہ السلام کی پھوپھی ہو، چاہے وہ پیغمبر علیہ السلام کی بیوی ہو، تو جو نکتہ نگاہ ہے وہ سب کے لئے ہے جس کی دعوت محمد رسول اللہ ﷺ نے بڑے طریقے سے بڑے اخلاص کے ساتھ بڑی امانت کے ساتھ پیش کر دی، اس کا حق ادا کر دیا۔

تعصب اور تقلید لازم وملزوم:

اہل حدیث تقلید کیوں نہیں کرتے؟ کچھ معروضات اس تعلق سے پیش کی جا چکی ہیں۔ آج میں دو نقطوں پر بات کروں گا۔ اور اگر اخلاص ہو تو ان دو نقطوں کی بنیاد اور اساس پر تقلید کا دروازہ بند ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ تعصب کا کوئی علاج نہیں اور ظاہر

❶ بخاری، کتاب الجهاد، باب الغلول، حديث ۳۰۷۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ تقلید اور تعصب یہ دو چیزیں لازم و ملزوم ہیں۔ امام طحاوی (جب حنفی تھے) ان کا قول ہے "لَا یُقَلِّدُ إِلَّا عَصَبِيٌّ اَوْ غَبِيٌّ"۔❶ کہ تقلید صرف دو قسم کے انسان کر سکتے ہیں، ایک وہ جو تعصب سے بھرا ہوا اور دوسرا وہ جو غبی ہو اور جاہل ہو۔ تو تعصب اور تقلید لازم و ملزوم ہیں۔ لیکن اگر کچھ وقت کے لئے تعصب کی عینک اتار دی جائے اور بنظر حقیقت بنظر عبرت ان دو نقطوں پر غور کر لیا جائے تو بقول شاعر ؎

شاید کہ اُتر جائے تیرے دِل میں میری بات

اور اللہ رب العزت حق کے فہم کی توفیق عطا فرمائے۔

تقلید کی اساس "اختلاف":

دیکھئے! تقلید کی جو سب سے قوی اساس ہے وہ اختلاف ہے، جو مسائل متفق علیہ ہیں وہ بہت تھوڑے ہیں اور ان پر متفق علیہ ہونا ہے کتاب و سنت کی صریح دلیل کے مطابق، اور جو مسائل مختلف فیہ ہیں جن مسائل میں اختلاف ہے وہ بہت زیادہ ہیں اور ان کے اختلاف کا مرکزی سبب تقلید ہے، ایک مسئلہ میں چار رائے ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کچھ فرما رہے ہیں، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کچھ فرما رہے ہیں، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کچھ فرما رہے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کچھ فرما رہے ہیں، اور ان چاروں مذاہب کے جو متبع ہیں جو اصحاب ہیں وہ اپنے اپنے امام کے قول کے ساتھ چمٹے رہیں، حنفی وہ لے گا جو اس کے امام نے کہہ دیا، شافعی وہ مانے گا جو اس کے امام نے کہہ دیا، حنبلی وہ مانے گا جو اس کے امام نے کہا اور مالکی وہ لے گا جو اس کے امام نے کہا۔ یعنی تقلید کی بنیاد کیا ہے؟ "اختلاف"۔ ان اختلاف امور میں ہر مقلد اپنے امام کا قول، اپنے امام کی رائے لے لیتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ اختلافی کا حل نہیں نکلتا کوئی مخرج دکھائی نہیں دیتا، جب تک صورت حال یہ ہوگی۔

اختلاف کا حل:

حالانکہ اگر ہم کتاب و سنت کے دلائل پر غور کریں تو اختلاف کے وقت لوگوں

---

❶ مقدمہ شرح معانی الآثار ص ۵۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر ایک ہی راستہ متعین ہونا چاہیے، اس راہ پر وہ چلیں، اس کے علاوہ کوئی راستہ اختیار نہ کریں اور یہ بات قرآن و حدیث میں جا بجا ملتی ہے کہ اختلاف کا حل کیا ہے، اختلاف کن کے درمیان ہو؟ اس کی کوئی تعیین نہیں کس مسئلہ میں ہو؟ اس کی بھی تعیین نہیں، اختلاف خواہ کوئی بھی کرے اور خواہ کسی مسئلہ میں کرے، اس کا حل کیا ہے؟ اس کا راستہ کیا ہے؟ اس کے بارے میں شریعت نے کچھ رہنمائی کی ہے یا نہیں کی؟ تو اختلاف بڑے چھوٹے میں ہو یا چھوٹا بڑے سے اختلاف کرے اس کا کیا حل ہو؟ کیا بڑے کی بات کو مان لیا جائے؟ اختلاف باپ اور بیٹے میں ہو جائے اس کا کیا حل ہو؟ کیا باپ کی بات مان لی جائے کہ یہ شرعی اصل ہے؟ نہیں! اختلاف بیوی اور شوہر میں ہو جائے تو شوہر کی بات مانی جائے کہ یہ شرعی قاعدہ ہے؟ نہیں! اختلاف حنفی اور شافعی میں ہو جائے تو پھر حنفی کی بات کو مانیں یا شافعی کی بات کو مانیں، کوئی شرعی اصل ہے یا نہیں؟ اختلاف کم تعداد اور زیادہ تعداد میں ہو جائے ایک مسجد میں سو نمازی ہوں ایک کی رائے کچھ ہو ننانوے کی رائے کچھ ہو، کیا ننانوے کی رائے مان لی جائے کہ یہ شرعی اصل ہے؟ نہیں! قلت و کثرت میں اختلاف ہو کثرت کی بات کو مانیں قلت کو چھوڑ دیں، کوئی شرعی قاعدہ ہے؟ نہیں!...... شرعی قاعدہ کیا ہے؟ کہ اختلاف تو ہوتا ہے، بڑے چھوٹے میں ہوتا ہے، استاد شاگرد میں ہوتا ہے۔ فقہ کے ماننے والوں میں بے شمار اختلاف ہوا۔ یہاں شریعت کہتی ہے:

﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ﴾ [سورة الشورى : ١٠]

''جس مسئلہ میں تمہارا اختلاف ہو اس کا حکم اور اس کا فیصلہ صرف اللہ کرے گا''۔

بس! شوہر بیوی میں اختلاف ہو وہاں شوہر حاکم نہیں ''اللہ حاکم ہے''۔ استاد شاگرد میں اختلاف ہو، وہاں استاد حاکم نہیں ''اللہ حاکم ہے''۔ راعی اور رعیت میں اختلاف ہو وہاں راعی حاکم نہیں اللہ حاکم ہے۔ حنفی شافعی اور مالک میں اختلاف ہو وہاں حنفی حاکم ہے نہ شافعی اور نہ مالکی ''اللہ حاکم ہے''۔ قلت و کثرت میں اختلاف ہو، وہاں کثرت حاکم نہیں ''اللہ حاکم ہے''۔ کتاب وسنت نے یہ فکر پیش کی:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللّٰهِ ﴾ [سورة الشورىٰ : ١٠]

تمہارا جس چیز میں اختلاف ہو، کوئی چھوٹا مسئلہ ہو، بڑا ہو، عقیدہ ہو، اصول ہو، فروع ہو، نماز کا مسئلہ، حج کا مسئلہ، حاکم کون ہے؟ اللہ!

﴿ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ ﴾ [انعام : ٥٧]

''نہیں ہے حکم مگر صرف اللہ کے لئے''۔

﴿ أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ ﴾ [سورة التين : ٨]

''وہ احکم الحاکمین ہے''۔

تو اختلاف اُمت کا جو قضیہ ہے اس میں مخرج ایک ہے اور وہ یہ کہ اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف پیش کر دیں، اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں۔ اختلاف کے حل کے لئے اور خاتمے کے لئے اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ کسی اور کی طرف رجوع کرنا کسی اور کی طرف جانا یہ کتاب وسنت کے دلائل کے خلاف ہے۔ حالانکہ تقلید کی اساس یہی ہے جو آئمہ کا اختلاف ہے اس میں ہر مسلک کا مقلد اپنے امام کی بات لے لیتا ہے۔ اس کا جو منتہائے امر ہے اور مستند ہے وہ اس کا امام ہے۔ یہ فکر صریح کتاب وسنت کے خلاف ہے۔

خبردار! خطرۂ ایمان:

اگر ہم اختلافات کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹائیں، نہ پیش کریں تو ہمیں کیا خمیازہ بھگتنا پڑے گا، کیا وبال ہم پر آئے گا؟ آیئے قرآن پڑھے قرآن کیا کہتا ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ أَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ﴾ [سورة النساء : ٥٩]

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو''۔

تمہارے حکام ہیں تم پر حکومت کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلَوْ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ يَقُودُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاسْمَعُوْا لَهُ وَ أَطِيْعُوا. ❶

''اگر وہ اللہ کی کتاب اور اللہ کے پیغمبر (ﷺ) کی سنت سے تمہاری قیادت کریں تو ان کی اطاعت کرو''۔

اگر اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے امر کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو پھر خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔لا طاعة فی مَعْصِيَة اللّٰه انما الطاعة فی المعروف ❷ نبی علیہ السلام کی حدیث ہے، آگے کیا فرمایا:

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾ [النساء : ۵۹]

''اگر تمہارا کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اس کو لوٹا دو اللہ کی طرف اور اس کے رسول ﷺ کی طرف''۔

اور کوئی راستہ نہیں؟ تقلید میں یہ ہرگز نہیں۔تقلید میں ایک مقلد کا مستند اس کا منتہیٰ اس کے امام کا قول ہے۔میرا یہ دعویٰ ہے کہ اگر اختلاف کے اس نقطے کو لے لیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دی ہوئی رہنمائی کو قبول کر لیں تو تقلید صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گی۔ دنیا کے کسی ٹکڑے میں تقلید کا نام و نشان باقی نہیں رہے گا۔ کیوں؟ اس لیے کہ کون سا ایسا مسئلہ ہے جس میں اختلاف نہ ہو؟ حتیٰ کہ توحید باری تعالیٰ میں اختلاف ہے۔ اللہ کی ذات میں اختلاف، اللہ کی صفات میں اختلاف، نماز میں اختلاف، روزے میں اختلاف، حج میں اختلاف، زکوٰۃ کے مسائل میں اختلاف، تجارت میں، معیشت میں، معاشرت میں اختلاف، کوئی نقطہ ایسا بتائیں جس میں اختلاف نہ ہو۔ ہر مسئلہ میں اختلاف ہے لیکن اختلاف کا حل صرف ایک ہے ''فرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ'' اس کو لوٹا دو اللہ کی طرف اور اس کے رسول ﷺ کی طرف۔ اور کوئی راستہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مزید تاکید کے لئے فرمایا:

﴿اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾

❶ صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الامراء، حدیث ۱۸۳۸.

❷ سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، بابٌ في الطاعة، رقم ۲۶۲۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر تم اللہ کو مانتے ہو اور قیامت کو مانتے ہو تو تم پر ضروری ہے کہ جس مسئلہ میں اختلاف ہو اس کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو، پیش کر دو، اس کا واضح معنی یہ ہے کہ جو شخص اختلافی مسائل کو، اختلافی امور کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ تک نہیں لوٹاتا، نہیں پیش کرتا، وہ اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتا۔ یہاں بڑا خوبصورت کلام ہے حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر میں جو معروف تفسیر ہے۔ جس کا مفہوم یہی ہے کہ اللہ ربّ العزت نے اس مقام پر تنازعات میں، اختلافات میں، ایک راستہ متعین کر دیا ہے اور وہ یہ کہ اپنے اختلافی اُمور کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور آخرت کو مانتے ہو۔ اگر تم نہیں لوٹاؤ گے تو اس کا معنیٰ یہ ہے کہ تم اللہ اور روز آخرت کو نہیں مانتے۔ یہ ایسا گھمبیر مسئلہ ہے کہ یہاں بندے کے ایمان کو خطرہ لاحق ہے۔ اور میرے بھائی! ایمان تو آپ کا رأس المال ہے۔ اگر یہ ختم ہوگیا اسے چاہے آپ تعصب پر قربان کریں یا جس چیز پر چاہیں قربانی کر دیں، اگر ایمان ختم ہوگیا تو باقی کیا بچا؟ فرمایا کہ اگر تمہارا اللہ پر ایمان ہے تو اختلافی اُمور کا ایک ہی حل ہے ایک ہی مخرج ہے کہ اسے اللہ پر پیش کر دو اللہ کے رسول ﷺ پر پیش کر دو۔ جبکہ تقلید کا شاخسانہ یہ ہے کہ ایک مقلد کی نظر صرف اپنے امام کے قول پر ہوتی ہے اور اتنی گہری نظر ہوتی ہے۔ جن دنوں ہم جامعہ ابی بکر میں پڑھایا کرتے تھے، وہاں کچھ طلبہ تھے غیر ملکی، بنگلہ دیش کے خاص طور پر، وہ حنفی تھے، ہم ایک حدیث دو حدیثیں، چار حدیثیں پیش کر رہے ہیں، سنا رہے ہیں، لیکن ان کا آخری سوال یہ ہوتا کہ استاد یہ بتاؤ اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا کہا ہے؟ یہ منتہائے نظر ہے، یہ مستند ہے۔ تو میرے بھائی! یہ معاملہ بڑا حساس ہے اور بڑا گھمبیر ہے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول وہ اپنی تفسیر میں آیت:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾

کے تحت فرماتے ہیں "قَالَ مُجَاهِدٌ وَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ السَّلَفِ أَيْ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ وَ سُنَّةِ رَسُوْلِهِ" اس آیت کی تفسیر میں امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے شاگرد ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جوں ہی اختلاف ہو، باپ بیٹے میں ہو، بیوی شوہر میں ہو، یا بڑے چھوٹے میں ہو، قلت و کثرت میں ہو، اس کو لوٹا دو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف۔ اللہ کی طرف لوٹا دو کا معنیٰ یہ ہے کہ کتاب اللہ پر پیش کرو، اور رسول ﷺ کی طرف لوٹانے کا معنی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت پر پیش کرو، اور جو حل ملے اسے بلا تاخیر قبول کرو، انتظار نہ کرو کہ اس میں قول امام کیا ہے اور ہمارے مذہب کا فتویٰ کیا ہے؟ نہیں! جو حل ملے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا، جو فرمان سامنے آئے اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا اسے فوراً قبول کرو، فرماتے ہیں "وهٰذا اَمْرٌ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ" یہ اللہ کا امر ہے۔ غور کیجئے یہ اللہ کا امر ہے:

فَإنَّ كلّ شَيْءٍ تَنَازَعَ النَّاسُ فِيْهِ مِنْ أُصُوْلِ الدِّيْنِ وَفُرُوْعِهِ اَنْ يُرَدَّ التَّنَازُعَ فِي ذٰلِكَ إلَى الكِتَابِ وَالسُّنَّة. ❶

یہ اللہ کا امر کہ لوگوں کی کوئی بھی جماعت ہو، عربی ہو، عجمی ہو، مغرب کی ہو، مشرق کی ہو، وہ کسی مسئلہ میں اختلاف کر لے مِنْ اُصُوْلِ الدِّيْنِ وَ فُرُوعِهٖ خواہ وہ دین کے اصول ہوں وفروعہٖ یا وہ دین کے فروع ہوں، مسئلہ چھوٹا ہو یا بڑا "اَنْ يَرَدَّتَمَامُهَا فِي ذَالِكَ إلَى الْكِتَابِ والسُّنَّة" تو اس بارے میں سارا اختلاف لوٹا دیا جائے، کتاب اللہ کی طرف اور سنت رسول ﷺ کی طرف جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗ إلَى اللّٰهِ﴾ [الشورىٰ : ١٠]

کہ تمہارا جس مسئلہ میں اختلاف ہو اس کا حکم اس کا فیصلہ اللہ کی طرف فَمَا حَكَمَ بِهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَ شَهِدَا ...... فَهُوَ الْحَقّ آپ نے اختلاف پیش کر دیا، اب قرآن و حدیث جو فیصلہ کر دے وہ حق ہے وہ سچ ہے۔ اسے قبول کرنا ہے باقی سب چھوڑ دو۔ آگے بہت بڑی بات کہی جو کتاب و سنت فیصلہ کر دے وہ حق ہے:

---

❶ ابن كثير ص ٦٨٩ ج ١. تفسير سورة النساء آيت ٥٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ﴾ [سورة يونس: ۳۲]

اور قرآن ہی کہتا ہے کہ جب حق متعین ہو جائے کہ فلاں چیز حق ہے تو اس کے بعد باقی جو کچھ بھی ہے وہ گمراہی ہے۔ یہ قرآن کا قاعدہ، کلیہ ہے۔ دو شخصوں میں تنازعہ ہو، امر متعین یہ ہے کہ اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر پیش کر دو، کتاب و سنت نے جو فیصلہ صادر کر دیا وہ حق ہے اور اللہ کا فرمان ہے کہ حق کے تعین کے بعد جو کچھ بچتا ہے وہ گمراہی ہے۔ اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا: ﴿إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ کہ اپنے اختلاف کو پیش کرو اللہ کی طرف اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف۔ اگر تم اللہ کو مانتے ہو آخرت کو مانتے ہو۔ "أَيْ رَدُّ الْخُصُوْمَاتِ وَالْجِهَالَاتِ إِلَى كِتَابِ اللّٰهِ وَ سُنَّةِ رَسُوْلِهِ ﷺ" کہ اپنی خصومات کو اپنے اختلافات کو تنازعات کو اپنے مصادرات کو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر پیش کر دو۔ "فَتَحَاكَمُوْا إِلَيْهِمَا فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَكُمْ" پس تمہارے بیچ جو بھی اختلاف ہو اس کا فیصلہ اس کا تحاکم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو۔ فرماتے ہیں کہ "إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ" اللہ کا یہ فرمان:

فَدَلَّ عَلَى أَنَّ مَنْ لَّمْ يَتَحَاكَمْ فِيْ مَحَلِّ النِّزَاعِ إِلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَ رَاِلي إِلَيْهِمَا فِيْ ذَالِكَ فَلَيْسَ مُؤْمِنًا.

اللہ کا فرمان دلالت کرتا ہے، اللہ پاک کے اس فرمان کا تقاضہ ہے کہ جو شخص یا جو قوم، تنازعات میں خصومات میں جھگڑوں میں اختلافات میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع نہیں کرتی "فَلَيْسَ مُؤْمِنًا" وہ مومن نہیں ہے اور ایمان تو رأس المال ہے، تم اسے کیوں برباد کر رہے ہو تعصبات کی بنیاد پر۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ اختلافِ امر جو ہے، اختلاف رائے یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ اس میں دوسرا کوئی راستہ نہیں۔ جوں ہی اختلاف ہو، اختلاف کرنے والے کوئی بھی ہوں، صحابی رضی اللہ عنہ کا تابعی رحمہ اللہ سے ہو جائے، تو قاعدہ یہ نہیں ہے کہ صحابی حاکم ہے، تابعی کا تبع تابعی سے ہو جائے تو قاعدہ یہ نہیں ہے کہ تابعی رحمہ اللہ کی بات کو مان لو، کیوں کہ وہ بڑا ہے۔ استاد کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاگرد سے ہو جائے تو قاعدہ یہ نہیں ہے کہ استاد کی مان لو کیونکہ استاد بڑا ہے استاد کا شاگرد سے ہو، صحابی رضی اللہ عنہ کا تابعیؒ سے ہو، صدیق رضی اللہ عنہ کا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے ہو، قاعدہ ایک ہی ہے کہ "فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ" اس کو لوٹا دو اللہ کی طرف اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف۔

اور ایک مقام پر تو اس سے بھی بڑی صراحت ہے اور اس مقام پر غور کریں تو واقعی کچھ بچتا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾ [سورۃ النساء: ٦٥]

''اے محمد ﷺ! مجھے آپ کے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں۔ پھر (اس کے بعد) اپنے دلوں میں کسی قسم کی تنگی محسوس نہ کریں اور سر تسلیم خم کر دیں''۔

دِل کی گہرائیوں سے مان لیں۔ کس کو؟ محمد رسول اللہ ﷺ کو۔ کون محمد ﷺ؟ وہ جو اللہ کی وحی سے بات کرتے ہیں جن کی بات اور اللہ تعالیٰ کی بات ایک ہے:

مَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ.

''جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی''۔

تینوں میں سے ایک بھی نہ ہو، مؤمن نہیں:

جب تک آپ ﷺ کو حاکم نہ مان لے اپنے تنازعات میں، اپنے مشاجرات میں، یہ لوگ مؤمن نہیں ہو سکتے، ایمان کی نفی کر دی۔ آپ ﷺ کو حاکم مان لیں کہ ہمارے حاکم محمد ﷺ ہیں۔ صرف زبانی کلامی مان لیں لیکن عملاً فیصلہ آپ ﷺ کی طرف نہ لے کر جائیں، اختلاف ہو گیا تو آپ ﷺ کی سنت کی طرف رجوع نہ کریں، لیکن حاکم آپ ﷺ ہی کو مانیں عقیدہ یہی ہو کہ محمد ﷺ ہمارے حاکم ہیں، عملاً وہ آپ سے فیصلہ نہ کرائیں، اختلاف کے وقت آپ ﷺ کی سنت یا حدیث کو نہ دیکھیں، کیا یہ مومن ہیں؟ فرمایا کہ ''نہیں! پھر بھی یہ مومن نہیں ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکتے"۔ اچھا آپ ﷺ کو حاکم مان لیں فیصلہ بھی آپ ﷺ سے کرا لیں، حدیث آپ ﷺ کی دیکھ لیں لیکن عمل کسی اور چیز پر کریں، پھر یہ مومن ہو سکتے ہیں؟ "نہیں!"۔ اچھا فیصلہ آپ ﷺ سے کرائیں، حاکم بھی آپ کو مان لیں اور عمل بھی اس پر کر لیں جو آپ ﷺ نے فیصلہ کیا، لیکن دِل میں تنگی ہو، کھٹک ہو، دِل میں خلجان ہو، تو کیا یہ مومن ہو سکتے ہیں؟ فرمایا: "نہیں"۔

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [سورة النساء : ٦٥]

آپ ﷺ کے فیصلہ کو سن کر دل میں ایک ذرہ برابر بھی کھٹک، تنگی یا خلجان بھی محسوس نہ کریں یہ شرط ہے اور یہ ضروری ہے۔ ﴿وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ آپ ﷺ کے فیصلہ کو قبول کر لیں، مکمل تسلیم کر لیں۔ پوری طرح سے جھک جائیں، دِل میں کوئی کھٹک، کوئی تنگی نہ ہو، کتنی تاکید کی جا رہی ہے۔ یہاں بھی موضوع اختلاف ہے کہ اختلاف میں آپ ﷺ کو حاکم مانیں۔ آپ ﷺ سے فیصلے کرائیں، ان فیصلوں کو اپنے اوپر نافذ کریں، اور نافذ اس طرح کریں کہ دل میں کوئی تنگی اور کوئی خلجان محسوس نہ ہو۔ کتنا موکد مسئلہ ہے۔

شانِ نزول سے مسئلہ کی ذرا اور وضاحت:

اور قرآن پاک کی آیات کے جو اسباب نزول ہیں ان سے مسائل اور واضح ہوتے ہیں۔ یہ آیت کریمہ کب اُتری؟ کن حالات میں اتری؟ دراصل دو اصحاب رضی اللہ عنہما کی خصیمت تھی۔ دو صحابہ رضی اللہ عنہما کا نزاع اور اختلاف تھا۔ ایک مسئلہ پر زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اللہ کے پیغمبر ﷺ کے پھوپھی کے بیٹے اور دوسرے ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ، ان دونوں کے باغ تھے اور ایک پانی کی نالی ان دونوں کے باغوں کو سیراب کرتی تھی۔ اپنے اپنے باغ کو سیراب کرنے کے لیے یہ دونوں پانی ایک نہر سے لیتے تھے۔ دونوں میں اختلاف ہوا، تقدیم و تاخیر کا۔ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کا مؤقف تھا کہ یہ پانی پہلے میرے باغ کو سیراب کرے گا اور انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کا مؤقف تھا کہ نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلے یہ میرے باغ کو سیراب کرے گا پانی کی تقسیم پر اختلاف نہیں تھا، اختلاف صرف تقدیم و تاخیر میں تھا کہ پہلے کون اور بعد میں کون؟

مسئلہ شریعت و قاعدے کے مطابق اللہ کے پیغمبر ﷺ تک پہنچا دیا گیا، رسول اللہ ﷺ موضع (مقام) کا معائنہ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہ پانی کی نالی جا رہی ہے پہلے زبیر رضی اللہ عنہ کا باغ ہے پھر انصاری رضی اللہ عنہ کا باغ ہے۔ تو قاعدہ یہی ہے کہ پہلے یہ پانی زبیر رضی اللہ عنہ کے باغ کو سیراب کرے اور پھر انصاری کے باغ کو سیراب کرے۔ دونوں کا کام بن جائے۔ آپ ﷺ نے فیصلہ کر دیا "أَسْقِ يَا زُبَيْرُ" پہلے تم اپنے باغ کو سیراب کروا دے زبیر رضی اللہ عنہ۔ "ثُمَّ اتْرُكِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ" پھر یہ پانی چھوڑ دو اپنے پڑوسی کی طرف۔ یہ فیصلہ آپ ﷺ نے کیا انصاری ذرا نوجوان تھا، کچھ زبان میں تیزی آ گئی اور کہہ دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے جو یہ فیصلہ زبیر کے حق میں دیا تو اس لیے کہ یہ آپ ﷺ کی پھوپھی کا بیٹا ہے۔ نبی ﷺ کافی پریشان ہوئے کہ اس شخص نے یہ کیا بات کہہ دی؟ [1] اللہ رب العزت نے اس صورت حال میں اس تناظر میں جبریل امین کو بھیج دیا وحی نازل کر دی کہ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ [الآية] یہ لوگ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تنازعات میں اپنے مشاجرات میں اپنے اختلافات میں آپ کو حاکم نہیں مان لیتے، اب آپ غور کریں کہ یہاں مسئلہ کیا ہے مسئلہ صرف پانی کی نالی کا ہے۔ ایک چھوٹا سا مسئلہ ہے کہ یہ نالی پہلے کس کے باغ کو سیراب کرے گی؟ چھوٹا دنیاوی مسئلہ ہے۔ اس انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے ایک بات کہی تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوا، اور کتنی سخت وعید آ گئی۔

ان دونوں میں اختلاف تھا، اختلاف اللہ کے پیغمبر ﷺ کی خدمت میں پیش کر بھی دیا، لیکن دِل میں یہ بات آ گئی اور اظہار کر دیا لیکن اللہ رب العزت نے کتنی شدید وعید نازل فرمائی۔ تو آپ غور کیجئے ایک چھوٹے سے دنیاوی مسئلہ میں اختلاف

---

[1] صحيح بخاري، كتاب المساقات، باب سكر الأنهار، حديث ٢٣٦٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واقع ہوگیا اور اللہ کے رسول ﷺ کے فیصلے کو بسروچشم قبول نہ کرنے پر کتنی شدید وعید نازل ہوئی۔ تو آج اُمت کے اختلافات کتنے بڑے بڑے مسائل میں ہیں۔ توحید کے مسئلہ میں اختلاف، اللہ کی ذات میں اختلاف، اس کی صفات میں اختلاف، نماز جو کہ دین کا ستون ہے اس میں اختلاف، زکوۃ جس کی ادائیگی میں ایک درہم کی گڑبڑ کرنے والا انسان اپنی نماز اور اپنے تمام اعمال سے محروم ہو جاتا ہے، اس میں بھی اختلاف۔ ان اختلافات میں ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حاکم نہ مانیں بلکہ اپنے اپنے آئمہ کے اقوال کو اپنا منتہائے نظر بنالیں تو کتنی بڑی وعید کا نشانہ ہم بن سکتے ہیں۔ پانی کی ایک معمولی نالی کے مسئلے میں اللہ کے رسول ﷺ کے فیصلے سے دل میں تنگی محسوس کرنے والا کتنی بڑی وعید کا نشانہ بنا۔ حالانکہ دنیاوی اعتبار سے یہ ایک معمولی بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

مَوْضِعُ سوطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا. ❶

''جنت کی ایک بالشت پوری دنیا اور جو کچھ بھی اس دنیا میں ہے اس سے قیمتی ہے، بہتر ہے''۔

اور یہاں دنیا کے اس ساز و سامان میں سے صرف پانی کی ایک نالی کا مسئلہ تھا جس میں اللہ کے رسول ﷺ کے فیصلے کو دل سے قبول نہ کرنے والا کتنی بڑی وعید کا مستحق بنا اور نشانہ بنا۔

تو ان بڑے بڑے اہم مسائل میں جو کہ مرکزی مسائل ہیں عقیدۂ توحید اور اسی طرح بڑے مرکزی امور اہم مسائل ان میں اگر ہم اللہ کے رسول ﷺ کی طرف رجوع نہ کریں ان کے فیصلے کو نہ مانیں ان کی احادیث سے اپنے مسائل حل نہ کریں تو کتنی بڑی وعید کا نشانہ بن سکتے ہیں۔ اللہ کا فرمان ہے کہ ایسے لوگ مومن ہو ہی نہیں سکتے حتیٰ کہ فیصلہ کروا بھی لیں اور قبول کر بھی لیں اپنے اوپر نافذ کر بھی لیں، لیکن دل

❶ صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جآء فی صفة الجنّة، حدیث ۳۲۵۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کھٹک ہو دل میں تنگی ہو پھر بھی مومن نہیں ہو سکتے۔ مومن کب ہوں گے؟ جب اللہ کے پیغمبر ﷺ کو حاکم مان لیں انہی سے فیصلے کرائیں پھر ان کے فیصلہ کو پورے شرح صدر کے ساتھ پوری خوشی کے ساتھ اپنے اوپر نافذ کر لیں۔

ایک قیمتی وصیت:

تو یہ ایک بڑا ہی اہم اور مرکزی مسئلہ ہے۔ اور ظاہر ہے کہ تقلید کی اساس یہی اختلاف ہے۔ متفق علیہ مسائل بہت تھوڑے ہیں اور ان کے متفق علیہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کتاب و سنت کے محکم دلائل موجود ہیں۔ اور جن مسائل میں اختلاف ہیں وہ بہت زیادہ ہیں اور اختلافات کا مخرج (نکلنے کا راستہ) صرف قرآن و سنت ہے اور کوئی دوسرا راستہ پیش ہی نہیں کیا گیا۔ جناب محمد رسول اللہ ﷺ ایک وقت خطبہ ارشاد فرماتے ہیں، بڑا ہی قیمتی خطبہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رو پڑے، رونگٹے کھڑے ہو گئے، کسی نے کہا شاید یہ آپ ﷺ کا آخری خطبہ ہو، اگر ہم یہ تصور کر لیں کہ یہ آپ ﷺ کا آخری خطبہ ہے تو اس مناسبت سے آپ ﷺ ہمیں کیا وصیت فرمائیں گے؟ اپنی پوری اُمت کے لیے تا قیام قیامت کیا پیغام دیں گے؟ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے کچھ قیمتی وصیتیں فرمائیں۔ ان میں ایک یہ تھی:

فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَ إِيَّاكُمْ وَ مُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. [1]

میری ایک وصیت یہ ہے کہ میرے بعد تم بڑے بڑے اختلاف دیکھو گے گویا کہ ہر مسئلہ میں اختلاف اس وقت تمہارے لیے صرف ایک راستہ متعین ہے اسے پلے سے باندھ لینا اسے نہ چھوڑنا اور وہ راستہ یہ ہے کہ جوں ہی اختلاف دیکھو، خواہ کسی مسئلہ میں دیکھو اس وقت میری سنت کو مضبوطی سے پکڑ لینا۔ تمہارے ہاتھ میں جو کچھ ہے چھوڑ

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة، حدیث ٤٦٠٧.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دینا، بس میری سنت کو تھام لینا اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو پکڑ لینا۔ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضی رضی اللہ عنہم یہ خلفائے مہدیین ہیں، ان کے ہدایت یافتہ ہونے کی نص موجود ہے۔ ان کے طور طریقے، بعض ایسے امور ہیں جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نہیں تھے۔ جیسے امور حاکمیت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مدینہ ایک چھوٹی سی بستی تھی وہاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اقتدار تھا، لیکن خلفاء کے دور میں اسلام پھیلا، دین پھیل گیا اور خلفاء نے اس کے لیے بہت سے طریقے اختیار کیے، بہت سے قانون بنائے، فرمایا کہ ان طریقوں میں میرے خلفاء کا نظام مشعل راہ ہوگا تمہارے لیے۔ لیکن بنیادی بات یہ ہے کہ جب تم اختلاف دیکھو تو ہر چیز کو چھوڑ کر میری سنت سے چمٹ جانا۔ پھر کون سا راستہ باقی بچتا ہے؟

عليكم بِسُنّتي وسُنّةِ الخلفاءِ الراشدين المهديّين.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء کو مطلق بیان نہیں کیا۔ بلکہ خلفاء کو دو صفتوں کے ساتھ متصف کیا ہے: ① راشدین ② مہدیین۔ راشد، اسم فاعل کا صیغہ ہے اور مہدی اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ اس کا مطلب ہے، وہ خلیفہ ہدایت دینے والا ہو اور خود بھی ہدایت یافتہ ہو۔ اب راشد اور مہدی بننے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا عمل بھی کتاب وسنت کے مطابق ہو اور اس کا فرمان بھی کتاب وسنت کے مطابق ہو۔ اور اگر اس کا فرمان کتاب و سنت کے مطابق نہ ہوا تو وہ علیکم کے حکم میں نہیں آئے گا۔ جیسے عمر رضی اللہ عنہ کی حج تمتع والی بات ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دادی کو وراثت نہ دینے والی بات۔ (محمدی)

فیصلہ ربّ کائنات کا ہی چلتا ہے:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں میں بڑے درس موجود ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں دین اسلام کی تبلیغ کا ایک بڑا قوی حصہ ہیں۔ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكَائِيْلَ وَ إِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ. ❶

❶ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الدعاء في صلاة الليل، حديث ٧٧٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی صفات کے واسطے دے دے کر دعائیں کیا کرتے تھے۔ اے اللہ! اے جبرئیل علیہ السلام کے رب، اے میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام کے ربّ اے وہ ربّ جو عالم الغیب والشہادۃ ہے ہر بات کو جانتا ہے، زمین و آسمان کا مالک ہے، اے وہ ربّ جس کی شان یہ ہے کہ جب بندوں میں اختلاف ہو تو فیصلہ صرف اسی کا چلتا ہے۔ نبی ﷺ کی یہ دعا کیا تعلیم دیتی ہے اس دعا میں کیا درس ہے؟ کہ اختلافی امور میں فیصلہ صرف ربّ کائنات کا چلے گا۔ دین اسلام کا یہ وہ گوشہ ہے جہاں کوئی دوسری فکر اور رائے آ ہی نہیں سکتی تو میرے بھائیو! اگر اس نکتے کو اچھی طرح سمجھ لو تو میرا خیال ہے کہ تقلید کا دروازہ بالکل بند ہو جائے گا۔ کیوں؟ اس لیے کہ تقلید کی اساس (بنیاد) اختلاف ہے۔ ہر مسئلہ میں اختلاف، اور ہوتا یہی ہے کہ ہر مقلد اپنے امام کے قول کو کافی سمجھتا ہے۔ حالانکہ حدیث سامنے آ گئی، حد واضح ہوگئی پھر بھی تسلیم نہیں کرتا۔

حق ظاہر ہونے کے باوجود ردّ کر دیا:

جامع ترمذی پر ایک تقریر ہے مولوی محمود الحسن کی (بڑے مفتی شمار ہوتے ہیں، کتنے ہی القاب ان کے ساتھ منسلک کیے جاتے ہیں، شیخ الہند وغیرہ) اس میں ایک مسئلہ ہے خیار مجلس کا کہ دو اشخاص خرید و فروخت کر رہے ہیں، تو سودے کو واپس کرنے کا اختیار کب تک ہے۔ شریعت کہتی ہے کہ جب تک وہ نشست قائم ہے کسی دکان پر سودا ہو رہا ہے وہاں گاہک بیٹھا ہوا ہے سودا ہوگیا کہ یہ مال سو روپے کا میں نے خرید لیا لیکن جب تک وہ گاہک وہاں بیٹھا ہے اس وقت تک اسے سودا واپس کرنے کا اختیار ہے۔ علت واضح ہے کہ وہ اگر اٹھ کر گھر چلا جائے پھر سودا واپس کرنے آئے تو پھر سودا واپس نہیں ہوگا۔ ممکن ہے کوئی نقصان ہو گیا ہو، اس نے کوئی تبدیلی کر دی ہو۔ کوئی چیز نکال لی ہو۔ اختلاف ہوسکتا ہے لیکن جب تک مال وہاں موجود ہے، بائع بھی ہے مشتری بھی تب تک وہ سودا واپس ہوسکتا ہے۔ یہ مسلک امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اور جمہور محدثین کا بھی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں کہ نہیں! جوں ہی قول وقرار ہوگیا، قیمت طے ہوگئی اور مشتری (یعنی خریدار) نے وہ سودا خرید لیا تو چاہے وہ خریدار اور فروخت کرنے والا وہاں بیٹھے ہوں اس کا اختیار باطل ہے اب وہ سودا فسخ یا منسوخ نہیں ہوسکتا۔ ❶ یعنی ایجاب وقبول ہو چکا ہو تو بیع لازم ہوگئی اب دونوں میں سے کسی کو بھی اختیار باقی نہیں کہ وہ سودا منسوخ کریں۔ محمود الحسن اس مسئلہ پر بحث کرتے ہیں، حدیثیں سامنے لائے کہ نبی علیہ السلام کے مختلف الفاظ سے یہ فرمان موجود ہے:

''البَيِّعانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا'' ❷

کہ دو خرید وفروخت کرنے والے ان کو سودا واپس لینے کا اختیار ہے جب تک وہ آپس میں جدا نہ ہوجائیں۔ حدیث واضح ہے ایک حدیث پیش کی، دوسری حدیث پیش کی، تیسری حدیث پیش کی، پھر آخر میں فیصلہ کرتے ہیں:

''اَلْحَقّ وَالْاِنْصَافُ اَنَّ التَّرْجِيحَ لِلشَّافِعِي فِي هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ''. ❸

''حق وانصاف کی بات یہ ہے کہ اس مسئلہ میں ترجیح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو ہے''۔

حق یہ ہے ہم مانتے ہیں کیونکہ دلائل اور احادیث امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید کرتے ہیں ''ونحن المقلدون'' لیکن چونکہ ہم مقلد ہیں ''يَجِبُ عَلَيْنَا تَقْلِيدُ إِمَامِنَا اَبِي حَنِيفَةَ'' ❹ ہم پر اپنے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید واجب ہے اور ان کی بات کو (حدیث کے مقابلے میں) نہیں چھوڑیں گے۔ دیکھئے یہ تعصب کہ اختلاف ہوا، بجائے اس کے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کریں، رجوع کر بھی لیا اور تسلیم بھی کیا کہ یہی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے، ان کا حکم ہے۔ لیکن پھر بھی یہ کہہ کر ٹھکرا دیا

---

❶ ملاحظہ ہو: ھدایہ ''و اذا فصل الایجاب والقبول لزم البیع ولاخیار لواحد منھما'' کتاب البیوع، ج دوم۔

❷ سنن ترمذی۔ کتاب البیوع، باب ما جاء فی البیعین، حدیث ۱۲٤٥۔

❸ التقریر للترمذی ص ۳۹:۸۹ مطبوعہ فاروقی ملتان۔

❹ تقریر ترمذی ص ٤٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ بھئی ہم تو اپنے امام کے مقلد ہیں، اپنے امام کا قول نہیں چھوڑ سکتے۔ حدیث چھوٹ جائے، خاتم النبیین ﷺ کا فیصلہ، ان کا فرمان، ان کا قول چھوٹتا ہے تو چھوٹ جائے، لیکن امام کا قول نہیں چھوڑ سکتے۔ اب اس کو کیا کہیں گے اس کو گناہ کہیں گے؟ اس کو شرک کہیں گے؟ کیا کہیں گے؟ یہ فیصلہ آپ خود کیجئے۔

حدیث پر عمل کرنا مشکل:

ملا علی قاری حنفی شارح مشکوٰۃ باوجودیکہ حدیث کے معاملہ میں معتدل اور قدرے منصف مزاج تھے، لیکن جب اپنے امام کے قول پر زد آتی ہے تو پھر تاویلات، اگر تاویلات سے بھی کام بنتا نظر نہ آتا ہو تو پھر تقلید والا ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص۲۸۲ ج ۳ میں فرماتے ہیں:

"وَلَا إِشْكَالَ فِي ظَاهِرِ الْحَدِيْثِ عَلَى مُقْتَضٰى مَذْهَبِ الشَّافِعِي فَإِنَّه مَعْمُوْلٌ عَلٰى حَالَةِ الْقَصْرِ وَقَدْ صَلّٰى بِالطَّائِفَةِ الثَّانِيَةِ نَفْلًا وَعَلٰى قَوَاعِدِ مَذْهَبِنَا مُشْكِلٌ جِدًّا".

یعنی حدیث اپنے معنی میں بالکل واضح اور ظاہر ہے اور شافعی مذہب کی صریح مؤید بھی (یعنی حمایت میں صاف دلیل ہے) لیکن اس حدیث پر ہمارے مذہب کے مطابق عمل کرنا بہت مشکل ہے۔

ناحق فیصلہ کرنے والے کا انجام:

محمد رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ سامنے موجود ہو اور اس کو قبول بھی کر لیں کہ یہ حق ہے پھر چھوڑ دیں، ٹھکرا دیں، چونکہ امام صاحب نے یہ نہیں فرمایا۔ اس کو کیا نام دو گے، اس کا کیا انجام متعین کرو گے، محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے، فیصلہ کرنے والے تین طرح کے ہیں:

اَلْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ: وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ فِي النَّارِ فَأَمَّا الَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضٰى بِهِ، وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِي الْحُكْمِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَهُوَ فِي النَّارِ، وَ رَجُلٌ قَضٰى لِلنَّاسِ عَلٰى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ. ❶

یعنی ''تمام قاضی تین طرح کے ہیں، جن میں سے دو طرح کے قاضی جہنم میں جائیں گے اور ایک طرح کا جنت میں۔ وہ قاضی جو حق کو پہچانتا ہو اور اسی کے مطابق فیصلہ صادر کردے وہ جنتی ہے، اور جو حق کو پہچانتا تو ہو لیکن جان بوجھ کر فیصلہ ناحق کردے وہ جہنمی ہے، اور جو بغیر علم شریعت (قرآن وحدیث) فیصلہ صادر کردے وہ بھی جہنمی ہے''۔

دنیا کے سارے قاضی اور سارے فیصلہ کرنے والے جج تین طرح کے ہیں ''قَاضِيَانِ فِي النَّارِ وَ قَاضٍ فِي الْجَنَّةِ'' ایک طرح کے قاضی ایک طرح کے فیصلہ کرنے والے جنت میں جائیں گے اور دو طرح کے قاضی (فیصلہ کرنے والے) جہنم میں جائیں گے۔ جنتی کون ہے؟ فرمایا: ''قَاضٍ قَضٰى بِالْحَقِّ فَذَالِكَ فِي الْجَنَّةِ'' وہ قاضی، وہ مفتی، وہ فیصلہ کرنے والے جو حق کو پہچان لیں، پھر اس کے مطابق فیصلہ کر دیں وہ جنتی ہیں۔ ''وَقَاضٍ لَا يَعْلَمُ فَأَهْلَكَ حُقُوقَ النَّاسِ فَهُوَ فِي النَّارِ'' وہ قاضی یا وہ مفتی جو فیصلہ کرتے ہوئے حق کو نہیں جانتا اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث کو نہیں جانتا کتاب وسنت سے ناواقف ہے، لیکن فیصلہ کر رہا ہے جہل کی بنیاد پر یا پھر محض کسی اور کے قول سے، فرمایا کہ وہ بھی جہنم میں جائے گا۔ ''رَجُلٌ قَضٰى بِغَيْرِ الْحَقِّ فَعَلِمَ ذَاكَ فَذَاكَ فِي النَّارِ'' ❷ اور فرمایا کہ وہ قاضی یا مفتی جو حق کو پہچان لے لیکن فیصلہ ناحق پر کرے، حق پہچان لے کہ یہ حق ہے، لیکن فیصلہ ناحق کا کرے فرمایا کہ وہ جہنمی ہے۔ اب بتائیں کہ یہاں کیا واضح ہوا؟...... مان رہے ہیں کہ حق تو یہ ہے کہ ترجیح امام شافعی رحمہ اللہ کو ہے، ان کے پاس دلائل ہیں، اللہ کے پیغمبر ﷺ کی حدیثیں ہیں، لیکن چونکہ ہم اپنے امام کے مقلد ہیں اس لیے اپنے امام کے قول کو نہیں چھوڑ سکتے۔

---

❶ جامع ترمذی کتاب الاحکام عن رسول اللہ باب ماجاء عن رسول اللہ عن القاضی الحدیث ۱۳۲۲. ابوداؤد، کتاب الأقضية، بابٌ في القاضي يخطئ، رقم ۳۵۷۳. الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

❷ ترمذی کتاب الأحکام باب رقم ۱۳۲۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعصب کی انتہاء:

اور بحر الرائق (جو فقہ حنفی کی معتبر کتاب کنز الدقائق کی شرح ہے) اس میں ایک مسئلہ اٹھایا گیا سبُّ الذّمي کا، ذمّی وہ کافر ہوتا ہے جو ہمارے ملک میں ہماری حفاظت میں رہے کہ تم ذمی ہمارے قانون کی پاسداری کرو گے، ہمارے قانون کو مانو گے تو تم ہماری رعیت ہو، تم یہاں رہو، کاروبار کرو، کماؤ، کھاؤ، پیو ہم تمہیں کچھ بھی نہیں کہیں گے۔ یہ ذی اگر اللہ کے رسول ﷺ کو گالی دے، تو کیا اس کا ذمہ برقرار رہے گا؟ اس کی حفاظت ہم اسی طرح کرتے رہیں گے؟ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ جمہور کی رائے یہ ہے کہ اس کا ذمہ ٹوٹ جائے گا۔ اس نے اللہ کے رسول ﷺ کی شان میں بکواس کی، ان کو گالی دے کر ہمارے قانون کو پامال کر دیا اس کا ذمہ ٹوٹ گیا۔ لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کا ذمہ نہیں ٹوٹے گا اس کا ذمہ برقرار رہے گا۔ [ہدایہ میں بھی یہ مسئلہ موجود ہے: "وَمَنِ امْتَنَعَ مِنَ الْجِزْيَةِ اَوْ قَتَلَ مُسْلِمًا اَوْ سَبَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ اَوْزَنٰى بِمُسْلِمَةٍ لَمْ يَنْتَقِضْ عَهْدُهٗ"[1] یعنی جو ذمی جزیہ دینے سے انکار کر دے یا کسی مسلم کو قتل کر ڈالے یا نبی ﷺ کو گالی بک دے یا کسی مسلم عورت سے زنا کر ڈالے تب بھی اس کا ذمہ نہیں ٹوٹتا]۔ اسی مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے صاحب بحر الرائق آخر میں کہتا ہے، ذرا توجہ سے اس کا فیصلہ آپ پڑھئے کہتا ہے کہ "نَعَمْ نَفْسُ الْمُؤْمِنِ يَمِيْلُ اِلٰى قَوْلِ الْمُخَالِفِ فِيْ مَسْئِلَةِ السَّبِّ لٰكِنِ اتِّبَاعُنَا لِلْمَذْهَبِ وَاجِبٌ"[2] کہ انصاف کی بات تو یہ ہے کہ اس مسئلہ میں ایک مومن کا دل مائل ہوتا ہے مخالف کی رائے کی طرف لیکن کیا کریں مذہب کی اتباع بھی تو واجب ہے۔ جس مذہب کے ہم پیروکار ہیں جس امام کے ہم پیروکار ہیں اس کی اتباع بھی تو

---

[1] الهداية، كتاب اليس، فصل في ماينبغي الذمي ج اول ص ۵۸۲، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور۔

[2] بحر الرائق، شرح كنز الدقائق، ج ۵ ص ۱۲۵، مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ، بلوچستان۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضروری ہے (لاحول ولاقوۃ الا باللہ) وہ تو نہیں چھوڑ سکتے۔ یعنی ایک طرف اقرار کر رہے ہیں کہ ایمان کیا ہے؟ اور مومن کے دِل کی آواز کیا ہے؟ اور دوسری طرف کھلم کھلا اس کا انکار بھی کر رہے ہیں۔ صرف اس بنیاد پر کہ یہ مذہب کے خلاف ہے۔ میرے دوستو اور بھائیو! اگر یہ روش برقرار رہے گی، یہ تعصب قائم رہے گا تو روزِ قیامت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا سامنا کیسے کرو گے؟

اختلافی امور میں ایک ہی راستہ متعین ہے اور وہ کیا؟ "فردُوہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُولِ" تو اس کو لوٹا دو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف۔ لیکن تقلید میں ایسا نہیں ہوتا۔ تقلید میں تو ایک مقلد کا مسلک کیا ہے؟ "بس امام کا قول" حتیٰ کہ ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ اگر وہ حق کو پہچان بھی لیں اور یہ معلوم بھی کر لیں کہ اس معاملے میں امام کا قول کتاب وسنت کے خلاف ہے، اس کا اقرار بھی کرتا ہے پھر بھی اپنے امام کے قول کو نہیں چھوڑتا اور کتاب وسنت کو چھوڑ دیتا ہے۔ یہ کیسا اصول ہے؟

آیت بدل دو، مسلک بچالو:

فقہاء بعض تو یہ قاعدہ بنا گئے کہ قرآن کی کوئی آیت اگر ہمارے اصحاب کے قول کے خلاف ہوگی تو اسے نسخ یا ترجیح پر محمول کیا جائے گا۔ اور بہتر یہ ہے کہ اسے تاویل پر محمول کیا جائے تاکہ توافق ظاہر ہو جائے۔

اَلْاَصْلُ اَنَّ کُلَّ اٰیَۃٍ تُخَالِفُ قَوْلَ اَصْحَابِنَا فَاِنَّھَا تُحْمَلُ عَلَی النَّسْخِ اَوْ عَلَی التَّرْجِیْحِ وَ الْاَوْلٰی اَنْ تُحْمَلَ عَلَی التَّاوِیْلِ مِنْ جِھَۃِ التَّوْفِیْقِ۔ [1]

اس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن کی کوئی آیت اگر ہمارے اصحاب کے قول کے خلاف ہوگی تو کوشش کریں گے کہ اس آیت میں تاویل کریں، اگر تاویل نہ کر سکے تو اللہ کے فرمان کو منسوخ قرار دیں گے۔ اسی طرح اگر کوئی حدیث آ جائے:

اَنَّ کُلَّ خَبَرٍ یُّخَالِفُ قَوْلَ اَصْحَابِنَا۔

یعنی ہر وہ حدیث جو ہمارے اصحاب (آئمہ) کے قول کے خلاف ہو تو اسے

[1] اصول کرخی اصول نمبر ۲۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نسخ پر محمول کیا جائے گا یا یہ سمجھا جائے گا کہ وہ معارض ہے اپنے ہم پلہ حدیث کے۔ ❶

یہ تعصب کی انتہاء ہے حالانکہ یہاں امر واقع کیا ہے؟ مطلوب کیا ہے؟ مطلوب یہ ہے کہ اپنے اختلافات کو اختلافی امور کو بس اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو۔ بس اور کچھ نہیں۔ اگر پورے انصاف کے ساتھ اور پوری دیانتداری کے ساتھ اس مسئلہ میں کتاب وسنت کے دلائل کو اپنے سامنے رکھیں تو ایک ہی راستہ باقی بچتا ہے کہ اختلافی امور کو لوٹا دیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف۔ نماز میں رفع الیدین کا مسئلہ ہو، کریں یا نہ کریں؟ یہ مت دیکھو کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کیا فرمایا، امام شافعی رحمہ اللہ نے کیا فرمایا، یہ اختلاف ہے اس کو پیش کر دو اللہ کے رسول ﷺ کی طرف، یہ ایمان ہے۔ ایسا اگر نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ایمان کی نفی کر دی۔ اور ایمان تو رأس المال ہے اس کی اگر نفی ہوگئی تو باقی کیا بچا۔ اگر یہ ایمان سلامت نہیں ہے تو نمازیں، روزے، حج وزکوٰۃ، جہاد، فرائض ونوافل کسی چیز کا کوئی فائدہ نہیں۔

میں نے ذرا تفصیل سے اس بات کو بیان کیا تاکہ مسئلہ کی نزاکت اور اس کی اساسیت کو پہچان لیں کہ معاملہ کتنا گھمبیر ہے۔ کہیں ہم محض اس افتراق اور فرقہ بندی کی بنیاد پر تعصب کی خاطر دولت ایمان سے محروم نہ ہو جائیں۔

خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي:

دوسری یہ بات عرض کرنی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے دو جماعتوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک جماعت کا ذکر معرض خیر میں کیا ہے اور دوسری جماعت کا ذکر معرض شر میں کیا ہے اور یہ دو جماعتیں حق اور باطل کو پرکھنے کے لیے بہت کافی اور شافی ہیں۔ ان کا اگر تعارف حاصل ہو جائے اور ان کے مناہج کو آج ہم دنیا کے تمام مذاہب پر فٹ کریں تو حق اور باطل نکھر کر سامنے آجائے۔ رسول اللہ ﷺ نے دو جماعتوں کا جو تعارف پیش کیا ہے انہیں قدوہ قرار دیجئے اور یہ تعریف منطبق کیجئے دنیا کی تمام جماعتوں پر، تمام مذاہب پر، جو سانچہ یہاں فٹ آجائے اس کو سمجھنے کی کوشش کیجئے کیوں کہ معاملہ تعصب

❶ اصول کرخی مترجم ص ۱۲۵ اصول نمبر ۲۸ شائع کردہ ادارہ تحقیقات اسلام۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا نہیں ہے بلکہ معاملہ دنیا و آخرت کی نجات کا اور سعادت کا ہے۔ ایک جماعت جس کا ذکر معرض خیر میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خیر النّاس قرنی" [1] سب سے بہترین لوگ میرے زمانہ کے ہیں۔ اس زمانے میں کون تھا محمد ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم، پھر اس کے بعد کا زمانہ، پھر اس کے بعد کل تین زمانوں کا ذکر کیا۔ فرمایا اس کے بعد نہیں، اس کے بعد کیا ہوگا؟ فتنے، اختلافات، وہی فتنے وہی اختلافات جن کا ذکر ہو رہا ہے۔ (خیر القرون قَرْنی یہ الفاظ عام وخواص حضرات کی زبان سے اکثر بیاں ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن تحقیقی بات یہ ہے جیسا کہ علامہ البانی نے فرمایا ہے: یہ حدیث ان الفاظ سے کہیں بھی نہیں۔ محمدی)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چار سو سال تک، چار صدیوں تک دنیا میں اس طرح کی تقلید نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ [2] یہ خیر القرون ہے۔ چار سو سال تک دنیا میں تقلید نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ اس کے بعد تقلید کا نام ظاہر ہوا اور لوگوں نے اپنے امام بنا لیے اور ان کی تقلید شروع کر دی۔ اور فتنے شروع ہو گئے۔ یعنی ان مذاہب کا بقاء کیا ہے؟ اختلاف کا بقاء، اگر حنفی، حنفی رہے گا، شافعی، شافعی رہے گا، مالکی مالکی رہے گا اور حنبلی حنبلی رہے گا تو اُمت میں وحدت کہاں سے آئے گی۔ اللہ کے گھر میں بیت اللہ میں چار مصلّے قائم کرنا یہ کس چیز کا شاخسانہ ہے؟ تقلیدی مذاہب کی بناء پر بیت اللہ چار فرقوں میں اور چار مصلوں میں تقسیم ہو کر رہ گیا تھا، کتنا بڑا فتنہ ہے۔ جس جماعت کا ذکر معرض خیر میں کیا وہ جماعت کون سی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت، صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

وَ اَنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِي اَوَّلِهَا وَ اَنَّ آخِرَهَا سَيُصِيبُهَا بَلَاءٌ وَ اُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا. [3]

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الشهادات باب لا يشهد على شهادة جور، حديث ٢٦٥٢.

[2] حجة الله البالغه ج ١ ص ٤٣٨ مطبوعه قديمي كتب خانه كراچي.

[3] صحيح مسلم، كتاب الإمامة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء، حديث ١٨٤٤. نسائي حديث ٤١٩١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس اُمت کی عافیت، اس اُمت کی خیر، اس اُمت کی برکت اور سعادت اللہ تعالیٰ نے کہاں رکھی ہے؟ اس اُمت کی پہلی جماعت میں۔ یعنی اس اُمت کے اوّلین لوگوں کے گروہ میں اور وہ جماعت کونسی ہے؟ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گروہ ہے۔ اس اُمت کا آخری دور آخری زمانہ اس کے بارے میں فرمایا کہ ''سَيُصِيبُهَا بلاءٌ و أمُورٌ تُنْكِرُونَها''❶ الامان الحفیظ، اس آخری زمانے آخری دور میں بڑی بلائیں ہوں گی، بڑے بڑے فتنے ہوں گے، بڑی بڑی آزمائشیں ہوں گی۔ ایسے ایسے امور ہوں گے جن کو تم پہچان نہیں پاؤ گے کہ یہ کہاں سے آئے؟ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہیں کہ ایسے ایسے امور ہوں گے ایسی ایسی باتیں ہوں گی کہ آج تم لوگ ان امور کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

اس سے بھی زیادہ واضح وہ حدیث جو پہلے بھی میں عرض کر چکا ہوں کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ۷۳ فرقے ہوں گے ان میں سے بس ایک ہی جماعت جنتی ہوگی باقی سب جہنمی ہوں گے۔ جب سوال کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ جماعت کون سی ہوگی؟ فرمایا کہ ''مَا أنَا عَلَيْهِ وَ أصْحَابِي''❷ فرمایا کہ جس پر آج میں ہوں اور میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) یعنی جو پہلا دور ہے اور پہلا گروہ ہے یہ اصل گروہ ہے جس کا ذکر معرض خیر میں کیا۔ یہی اصل حق والی جماعت ہے۔ اس جماعت کے عقائد، اس کے مناہج، اس جماعت کے اخلاق و اطوار، اس جماعت کی نمازیں، اس جماعت کا حج، اس جماعت کی زکوٰۃ، اس جماعت کے روزے، اس جماعت کی سیاست آج تلاش کرو اور پھر منطبق کرو کہ وہ کس جماعت پر منطبق ہوتے ہیں اور فٹ آتے ہیں؟ آج کے اس دور میں اس جماعت کا مصداق کون لوگ ہیں؟

یہود و نصاریٰ جیسی حالت:

ایک اور جماعت جس کا اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر معرض شر میں فرمایا کہ

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الإمامة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء، حديث ١٨٤٤، نسائی حدیث ٤١٩١.

❷ سنن ترمذی، کتاب الإيمان، باب ما جاء في افتراق هذه الأمة، حديث ٢٦٤١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي كَمَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ. ❶

کہ تم گزشتہ امتوں کی ہو بہو پیروی کرو گے۔ اتنی پیروی اتنی مطابقت کہ جیسے ایک آدمی کا جوتا دوسرے جوتے سے بالکل مطابقت رکھتا ہے۔ ایک ہی رنگ، ایک ہی ڈیزائن اور ایک ہی سائز ہوتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتَّى لَوْ دَخَلُوا فِي جُحْرِ ضَبٍّ لَاتَّبَعْتُمُوهُمْ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى قَالَ فَمَنْ. ❷

تم ضرور بالضرور گزشتہ امتوں کی پیروی کرو گے (جیسے) بالشت برابر ہوتا ہے بالشت کے، ہاتھ برابر ہوتا ہے ہاتھ کے (اسی طرح تم ہو بہو پیروی کرو گے) حتیٰ کہ ان میں سے اگر کوئی شخص سانڈے کے بل میں داخل ہوا تو تم بھی ضرور داخل ہو گے۔ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا گزشتہ امتوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اور کون ہیں؟ ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ:

حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ. ❸

یعنی ان میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے اعلانیہ نکاح کیا ہوگا تو تم میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو اعلانیہ اپنی ماں سے نکاح کریں گے۔ ان کی ثقافت اور کلچر کو ان کے دین وعقیدہ اور منہج کو تم لوگ اپناؤ گے۔

منہج صحابہ رضی اللہ عنہم اور یہود و نصاریٰ کی مماثلت:

اب اس امت میں دو جماعتیں ہیں، ایک جماعت وہ ہے جو منہج صحابہ رضی اللہ عنہم

---

❶ سنن الترمذی، کتاب الإیمان، باب ما جاء فی افتراق هذه الامة، حدیث ۲٦٤١.

❷ صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، حدیث ۲٤٥٦، صحیح مسلم، کتاب العلم، ج ۲ ص ۳۳۹.

❸ سنن الترمذی، کتاب الإیمان، باب ما جاء فی افتراق هذه الامة، حدیث ۲٦٤١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مصداق ہے، منہج صحابہ کی امین ہے۔ اور دوسری کون ہے جو یہود و نصاریٰ کے مناہج کی امین ہے۔ آؤ نشانیاں پیش کروں کہ ان کا مصداق کون بنتا ہے۔ بتاؤ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں کوئی خود ساختہ (اپنی طرف سے مقرر کردہ) ایسا امام تھا کہ جس کی تقلید کی جاتی ہو؟ کوئی بھی ہو؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لے لیجئے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لے لیجئے۔ کیا کوئی بھی صحابی تقلیدی اعتبار سے صدیقی یا فاروقی تھا؟ کیا قرآن و حدیث کے علاوہ کوئی کتاب تھی؟ بتائیے؟ یہ منہج آج کس جماعت پر منطبق ہوتے ہیں؟ اس منہج کا امین آج کون ہے؟ دوسری طرف یہودی عیسائی ان کی نشانیاں قرآن مجید اور حدیث مبارکہ نے پیش کی ہیں۔ آخری وقت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں:

لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدًا. ❶

اے اللہ! ان یہودیوں کو ان عیسائیوں کو تباہ و برباد کر دے۔ کیوں؟ اس لیے کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا دیا۔ یہ نشانی کن لوگوں پر منطبق ہوتی ہے؟ یہود و نصاریٰ کا یہ عقیدہ اور یہ طریق آج کس پر منطبق ہو رہا ہے؟ قبروں پر کون جاتے ہیں، قبروں کا طواف کون کرتے ہیں؟ پکی قبریں کون لوگ بناتے ہیں؟ ان قبروں پر قبے کون تعمیر کرتے ہیں؟ ان قبروں پر سجدے کون کرتے ہیں؟ کس پر یہ نشانیاں منطبق ہو رہی ہیں؟ جبکہ جماعتیں دو ہی ہیں۔ ایک معرض خیر ہے اور ایک معرض شر۔

غلو:

ایک بڑی جماعت، تبلیغی جماعت اس کا تبلیغی نصاب اٹھا کر پڑھیے کیسے کیسے فضول و من گھڑت قصے ہیں۔ قبروں کے تعلق سے اور قبر والوں کے تعلق سے۔ اس جماعت کے ایک فرد ترکی کے عالم سعید النورسی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں مجھے جب بھی اس دعوتی زندگی میں کوئی مشکل پیش آتی میں سیدھا اپنے شیخ کی قبر پر جاتا اور اسی شیخ کو حاضر کر کے اس مشکل کو شیخ سے پوچھتا، اور حل لے کر آتا۔ کیسا شرک ہے، یہ کیسا عقیدہ

❶ صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب ما يكره من اتخاذ المساجد، حديث ١٣٣٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ کیا منہج ہے؟ یہ کس پر منطبق ہو رہا ہے؟ یہ بات کس پر صادق آتی ہے؟ اللہ رب العالمین نے اہل کتاب سے کہا کہ دین میں غلو نہ کرو:

﴿ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ ﴾ [سورة النساء: ۱۷۱]

"اپنے دین میں غلو نہ کرو"۔

یہودی اور عیسائی غلو میں گرفتار تھے۔ ان کا غلو کیا تھا؟ یہودی کہتے کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿ وَ قَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللَّهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ﴾

[سورة توبہ: ۳۰]

اس کے علاو ی بہت سی غلو کی مثالیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَ الْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّيْنِ. ❶

یعنی اپنے آپ کو غلو سے بچاؤ تم سے پہلے جو جماعتیں یا قومیں گزریں ان قوموں کو غلو نے برباد کر کے رکھ دیا۔

غلو اور اس کی چوٹ:

جو منہج اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کا ہے اس کی بنیاد اعتدال ہے جو کہ الحمدللہ! اہل الحدیث کا طرۂ امتیاز ہے۔ اور غلو کہاں ہے؟ ان تقلیدی مذاہب میں بڑا غلو، یہاں تک کہ کہنے والے کہہ گئے جیسے کہ صاحب درّ مختار نے کہا "فَلَعْنَةُ رَبِّنَا أَعْدَادُ رَمْلٍ عَلٰى مَنْ رَدَّ قَوْلَ أَبِي حَنِيفَةَ" ❷ یعنی اس شخص پر ریت کے ذرات کے برابر لعنتیں ہوں جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ایک قول کو ٹھکرا دے۔ صرف ایک قول کو ٹھکرا دے۔ کیا یہ غلو نہیں؟ حتیٰ کہ یہ تک نہیں سوچا کہ اس کی زد میں کون کون آ رہے ہیں؟ حنفی علماء نے خود لکھا ہے کہ شیخین، صاحبین یعنی امام محمد اور قاضی ابو یوسف نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے

---

❶ سنن نسائي، كتاب مناسك الحج، باب التقاط الحصى، حديث ۳۰۵۷.

❷ درمختار ج ۱ ص ۱۳ مطبوعه ايچ ايم سعيد كمپنى كراچى.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقریباً دو تہائی مسائل میں اختلاف کیا ہے۔یعنی دو تہائی مسائل میں امام صاحب کے قول کو چھوڑ دیا ہے۔تم کہتے ہو کہ ایک قول کو چھوڑ دے اس پر ریت کے ذرّات کے برابر لعنت ہو،تو بتائیے قاضی ابو یوسف کا کیا مقام بنے گا؟ اور امام محمد کا کیا مقام بنے گا؟ تمہارے اپنے اس فارمولے کے عین مطابق؟ اتنا بڑا غلو۔ بلکہ جملہ مقلدین بعض مصلحتوں کے پیش نظر اپنے امام کے قول کو چھوڑ دیتے ہیں۔

عقائد اور فروع میں تقلید مختلف کیوں؟

"المهند علی المفند" (جو کہ علمائے دیو بند کے عقائد کی معروف کتاب ہے) اس پر ہندوستان بھر کے اور بیرون ممالک کے کبار علمائے دیو بند نے دستخط ثبت فرما کر اس پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا ہے، ان میں جناب مفتی کفایت اللہ صاحب حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب، محمود الحسن صاحب وغیرھم بھی شامل ہیں، اس کتاب کو اٹھا کر دیکھئے۔صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ ہمارے علماء کا، ہمارے مشائخ کا عقیدہ ہے:

"جَمِيْعُ طَائِفَتِنَا وَ جَمَاعَتِنَا مُقَلِّدُوْنَ لِقُدْوَةِ الْأَنَامِ ...... إِمَامِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فِي الْفُرُوْعِ وَ مُتَّبِعُوْنَ لِلْإِمَامِ الْهَمَامِ أَبِي الْحَسَنِ الْأَشْعَرِيْ وَالْإِمَامِ أَبِيْ مَنْصُوْرِ الْمَاتُرِيْدِيْ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فِي الْإِعْتِقَادِ وَالْأُصُوْلِ .... الخ.

ہم اور ہماری (ساری) جماعت بحمداللہ فروعات میں مقلد ہیں، مقتداء خلق حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اور اصول و اعتقادیات میں پیرو ہیں امام ابوالحسن اشعری اور امام ابومنصور ماتریدی رضی اللہ عنہما کے۔ ❶

کہ ہم صرف فروعی مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں، اصولی مسائل میں، اعتقادی مسائل ہم دو اماموں کے مقتدی ہیں ایک ابوالحسن اشعری اور دوسرے ابومنصور ماتریدی۔ اصول و عقائد میں ہمارے امام اشعری و ماتریدی ہیں اور فروعات میں ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔

---

❶ المُهَنَّد عَلَى المُفَند: عقائد علماء دیو بند، ص ۱۳، مطبوعہ دارالاشاعت اُردو بازار، کراچی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ اجرت میں امام صاحب سے اختلاف:

میرے بھائیو! ہر مسئلہ میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام کیوں نہیں ہیں؟ پھر اس قول کا کیا بنے گا کہ جو ایک قول کو رد کر دے اس پر ریت کے ذرّوں کے برابر لعنت ہو۔ امام صاحب نے کیا یہ نہیں فرمایا کہ جو شخص اذان دے یا قرآن کی تعلیم دے کر اُجرت لے، نماز پڑھا کر اُجرت لے، اس کی یہ تنخواہ، یہ اُجرت، یہ وظیفہ ناجائز ہے۔ جیسا کہ ہدایہ میں ہے:

قال وَلَا الْاستِئْجَارُ عَلَى الْآذَانِ وَالْحَجِّ وَ كَذَا الْإِمَامَةُ وَ تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ وَالْفِقْهِ وَالْأَصْلُ أَنَّ كُلَّ طَاعَةٍ يَخْتَصُّ بِهَا الْمُسْلِمَ لَا يَجُوزُ الْإِسْتِئْجَارُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا۔ ❶

''اور کہا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اُجرت لینا جائز نہیں اذان پر، حج و امامت اور تعلیم قرآن و تعلیم فقہ پر اصل میں ہر وہ طاعت (یعنی نیکی) جو مسلم کے ساتھ خاص ہے اس میں ہمارے نزدیک اُجرت لینا جائز نہیں ہے''۔

اس بات کا اقرار مفتی تقی عثمانی صاحب نے بھی کیا ہے کہ ''اصل حنفی مذہب میں یہ جائز نہیں ہے''۔ ❷ تم کیوں لیتے ہو، تمہارا سارا نظام ان وظائف پر چل رہا ہے۔ بلکہ وظیفے، تنخواہیں لے لے کر یہ سب کچھ لکھا گیا۔ اُمت میں تفریق کے بیج بوئے گئے، وظیفے لے لے کر۔

اسماء و صفات کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ سلف صالحین کے نظریہ کے مطابق ہے۔ اس کو تم نے نہیں مانا۔ امام صاحب نے توسل بالذات کو حرام کہا ہے ان کے نزدیک شخصیت یا ذات کا وسیلہ لینا ناجائز ہے۔ وہ لیتے ہو (جیسا کہ ہدایہ میں ہے):

---

❶ الهداية مع الدراية، كتاب الاجارة ، باب الاجارة الفاسدة ص ٣٠٣ ج ٣. مصوعه شركة علمية بيرون بوهر گيٹ. ملتان.

❷ تقلید کی شرعی حیثیت ص ۱۴۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَيُكْرَهُ اَنْ يَّقُولَ فِي دُعَائِهِ بِحَقِّ فُلَانٍ اَوْ بِحَقِّ أَنْبِيَائِكَ وَ رُسُلِكَ لِأَنَّهُ لَا حَقَّ لِمَخْلُوقٍ عَلَى الْخَالِقِ. ❶

یعنی دعا میں یوں کہنا مکروہ ہے کہ بحق فلاں یا بحق انبیاء یا اپنے رسل کے حق سے اس لیے کہ مخلوق کا خالق پر کوئی حق نہیں ہے۔ اس کے بعد ذرا اپنی عقائد کی کتابیں دیکھو پھر یہ قول کہاں جائے گا یہ شعر کہاں جائے گا، یہ ان کا غلو ہے۔

غلو کی ایک صورت، حدیثیں گھڑنا:

غلو کی ایک صورت یہ ہے کہ ایک حدیث وضع کی گئی ہے:

سِرَاجُ أُمَّتِي ابو حنيفة سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي رَجُلٌ اَشَدُّ عَلَى أُمَّتِي مِنْ إِبْلِيسَ اُسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ. ❷

یہ حدیث خود بنا کر اللہ کے پیغمبر ﷺ کی طرف منصوب کر دی گئی۔ یہ تقلید کا تعصب ہے یعنی میری اُمت کا چراغ ابو حنیفہ ہے اور میری اُمت میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام محمد بن ادریس ہوگا۔ وہ شخص میری اُمت کے لیے ابلیس سے بھی زیادہ خطرناک ہوگا۔ [اس کا موضوع (جھوٹ) ہونا ملا علی قاری حنفی نے بھی تسلیم کیا ہے]۔ محمد بن ادریس امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہے۔ یہ غلو کا دوسرا رخ ہے۔ امام صاحب کے بارے میں کیا کہا اور مخالفین کے بارے میں کیا کہا، یہ بھی غلو ہے، وہ بھی غلو ہے۔

إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ.

اور یہ غلو تقلید کا ہی شاخسانہ ہے اور کسی چیز کا نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. ❸

---

❶ الهداية مع الدراية ج ٤ كتاب الكراهية في مسائل متفرقة ص ٤٧٥.

❷ موضوعات مُلا علی قاری، اللآلی المصنوعه، السیوطی، ج ١.

❸ صحيح بخاری، كتاب الجنائز، باب ما يكره من النياحة على الميّت، حديث ١٢٩١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں قرار دے دے''۔

یعنی وہ اپنی آخرت کے انجام کے بارے میں قیامت کا انتظار نہ کرے کہ قیامت کے دِن حساب و کتاب ہوگا بلکہ وہ دنیا ہی میں یہ طے کر لے کہ قیامت کے دِن اس کا ٹھکانہ جہنم کے سوا اور کچھ نہیں۔ وہ یہ طے کر کے آئے:

فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. [1]

وہ دنیا ہی میں اپنا ٹھکانہ جہنم قرار دے کر آئے۔ اگر وہ صرف ایک بات بھی میری طرف غلط منسوب کر دے، جیتے جاگتے دور کی بات ہے کوئی جھوٹا خواب بھی اگر منسوب کر دے وہ بھی اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے کتنی بڑی وعید ہے۔ یہ خصلتیں کس پر منطبق ہو رہی ہیں؟ غلو کون کرتا ہے؟ غلو کا شکار کون ہیں؟

تحریفات کے بادشاہ:

یہودی کیا تھے؟ اللہ تعالیٰ ان کا تعارف کراتا ہے:

﴿ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ ﴾ [سورة المائده: ١٣]

انہوں نے توراۃ اور انجیل میں تحریفیں کر کے ان کو مسخ کر کے رکھ دیا۔ حالانکہ وہ ہدایت کی اساس تھیں۔ محرف کیا، لفظی تحریف کرتے، معنوی تحریف کرتے، آیتوں کو حذف کر دیتے، بڑھا دیتے، کم کر دیتے، اپنی مرضی کے معنی بیان کر کے تحریفیں کرتے۔ یہ ان کا وطیرہ تھا۔ یہ خصلتیں آج کن لوگوں پر منطبق ہو رہی ہیں؟ اس کا مصداق آج کون ہے؟ مقلدین ہیں۔ جن کو ایک ہی فکر ہے، انتصار مذہب، کہ مذہب کی نصرت کرنی اور اسے بچانا۔ یہی فکر انہیں دامن گیر رہتی ہے۔ اس کو بچانے کے لیے بعض اوقات تحریف تک کرنی پڑ جائے تو ان کے نزدیک کوئی حرج نہیں۔

میں نے صرف ایک کتاب سے چند مثالیں جمع کی ہیں۔ صرف ایک کتاب

[1] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ما یکرہ من النیاحة علی المیّت، حدیث ١٢٩١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کا نام ہے ''الردود''۔ یہ شیخ بکر ابوزید کی ایک معروف کتاب ہے۔ اس میں انہوں نے بعض عرب اور بعض عجم کے مقلد علماء کی تحریفات کی مثالیں پیش کی ہیں۔ صرف ایک کتاب میں تقریباً ۵۰ کے قریب تحریف کی مثالیں ہیں۔ بعض تحاریف قرآن میں اور بعض احادیث میں۔ میں نے ان کو ایک خلاصہ کی صورت میں جمع کیا ہے۔ مثال کے طور پر ''الردود'' اٹھایئے (اس میں آپ کو دلائل ملیں گے)۔ محمد زاہد الکوثری مصر کے عالم ہیں، فقہ حنفی کے ماننے والے ہیں۔ ان کی تحریف کی بارہ (۱۲) مثالیں ہیں، اس ایک کتاب میں صرف اشارہ کیا ہے اور التفسیر الی التفتیر کا مقدمہ جو کہ شیخ عبدالرحمان المعلمی کی کتاب ہے، اس میں بارہ (۱۲) مثالیں تحریف کی پیش کی ہیں۔ ان کے شاگرد آئے ابو فتح ابوغدہ مصر ہی کے عالم ہیں۔ علمائے عرب میں سے ان کی تحریف کی بے شمار مثالیں ہیں۔ مثال کے طور پر ''الرفع والتکمیل'' جو کہ شیخ عبدالحئی حنفی لکھنوئی کی کتاب ہے، اس پر تعلیقات لکھی ہیں۔ ان تعلیقات کے دوران ایک ہی کتاب میں انیس (۱۹) بار تحریف کا ارتکاب کیا ہے۔

ایک کتاب ہے ان کی ''الاجوبة المفاصله'' اس میں کئی تحریف کی مثالیں ہیں، ایک کتاب خلق القرآن کے بارے میں ہے اس میں کئی تحریفیں کیں۔ ایک ''البرھان'' پر ان کی تعلیق ہے، اس میں کئی تحریفیں کیں۔ قواعد فی علوم الحدیث ان کی کتاب اس میں کئی تحریفیں کیں۔ اور ایک کتاب ''التصریح لما تواتر فی نزول المسیح'' جو انور شاہ کاشمیری صاحب کی کتاب ہے۔ اس میں پانچ تحریفیں کی ہیں۔ یہ علمائے احناف کا حال ہے، اور یہ کس لیے؟ صرف مذہب کو بچانے کے لئے اور یہ جو تحریف کا سلسلہ ہے یہ آپ کو مقلدین میں ہی ملے گا اور مقلدین میں سے بھی جو مختلف گروہ ہیں ان میں سے بھی جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ماننے والے ہیں ان میں یہ مرض زیادہ ہے۔

دیدہ و دانستہ جرأت مندانہ تحریف:

علمائے عجم میں سے شیخ محمود الحسن دیوبندی، ان کے ہاں بڑی چوٹی کے عالم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ بہت بڑے شیخ الحدیث، انہوں نے ''ایضاح الادلہ'' کے نام سے ایک کتاب لکھی اور بڑے دعوے کے ساتھ تحریف کرتے ہیں۔ بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ تحریف کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ:

''یہی وجہ ہے کہ یہ ارشاد ہوا:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَ الرَّسُولِ وَ إِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ [القرآن]

اور ظاہر ہے اولو الامر سے مراد اس آیت میں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام کے اور کوئی ہیں۔ سو کہیے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء و جملہ اولی الامر واجب الاتباع ہیں۔ آپ نے آیت:

﴿فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَ الرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ...الآخر﴾ [النساء: ٥٩]

تو دیکھ لی اور آپ کو یہ اب تک معلوم نہ ہوا کہ جس قرآن مجید میں یہ آیت ہے اسی قرآن میں آیت مذکورہ بالا معروضہ احقر بھی موجود ہے۔ عجب نہیں کہ آپ ان دونوں آیتوں کو حسب عادت متعارض سمجھ کر ایک کے ناسخ اور دوسرے کے منسوخ ہونے کا فتویٰ لگانے لگیں''۔ ❶

نوٹ: آج کل یہ ایجاد کردہ، گھڑی ہوئی آیت نکال دی گئی ہے اور یہ عذر لنگ پیش کیا کہ یہ تو کاتب کی غلطی تھی (دیکھئے ادلہ کاملہ ص ١٩) حالانکہ یہ صریح غلط بیانی ہے اس لیے کہ شیخ الہند اسیر مالٹا کا پورا استدلال ہی اپنی اس گھڑی ہوئی خود ساختہ آیت پر ہے۔ جیسا کہ مضمون سے واضح ہے۔ اور واضح الفاظ میں اس کے متعلق کہا ہے، لکھتے ہیں: اسی قرآن میں آیت مذکورہ بالا معروضہ احقر بھی موجود ہے۔

---

❶ ایضاح الادلہ مطبع قاسمی مدرسہ اسلامیہ دیوبند، باہتمام مولوی حبیب الرحمن صاحب ص ٩٧، ماہ ربیع الثانی ١٣٣٠ھ، مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان ص ٩٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی یہ ثابت کیا ہے کہ اختلافی امور کو اللہ اور رسول ﷺ کے علاوہ اولوالامر اور علماء کی طرف بھی لوٹایا جا سکتا ہے۔ حالانکہ آیت کا یہ حصہ جو انہوں نے پیش کیا یہ اللہ کے قرآن میں نہیں ہے۔ یہ قرآن میں اضافہ ہے اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

سِتَّـةٌ لَعَنْتُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللهُ وَ كُلُّ نَبِيٍّ۔ ❶

''چھ قسم کے انسان ایسے ہیں جن پر میری بھی لعنت ہے اور اللہ کی بھی لعنت ہے اور ہر نبی کی لعنت ہے''۔

ان میں سے ایک شخص وہ ہے ''الزائد فی کتاب اللہ'' جو اللہ کی کتاب میں اضافہ کرے، قرآن پاک میں اضافہ کرے۔ اب بتاؤ ''فردوہ الی اللہ والرسول و الی اولی الامر منکم'' یہ کونسے قرآن کی آیت ہے؟ یہ کس پارے کی آیت ہے؟ اگر کوئی اکتیسواں پارہ ہے؟ تو اس کی ہو سکتی ہے۔ لیکن جو قرآن پاک کے ۳۰ پارے معروف ہیں، اُمت کے پاس موجود ہیں، ان میں یہ آیت نہیں ہے۔

دلائل معدوم، تحریف موجود:

اس سے ایک بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ تقلید کو ثابت کرنے کے لیے اگر ان کے پاس کوئی دلیل ہوتی تو وہ ذکر کرتے نہ کہ قرآن میں تحریف کے سہارے لیتے۔ یعنی یہ کہ اس قضیئے کو ثابت کرنے کے لیے کوئی دلیل ہے ہی نہیں۔ جو شخص دلیل سے تہی دست و تہی دامن ہو، وہی تحریف کر سکتا ہے۔ اور جس کا دامن دلائل سے بھر پور ہو، قرآن مجید کی آیات اس کے پاس ہوں، اللہ کے پیغمبر ﷺ کے فرامین اس کے پاس ہوں وہ کبھی تحریف نہیں کرے گا۔ کیونکہ تحریف یہود و نصاریٰ کی خصلت ہے۔ تو کتنی بڑی جرأت کی بات ہے اللہ کے قرآن میں اضافہ اللہ کے قرآن میں تحریف۔

شبلی نعمانی کی تحریف:

علامہ شبلی نعمانی ایک مقام پر واؤ کو فا سے تبدیل کر کے تحریف کرتے ہیں

❶ جامع ترمذی، کتاب القدر، باب ما جاء فی الرضا بالقضاء، حدیث ۲۱۵۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(عربی لغت ایسی ہے کہ اس میں ایک حرف کی تبدیلی سے مفہوم بدل جاتا ہے)۔ علامہ شبلی نعمانی "سیرت النعمان" میں لکھتے ہیں:

امام صاحب (یعنی ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) نے قرآن کریم کی جو آیتیں استدلال میں پیش کی ہیں ان سے وضاحتاً ثابت ہوتا ہے کہ دونوں دو چیزیں ہیں (یعنی ایمان اور عمل) کیونکہ تمام آیتوں میں عمل کو ایمان پر معطوف کیا ہے اور ظاہر ہے جز، کل پر معطوف نہیں ہوسکتا "من یؤمن باللّٰہ فیعمل صالحا"۔ ❶

اپنے مسلک کو ثابت کرنے کے لیے قرآن کی آیت:

﴿مَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا﴾ [طلاق : ۱۱]

کو "فیعمل صالحا" میں تبدیل کر دیا۔ تاکہ عمل الگ ہو جائے اور ایمان الگ ہو جائے۔ یہ قرآن کی تحریف ہے۔

ابن ابی حاتم کی کتاب "الجرح والتعدیل" میں تحاریف کی مثالیں ملتی ہیں۔ مسند ابی عوانہ حدیث کی کتاب ہے، اس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں تحریف کی گئی۔ مسند حمیدی میں تحریف کی گئی۔ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ لسبیلہ کراچی میں ایک حنفی دیوبندی ادارہ ہے، انہوں نے حدیث کی ایک کتاب مصنف ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ شائع کی اس میں ایک حدیث میں اضافہ کر دیا۔ حدیث صرف اتنی تھی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھتے تھے۔ انہوں نے اس روایت کے آگے تحت السرۃ کا اضافہ کر دیا یعنی ناف کے نیچے رکھتے تھے۔ یہ تحت السرۃ یعنی ناف کے نیچے کا اضافہ اپنی طرف سے کیا ہے۔ یہ تحریف ہے، اضافہ ہے۔ اس کے علاوہ اسی کتاب میں شیخ حبیب الرحمٰن اعظمی کی تحریف کی مثالیں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ سنن ابی داؤد میں تراویح کے مسئلے میں تحریف کی مثالیں موجود ہیں۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی مستدرک میں تحریف کی گئی جس کی نشاندہی "التعلیق المغنی" میں محدث عظیم آبادی نے کی ہے۔ یہ تحریف کی مثالیں ہیں۔ اس طرح کی بے شمار

❶ سیرت النعمان ص ۱۲۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مثالیں موجود ہیں اور یہ سب کچھ وہ کرتے ہیں جو تقلید کرنے والے مقلد ہیں۔ تو بتایئے پھر یہ خصلت کن پر منطبق چلی آ رہی ہے؟ یہودی اللہ تعالیٰ کی وحی اور کتابوں میں تحریف کرتے ہیں، یہ تحریفات کون کر رہا ہے؟ اللہ کے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے کہ تم لوگ سابقہ اُمتوں کی ہو بہو پیروی کرو گے تو یہ پیروی اور یہ نمونہ آج کن لوگوں میں ہے؟ کس گروہ پر یہ مثالیں منطبق ہو رہی ہیں؟

میٹھا میٹھا ہڑپ، کوڑا کوڑا تھو:

کیا یہودی اس صفت کے حامل نہیں تھے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ﴾ [البقرة : ٨٥]

''کہ تم کتاب کے بعض حصے کو مانتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو؟ کیا تم عقل نہیں رکھتے؟''

مقلدین بھی یہی کرتے ہیں، مطلب کی حدیثیں لے لیتے ہیں اور جو مطلب کے خلاف ہوں، انہیں ردّ کر دیتے ہیں۔ بلکہ قانون بنا گئے کہ ''اِنّه لَوْ عُمِلَ بِالْحَدِيْثِ لَانْسَدَّ بَابُ الرَّاْى مِنْ كُلِّ وَجْهٍ'' ❶ یعنی اگر حدیث پر بھی عمل کیا جائے تو رائے کا دروازہ بالکل ہی بند ہو جائے گا۔ لہٰذا جہاں بات اپنے مفاد کی ہو وہاں رائے لو اور جہاں مفاد کے خلاف نہ ہو وہاں حدیث پر عمل کر لو۔ اب ان کا طریقہ کار کیا ہے؟ نماز پڑھو، نماز کی یہ فضیلت ہے، نماز کا یہ ثواب ہے، نماز کا یہ درجہ اور یہ مقام ہے۔ قرآن کی آیات آ رہی ہیں حدیثوں پر حدیثیں پیش ہو رہی ہیں۔ یہ فضائل مسلّم! اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ نماز پڑھیں کیسے؟ ''جیسے امام صاحب نے فرمایا'' اب حدیثیں کہاں گئیں؟ اگر یہاں بھی احادیث پر عمل ہو تو تقلید ختم ہو جائے گی۔ لیکن نہیں، یہاں احادیث پر عمل نہیں کرنا (یہ وہی یہودی خصلت ہوئی کہ بعض کو لے لو، بعض کو چھوڑ دو)۔

حج کرو، حج کا یہ فائدہ ہے، یہ ثواب ہے، اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں، بندہ گناہوں سے بالکل پاک صاف ہو جاتا ہے، اس معاملے میں بھی احادیث پیش کی

❶ [illegible] ص ۱۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہیں۔ لیکن حج کریں کس طرح؟ اس کا طریقہ کیا ہو؟ جیسے امام صاحب نے فرمایا۔ روزے رکھو، روزے کا یہ ثواب ہے، اس کی یہ فضیلت ہے، قرآن کی یہ آیات ہیں اور پیغمبر علیہ السلام کی یہ احادیث ہیں۔ روزے رکھیں کیسے؟ (یعنی اس کے مسائل وغیرہ کیا ہیں؟) جیسے فقہ میں ہے۔

بھئی یہاں احادیث کیوں پیش نہیں کرتے؟ طریقہ نماز میں احادیث کہاں گئیں؟ طریقہ حج میں اللہ کے رسول ﷺ کا نمونہ کہاں گیا؟ تو بعض کو لے لینا بعض کو چھوڑ دینا، قرآن کیا کہتا ہے؟

﴿ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَٰبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ﴾ [سورۃ البقرۃ: ۸۵]

"(اے یہودیو!) تم بعض کتاب کو لے لیتے ہو اور بعض کو چھوڑ دیتے ہو"۔

یہ بات غلط ہے۔ مطلوب کیا ہے؟ اللہ کا حکم ہے۔ اللہ کا امر کیا ہے؟

﴿ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ﴾ [سورۃ البقرۃ: ۲۰۸]

"اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ"۔

ہر معاملے میں اجتہاد کا معاملہ ہو، معاملہ فضائل کا ہو، معاملہ طریقہ کا ہو، عقیدہ، طریقہ نماز، طریقہ حج، طریقہ سیاست، منہج ہر چیز کس سے لو؟ اللہ کے رسول ﷺ سے۔ یہی سچا ایمان ہے۔ لیکن یہودیوں کا یہ فعل کس پر منطبق ہوتا ہے؟

حیلہ ساز فیکٹری:

حیلہ سازی کون کرتا ہے دین میں؟ یہ وطیرہ کس کا تھا؟ یہودیوں کا وطیرہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا امتحان لیا اور فرمایا کہ ہفتہ کے دِن مچھلی کا شکار نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے آزمائش کے لیے ہفتہ ہی کے دن شکار کے ڈھیر لگا دیئے۔ مچھلیوں کی بہتات ہوتی، اس روز بہت زیادہ نظر آتیں۔ اب وہ باز تو آگئے لیکن رال ٹپک رہی ہے، طبیعت للچا رہی ہے کہ کاش ہم شکار کریں۔ باقی دنوں میں شکار بہت کم ہوتا اور ہفتہ کے دِن شکار کثیر ہوتا۔ اب اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ہے کہ ہفتہ کو شکار نہ کریں۔ اب کیا کریں؟ حیلہ یہ نکالا کہ دریا کے اردگرد پانی کے تالاب بنا دیئے۔ ہفتہ کا دِن ہوتا تو ان تالاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے شگاف کھول دیتے تا کہ دریا کا پانی مچھلیوں سمیت ان تالابوں میں آ جائے۔ آج تو نہیں پکڑیں گے، پکڑیں گے تو کل ہی لیکن اس طریقہ کار سے شکار کو محفوظ کر لیں گے۔ شکار کو پکڑنے کا حیلہ بنایا تا کہ اللہ کے حکم کی نافرمانی بھی نہ ہو اور شکار بھی ہاتھ آ جائے۔ امتحان میں ناکام ہو گئے۔ ❶ یہ حیلے آپ کو کہاں ملیں گے؟ قرآن وسنت حیلے کا راستہ نہیں دکھاتا۔ کتاب وسنت عمل کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ حیلے آپ کو فقہاء کی باتوں میں ملیں گے۔

حیلہ نمبر ا ✿ زکوٰۃ کی واپسی:

ایک شخص کی کروڑ روپے کی زکوٰۃ نکلتی ہے۔ اگر وہ نہیں دینا چاہتا تو وہ فقہ کی کتابوں کو اٹھائے وہاں اسے یہ حیلہ ملے گا کہ اپنی زکوٰۃ کروڑ روپے ہو یا جتنی بھی ہو ایک مٹکے میں ڈال دے۔ مٹکے کے اوپر اناج یا گھاس پھوس کا ڈھیر لگا دے۔ کسی فقیر کو بلائے اور اس سے کہے یہ سب تو لے جا۔ فقیر لے لے گا۔ مٹکا دیکھ کر فقیر یہی سمجھے گا کہ صرف یہ مٹکا ہی کام کا ہے یا زیادہ سے زیادہ اس میں اگر اناج ہے تو وہ بھی۔ اس بیچارے کو کیا معلوم کہ مٹکے میں اناج کے نیچے کیا ہے۔ آپ کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ گویا زکوٰۃ تو آپ نے ادا کر دی۔ پھر آپ اس کو بلائیں اور اس سے کہیں کہ یہ مٹکا مجھے اس رقم کے عوض دے دے۔ اب فقیر تو یہی سوچے گا کہ مٹکا اٹھانے کی مشقت اور اس کی معمولی قیمت کے بدلے یہ رقم بہت غنیمت ہے۔ چنانچہ فقیر وہ مٹکا دے کر یہ رقم لے لے گا۔ اب زکوٰۃ ادا بھی ہو گئی اور مال گھر واپس بھی آ گیا۔ یہ بھی ایک حیلہ ہے۔

حیلہ نمبر۲ ✿ زکوٰۃ بچاؤ:

ایک اور حیلہ ہے کہ اگر کسی پر زکوٰۃ فرض ہو اور وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرنا چاہتا تو سال پورا ہونے سے چند دِن پہلے وہ مال اپنی بیوی کی ملکیت میں دے دے۔ اب اس پر زکوٰۃ اس لیے فرض نہیں کہ وہ صاحب نصاب نہیں رہا، اور بیوی پر اس لیے نہیں کہ اس

❶ ملخصا سورۃ الاعراف: ۱۶۳-۱۶۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مال پر سال پورا نہیں ہوا۔ اسے تو مال ملے چند ایک دِن ہی ہوئے ہیں۔ اب اگلا سال آئے تو چند دِن پہلے وہ بھی اپنا سارا مال شوہر کو دے دے نہ زکوٰۃ اس پر فرض نہ اس پر۔ ساری زندگی یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ اور کبھی زکوٰۃ کا ایک پیسہ بھی گھر سے نہیں جائے گا۔ یہ بھی ایک حیلہ ہے۔ ❶

حیلہ نمبر۳ ❁ مٹی کی زمین:

ہم نے ایک بار سرحد کے علاقے، کالاڈھاکا کا دورہ کیا۔ تربیلا ڈیم میں کشتی پر سفر کیا۔ ساتھیوں نے بتایا کہ ایئر مارشل ایوب خان کے دور میں یہ ڈیم تعمیر ہوا ہے۔ اس ڈیم میں بہت سے لوگوں کی زمینیں آئیں۔ حکومت نے کہا کہ جو شخص بھی قسم کھا لے کہ اس ڈیم میں میری بھی زمین ہے تو حکومت اسے پانچ ہزار روپے دے گی۔ صرف قسم کھا لے۔ اس دور میں کاغذات اس قدر عام نہیں تھے۔ اور نہ ہی دستاویزی ثبوت۔ صرف قسم پر حکومت پانچ ہزار دے رہی تھی۔ اب جھوٹی قسم بھی نہیں کھائی جا سکتی ہے۔ بعض لوگوں نے وہاں کے علماء سے مسئلہ پوچھا کہ اب ہم کیا کریں۔ ہم پانچ ہزار چھوڑنا نہیں چاہتے۔ علماء نے کہا یہ تو کوئی مسئلہ نہیں، ایسا کرو جہاں تمہاری زمین ہے گھر یا کھیت ہے کہیں بھی چاہے وہ ڈیم کے نیچے نہیں آئی کہیں بھی ہے اس زمین سے کچھ مٹی لے جاؤ اور وہاں ڈیم میں لے جا کر ڈال دو اور پھر قسم کھا لو کہ اللہ کی قسم یہاں ہماری زمین ہے۔ رقم مل جائے گی۔ اور جھوٹ کا الزام بھی نہیں ہوگا۔ یہ بھی حیلہ ہے۔

حیلہ نمبر۴ ❁ لونڈی حلال:

حنفی فقہاء کا یہ واقعہ کہ قاضی ابو یوسف کو خلیفہ ہارون الرشید نے آدھی رات کو بلایا۔ قاضی صاحب ڈر گئے کہ معلوم نہیں کیوں بلا لیا۔ خیر اپنے غلام کے ساتھ وہاں پہنچے۔ دیکھا کہ خلیفہ اپنے کمرے میں وزیر عیسیٰ بن جعفر کے ساتھ موجود ہے۔ ہارون رشید نے قاضی صاحب سے کہا کہ ایک مسئلہ درپیش ہے، اس کا حل پیش کرو اور حل

---

❶ بخاري، كتاب الحيل، باب في الهبة والشفعة.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضروری ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ عیسیٰ بن جعفر کی ایک لونڈی ہے اسے میں نے دیکھ لیا ہے، بڑی خوبصورت ہے اور مجھے بہت پسند آ گئی ہے، میں اسے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ تو قاضی ابو یوسف نے وزیر عیسیٰ بن جعفر سے کہا تم وہ لونڈی خلیفہ کو دے دو اس سے تمہیں خلیفہ کا قرب حاصل ہوگا۔ وزیر نے کہا مسئلہ تو یہ ہے کہ میں قسم کھا چکا ہوں کہ نہ تو میں یہ لونڈی کسی کو ہبہ کروں گا اور نہ ہی فروخت کروں گا۔ اب اگر ہبہ کروں تو قسم جھوٹی ہوگی اور فروخت کروں تب بھی قسم جھوٹی ہوتی ہے۔ یہ معاملہ ہے۔ خلیفہ نے کہا کہ اس مسئلہ کو سمجھانے کے لیے آپ کو تکلیف دی گئی۔ آپ کوئی تیسری صورت پیش کریں۔ ہبہ ہوسکتی ہے نہ فروخت، اور لونڈی کے بغیر کوئی چارہ بھی نہیں۔ اب یہ مسئلہ حل کرو۔ اگر لونڈی مجھے نہ ملی تو میں طے کر چکا ہوں کہ اس وزیر کو قتل کر ڈالوں گا۔ معاملہ یہاں تک پہنچ چکا تھا۔ قاضی صاحب نے فوراً کہا کہ یہ تو بڑا آسان ہے، آپ خواہ مخواہ مشکل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ آپ نے یہ قسم کھائی ہے کہ لونڈی بیچوں گا نہیں نہ ہی ہبہ کروں گا، ٹھیک ہے، آپ ایسا کریں کہ اس لونڈی کو آدھا بیچ دیں اور آدھا ہبہ کر دیں، قسم بھی پوری ہو جائے گی، چونکہ لونڈی پوری طرح سے نہ فروخت ہوئی نہ ہی ہبہ کی گئی۔ اس طرح خلیفہ کو لونڈی مل جائے گی اور تمہیں مال مل جائے گا۔ مسئلہ حل ہو گیا۔ خلیفہ بڑا ہی خوش ہوا اور کہا ایک اُلجھن ابھی باقی ہے، چلتے چلتے اسے بھی سلجھا دیں، وہ مسئلہ بھی حل کر دیں۔ نبی علیہ السلام کی حدیث ہے کہ لونڈی جب تمہیں ملے تو اس سے اس وقت تک صحبت نہ کرو جب تک اس کے رحم کی صورت واضح نہ ہو جائے انتظار کرو کہیں وہ حاملہ تو نہیں۔ اگر بغیر استبراء کے تم نے صحبت کر لی اور رحم میں بچہ اس کے پہلے مالک کا ہو تو نسب خلط ملط ہو جائے گا۔ ❶ اس لئے انتظار کرو تاکہ رحم کی صورت واضح ہو جائے اگر بچہ نہ ہو تو معلوم ہو جائے گا، تاکہ نسب محفوظ رہے۔

خلیفہ نے کہا کہ میں اسی وقت اس کا مکمل حصول چاہتا ہوں۔ انتظار نہیں کرسکتا۔ لہٰذا یہ اُلجھن بھی حل کر دو۔ قاضی صاحب نے کہا یہ بھی کوئی مسئلہ نہیں۔ آپ

---

❶ ابو داؤد، کتاب النکاح، رقم ۲۱۵۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لونڈی کو آزاد کر دیں۔ آزاد کرنے کے بعد اس سے نکاح کر لیں اور اپنی خواہش پوری کر لیں۔ خلیفہ عش عش کر اٹھا کہ واہ کیا فقہ ہے۔ خلیفہ نے لکھ دیا کہ قاضی صاحب کو دو لاکھ درہم اور بیس جوڑے فاخرانہ لباس اس کو تحفتاً عطا کیے جائیں اور کہا یہ سب کچھ صبح آ کر وصول کر لیجئے گا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ نہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ اپنی خواہش سے ابھی متمتع ہوں اور میں اس کا انعام صبح وصول کروں؟ آپ آج کی رات انتظار نہیں کر پائے اور میں پوری رات انتظار کروں! یہ کیسے ممکن ہے؟ میں انعام بھی اسی وقت لوں گا۔ کہا بیت المال کے امین سوئے ہوئے ہیں۔ دروازے بند ہو چکے ہیں، انہیں جگانا پڑے گا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ ہم بھی تو سوئے ہوئے تھے ہمیں جگایا گیا محل کے دروازے کھلوائے گئے، اب کیوں نہیں کھل سکتے؟ چنانچہ دروازے کھلوائے گئے، بیت المال کے امین کو جگایا گیا اور قاضی صاحب نے انعام وصول کیا اور لونڈی خلیفہ کے رحم و کرم پر چھوڑ کر قاضی صاحب گھر تشریف لے گئے۔ ❶

یہ حیلہ سازیاں ہیں۔ بتائیے! غور کیجئے کیا یہ دین اسلام کی تعلیم ہے؟ دین اسلام ایسا درس دیتا ہے کہ زکوۃ سے یوں بچو؟ حرام کو یوں حلال کرو؟ (العیاذ باللہ)

دین اسلام کی تعلیم تو تقویٰ ہے اور ایسا تقویٰ کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پوچھا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس سال کی زکوۃ دے دی ہے کیا اگلے سال کی پیشگی زکوۃ بھی ادا کر سکتا ہوں؟ ❷ وہ زکوۃ دینے کے لیے آمادہ تھے۔ اس سال کی ادا ہو چکی، مستحقین موجود ہیں، اگر اگلے سال کی زکوۃ اب دے دوں کون جانتا ہے کہ اگلے سال مال ہوگا یا نہیں؟ لیکن یہ جذبات ہیں کہ ابھی فرض بھی نہیں ہوئی مستحقین موجود ہیں تو زکوۃ ادا کر دی جائے۔ دوسری طرف فقہ ہے۔ بتائیے یہ کونسی فقہ ہے کہ تم کو زکوۃ سے بچائے، تمہیں حج سے بچائے یا دیگر مشقتوں سے بچائے۔ بلکہ یہ سارا کردار وہی ہے جو اللہ نے یہود و نصاریٰ کا بیان کیا اور

---

❶ تاریخ بغداد للخطیب۔

❷ ترمذی کتاب الزکاۃ باب ماجاء في تعجیل الزکاۃ رقم ٦٧٨۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم لوگ ان کی ہوبہو پیروی کرو گے۔

تو یہ دو جماعتیں ہیں ایک جماعت معرض خیر میں ہے کہ جس کی پیروی قیامت تک کے لیے سعادت اور اللہ کی رضا کی دلیل ہے۔ دوسری جماعت معرض شر میں جس کی پیروی قیامت تک کے لیے ہلاکت اور بربادی کا باعث ہے۔ تو یہ دو نمونے ہیں کتاب و سنت میں دونوں کا منہج دونوں کی تہذیب و عقائد، دونوں کی اقتصادیات، دونوں کی معیشت بیان ہو چکی۔ دونوں کو سمجھیں، پڑھیں اور پڑھ کر ان تمام چیزوں کو دنیا کی تمام جماعتوں اور گروہوں پر پیش کریں۔ پھر یہ دیکھیں کہ ان تمام جماعتوں میں منہج صحابہ رضی اللہ عنہم کا امین آج کون ہے؟ منہج صحابہ رضی اللہ عنہم کا وارث آج کون ہے؟ اور منہج یہود و نصاریٰ پر کون چل رہے ہیں۔ یہ حق و باطل کو سمجھنے کا اس میں فرق کا، بڑا اقرب و درست راستہ ہے۔

دنیا آپ کے سامنے ہیں اور دنیا کے مناہج آپ کے سامنے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مؤمنین اوّلین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کردار اور یہود و نصاریٰ کا باطل کردار بھی آپ کے سامنے ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے کردار کی حامل جماعت بھی قیامت تک رہے گی اور یہود و نصاریٰ کے کردار کی حامل جماعتیں بھی قیامت تک رہیں گی۔ مشرق و مغرب میں اور شمال و جنوب میں آپ اس کردار کو لے لیں اور منطبق کریں اور پیش کریں کہ کس پر کیا فٹ ہو رہا ہے؟

میرے دوستو اور بھائیو! حقیقت یہ ہے کہ یہ معاملہ تعصب و ضد کا نہیں بلکہ یہ معاملہ دنیا اور آخرت کی نجات کا ہے۔ جنت کے سودے ہو رہے ہیں اور جہنم کے بھی سودے ہو رہے ہیں۔ اپنی نجات اور آخرت کی فکر کیجیے۔ دنیا تو ختم ہو جائے گی یہ گروہ مٹ جائیں گے، یہ دنیا ختم ہو جائے گی، کوئی نام و نشان باقی نہیں رہے گا۔ لیکن آخرت نہ ختم ہونے والا سفر ہے۔ وہاں کامیابی تعصب کی بنیاد پر نہیں وہاں کامیابی دنیا کی خودساختہ فرقہ بندیوں کی بنا پر نہیں ہوگی۔ فرقہ بندی ایک ایسا ناسور ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ﴾ [انعام: ۱۵۹]

''اے محمد ﷺ! جن لوگوں نے اپنے دین کو تقسیم کر دیا ہے اور وہ گروہ بن گئے ہیں آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں''۔

دین کو تقسیم کر دیا حالانکہ دین ایک حقیقت کا نام ہے، وہ گروہ بن گئے۔ کوئی حنفی، کوئی مالکی، کوئی حنبلی، کوئی شافعی۔ یہ تقسیم ہے دین کی۔

وَمُشْرِكٌ نَتِيجَةً:

مجھے یاد آیا مدینہ منورہ میں کچھ دوست بیٹھے ہوئے تھے۔ ساتھیوں نے کہا کہ تعارف ہو جائے۔ سب اپنا اپنا تعارف کرائیں۔ سب نے اپنے اپنے نام بتائے کہ یہ نام ہے اور یہ کام ہے ان میں ایک شخص بڑا ہی متعصب بیٹھا ہوا تھا، اس نے اپنا تعارف کچھ یوں کرایا کہ ''أنا عبدالمصطفى اسمًا'' یعنی میں نام سے عبدالمصطفیٰ ہوں، ''وحنفيٌّ مذهبًا وقادريٌّ سلسلةً واشعريٌّ عقيدتًا'' یعنی مذہباً حنفی ہوں سلسلے کے لحاظ سے قادری ہوں عقیدہ کے لحاظ سے اشعری ہوں۔ تو ایک دوست نے فوراً کہا کہ ''وَمُشْرِكٌ نتيجةً''۔

باقی کیا بچا تم نے دین کو تقسیم کر کے رکھ دیا۔ دین حقیقت واحدہ کا نام ہے، عقیدہ ہو، منہج ہو، سیاست ہو، اخلاق ہو، کردار ہو، نماز ہو، روزہ ہو، نمونہ صرف ایک ہی ہستی ہیں اور وہ ہیں محمد رسول اللہ ﷺ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ﴾ [النور: ٥٤]

''اگر تم صرف میرے پیغمبر ﷺ کی اطاعت کرو گے تو تم ہدایت پاؤ گے ورنہ گمراہ ہی رہو گے''۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق سمجھنے کی، حق اختیار کرنے کی اور حق پر ہمیشہ قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اقول قولی هذا استغفر الله لی ولکم

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرقہ واریت کے دور میں ایک مسلمان کی ذمہ داری

جمعیت اہلحدیث سندھ کی بائیسویں سالانہ کانفرنس کے موقع پر ایک تاریخی خطاب

إِنَّ الْحَمْدَلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَ نَسْتَعِيْنُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ [آل عمران: ۱۰۲]

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾ [النساء: ۱]

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ○ يُّصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ [الاحزاب: ۷۰، ۷۱]

اما بعد! فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَ أَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَ شَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ همزه و نفخه و نفثه. ....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا ﴾ [آل عمران : ۱۰۳]

''اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں افتراق نہ کرو''۔

''فرقہ واریت کے دور میں ایک مسلمان کی ذمہ داری'' کے موضوع پر چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ (وما توفيقي الا بالله)

یہ دور فرقوں کا دور ہے اور فرقے ظاہر ہو چکے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ تنظیمیں بنتی رہتی ہیں اور بنتی رہیں گی۔ ان حالات میں ایک مسلمان کی کیا ذمہ داری ہے اور کیا کردار ہے؟ اس موضوع کے تعلق سے، پہلے کچھ مقدمات ہیں جن کا فیصلہ کرنا اور جنہیں سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔

اللہ کا علم زیادہ ہے یا ہمارا؟:

پہلا مقدمہ یہ ہے کہ زیادہ علم کس کو ہے؟ ہمیں یا اللہ تعالیٰ کو؟ ہم زیادہ جانتے ہیں یا پروردگار؟ پہلے اس بات پر سوچیں، غور کریں اور اس کا فیصلہ کریں۔ قرآن بھی یہ کہتا ہے:

﴿ أَأَنتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللّٰهُ ﴾ [البقرة : ۱٤۰]

''کیا تمہیں زیادہ علم ہے یا اللہ تعالیٰ کو''۔

اگر زیادہ علم اللہ تعالیٰ کو ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کے فرامین ہماری کسی وضاحت کے محتاج ہیں؟ ہماری کسی تاویل کے محتاج ہیں؟ ظاہر ہے کہ ہم سب کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم پوری کائنات پر حاوی ہے۔ صحیح بخاری میں (سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام) کے واقعے میں یہ بات مذکور ہے کہ جب وہ کشتی میں بیٹھے تو ایک پرندہ دیکھا جس نے اپنی چونچ میں سمندر سے پانی بھرا (جن کا تعلق اللہ کے ساتھ ہوتا ہے وہ دنیا کی ہر چیز کو دین کے ساتھ، آخرت کے ساتھ مربوط کرتے ہیں اور جوڑتے ہیں، یہ منظر اللہ کے دو نبیوں نے دیکھا) تو خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تم نے یہ پرندہ دیکھا اس نے اپنی چونچ میں پانی بھرا؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں، تو خضر علیہ السلام نے فرمایا: میرا علم، تمہارا علم اور پوری کائنات کا علم (ان مخلوقات میں فرشتے، جن اور انسان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی ہیں جو بڑے مدبر، مفکر اور فلسفی اور منطقی ہیں اور ان میں محدثین، خطباء اور شعراء بھی ہیں) اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں اتنا ہے جتنا اس پرندے کی چونچ کا پانی اس سمندر کے مقابلے میں)۔ ❶

یہ تشبیہ صرف سمجھانے کے لیے ہے، ورنہ اللہ رب العزت کا علم، اور اس کی صفات، مثالوں میں مقید نہیں ہو سکتی۔

دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم انسانوں کو اپنے دین کا مکلف اور پابند بنایا ہے، ہماری حاجات کیا ہیں اور دین کے تعلق سے ہماری ذمہ داری کیا ہے، اس کا علم زیادہ کس کو ہے؟ ہمیں یا اللہ تعالیٰ کو؟ قرآن مجید میں ہے:

﴿ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴾ [الملك: ١٤]

''اللہ رب العزت اپنی مخلوق کو خوب جانتا ہے''۔

کیونکہ وہی خالق ہے، لہٰذا وہی زیادہ جانتا ہے کہ مخلوق کے لیے کیا بہتر ہے اور کیا بدتر، وہ خوب جانتا ہے کہ بندوں کے امراض کیا ہیں اور ان کا علاج کیا ہے، رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

الطبيبُ هُوَ اللهُ. ❷

''طبیب تو اللہ تعالیٰ ہی ہے''۔

یہ سب ایسے مقدمات ہیں جن سے سب مسلمان متفق ہیں ان میں کسی مسلمان کو کوئی اختلاف نہیں۔

تیسرا مقدمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ان کے نقصان اور امراض سے آگاہ کر دیا ہے یا نہیں؟ (یعنی کون سی چیز نقصان دہ ہے اور کون سی چیز نافع) یہ قرآن کا اصل موضوع ہے، کیونکہ کتاب وسنت کا موضوع انسان ہے، انسان ہی مخاطب ہے اور الحمد للہ رب العالمین سے لے کر الناس تک انسان ہی موضوع بحث ہے۔

---

❶ صحيح بخاري كتاب تفسير القرآن باب وإذ قال موسى رقم ٤٧٢٥.

❷ سنن أبي داؤد كتاب الترجل باب في الخضاب رقم ٤٢٠٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ سارے مقدمات بالکل واضح ہیں، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی صورت میں ایک ضابطہ حیات عطا فرمایا ہے اور اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ جسے اللہ نے ہمارے لیے ضابطہ حیات مقرر فرمایا ہے وہی ہمارے لیے بہتر ہے، اس کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ﴾ [المائدة : ٣]

''میں نے اسلام کو بطور دین تمہارے لیے پسند کر لیا ہے''۔

یہی میرا پسندیدہ دین ہے کوئی اور نہیں۔ چنانچہ دوسری جگہ فرمایا:

﴿ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ﴾ [یونس : ۳۲]

یعنی جب حق متعین ہو جائے تو باقی جو کچھ ہے وہ گمراہی ہے، کیونکہ کتاب و سنت کا حق ہونا متعین ہے، اس لیے کتاب و سنت کے سوا جو کچھ ہے وہ گمراہی ہے۔

(یہ سب واضح مقدمات ہیں) امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

نَحْنُ قَومٌ اَعَزَّنَا اللّٰه بِالإِسْلَامِ فَإذا طَلَبْنَاهُ فِي غَيْرِهِ اَذَلَّنَا اللّٰهُ. ❶

''ہم وہ قوم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری عزت دین اسلام میں رکھی ہے اگر ہم نے اپنی عزت دین اسلام کے علاوہ کسی اور جگہ سے تلاش کرنے کی کوشش کی (کہ فلاں ضابطہ، فلاں قانون ہمارے لیے عزت کا باعث ہو سکتا ہے) تو اللہ تعالیٰ ہمیں ذلیل کر دے گا''

لہٰذا ایک مومن کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ ہر مسئلے اور معاملے میں دین اسلام کی طرف رجوع کرے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے اور ہماری عزت و رفعت کی اساس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔

دشمن کے حاوی ہونے کی وجہ عقیدہ کی کمزوری ہے:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

❶ مستدرک حاکم : ۲۰۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴾ [آل‌عمران:۱۳۹]

''نہ تم سستی کرو اور نہ غمگین ہو تم ہی غالب رہو گے، اگر تم ایماندار ہو''۔

اس معنی کی اور بھی بہت سی آیات ہیں، جب اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے تو پھر ہم کبھی ذلیل، شکست خوردہ اور مغلوب ومقہور نہیں ہو سکتے اور اگر ہمیں شکست لاحق ہو یا ہم کبھی ذلت کی دلدل میں پھنس جائیں تو اس کا لازمی معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ کا ساتھ ہے دنیا کی کوئی طاقت ہمیں زیر نہیں کر سکتی ہماری شکست اور ذلت کا یہی ایک معنی ہے اور کوئی نہیں۔ ہماری شکست اور ذلت کا یہ معنی قطعاً نہیں کہ ہماری طاقت، وسائل، اسلحہ اور تعداد کم تھی۔ جنگ موتہ میں مسلمان ۳۰۰۰، ہزار اور دشمن ایک لاکھ، پھر بھی مسلمانوں نے مقابلہ کیا اور شکست نہ کھائی، اس کا معنی یہ ہوا کہ ہم تعداد کے محتاج نہیں۔ ہمارے مغلوب ومقہور ہونے کا ایک ہی معنی ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں چھوڑ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جانتا ہے، ہمارے نفع ونقصان کا علم بھی اس کو ہے، ہمارا اصل طبیب بھی وہی ہے، اور اس نے سب باتیں طے کر دی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمارے فشل (ناکامی، ذلت ورسوائی) کے اسباب بیان کر دیئے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ﴾ [الانفال : ٤٦]

''آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی''۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے (جو کہ ہمارا خالق ومالک ہے، جو سب سے زیادہ علم رکھتا ہے، جو ہمارے نفع ونقصان کو جانتا ہے، جو ہمارا خیر خواہ ہے، جو امراض کی تشخیص رکھتا ہے اور ان کا علاج بھی جانتا ہے) ہمارے فشل کا ایک ہی سبب بیان فرمایا ہے اور وہ ہے فرقہ بندی، تنازعات، اختلافات۔

موت کو یاد رکھو:

اب اس فشل کا علاج بھی اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے، چنانچہ پہلے تمہیداً فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مُّسْلِمُوْنَ﴾ [آل عمران: ۱۰۲]

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا''۔

یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ جیسے ڈرنے کا حق ہے، اور یہ بات مسلسل تمہارے دھیان میں رہے کہ تم پر موت آئے تو اسلام کی حالت میں آئے، کفر میں نہ آئے کیونکہ موت کی دو حقیقتیں اٹل ہیں، ایک یہ کہ اس نے سب پر آنا ہے، دوسری یہ کہ بتا کر نہیں آنا، جب موت نے سب پر آنا ہے اور اچانک آنا ہے تو ذمہ داری اور بڑھ گئی، لہٰذا یہ بات دھیان میں رہے کہ تم پر موت آئے تو اسلام کی حالت میں آئے، اپنے آپ کو ٹھیک کر لو اپنا قبلہ درست کر لو، اس کا طریقہ یہ ہے کہ موت کو یاد رکھو، اور اپنے آپ سے پوچھو کہ اگر آج موت آجائے تو کیا میں موت کے لیے تیار ہوں۔ اگر آج میں مر جاؤں تو کامیاب ہو جاؤں گا؟ کیا میں شرک و بدعت میں تو گرفتار نہیں؟ کیا کوئی گناہ تو نہیں کر رکھے، جن سے ابھی تک توبہ نہیں کی؟ کسی کا حق تو نہیں مارا، کسی کی غیبت تو نہیں کی، چغلی تو نہیں کھائی، کیونکہ یہ سارے امور وہ ہیں جن کے متعلق باز پرس ہوگی لہٰذا اگر آج موت آجائے تو کیا ہم مستعد ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں سے کہا تھا کہ اگر تم اس دعویٰ میں سچے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کے پیارے ہو تو اپنے لیے موت کی تمنا کرو، کیونکہ موت سے ہی تم اپنے پیارے سے مل سکو گے، پھر فرمایا کہ یہ موت کی تمنا نہیں کریں گے کیوں؟ اس لیے کہ جانتے ہیں کہ آگے ہمارے اعمال کیا ہیں، انہیں معلوم ہے کہ اس حال میں موت آئے گی تو ہمارا ستیاناس ہوگا، عذاب الیم میں مبتلا کر دیئے جائیں گے، اس عذاب کو کیسے برداشت کریں گے۔

بہر حال یہ تو ابھی بات چل رہی ہے کہ تقویٰ اختیار کرو اور اس بات پر پورا دھیان رکھو کہ موت اسلام پر آنی چاہیے، اس کے بعد حق تقویٰ ادا کرنے اور اسلام پر مرنے کا طریقہ اور اس کی راہ بتائی چنانچہ فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَ اعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوۡا ﴾ [آل عمران : ١٠٣]

''اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو''۔

یعنی یہ اس طرح ممکن ہے کہ مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو تھام لو اور تفرقہ نہ کرو، فرقے نہ بنو، تنازع نہ کرو یہ اصلاح کا راستہ ہے، اس راہ پر چلو گے تو حق تقویٰ بھی ادا ہوگا اور اللہ تعالیٰ تمہاری مدد اور بہتری کی تدبیر فرمائے گا اور تمہارے خاتمے کی حفاظت فرمائے گا، کیونکہ تم نے اپنا قبلہ درست کرلیا، کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو تھام لیا اور اپنی ذات کو تفرقے کا باعث نہیں بنایا۔

یہ سارے مقدمات باہم مربوط ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے فشل اور ناکامی کا سبب بتا دیا ہے اور اس کا علاج بھی بتا دیا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ثابت ہوئی کہ ہمارا تفرقہ وتنازعات کا شکار ہونا، ہمارے فشل کا سبب ہے، یعنی اصل خرابی اور ہمارے ضعف کا اصل سبب یہی افتراق ہے۔

صراطِ مستقیم ترک کرنے والے نے افتراق پیدا کیا:

اب میں بتانا چاہتا ہوں کہ افتراق کیسے ہوتا ہے، فرقہ کیسے بنتا ہے ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ فرقہ کیسے بنتا ہے تا کہ ہم اس راہ سے بچیں فرقہ تب بنے گا جب آپ اصل کو چھوڑیں گے۔

صحیح بخاری کی یہ حدیث انتہائی قابل غور ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

كُلّ أمتي يَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّة الا مَنۡ اَبىٰ قِيۡلَ وَمَنۡ اَبىٰ قَالَ مَنۡ اَطَاعَنى دَخَلَ الۡجَنَّةَ وَمَنۡ عَصَانِي فَقَدۡ اَبىٰ.❶

یعنی ہم ایک راہ پر چل رہے ہیں جس کا نام صراطِ مستقیم ہے جو کہ اللہ کی وحی کا نام ہے، جو قرآن و حدیث کا نام ہے، جو اسی خطِ مستقیم پر چلتا ہوا ہمارے پیچھے

❶ صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة باب الاقتداء بسنن رسول اللہ رقم ٧٢٨٠.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آئے گا وہ تو جنت میں ہمارے ساتھ جائے گا اس لیے کہ جنت کا یہی واحد راستہ ہے، جنت کے دو تین، یا چار پانچ راستے نہیں ہیں۔ اور جس نے خط مستقیم سے اپنے آپ کو پھیر لیا، دائیں بائیں چلا گیا تو گویا اس نے جنت میں جانے سے انکار کر دیا، اس کی خواہش اگرچہ جنت میں جانے کی ہو لیکن اس کے کردار نے جنت میں داخلے سے انکار کر دیا ہے۔

یہ سارے حقائق اپنے سامنے رکھیں، اب بات سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی، کہ فرقہ کیسے بنتا ہے، جناب محمد رسول اللہ ﷺ اس دین میں اصل ہیں، کیونکہ وہ اللہ کے پیغمبر ہیں، اللہ کی وحی آپ پر اترتی ہے آپ نے پوری زندگی اسی وحی کا درس دیا، صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے اسی وحی کو پیش کیا، کبھی کسی مسئلہ میں یہ نہیں فرمایا کہ یہ میری رائے ہے، حتیٰ کہ وفات تک یہی باتیں ہوتی رہیں اور آخر میں فرما گئے کہ جو اس راہ پر چل کر میرے پیچھے آئے گا مجھ سے آملے گا، وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جو اس راہ سے اپنے آپ کو پھیر لے گا وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا، اور پیغمبر ﷺ جس راہ پر چلے وہ کتاب وسنت کی راہ ہے، یہی اللہ کی وحی ہے اور یہی صراط مستقیم ہے۔ جو اس راہ پر چلے گا اور چلتا رہے گا، وہ اللہ کے پیغمبر کی جماعت ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی راہ پر چلے، تابعین اسی راہ پر چلے، اور یہ صحابہ وتابعین رسول اللہ ﷺ کی جماعت ہیں، اس لیے کہ وہ اصل پر قائم رہے، اصل صراطِ مستقیم ہے، لہٰذا کتاب وسنت پر چلنے والے ہی اللہ کے پیغمبر کی جماعت ہیں اور اللہ کے پیغمبر ہی اس جماعت کے قائد ہیں اور جس نے اپنے آپ کو دائیں بائیں پھیر لیا، دائیں بائیں دعوت دینے والا کوئی بھی ہو، وہ اس جماعت سے نکل گیا۔ اسی کا نام افتراق ہے اور فرقے اسی طرح بنتے ہیں، جو شخص کتاب وسنت کو تھامے ہوئے ہے وہ فرقہ نہیں، وہ تو اللہ کے نبی کی جماعت ہے۔ امام ابن کثیر اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

﴿يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ﴾ [بنی اسرائیل: ۷۱]

''کہ قیامت کے دن ہم ہر شخص کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں:

هَذَا أَكْبَرُ شَرَفٍ لِأَصْحَابِ الْحَدِيثِ. ❶

یہ آیتِ کریمہ اہل حدیث کے لیے شرف کی بات ہے۔ اہل حدیث کے لیے شرف اس لیے ہے کہ ان کا امام محمد رسول اللہ ﷺ ہیں باقی ہر جماعت و فرقے نے کسی شخصیت کو مقرر کر لیا اور اسے اپنا امام و لیڈر مان لیا اس کی ہر بات کو مانتے ہیں، ہر عمل کو قبول کرتے ہیں۔ اس کا معنی یہ کہ یہ لوگ اس لیڈر کے ساتھ فرقہ بن گئے۔ اصل جماعت کیا ہے؟ اصل جماعت وہی ہے جسے قرآن نے ذکر کیا ہے:

﴿ وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ﴾ [التوبة : ١٠٠]

"اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے"۔

سابقین الاولین خالص اللہ کے پیغمبر کے پیروکار تھے اور یہی راہ مستقیم ہے جس پر ابوبکر، عمر، عثمان، علی، ابوعبیدہ بن جراح، ابوطلحہ، عبدالرحمن بن عوف اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم چلتے رہے، اللہ ان سے راضی ہے، اب جو ان کی راہ پہ چلے گا یعنی پیغمبر علیہ السلام کی پیروی کرے گا تو اللہ ان سے بھی راضی ہوگا ان سب کے لیے جنت کی عظیم کامیابی ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ کے دور میں آپ کے علاوہ کوئی قائد نہ تھا، قرآن و حدیث کے علاوہ کوئی کتاب نہ تھی، ایک ہاتھ میں قرآن اور ایک ہاتھ میں حدیث اور قیادت محمد رسول اللہ ﷺ کی، یہ جماعت ہے، جو اس راہ پر چلتا رہے گا ان سابقین الاولین کی پیروی کرتا رہے گا، وہ جماعت ہے اور جس نے اپنے آپ کو یہاں سے ہٹا

❶ تفسیر ابن کثیر: ۵۳/۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیا، الگ و جدا کر لیا دائیں بائیں بھٹک گیا وہ رسول اللہ ﷺ کی جماعت سے خارج ہو گیا اور فرقہ بن گیا۔

نازل شدہ وحی کو مضبوطی سے تھام لو:

دیکھیں جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لائن دی ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کہا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی پہچان کراتے ہوئے فرمایا:

﴿ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ [الزخرف:٤٣]

''پس جو وحی آپ کی طرف کی گئی ہے اسے مضبوط تھامے رہیں بے شک آپ صراطِ مستقیم پر ہیں''۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وحی کیا ہے؟ وحی دو چیزوں کا نام ہے یعنی کتاب وسنت، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہی دو چیزیں آپ ﷺ پر نازل فرمائی ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ﴾ [النساء: ١١٣]

''اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت (حدیث) اتاری ہے''۔

پھر فرمایا:

﴿ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ [الزخرف: ٤٣]

''بے شک آپ صراطِ مستقیم پر ہیں''۔

معنی یہ ہوا کہ صراطِ مستقیم اللہ تعالیٰ کی وحی کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ کی وحی دو چیزوں سے عبارت ہے، ایک قرآن دوسری حدیث۔ صراطِ مستقیم کتاب وسنت کے علاوہ کسی چیز کا نام نہیں۔ صراطِ مستقیم لوگوں کی باتیں، فتوے، قصے کہانیاں، قیل وقال، ظن وتخمین اور چونکہ چنانچہ نہیں ہے۔ صراطِ مستقیم ایک حقیقت کا نام ہے، جس حقیقت کو اللہ تعالیٰ کی وحی اور اس کا پیغام کہتے ہیں۔ اسے کون کون تھامے؟ کیا کوئی طبقہ مخصوص ہے، کہ وہ تھامے اور باقی نہ تھامیں؟ نہیں بالکل نہیں، بلکہ صراطِ مستقیم سب کے لیے ہیں، سب ہی اسے تھامیں اس لیے آگے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ﴾ [الزخرف: ٤٤]

یعنی یہ نصیحت آپ کے لیے اور آپ کی پوری قوم کے لیے ہے۔ چاہے وہ عالم ہوں یا عامی ہوں وہ تاجر ہوں یا آجر ہوں، کچھ بھی ہوں، پوری قوم کے لیے یہ ایک امر ہے کہ اس وحی کو تھام لو۔ البتہ تھامنے کی اپنی اپنی حدود ہیں، یہ ایک الگ موضوع ہے کہ کون کس طرح تھامے، لیکن تھامنا سب نے اس وحی کو ہی ہے۔ پھر فرمایا:

﴿ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ﴾ [الزخرف: ٤٤]

"یعنی عنقریب تم سے پوچھ گچھ ہوگی"۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ وَقِفُوهُمْ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ ﴾ [الصافات]

یعنی قیامت کے دن پروردگار کی آواز آئے گی کہ روک لو سب کو! میں نے سب سے باتیں کرنی ہیں، سب سے سوال کرنے ہیں۔

حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر ایک سے براہ راست بغیر کسی ترجمان کے باتیں کرے گا، اور یہ اہم ترین نکتہ ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴾ [القصص: ٦٥]

"اللہ تعالیٰ لوگوں سے سوال کرے گا کہ تم نے میرے نبیوں کی دعوت کا کیا جواب دیا؟"۔

بہر حال یہ بات واضح ہو چکی کہ صراطِ مستقیم وحی الٰہی ہے (اور وحی دو چیزوں سے عبارت ہے ایک قرآن دوسری حدیث) یہ وحی بالکل واضح ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ. [1]

جو راستہ میں نے تمہیں دیا ہے وہ بیضاء یعنی بالکل چمکدار اور روشن ہے جس میں اندھیرا اور تاریکی بالکل نہیں، بڑا روشن راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

[1] ابن ماجه: ٥. طبراني كبير: ٦١٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴾ [القمر : ۱۷]

''اور بے شک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا نہیں ہے؟''۔

قرآن نصیحت ہے اور نصیحت آسان ہونی چاہیے، ناصح ایسے پیرائے میں نصیحت کرے کہ منصوح کو کوئی بات پلے نہ پڑے، تو یہ ناصح کا کمال ہے یا اس کا عیب ہے؟ اللہ تعالیٰ ناصح ہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ ناصح ہیں، اللہ کے رسول نے قرآن وحدیث پیش کیا ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ قرآن وحدیث پلے نہ پڑے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث کو سمجھنا ایک خاص طبقے کا کام ہے، وہی اس کو پڑھیں اور سمجھیں ہم تو اسے سمجھنے سے قاصر ہیں، حقیقت یہ ہے کہ یہ تقسیم باطل ہے، صراط مستقیم اللہ تعالیٰ کی وحی کا نام ہے۔

دین میں صرف اللہ کی مشیت چلتی ہے:

جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے پوری زندگی اس وحی کو پیش کیا، اس میں کوئی قیل وقال نہیں، حتی کہ اپنی خواہشات کو بھی (جو کہ انتہائی پاکیزہ ہیں) دین میں داخل نہیں کیا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴾ [النجم : ۳۔۴]

''اور نہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں، وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے''۔

یہ اس لیے کہ دین خالص رہے، اس لیے اپنی خواہش تک کو بھی دین میں داخل نہیں کیا۔ بعض مواقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سوال لے کر آتے تو آپ جواب دینے کے لیے وحی کا انتظار فرماتے، وحی آتی تو آپ جواب مرحمت فرماتے۔ کتب حدیث میں اس کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں۔ ایک بار تو ایسا ہوا کہ یہودیوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا، آپ نے کہا کل جواب دوں گا (یہ سوچ کر کہ وحی آجائے گی جواب دے دیں گے) لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنے پیغمبر ﷺ کا ان شاء اللہ نہ کہنا، ناگوار گزرا کیونکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشیت تو اللہ تعالیٰ کی چلتی ہے کسی اور کی نہیں، حتیٰ کہ نبی کی بھی نہیں، بلکہ نبی تو اللہ کی وحی کا تابع ہوتا ہے۔ اگلے دن یہودی پہنچ گئے آپ ﷺ خاموش ہیں۔ جواب نہیں دے رہے، بار بار آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں لیکن وحی نہ آئی، حتیٰ کہ پندرہ دن گزر گئے وحی نہ آئی، آپ اپنی طرف سے بھی جواب نہیں دے رہے، کیونکہ آپ پابند ہیں، کہ وحی کے بغیر نہیں بولنا۔ یہودیوں کا مذاق بڑھتا جا رہا ہے، ان کی تعلّی بڑھتی جا رہی ہے، لیکن آپ بالکل خاموش ہیں، کیونکہ وحی کے بغیر نہیں بولنا، پندرہ روز کے بعد وحی اتری، اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کا جواب دینے سے پہلے ان شاء اللہ نہ کہنے پر تنبیہ فرمائی:

﴿ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَىْءٍ اِنِّىْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ○ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ﴾

[الكهف : ٢٣-٢٤]

''اور ہرگز ہرگز کسی کام پر یوں نہ کہنا کہ میں اسے کل کروں گا، مگر ساتھ ہی ان شاء اللہ کہہ لینا''۔

تو جس طرح پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی مشئیت کے تابع ہے اور اس میں کسی اور کی مشئیت شامل نہیں، اسی طرح یہ دین، دین خالص ہے، حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی رائے تک اس میں شامل نہیں کی۔

میں امت کو دو چیزیں دے کر جا رہا ہوں:

آپ ﷺ پوری زندگی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ دین دیتے رہے، سمجھاتے رہے، حتیٰ کہ آپ کا آخری وقت آ پہنچا۔ ایک مرحلے پر آپ نے مثال دی کہ ایک شخص ہے اس کا ایک مشن ہے، اس نے مشن کی تکمیل کے لیے کسی کو بھیجا، اس نے خوب محنت کی، مسلسل مشن کی تکمیل میں مصروف رہا حتی کہ مشن پایۂ تکمیل تک پہنچ گیا، اب بھیجنے والا اپنے نمائندے کو واپس بلاتا ہے کیونکہ کام پورا ہوگیا، ڈیوٹی ادا ہوگئی۔

یہ مثال بیان کر کے آپ ﷺ خاموش ہو گئے، اَعْلَمُ هٰذِهِ الْاُمَّة. ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا آپ کیوں روتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے کون سی ایسی بات کہہ دی ہے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نہیں سمجھے، مشن اللہ رب العزت کا ہے اور نمائندہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ❶ آپ دین پہنچاتے رہے، اب دین مکمل ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اتر چکا ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ﴾ [المائدۃ: ۳]

یعنی مشن کی تکمیل ہو گئی ہے، محمد ﷺ نے دین کا ایک ایک نکتہ اپنی قوم کو دے دیا ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ یہاں سے محمد ﷺ کی جدائی اور فراق کی گھڑیاں آ چکی ہیں، وقت فراق قریب آ چکا ہے، اس لیے رو رہا ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وہم و گمان میں بھی یہ معنی نہیں تھا، یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی رو پڑے، اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کیوں روتے ہو؟ کیا میں تمہیں خالی ہاتھ چھوڑ کر جا رہا ہوں؟ روتی تو وہ قومیں ہیں جو فکری اعتبار سے قلاش ہوں، کہ ہمارا کیا بنے گا؟ ہماری رہنمائی کون کرے گا؟ ہماری عافیت وسعادت کا سامان کہاں سے آئے گا؟ ہم رونے والی قوم نہیں، وہ دوسری قومیں ہیں، جو مرنے والوں پر صدیوں روتی ہیں اور حقیقت حال کا علم بھی نہیں ہوتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں تہی دامن چھوڑ کر نہیں جا رہا، بلکہ تمہارے پاس ایک دولت، ایک سرمایہ چھوڑ کر جا رہا ہوں:

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ. ❷

”تمہارے بیچ دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک ان دونوں چیزوں کو تھامے رہو گے گمراہ نہیں ہو گے، ایک کتاب اللہ اور دوسری میری سنت“۔

---

❶ صحيح بخارى كتاب الصلاة باب الحوخة والممر فى المسجد رقم ٤٦٦.

❷ مؤطا مالك كتاب الجامع باب النهى عن القول بالقدر رقم ١٦٦١.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایک حدیث میں قرآن کے بعد سنت کے بجائے (عِترَتی) کے الفاظ ہیں۔ ❶

یعنی اپنے اہل بیت چھوڑ کر جا رہا ہوں، جس سے مراد آپ کی بیویاں، بیٹی اور خاندان کے دیگر افراد ہیں۔ کیونکہ اہل بیت کی توسط سے تقریباً آدھا علم ہم تک پہنچا ہے، گھریلو امور تقریباً آپ ﷺ کے اہل بیت کے ذریعے ہی ہم تک پہنچے ہیں، اکیلی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا دو ہزار حدیثوں کی راوی ہیں، اس لیے ہم تو اہل بیت کو چھوڑنے کا تصور نہیں کر سکتے، کیونکہ ان کے توسط سے تو بہت علم ملا ہے۔

چار لکیریں کھینچیں:

عجیب بات ہے کہ جب بھی ذکر ہوتا ہے چار راستوں کا ذکر ہوتا ہے، چار امام، چار روحانی سلسلے، ہم عرب گئے وہاں بھی چار سلسلے تھے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خط مستقیم کھینچا اور دو خط اس کی دائیں طرف اور دو بائیں طرف کھینچے، یہ ٹوٹل چار خط ہوگئے اور ان چار خطوں میں بڑی حکمت ہے، اور بڑی معنی خیزی ہے اس پر غور کریں۔ حدیث کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

عن جابر بن عبداللہ قال کنّ عند النبیّ فخط خطًا و خطّ خطّین عَنْ یمینِهٖ خطّ خطّین عَنْ یّسارِهٖ ثُمّ وَضَعَ یَدَہٗ فی الْخطِ الْاَوْسَطِ فَقَالَ هٰذَا سَبِیْلُ اللّٰهِ ثُمّ تلا هٰذِهِ الاٰیۃَ ﴿ وَاَنّ ھذا صراطی مستقیمًا فاتبعوہٗ ولا تتبعوا السُّبُلَ متفرق عَنْ سبیله ﴾. ❷

اور وہ خط وہی ہے جو آپ امت کو دے کر گئے ہیں۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ۔ آپ دیکھ لیں امت میں چار بڑے فرقے بنے ہوئے ہیں، حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، یہ سب سائیڈوں پہ نکل چکے ہیں، اب وہی بچے گا جو بالکل سیدھے

❶ سنن ترمذی کتاب المناقب باب مناقب اهل البیت رقم ۳۷۸۶. المعجم الکبیر ۲۶۸۰. فضائل الصحابه للامام احمد بن حنبل رقم ۱۷۰.

❷ ابن ماجه باب اتباع سنة رسول اللہ ﷺ رقم ۱۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خط پر آئے گا۔

امت کے گروہ اور فرقہ ناجیہ:

بہر حال میں نے یہ بتانے اور سمجھانے کی کوشش کی کہ جماعت کیا ہے اور فرقہ کیا ہے اور کیسے بنتا ہے، ایک اور حدیث جو کہ جامع ترمذی اور مسند احمد میں ہے اس سے بات اور واضح ہو رہی ہے، اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت میں فرقوں کے وقوع کی خبر دی ہے؛ چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

إنّ بني إسرائيل قد افترقت على ثنتين وسبعين ملّة، وتفترق أمتي على ثلاث وّسبعين ملّة، كلّهم في النّار إلّا ملّة واحدة قالوا: من هم يا رسول الله، قال: ما أنا عليه وأصحابي. ❶

”بنی اسرائیل بہتر گروہوں میں بٹ گئے، اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی سارے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا وہ کون ہے؟ فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اس چیز پر قائم ہوں جس پر آج میں قائم ہوں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم قائم ہیں“۔

یہ الفاظ اور یہ مفہوم ذہن میں رہے کہ جنت فرقہ ناجیہ کو ملنی ہے اور فرقہ ناجیہ وہ ہے جو اس چیز پر قائم ہو جس پر اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم قائم تھے۔ اور یہ بات پہلے طے ہو چکی ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ پوری زندگی اسی چیز پر قائم رہے جس پر قائم رہنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ یعنی وحی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اسی کو تھاما اور وحی قرآن وحدیث کا نام ہے، لہٰذا فرقہ ناجیہ وہ ہے جو قرآن وحدیث کو تھامے ہوئے ہو۔ اب اس حدیث کا ایک اور جملہ ملاحظہ ہو، جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپؐ سے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں جو جنت میں جائیں گے تو آپ نے فرمایا:

هي الجماعة. ❷

---

❶ مسند احمد ۱۲۲۲۹. ترمذی کتاب الایمان باب ماجاء فی افتراق هذه الامة رقم ۲٦٤١. ❷ ابوداؤد ٤٥٩٧، مستدرك حاكم ٤٤٣، طبراني كبير ٨٨٥.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یعنی وہ جماعت ہے، اب جماعت کا معنی واضح ہو گیا، کہ جماعت اس گروہ کا نام ہے جو اس چیز کو تھامے جس چیز کو اللہ کے پیغمبر نے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے تھاما، باقی سب فرقے ہیں۔ اب جماعت کا تشخص آپ کے سامنے واضح ہو گیا، یعنی کتاب وسنت کی روشنی میں جماعت وہ ہے جو قرآن وحدیث پر قائم ہو۔

اب جو اس جماعت سے الگ ہوگا وہ فرقہ ہے اور فرقہ بندی کا نقصان کیا ہے؟ نقصان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں چھوڑ دے گا رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

يَدُاللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ. ❶

''یعنی اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے''۔

نیز فرمایا:

اَلْجَمَاعَةُ رَحْمَةٌ وَالْفِرْقَةُ عَذَابٌ. ❷

''یعنی جماعت رحمت ہے اور تفرقہ عذاب ہے۔ شریعت تو فرقہ بندی کو عذاب قرار دیتی ہے''۔

پہلا تفرقہ:

اس امت میں افتراق کی تاریخ خوارج سے شروع ہوئی خوارج پہلا فرقہ تھا جو جماعت سے الگ ہوئے، اپنی قیادت الگ کی اور یوں امت کو بانٹنے کی کوشش کی، بظاہر ان کی عملی زندگی وکردار بہت اچھا اور عمدہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ. ❸

'' تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلے میں حقیر جانو گے''۔

---

❶ ترمذی کتاب الفتن باب ماجآء فی لزوم الجماعة ٢١٦٧. مستدرك حاكم، مسند الشهاب ٢٣٩. ❷ مسند احمد ١٢٩٨١.

❸ بخاری کتاب المغازی باب بعث علي وخالد الى اليمن رقم ٤٣٥١.مسلم١٠٦٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر میں نے خارجیوں کو پالیا تو میں انہیں قوم عاد وثمود کی طرح قتل کر کے رکھ دوں گا۔ یہ اسلام میں پہلا فرقہ ہے تو اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ فرقے کا معاملہ کوئی معمولی معاملہ نہیں، جسے یوں ہی چھوڑ دیا جائے۔

دمشق میں جب صحابی رسول ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ نے جنگ کے بعد خارجیوں کی لاشیں دیکھیں اور وہ بکھری پڑی تھیں، تو ترس کھانے کے بجائے فرمایا:

شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ ظِلِّ السَّمَاءِ. ❶

''آسمان کے نیچے یہ سب سے بدترین مقتول ہیں''۔

اور فرمایا میں نے اللہ کے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ:

اَلْخَوَارِجُ كِلَابُ النَّارِ. ❷

''خارجی جہنم کے کتے''۔ انہیں کتے بنا کر جہنم میں ڈالا جائے گا۔

یہاں جو چیز موجب عذاب ہے وہ تفرقہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ فرقہ بندی فشل کا سب سے بڑا سبب ہے۔

حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑلو:

اب ہمارا کردار کیا ہونا چاہیے؟ فرقے تو بنتے رہیں گے کیونکہ صادق ومصدوق محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان پتھر پر لکیر ہے کہ (میری امت کے تہتر فرقے بنیں گے) کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کیونکہ آپ نے خبر دے دی ہے، لہٰذا فرقے تو بننے ہی ہیں، اب ہمیں کیوں ڈانٹتے ہو، میرے دوستو! اور بھائیو! رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان (کہ فرقے بنیں گے) یہ دعوت نہیں ہے، یہ تہدید اور تنبیہ ہے کہ تم بچنا، لہٰذا اس حدیث کو فرقے بندی کا جواز نہیں بنایا جا سکتا، آپ نے فرقوں کی خبر دی ہے، فرقہ پرستی کی دعوت نہیں دی، بلکہ آپ ﷺ کا یہ فرمان (کہ سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے) تنبیہ ہے کہ تم بچ کے رہنا۔

---

❶ سنن ترمذی كتاب التفسير باب ومن سورة آل عمران رقم ۳۰۰۰. طبرانی كبير ۸۰۳۳. ❷ ایضا.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اب ایک مسلمان کی ذمہ داری واضح اور متعین ہو چکی، کہ وہ سب کچھ چھوڑ دے اور کتاب وسنت د تھام لے، اللہ کی وحی کو تھام لے۔ اس دعوت میں کوئی تعصب نہیں ہے، تعصب تو تب ہوتا ہے جب کسی شخصیت کی طرف بلایا جائے اور اگر کوئی کہے کہ اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف آؤ، قرآن وحدیث کی طرف آؤ، تو اس میں کوئی تعصب نہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ﴾ [آل عمران : ۱۰۳]

''کہ تم مل کر حبل اللہ کو پکڑ لو''۔

یہ اللہ کا بتایا ہوا علاج ہے، بقول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے: حبل اللہ کتنی بڑی نعمت ہے، کہ جس کا ایک کونا تمہارے ہاتھ میں اور دوسرا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اگر اس کو تھام لوگے تو تم اس لڑی میں منسلک ہو جاؤ گے جس لڑی کو اللہ نے تھاما ہوا ہے، یہ کتنی بڑی نعمت ہے ایسا شخص کبھی ناکام نہیں ہوگا، کبھی شکست خوردہ نہیں ہوگا، اگر قوم اجتماعی طور پر اس حقیقت کو اپنا لے اور اس رسی کو مضبوطی سے تھام لے جس کا پہلا سرا اللہ کے ہاتھ میں ہے تو وہ قوم کیسے ناکام ہوگی؟ اس قوم کا مقدر فشل کیسے بن سکتا ہے؟ یہ جماعت تو کامیاب وکامران ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے تھاما فقیر ہونے کے باوجود، پیٹوں پر پتھر باندھنے کے باوجود، کمزور ہونے کے باوجود، قیصر وکسریٰ کے تخت کو تاراج کر کے رکھ دیا، کتنی بڑی سلطنتیں تھیں، ان کا غرور خاک میں ملا کر رکھ دیا، اس لیے کہ انہوں نے حبل اللہ کو تھاما اور آپس میں شیر وشکر تھے، کوئی گروہ بندی نہیں تھی جماعت واحدۃ تھے۔

افتراق کا نقصان:

جماعت کیا ہے؟ فرقہ کیا ہے اور کیسے بنتا ہے؟ اور صراطِ مستقیم کیا ہے؟ یہ سب باتیں واضح ہو چکی، اب جن لوگوں نے اللہ کی وحی کو تھاما وہ متوجہ ہوں ان میں بھی افتراق کی ایک شکل پیدا ہو گئی ہے دعویٰ ان کا یہ ہے کہ ہم اللہ کی وحی کو تھامنے والے ہیں، ایک ہاتھ میں قرآن اور ایک ہاتھ میں حدیث ہے لیکن تنظیمیں بن گئی کیا یہ جائز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ نہیں یہ حرام اور ناجائز ہے ایسا کرنے والا کوئی بھی ہو مستحق لعنت ہے، کیونکہ یہ امت کو تقسیم کرنے والا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث ایسے لوگوں پر منطبق ہو رہی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

مَاذئبانِ جَائِعَانِ اُرسلا فِی غَنَمٍ بِاَفسَدَ لَهُما مِنْ حِرصِ الْمَرْءِ عَلَی الْمال و الشَّرَفِ لِدِينِه. ❶

"دو بھوکے بھیڑیے اگر رات بھر کے لیے بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیے جائیں وہ دونوں مل کر بکریوں کا اتنا نقصان نہیں کریں گے جتنا نقصان انسان کے دین کو دو چیزوں سے پہنچتا ہے ایک مال کی حرص اور دوسرا عہدہ ومنصب کی حرص"۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ جو کتاب وسنت کو تھامنے والے ہیں ان کا افتراق کی راہ پر آنا، تنظیمیں بنانا یا کسی تنظیم میں شریک ہونا یہ خیر و برکت کا باعث نہیں ہے، یہ بھی افتراق کا راستہ اور بڑا نقصان دہ ہے۔ دین اسلام میں جو جماعت حقہ ہے ان میں افتراق کا کوئی تصور نہیں وہ تو جماعت واحدة ہے۔

تفرقہ کیسے بنتا ہے:

اب اس افتراق کا سبب کیا ہے؟ عہدہ کی محبت یا مال کی محبت، اگر اللہ کا خوف ہوگا تو تنظیم نہیں بن سکتی افتراق نہیں ہوسکتا، ہاں اگر مال کی محبت ہوگی یا عہدہ کی محبت ہوگی پھر جماعت بنے گی، فرقہ بنے گا، تنظیمیں بنے گیں۔ بقول امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہ یہ شیطانی عمل ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ زوردار کام کرنا چاہتا ہے تو پہلے شیطان اسے اس کام سے روکتا ہے جب بندہ اپنے ارادے میں غالب آجائے کہ میں یہ کام کر کے رہوں گا تو پھر شیطان ایک اور وار کرتا ہے کہ تم اکیلے کرو گے تو

---

❶ ترمذی کتاب الزھد باب ماجآء فی اخذ المال بحقه ٢٣٧٦. مسند احمد ١٥٣٦٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کام کم ہوگا، تم کچھ لوگوں کو جمع کرو اور ایک تنظیم بناؤ پھر کام کرو، تو بندہ سوچتا ہے یہ بات تو ٹھیک ہے، اب لوگ جمع ہو گئے ایک تنظیم بن گئی وہ اس کا امیر بن گیا یا کوئی اور بن گیا، شیطان کہتا ہے اب کام کرو، اب یہ ٹھیک ہے، اب وہ بندہ خوش ہے کہ کام ہو رہا ہے، بڑا نام ہے اور شیطان خوش ہے کہ اللہ کے دربار میں کوئی پذیرائی نہیں کیونکہ بنیاد ہی غلط ہے۔

پرچم کو اونچا کرنا، تنظیم کو اونچا کرنا ہے یا اسلام کو؟

میرے دوستو اور بھائیو! یہ معاملہ شرعی اعتبار سے بڑا خطرناک ہے کیونکہ اس صورت میں عقیدہ الولاء والبراء مجروح ہوجاتا ہے، آپ تنظیموں کی تاریخ اور ان کے کردار پر غور کریں تو آپ پر یہ بات واضح ہوگی کہ اس کے بعد عمل اسلام کے لیے نہیں، اللہ کی رضا کے لیے نہیں، تنظیم کے لیے ہے، بلکہ بعض معانی میں بت بن جاتی ہے، بت اس طرح کہ اس تنظیم کا پیروکار یہ عقیدہ بنا لیتا ہے کہ میرے امیر سے غلطی نہیں ہوسکتی، حتیٰ کہ دیکھنے میں آتا ہے کہ صریح غلطی پر بھی لوگ اس کا دفاع کرتے ہیں، تو کیا یہ طرز عمل ٹھیک ہے؟ کیا یہ بت بنانا نہیں؟ قرآن نے اس معنی میں فرقہ بندی کو شرک کہا ہے، چنانچہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴾ [الروم: ۳۱-۳۲]

"اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ، ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود بھی گروہ گروہ ہو گئے، ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے خوش ہے"۔

اس معنی میں جو افتراق ہے ان لوگوں میں جو اللہ کی وحی کو تھامنے کا دعویٰ کرنے والے ہیں انتہائی مضر ہے، وہاں بات دین اسلام کی نہیں رہتی۔ میں ایک مثال آپ کو دیتا ہوں، کیا اسلام نے اپنا کوئی پرچم پیش کیا ہے؟ کہ یہ اسلام کا جھنڈا ہے؟ یہ اس کا رنگ و ڈیزائن ہے؟ یہ اس کی خصوصیت ہے؟ کہ جس کو اونچا کریں تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام اونچا ہو؟ نہیں ہرگز نہیں مگر آج ہم بہت سی تنظیموں اور جماعتوں کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے باقاعدہ اپنے پرچم ڈیزائن کیے ہوئے ہیں، کوئی کتاب چھاپیں تو وہ جھنڈا ساتھ چھپتا ہے، کوئی اجلاس ہو تو وہ جھنڈا لہرائے گا، کوئی پروگرام ہو تو جھنڈا وہاں موجود ہوگا، اسے لہرایا جائے گا۔ اب بتائیں اس پرچم کو اونچا کرنا تنظیم کو اونچا کرنا ہے یا اسلام کو؟ یہ پرچم اسلام کا تو نہیں، یہ اسلام کی تعبیر تو نہیں، اس سے اخلاص ختم ہو جاتا ہے، عقیدہ الولاء والبراء ختم ہو جاتا ہے جو عقیدے کا سب سے اہم شعبہ ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

اوثَقُ عُرَى الْإِيْمَانِ اَلْمُوالَاةُ فِي اللّٰهِ وَالْمُعَادَاةُ فِي اللّٰهِ.❶

”یعنی اسلام کا سب سے مضبوط کنڈا یہ ہے کہ کسی سے محبت کرو تو اللہ کی خاطر اور بغض رکھو تو اللہ کی خاطر“۔

آج الولاء والبراء کی یہ اساس ہے؟ ہرگز نہیں، بلکہ آج محبت ونفرت کی اساس تنظیم ہے، توحید نہیں، ایک شخص کتنا بڑا موحد کیوں نہ ہو اگر وہ آپ کی تنظیم کا نہیں تو آپ اس سے نفرت کریں گے اور اگر ایک شخص قبر پرست ہی کیوں نہ ہو اگر آپ کے کاز سے متفق ہے تو آپ اس سے محبت کریں گے۔ میرے دوستو اور بھائیو! یہ عمل اسلام کے لیے مضر ہے افتراق کا یہ پہلو ناقابل قبول ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارا سبب فشل بالکل واضح ہے، جسے اللہ نے بیان کر دیا ہے اور وہ ہے باہم نزاع وافتراق اور اسی میں ہماری کمزوری اور دشمن کی طاقت ہے، اگر دشمن ہم پر حاوی ہو جائے تو ہماری یہ کمزوری وسائل کے اعتبار سے نہیں بلکہ ایمان اور عقیدہ کے اعتبار سے ہے۔ یہ نزاع وافتراق کیونکہ نقصان دہ ہے اس لیے اس سے بچنا چاہیے، یہی فرقہ بندی کے دور میں ایک مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے آپ کو افتراق سے بچائے جس کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے پیش کر دیا:

❶ السلسلة الصحيحة: ٩٩٨، المعجم الكبير: ١١٥٣٧.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ﴾ [آل عمران : ۱۰۳]
یعنی تفرقے سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ اللہ کی رسی کو تھام لو اور اللہ کی رسی کو تھامنے کا معنی یہ ہے کہ قرآن و حدیث کی پوری پوری پیروی کرو اپنے آپ کو اس کے پیچھے لگا لو اور اپنی من مانی تاویلوں سے کتاب وسنت کو پیچھے کرنے کی کوشش نہ کرو۔

علماء دین سے رابطہ:

میرے بھائیو اور دوستو! آخر میں، میں ایک اہم مشورہ آپ کو دیتا ہوں کہ آپ اپنے وقت کے جید علماء سے رابطہ رکھیں، ایسے علماء سے جو مخلص ہوں، ثقہ ہوں، کتاب وسنت کی بات کرنے والے ہوں، اللہ کا خوف رکھنے والے ہوں، جو اس تفرقے کی دلدل میں پھنسے ہوئے نہ ہوں، یہ آپ کو انصاف کی بات بتائیں گے، آپ کی تربیت کریں گے، کتاب وسنت کی روشنی میں آپ کا تزکیہ کریں گے کیونکہ تزکیہ وتربیت کی اساس اللہ کا دین ہے، کتاب وسنت ہے، اور کچھ نہیں۔ یاد رکھو ایسے علماء کرام کا وجود ہر دور کے لیے پروردگار کی ایک نعمت ہے لہٰذا آپ ان سے تعلق جوڑیں۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

لَوْ كَانَ الْفَقِيْهُ عَلٰى رَأْسِ جَبَلٍ لَكَانَ هُوَ الْجَمَاعَةَ.

اگر ایک فقیہ وعالم دین پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا ہو تو وہی جماعت ہے، اس کے پاس جاؤ اس سے استفادہ کرو، تمہارے امراض، مشاکل اور فتنوں کا علاج پیش کرے گا، اور تم کو کتاب وسنت کے نور کے ذریعے حق پر قائم رکھے گا۔

میرے بھائیو اور دوستو! یہ بڑا ضروری نکتہ ہے، کہ یہ پرفتن دور تعلیم اور تعلم کا دور ہے کہ نوجوان وقف ہو جائیں، علم نافع اور عمل صالح کے حصول کے لیے، اس علم اور عمل صالح کے حصول کے لیے مدارس میں جائیں، علماء سے ملیں تاکہ ان کی اصلاح ہو، تربیت ہو، ایمان باللہ مستحکم ہو، آخرت کی فکر ہو، تو یہ وہ کردار ہے جسے اس پرفتن دور میں اپنانا چاہیے۔ اس پرفتن دور میں علماء سے رابطہ ایک امر لازم ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتنوں سے بچاؤ کی تدبیر:

رسول اللہ ﷺ نے فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: (کہ فتنے تہہ بتہہ اور پے درپے آئیں گے، ایسے آئیں گے کہ ہر بعد کا فتنہ پہلے فتنے کو چھوٹا کردے گا) رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ لوگ ان فتنوں میں دنیا کے چھوٹے سے مفاد کی خاطر اپنے دین کو بیچ دیں گے۔ مزید فرمایا: کہ انسان صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر، شام کو مومن ہوگا اور صبح کافر۔ ان فتنوں کی ہولناکیوں کے ذکر کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ انْ يُزَحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَيَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَلْتَاتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَاتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ انْ يُؤْتٰى اليه. ❶

یعنی جو شخص چاہتا ہے کہ وہ آگ سے بچا لیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو اسے چاہیے کہ اس پر ایسی حالت میں موت آئے کہ وہ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اور لوگوں کے ساتھ وہ معاملہ کرے جو معاملہ اپنے ساتھ چاہتا ہے۔

تو جو جہنم سے بچنا چاہتا ہے اور جنت میں داخل ہونا چاہتا ہے اسے اپنے عقیدے کی اصلاح کا پروگرام بنا لینا چاہیے، اپنے ایمان باللہ کو، اپنی توحید کو مضبوط کرلینا چاہیے، اس کا ایمان باللہ بالکل کامل ہو، توحید میں کوئی کمی اور کجی نہ ہو، توحید پڑھے، توحید سمجھے، علماء سے توحید کے دلائل معلوم کرے، اور اس پر اپنے آپ کو عامل بنائے۔

دوسرا یہ کہ قیامت پر اس کا ایمان ہو اور اس کی فکر کرے، پرفتن دنیا کو اور اس کے جھمیلوں کو چھوڑ دے، دنیا سے صرف واجبی سا تعلق رکھے، اصل پروگرام آخرت کا بنائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللّٰهم لَاعَيْشَ إِلَّاعَيْشُ الْآخِرَة. ❷

---

❶ مسلم كتاب الامارة باب وجوب بيعة الحلفاء ١٨٤٤.

❷ بخاری كتاب الجهاد باب البيعة فی الحرب رقم ٢٩٦١. مسلم ١٨٠٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اے اللہ زندگی تو آخرت کی ہے"۔

تیسری چیز یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ وہ معاملہ کرے جو معاملہ اپنے ساتھ چاہتا ہے، اپنے بارے میں لوگوں سے جو توقعات رکھتا ہے کہ لوگ میری ساتھ یوں پیش آئیں، میری غیبت نہ کریں، بہتان نہ لگائیں، میرا مال نہ چھینیں، مجھ سے نفرت نہ کریں، مجھ پر ظلم نہ کریں، اسی طرح وہ لوگوں کے لیے بن جائے کہ ان سے محبت کرے، ان کی غیبت نہ کرے، ان سے نفرت نہ کرے، ان پر بہتان نہ لگائے ان کی عیب جوئی نہ کرے، ان کا مال نہ کھائے، ان پر ظلم نہ کرے۔

تو یہ وہ کردار ہے جو ہمیں اختیار کرنا چاہیے، ہمیں کتاب وسنت کا علم ہو، کیونکہ وہ نور ہے ہم اس نور کے ذریعے ہی ہر فتنے سے نجات پا سکتے ہیں، اور یہ نور علماء کرام کے پاس ہے، یہ نور مدارس میں ہے، لہٰذا اپنی اولاد کو مدارس میں بھیجو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق سمجھنے کی، اسے اپنانے کی، اس پر پوری طرح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ رب العزت ہمارے سینوں کو کتاب وسنت کے نور سے منور فرما دے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پوری اصلاح کی، تزکیہ اور تربیت کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس افتراق سے بچائے جو افتراق اس امت کے لیے موجب ہلاکت ہے اور اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جماعت واحدۃ بنا دے، وہ جماعت واحدۃ جس کا تعلق کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کے ساتھ ہو۔

ہماری بائیسویں سالانہ کانفرنس پوری آب و تاب کے ساتھ شروع ہو چکی ہے، اہل توحید کا ایک جم غفیر سامنے ہے، اس کانفرنس کے توسط سے اگر سامعین حضرات فرقہ بندی و تنظیم سازی کے مضرات وخطرات کو بخوبی سمجھ لیں، تو اس کے انعقاد کی اور نوجوانوں کی شب روز کی محنت کی قیمت وصول ہو جائے گی۔

تنظیم سازی کے مفاسد:

جان لیجئے کہ تنظیم سازی کا عمل غیر شرعی ہونے کے ساتھ ساتھ شرک کے دروازے کھولنے والا ہے، اسلامی معتقدات کے خلاف ہے۔ اللہ اور اس کے رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کی نافرمانی ہے، امتِ مسلمہ کی کمزوری اور دشمنوں کی مضبوطی اور تقویت کا باعث ہے، نیز یہ عمل اخلاص وللہیت کے منافی ہے، کیونکہ اس کا مقصد وہدف حبِ جاہ یا حبِ مال کے سوا کچھ نہیں، پھر شہرت کے حصول کے لیے ہر جائز و ناجائز ہتھکنڈے بروئے کار لائے جاتے ہیں، اور تو اور بے دریغ جھوٹ تک بولا جاتا ہے، بلکہ اسے حلال سمجھا جاتا ہے حالانکہ جھوٹ وہ عمل ہے جسے اللہ رب العزت نے موجب لعنت قرار دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان کہ مومن جھوٹ نہیں بول سکتا۔ یہ دعوتِ فکر دیتا ہے، کہ جھوٹ بولنے والا اپنے ایمان پر نظر ثانی کرے، رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث ہے:

إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَلَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا.[1]

”جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ تمام برائیوں کا راستہ کھولتا ہے، اور برائیاں جہنم کی راہ ہموار کرتی ہیں، اور ایک شخص اس قدر جھوٹ بولتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے“۔

أَعَاذَنَا اللهُ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا.

پھر حب مال، حرص مال اور طمع دنیا مالی خیانتوں پر اکساتی ہے اور اجتماعی مال میں خیانت کا ارتکاب عاقبت کو تباہ و برباد کردینے والا گناہ ہے، غنائم خیبر سے محض ایک چادر لے لینے والا خادم رسول ﷺ عذاب قبر میں جھونک دیا گیا بلکہ وہی چادر جہنم کا شعلہ بن کر اس کے بدن کا خیمہ بن گئی، اور جب اسی موقعے پر ایک دوسرے صحابی نے اپنی جیب سے دو تسمے جو اس نے اسی میدان سے اٹھا کر جیب میں رکھ لیے تھے آپ کو واپس کرنا چاہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ. ”یہ آگ کے تسمے ہیں“۔[2]

---

[1] بخاری کتاب الأدب باب قول الله رقم ٦٠٩٤.

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوة خیبر رقم ٤٢٣٤.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَدُّوا الْخِيَاطَ وَالْمِخْيَطَ. [1]

''یعنی اجتماعی امانتوں کا سوئی دھاگہ بھی ادا کر دو''۔

الغرض تنظیم سازی وفرقہ بندی اپنے دامن میں بہت سے مثالب ومفاسد لیے ہم پر مسلط ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی رحمت ہم سے دور ہے، اور وہ نقصانات جو تفرقے کے تعلق سے قرآن وحدیث میں مذکور ہیں، ہمیں پوری طرح ڈھانپے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں ان تفرقوں اور فتنوں سے مخرج اور ملجاء و ماوی مہیاء فرمادے۔ (آمین یارب العالمین)

آخر میں ایک شبہ کا ازالہ ضروری ہے، کہا جاتا ہے کہ جمعیت اہلحدیث سندھ بھی تو ایک تنظیم ہے؟ لیکن یہ شبہ وارد کرنے والے جماعت اور تنظیم کے معنی یا فرق سے ناواقف ہیں، تنظیم یا فرقہ اس وقت ممنوع یا معیوب ہے جب جماعت حقہ کا اجتماعی پلیٹ فارم موجود نہ ہو، جبکہ بفضل للہ ونعمۃ اس علاقے میں جمعیت اہلحدیث سندھ کا نظم قیام پاکستان سے قبل قائم ہو چکا تھا لہٰذا صوبہ سندھ میں اس کی حیثیت جماعۃ الامّ کی سی ہے، گویا یہ نظم کسی جماعت کی موجودگی میں نہیں بنا جو باعثِ افتراق ہو، علاوہ ازیں جمعیت اہل حدیث سندھ کا عقیدہ ومنہج نیز دعوتی وجہادی وسیاسی عمل کا ایک ایک نکتہ اسوۂ رسول ﷺ کے عین مطابق ہے، لہٰذا ہم علی وجہ البصیرت اپنے اس نظم کو رسول اکرم ﷺ کی جماعت مبارکہ کا تسلسل قرار دیتے ہیں:

ذلك فضل الله يوتيه من يشاء اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا احتنابه هذا واصلى واسلم على نبينا ورسولنا سيد الاولين والاخرين امام الانبياء والمرسلين قدوة الدعاة والمجاهدين محمد وعلى اله واصحابه واهل طاعته احمعين.

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد باب الغلول رقم ۲۸۵۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنت کی آئینی حیثیت

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَ نَسْتَعِينُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ وَ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ.

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴾ [آل عمران : ۱۰۲]

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ﴾ [النساء: ۱]

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ○ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴾ [الاحزاب : ۷۰، ۷۱]

اما بعد! فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَ أَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَ شَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.

حدیث کی حیثیت قرآن والی ہے:

یہ موقف بالکل درست، اٹل اور دوٹوک ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت کی وہی حیثیت ہے جو قرآن مجید کی ہے اور جس طرح قرآن مجید کے کسی ایک لفظ یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی ایک آیت کا منکر کافر ہوتا ہے اسی طرح رسول اکرم ﷺ سے ثابت کسی صحیح حدیث یا اس کے کسی ایک لفظ کا منکر کافر ہے۔ جس طرح قرآن مجید سے امرونہی ثابت ہوتا ہے اسی طرح رسول اکرم ﷺ کی احادیث سے بھی امرونہی ثابت ہوتا ہے۔ جس طرح قرآن مجید عقیدہ میں دلیل قطعی ہے اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث بھی عقیدہ میں دلیل قطعی ہے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا:

اَلَا اِنِّی اُوْتِیْتُ الْکِتَابَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ. ❶

مسند احمد میں یہ الفاظ ہیں:

اَلَا اِنِّی اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ. ❷

''خبردار! مجھے قرآن مجید اور اس کے ساتھ اس جیسی ایک اور چیز بھی دی گئی ہے''۔

''خبردار'' حرف تنبیہ ہے۔ خبردار! یہ بات توجہ سے سنو اور اسے اپنے دل و دماغ میں بٹھالو اور اسے آگے پہنچادو، لوگوں کو بتادو کہ مجھے میرے پروردگار نے کیا دیا ہے۔ مجھے اپنے رب کی طرف سے کیا ملا ہے......؟ فرمایا کہ

اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ.

''مجھے قرآن دیا گیا ہے''۔

وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ.

''اور قرآن کے ساتھ ایک چیز اور بھی دی گئی ہے''۔

وہ بھی قرآن جیسی ہے۔ اس چیز میں اور قرآن میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یعنی جس طرح قرآن اللہ کی وحی ہے، اسی طرح وہ چیز بھی اللہ کی وحی ہے۔ اللہ نے مجھے دو چیزیں دی ہیں اور یہ بات تو قرآن مجید میں بھی ہے:

---

❶ ابوداؤد، کتاب السنة باب فی لزوم السنة رقم الحدیث: ٤٦٠٤.

❷ مسند احمد ١٦٧٢٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ﴾ [النسآء : ۱۱۳]

''اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت کو اتارا''۔

قرآن اور حدیث کا چرچا آپ ﷺ سے پہلے:

قرآن وحدیث کا چرچا ابراہیم علیہ السلام کے دور سے ہوتا آرہا ہے۔ انہوں نے بیت اللہ بنایا اور پھر گڑگڑا کر کچھ دعائیں کیں۔ ان میں سے ایک دعا یہ بھی تھی:

﴿ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ ﴾ [البقرة : ۱۲۹]

''اے اللہ! اس سرزمین میں (میں نے یہ تیرا گھر بنایا ہے) اس قوم میں، ان لوگوں میں، ایک رسول بھیج''۔

جس کے بہت سے وظائف کے ساتھ ساتھ ایک وظیفہ یہ بھی ہو کہ:

﴿ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ﴾ [البقرة : ۱۲۹]

''کہ وہ رسول انہیں قرآن اور حدیث کی تعلیم دے''۔

قرآن اور حدیث کا یہ ذکر اللہ کے پیغمبر ﷺ سے قبل مختلف ادوار میں جاری رہا۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو ہم نے چار چیزوں کی تعلیم دے دی ہے:

﴿ وَ يُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰةَ وَ الْاِنْجِيْلَ ﴾ [آل عمران : ٤٨]

ایک تورات کی دوسری انجیل کی تیسری قرآن کی اور چوتھی حدیث کی۔

ان چار چیزوں کی تعلیم دے دی ہے۔ انجیل کی اس لیے کہ وہ ان کی اپنی کتاب ہے، جس کی دعوت پر وہ مکلف تھے۔ تورات کی اس لیے کہ ان کی قوم کے لیے احکام تورات کے تھے کہ جو ان سے قبل موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اور قرآن وحدیث کی تعلیم اس لیے دی کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے وہ نبی ہیں جن کو اللہ نے آسمانوں پر اٹھا لیا اور قیامت قائم ہونے سے قبل انہیں زمین پر بھیجے گا۔ اس وقت جو دور دورہ ہوگا وہ امت محمدیہ ﷺ کا ہوگا اور کیفیت یہ ہوگی کہ دین تقریباً مٹ چکا ہوگا، مختلف مذاہب، مختلف فرقے، مختلف گروہ، مختلف پارٹیاں، اس دین کا حلیہ بگاڑ چکی ہوں گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس وقت اس دین کی تجدید کی ضرورت ہوگی تو اللہ رب العزت نے عیسیٰ علیہ السلام کو پہلے ہی قرآن وحدیث کی تعلیم دے دی تا کہ جب وہ قرب قیامت نازل ہوں تو قرآن و حدیث کے علم سے ان کا سینہ منور ہو اور وہ اس زمین پر قرآن وحدیث کو نافذ کریں۔ اس دین کے بگڑے حلیے کی اصلاح کریں اور شریعت محمدیہ ﷺ کو قائم کر دیں۔تو یہ قرآن وحدیث کا چرچا ہو رہا ہے۔محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس وعدے کے مطابق دعائے ابراہیمی کے مطابق فرمایا:

﴿ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ﴾ [النسآء: ۱۱۳]

''اللہ نے آپ پر قرآن اور حدیث اتارا''۔

قرآن اور حدیث کا ایک جیسا اعتبار ہے:

اور اللہ کے پیغمبر کا فرمان ہے کہ یہ حدیث جو قرآن کے ساتھ مجھے دی گئی ہے یہ قرآن جیسی ہے اس کا معنی یہ ہے کہ جو آئینی حیثیت قرآن کی ہے، وہی حدیث کی ہے۔ کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ دونوں کو برابر قرار دے رہے ہیں۔ ایک اور حدیث میں مزید صراحت ہے، جس میں آپ نے پیشین گوئی کی کہ:

''عنقریب ایک وقت آئے گا کہ ایک شخص اپنی مسند سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوگا، اپنی کرسی پر متمکن ہوگا:

يَاْتِيْهِ الْاَمْرُ مِنْ اَمْرِیْ.

''اس کے پاس میرا کوئی امر آتا ہے، کوئی میرا حکم آتا ہے اور وہ بیٹھا ہے ٹیک لگا کے میرا کوئی امر اس کے پاس پہنچا، تو وہ کہتا ہے کہ یہ قرآن میں تو نہیں ہے، ہمارے لیے قرآن کافی ہے''۔ ❶

---

❶ ابو داؤد کتاب السنة باب لزوم السنة رقم الحديث: ٤٦٠٥. اس کے علاوہ احمد، ابن ماجه كتاب السنة باب تعظيم حديث الرسول ﷺ رقم الحديث: ١٣. اور ترمذی ابواب العلم باب مانهى عنه ان يقال عند حديث رسول الله ﷺ رقم: ٢٦٦٣. میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرا جوامر و نہی ہے وہ بالکل ویسا ہی ہے جیسا قرآن کا امرونہی ہے۔

بلکہ ایک حدیث کے الفاظ ہیں کہ اس کو بتا دینا کہ:

وَاِنَّ مَاحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِثْلُ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ. ❶

''جس چیز کو اللہ کا پیغمبر حرام کہہ دے وہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ نے حرام کیا ہے''۔

یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کی تحلیل اور آپ کی تحریم وزن کے اعتبار سے، ایمان کے وجوب کے اعتبار سے، اطاعت کے اعتبار سے، قبول کرنے کے اعتبار سے، وہی طاقت وزور رکھتی ہے جو قرآن کی تحلیل وتحریم کے اندر ہے۔

پرویزیت یہودیت کی پیداوار ہے:

میرے دوستو! یہ فتنہء انکار حدیث اور یہ فتنہء پرویزیت، اس کے بارے میں میرا دعویٰ یہ ہے کہ یہ ایک گروہ ہے جو اسلام سے خارج ہے۔ یہ ولیدۂ یہود ہے۔ میری تحقیق کے مطابق یہ یہودیوں کی فیکٹری سے نکلا ہے۔ یہودیوں کا پیدا کردہ ہے، یہ یہودیوں کی ذریت ہے۔

یہودی اسلام کے سب سے بڑے دشمن ہیں:

یہودی اسلام کے سب سے بڑی دشمن ہیں۔ یہود اسلام کے خلاف بڑی سازشیں کرنے والی قوم ہے۔ جب رسول اللہ اکرم ﷺ کے دور میں جہادی یلغار سے یہودیوں کو سرزمین عرب سے نکال دیا گیا اور بیشتر علاقوں میں ان کی عورتیں مسلمانوں کی لونڈیاں بن گئیں، ان کا مال واسباب مسلمانوں کے لیے مال غنیمت بن گیا اور وہ سرزمین عرب سے نکال دیئے گئے تو پھر یہ لوگ آرام سے نہیں بیٹھے۔ پھر ان کے شب وروز کا کام اسلام کے خلاف سازشیں، اسلام کے خلاف پلاننگ اور

❶ ابن ماجه المقدمة تعظيم حديث رسول الله رقم الحديث : ١٢ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تدبیریں کرنا تھا۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ میدان جنگ میں ہم مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے چنانچہ اپنے ان شیطانی عقول سے، شیطانی افکار سے، اسلام کو کمزور کرنے کی کوشش کریں۔ یہ فتنہ ارتداد، فتنہ مانع الزکوۃ، یہ سب یہود کی ہی سازش ہے۔ ان فتنوں میں سے ایک فتنہ یہ بھی تھا۔ وہ اچھی طرح جانتے تھے۔ یہودی جاہل قوم نہیں ہے، یہ پڑھی لکھی قوم ہے۔ اس لیے قرآن نے ان کو مغضوب کہا ہے جو غضب کے قابل ہے۔ غضب کا مستحق وہ ہوتا ہے جو پڑھا لکھا ہونے کے باوجود نہ مانے اور عمل نہ کرے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا تھا:

﴿یَا قَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ وَقَدْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ﴾ [الصف:۵]

''اے قوم والو! تم مجھے کیوں تکلیف دیتے ہو، مجھے کیوں تنگ کرتے ہو، حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں''۔

وحی کی اقسام:

ان کے پاس علم تھا، انہیں یہ بات معلوم تھی کہ دین اسلام کی اصل بنیاد وحی ہے اور وحی کی دو صورتیں ہیں: قرآن مجید اور حدیث، وحی جلی اور وحی خفی، متلو اور غیر متلو۔ قرآن مجید اصولی کتاب ہے جو اصول وضع کرتی ہے۔ اس نے احکام اور مسائل کی طرف اشارے کر دیئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کا بیان اپنے پیغمبر پر چھوڑ دیا۔ چھوڑا اس طرح کہ وہ بھی ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی بتائیں گے، آگاہ کریں گے۔ لیکن وہ بیان آپ اپنی زبان سے ان تک پہنچائیں اور وہ بیان، وہ بیان ہے جس پر پورے دین کا مدار ہے۔ قرآن مجید اکیلی کتاب لوگوں کو، معاشرے کو، نہیں چلا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارا ایک امتحان رکھا ہے کہ قرآن کے ساتھ وحی خفی کے طور پر حدیث دی اور قرآن کی تفسیر اور وضاحت حدیث سے کروائی۔ سارا یہ معاملہ اتباع کا ہے اور اتباع کے لیے، یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک امتحان ہے۔ چنانچہ یہودیوں کی یہ کوشش تھی کہ:

''ان کا ارتکاز صرف قرآن پر ہو جائے۔ ایسا تو ممکن نہیں ہے کہ حدیث کو بھی چھوڑ دیں اور قرآن کو بھی چھوڑ دیں۔ لیکن ان کو یہ دعوت دی جائے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ جراثیم ان کے اندر سرایت ہو جائیں کہ یہ قرآن کو تو نہ چھوڑیں لیکن حدیث کو چھوڑ دیں''۔

دین کا اصل مدار حدیث پر ہے اور فرقہ پرستی اور بدعات کی اساس انکار حدیث پر ہے۔

فتنہ انکار حدیث اور روافض:

لہٰذا وہ باطل گروہ جو عالم اسلام کی صفوں میں داخل ہوئے، ان تمام گروہوں کے مناہج کی بنیاد انکار حدیث تھی۔ روافض نے حدیث کا انکار کیا۔ ان کا طریقہ واردات یہ تھا کہ جناب علی رضی اللہ عنہ اور بعض وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جن کی ان کے ساتھ موالات اور دوستی ثابت ہے وہ پندرہ کے قریب ہیں، بس وہ صحیح ہیں باقی سب مرتد ہو گئے (نعوذ باللہ) ابوبکر صدیق، عمر بن الخطاب، عثمان غنی، ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم وہ ان سب کے ارتداد کے قائل ہیں۔ جب وہ ان کا اسلام ہی قبول نہیں کرتے تو ان کے طریق سے آنے والی حدیثیں کیسے مانیں گے؟ چنانچہ انکار حدیث میں ان کا طریقہ واردات صحابہ رضی اللہ عنہم کے راستے سے تھا کہ وہ رحیل اوّل، وہ پہلا گروہ جس نے اللہ کے پیغمبر کی حدیثیں سنیں، اللہ کے پیغمبر کی سنتوں کا مشاہدہ کیا، اعمال کا مشاہدہ کیا، حدیثوں کو روایت کیا، حدیث کو بیان کیا، اس گروہ ہی کو نہ مانو تاکہ نہ اس کو مانیں اور نہ اس کے طریق سے آنے والی حدیثوں کو مانیں، اس طرح حدیثوں کا صفایا ہو جائے، سنتوں کا انکار ہو جائے اور یہ پاکیزہ لوگ جنھوں نے اپنی آنکھوں سے اللہ کے پیغمبر کے عمل کو دیکھا، اپنے کانوں سے اللہ کے پیغمبر کے فرامین کو سنا اور یہ دین کے محافظ، دین کے راوی، دین کے ناقل، سارا دین ان ہی کے طریق سے آتا ہے، جب ان کو ہی نہیں مانیں گے تو اُن کے طریق سے آنے والی عام احادیث کا انکار خود ہی ہو جائے گا، یہ ایک سازش تھی۔

فتنہ انکار حدیث اور خوارج:

اس سے قبل ایک اور گروہ تھا۔ یہ خوارج تھے۔ خوارج نے تحکیم کا بہانہ بنایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور شیخین یعنی ابوبکر صدیق اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے علاوہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی تکفیر کے قائل ہو گئے کہ تحکیم قبول کر کے یہ سب کے سب کافر ہو گئے (نعوذ باللہ) جب تحکیم کے بعد ان کی تکفیر کے قائل ہوئے تو ان کے نزدیک ان کی روایتوں کی اور ان کی حدیثوں کی حیثیت ختم ہو گئی۔ چنانچہ یہ دونوں فتنے یعنی روافض اور خوارج کی بدعات کی اساس انکار حدیث پر ہے۔ خوارج نے شیخین کے علاوہ سب کی احادیث کا انکار کر دیا اور روافض نے ان پندرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ جن کی موالات جناب علی رضی اللہ عنہ سے ثابت تھی، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی مرویات کا انکار کر دیا اور وہ جو پندرہ صحابہ تھے، ان کی بھی وہ احادیث لیں جو بقول ان کے اپنے ائمہ کی سند سے تھیں، جن کے راوی ان کے اپنے ائمہ تھے۔ بقیہ محدثین نہیں، بخاری ان کے ہاں محدث نہیں، مسلم ان کے ہاں محدث نہیں بلکہ جن کے راوی ان کے اپنے ائمہ تھے ان کی حدیثیں لیں اور ان تمام احادیث کی بنیاد وضع تھی۔ ان میں ایسے لوگ شامل تھے جو وضاع اور کذاب تھے۔ نتیجہ یہ کہ انہوں نے اپنی اس فکر کے ذریعے احادیث کو بالکل مطعون کرنے کی کوشش کی، ملتبس کرنے کی کوشش کی۔

تمام فتنوں کی جڑ یہودیت ہے:

یہ دین اسلام کے اولین فتنے تھے اور اگر آپ ان پر غور کریں گے، ان کے جزو اور اصول دیکھیں گے تو یہ سب کے سب دلیدۂ یہود ہیں، ان کی بنیاد میں آپ کو یہودی سازش ملے گی اور یہودیوں کو یہ معلوم تھا کہ مسلمانوں سے قرآن اور حدیث ہم نہیں چھین سکتے، اگر ہم حدیث کو چھیننے میں کامیاب ہو گئے تو پورا دین ختم ہو سکتا ہے کیونکہ اکیلا قرآن سارے مسائل حل نہیں کر سکتا۔

قرآن نماز نہیں پڑھا سکتا۔ یہ جو کہتے ہیں کہ نماز پڑھو؟ یہ قرآن نے بیان نہیں کیا۔ کتنی نمازیں ہیں؟ قرآن نے نہیں بتایا۔ طریقہ نماز کیا ہے؟ قرآن نے نہیں بتایا۔ نماز شروع کہاں سے ہوگی، ختم کیسے ہوگی؟ قرآن نے نہیں بتایا۔

قرآن کہتا ہے زکوۃ دو، لیکن زکوۃ کی تفصیلات نہیں بتائیں۔ اگر کسی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاس اونٹ ہیں تو کیا نصاب ہے؟ بکریاں ہیں تو کیا نصاب ہے؟ سونا اور چاندی ہے تو کیا نصاب ہے؟ درہم اور دینار ہیں تو کیا نصاب ہے؟ روپیہ پیسہ ہے تو کیا نصاب ہے؟ باغات ہیں، کھیتیاں ہیں تو کیا نصاب ہے؟

اور اگر کھیتیوں کو پانی بارش سے دیا جائے تو اس کا کیا نصاب ہے؟ اور اگر ڈولوں کی مدد سے کھینچ کھینچ کر کھیتوں کو سیراب کیا گیا تو اس کا کیا نصاب ہے؟ قرآن نے یہ نہیں بتلایا۔

اکیلا قرآن نہ عبادات کو چلا سکتا ہے نہ معاملات کو چلا سکتا ہے۔ یہ سارے کا سارا کام حدیث رسول ﷺ کے ساتھ ہی سنور سکتا ہے۔ اس لیے حدیث کو چھینو، انہیں گمراہ کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

فتنہ انکار حدیث اور معتزلہ:

تیسرا فرقہ اس دور میں معتزلہ کا تھا۔ معتزلہ نے ایک عجیب طرح چھوڑی اور تفریق کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بعض اوقات ہمارے سامنے ایسی حدیثیں آتی ہیں، جن کی بنیاد ایک راوی پر ہوتی ہے، یہ خبر واحد ہے اور بعض اوقات ایسی حدیثیں آتی ہیں، جن کے راوی پچاس، ساٹھ، ستر، اسی ہوتے ہیں۔ ان کی اصطلاح کے مطابق یہ خبر متواتر ہے۔ انہوں نے یہ شوشہ چھوڑا کہ خبر متواتر علم یقینی رکھتی ہے اور خبر واحد علم ظنی پر مشتمل ہے۔ لہٰذا ہم ظنون کو، شبہات کو، علم قرار نہیں دیں گے، وہ حدیث جو متواتر ہے، اسے ہم مانتے ہیں اور جو احاد ہیں، انہیں ہم نہیں مانتے۔ چنانچہ اس فرقے کی بنیاد بھی انکار حدیث ہے۔

خبر واحد پر عمل کی ایک مثال:

یہ سارے اصول لوگ دین پر ڈھاتے ہیں، لیکن کوئی شخص آ کر بتا دے کہ تمہارے گھر میں آگ لگ گئی تو بھاگے جائیں گے۔ اس کو نہیں کہیں گے کہ تم اکیلے ہو، خبر واحد ہے، ہم نہیں مانتے، اپنے گھر بھاگے جائیں گے کہ گھر جل نہ جائے۔ یہ نہیں کہیں گے کہ ہمارے گھر جلنے کی خبر پچاس، ساٹھ، ستر، اسی راوی لے کر آئیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے تو پھر ہم مانیں گے کہ گھر کو آگ لگ گئی ہے ورنہ ہم نہیں مانیں گے، نہیں! وہ نقصان اپنی ذات کو ہو رہا ہے، بھاگے جائیں گے، لیکن یہ سارا معاملہ دین کو کمزور کرنے کی سازش ہے۔

باطل فرقوں کا بدعات کے لیے استدلال:

آپ دیکھیں! ابتداء میں جس قدر گروہوں اور فرقوں نے جنم لیا، ان تمام کی بدعات کا استدلال قرآن سے تھا۔ چنانچہ جہمیہ، معطلہ، قدریہ، جبریہ، روافض، معتزلہ، متکلمین ان تمام نے جو بدعات اختراع کیں (تفصیلات آپ کتابوں میں پڑھ سکتے ہیں) لیکن انہوں نے اپنی تمام بدعات کا سہارا لیا قرآن کے ذریعے، اس طرح کہ اپنی من مانی تاویلیں کیں۔ سلامتی والا راستہ یہ ہے کہ قرآن کو لو اور اس کو اس طرح سمجھو جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ نے سمجھا دیا ہے۔

حدیث ہی دین کی تکمیل ہے:

حدیث پورا دین ہے جو اللہ کے پیغمبر ﷺ نے پوری زندگی پیش کیا۔ آخری وقت آ گیا تو یہ فرما گئے کہ:

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِما كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رسوله.[1]

''میں تمہارے بیچ دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک ان دو چیزوں کو تھامے رہو گے، تمہیں دنیا کی کوئی طاقت گمراہ نہیں کر سکے گی، ایک قرآن اور دوسری حدیث''۔

---

[1] مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ بحوالہ مؤطا امام مالک کتاب القدر: باب النہی عن القول بالقدر ص ٣٦١. المستدرك للحاكم ص٦٣ ج١. مشکوٰۃ کا حوالہ اس لیے دیا ہے کہ اس تک رسائی عامِ آدمی بھی بآسانی کر سکتا ہے۔ اور یہ کتاب تقریباً اکثر لوگوں کے پاس موجود ہی ہوتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب اللہ میں بھی اس چیز کی تکرار وارد ہے:

﴿ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ﴾ [النسآء : ۵۹]

''اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو''۔

﴿ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ ﴾ [آل عمران : ۳۱]

''بتا دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو میری اتباع کرو''۔

﴿ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ﴾ [النسآء : ۵۹]

''لوگو! اگر تمہارے درمیان نزاع ہو جائے، اختلاف ہو جائے تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو''۔

''اللہ کی طرف لوٹا دو'' یہ قرآن مجید ہے۔''رسول اللہ کی طرف لوٹا دو'' یہ آپ کی حدیث ہے۔ عمر بھر اسی چیز کی تکرار رہی۔ قرآن اور حدیث۔ قرآن اور حدیث، یہ دین ہے۔ لیکن ان گمراہ فرقوں نے حدیث کو چھوڑ کر جب اپنی عقل سے قرآن پر غور کیا تو گمراہ ہوئے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔

فتنہ انکارِ حدیث، قرآن کے خلاف سازش ہے:

لہٰذا فتنہ انکار حدیث ایک سازش ہے، نہ صرف یہ کہ حدیث کے خلاف بلکہ قرآن کے خلاف بھی، کیونکہ قرآن کا فہم حدیث کا محتاج ہے۔ جب تم حدیث کو نہیں مانو گے تو گویا تم نے قرآن کو بھی نہیں مانا۔ اب خوارج نے حدیث کا انکار کر دیا کہ شیخین کے علاوہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم ہمارے نزدیک کافر ہو گئے۔ (نعوذ باللہ)

لہٰذا ہم کسی کی حدیث کو نہیں مانیں گے، انہوں نے قرآن کو بھی نہیں مانا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خوارج کی خبر دی کہ ایک قوم پیدا ہونے والی ہے۔ فرمایا:

يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ.

''وہ دین سے نکل جائیں گے، خارج ہو جائیں گے۔

كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ.

جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے، واپس نہیں لوٹتا اس طرح وہ دین سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خارج ہو جائیں گے‘‘۔

(رَمِيَّة، کا معنی ہے۔ الشَّيءُ الَّذِي يُرمٰى بِهٖ وہ جانور جس پر تیر پھینکا گیا ہے۔ حدیث کا ترجمہ ہو گا جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ تیر بڑی تیزی سے شکار کو پھاڑ کر نکل جاتا ہے۔ اور تیر کے کسی بھی حصے کو خون، گوبر شکار کی کوئی چیز نہیں لگتی۔ اسی طرح یہ لوگ دین سے بڑی تیزی سے نکل جائیں گے۔ دین کی کوئی بھی چیز ان کو حاصل نہیں ہوگی۔ محمدی)

اور ساتھ ساتھ یہ فرمایا:

وَيَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ وَلَا يُجَاوِزُ حِنَاجِرَهُمْ.

’’وہ قرآن کو پڑھیں گے، قرآن کو سینے سے لگائیں گے، قرآن کو پیش کریں گے، قرآن کی دعوت دیں گے، لیکن حقیقت یہ ہوگی کہ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا‘‘۔ ❶

فہم قرآن، حدیث کا محتاج ہے:

حدیث کے بغیر قرآن کو ماننا، کیا ماننا ہے، یہ ماننا نہیں ہے۔ اگر حدیث کو نہیں مانا تو تم نے قرآن کو بھی نہیں مانا۔ کیونکہ فہم قرآن، حدیث کا محتاج ہے۔ اس وقت تک قرآن صحیح معنی میں سمجھ میں نہیں آ سکتا، جب تک ساتھ ساتھ حدیث نہ ہو، چنانچہ جناب رسول اللہ ﷺ کا وظیفہ نبوت کیا تھا:

﴿لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ [النحل: ٤٤]

’’اے نبی! ہم نے آپ کو بھیجا ہے تاکہ جو وحی آپ کی طرف آ رہی ہے، اسے کھول کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کریں‘‘۔

---

❶ بخاری كتاب استتابة المرتدين والمعاندين و قتالهم، باب قتل الخوارج و الملحدين الخ رقم الحديث: ٦٩٣٠. مسلم كتاب الزكوٰة باب التحريض على قتل الخوارج رقم الحديث: ٢٤٦٢.

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

پوری وضاحت کر دیں، صراحت کے ساتھ ان کو سمجھا دیں۔ یہ اللہ کے پیغمبر کا وظیفہ ہے: قرآن بیان کرتا ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا﴾ [الانعام: ۱۱٤]

''اللہ وہ ذات ہے جس نے آپ کی طرف کتاب اتاری''۔

''مُفَصَّلًا'' سے منکرین حدیث کا دھوکہ اور اس کا صفایا:

بیشتر منکرین حدیث اپنی جہالت کی بنیاد پر اس آیت سے دھوکا کھاتے ہیں، اور دیتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے کتاب مفصل اتار دی، یہ کتاب مفصل ہے اس لیے کسی اور چیز کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس آیت کا یہ ترجمہ نہیں ہے، یہ ترجمہ جہالت کی بنیاد پر کیا گیا ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا﴾

بھئی یہ کیا ترکیب ہے؟ جس ترکیب کے مطابق عام پرویزی اس کا ترجمہ کرتے ہیں، وہ موصوف صفت والا ترجمہ کرتے ہیں، یہ کتاب مفصل ہے، جب کتاب مفصل ہے تو پھر کسی اور چیز کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ صاف کہہ دیتے ہیں۔ لیکن بتاؤ یہ موصوف صفت ہے؟ یہ ترکیب توصیفی ہے، آپ جانتے ہیں کہ ترکیب توصیفی میں دونوں جز موصوف اور صفت آپس میں مطابق ہوتے ہیں اور مطابقت چار چیزوں میں ہوتی ہے، جن میں سے ایک تعریف اور تنکیر کی بھی ہے۔ اب ''اَلْكِتَابَ'' معرفہ ہے۔ مُفَصَّلًا نکرہ ہے۔ معرفہ کی صفت نکرہ نہیں ہوسکتی، لہٰذا یہ ترکیب توصیفی نہیں ہے، جب ترکیب توصیفی نہیں ہے تو پھر اس کا ترجمہ ترکیب توصیفی والا نہیں ہوگا۔ ترکیب میں حال بن رہا ہے، مفصلاً الکتاب سے حال ہے۔ عربی قواعد کے اعتبار سے اس کو حال بنا کر قواعد کے مطابق اب ترجمہ کرو:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا﴾

''اللہ وہ ذات ہے جس نے آپ کی طرف کتاب اتاری، اس حال میں کہ اس کتاب کی تفصیل بھی بیان کر دی گئی''۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب کی تفصیل بھی کر دی گئی۔ معنی یہ ہوا کہ کتاب اور چیز ہے اور اس کی تفصیل اور چیز ہے۔ یہ تمہارا ترجمہ تمہارے جہل کی بنیاد پر ہے، جو غلط ہے۔ یہ ترکیب توصیفی نہیں ہے، بلکہ یہ حال ذوالحال ہے، اس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ اللہ نے کتاب اتاری اس حال میں کہ اس کتاب کی تفصیل بھی کر دی گئی کہ کتاب علیحدہ ہے اور تفصیل علیحدہ ہے۔ یہ تفصیل کس نے کی؟ یہ تفصیل بھی اللہ نے کی۔ بیان کرنے والا اللہ ہے اور اس کی دلیل صریح ایک اور مقام پر ہے:

﴿ كِتَٰبٌ أُحْكِمَتْ ءَايَٰتُهُۥ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ﴾ [هود: ۱]

''یہ کتاب ہے جس کی آیتیں محکم ہیں، پھر ان آیتوں کی تفصیل کی گئی''۔

وہ تفصیل کس کی طرف سے ہے؟

﴿ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ﴾

وہ بھی اللہ حکیم وخبیر کی طرف سے ہے۔ یعنی ایک کتاب ہے اور ایک اس کی تفصیل ہے کتاب بھی اللہ کی طرف سے ہے اور اس کی تفصیل بھی اللہ کی طرف سے ہے۔ لہٰذا یہ دونوں چیزیں اللہ کی طرف سے ہیں، اس کی تفصیل بیان کرنا لوگوں کے سامنے پیش کرنا، یہ محمد رسول اللہ ﷺ کا وظیفہ ہے۔ چنانچہ یہ بات اچھی طرح ثابت ہوتی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید کی تفصیل کی۔ اس کی تفسیر خود بیان کر دی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ دس آیتیں اترتیں:

وأصحابُ رسول الله ﷺ لَمْ يُجاوِزُوهَا حَتّٰى يَتَعَلَّمُوا مَا فِيهَا مِنَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ. ❶

''اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت تک آگے نہ بڑھتے جب تک ان دس آیتوں کا علم وعمل اللہ کے پیغمبر سے حاصل نہ کر لیتے''۔

یہ علم دینے والا کون ہے؟ اللہ کا پیغمبر۔ عمل بتانے والا کون ہے؟ اللہ کا پیغمبر اور آخری

---

❶ فتاوی ابن تیمیہ: ۱۳/۳۰۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بات وہ یہ کہتے ہیں کہ:

فتعلمنا القرآن والعِلْمَ وَالْعَمَلَ جَمِيعًا. ❶

''ہم نے قرآن اور قرآن کا علم اور اس پر عمل تینوں چیزیں اکٹھی حاصل کیں''۔

اس کا معنی یہ کہ اللہ کے پیغمبر نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے قرآن مجید کی تفصیل کی، تفسیر کی۔ اس کا ایک شاہد یہ بھی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے:

اقام على حفظ "البقرة" ثمان سنوات. ❷

''صرف سورۃ البقرۃ کے حفظ کرنے پر انہیں آٹھ سال لگ گئے''۔

ان کا حافظہ کمزور نہیں تھا کہ آٹھ سال میں سورۃ البقرۃ یاد کی۔ بلا کے ذہین تھے، بلا کا حافظہ تھا، آج ہمارا بچہ بھی چند ماہ میں سورۃ بقرہ کا حافظ بن جاتا ہے، ان کا جو حفظ تھا اور تعلم تھا وہ تفسیر اور امر کے ساتھ ساتھ تھا یعنی سورۃ البقرہ کو یاد کرنے، اسے سیکھنے، اس کا علم حاصل کرنے پر آٹھ سال لگے۔ کیونکہ قرآن مجید کی سب سے بڑی سورت جو سب سے زیادہ احکام پر مشتمل ہے، وہ سورۃ بقرہ ہے۔ اللہ کے پیغمبر سے اس سورۃ کو سیکھنے اور یاد کرنے میں آٹھ سال کا عرصہ لگا، یہ بھی دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اللہ کے پیغمبر سے قرآن کی تفسیر لیا کرتے تھے۔

طبرانی میں ایک روایت ہے، اس سے بھی صراحت ہوتی ہے، وہ کہتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ:

أنّ عُمَرَ قال ثُمّ إنّ مِنْ آخِرِ ما نَزَلَ آيةُ الرِّبٰوا تَوَفّى رسولُ اللهِ قَبلَ انْ يُفَسِّرُها. ❸

---

❶ الاتقان: ٤٦٨/٢ عن ابن مسعود ايضا فتاوىٰ ابن تيمية ٣٣١/١٣.

❷ التفسير والمفسرون ٧/٢.

❸ مسند احمد ص٤٩ ج١ رقم الحديث: ٣٥٠. تفسير طبرى ٧٥/٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”قرآن مجید کی جو آخری آیت اتری، احکام کے لحاظ سے وہ آیت ربوا یعنی سود کی آیت تھی اور اللہ کے پیغمبر اس آیت کی تفسیر بیان کرنے سے قبل ہی فوت ہو گئے“۔

اس میں دلیل ہے، اشارہ ہے کہ اللہ کے پیغمبر نے ہر آیت کی تفسیر کی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے لی، لیکن احکام میں جو آخری آیت نازل ہوئی، وہ آیت ربا تھی اور اللہ کے پیغمبر اس کی تفصیل بیان کرنے سے قبل ہی فوت ہو گئے۔ اس میں کوئی نقص باقی نہیں رہا وہ آیت واضح تھی، اس میں کوئی ابہام ہوتا یا تفصیل طلب کوئی چیز ہوتی تو اللہ کے پیغمبر اسے بیان کیے بغیر نہ چھوڑتے، لیکن وہ بات واضح تھی، البتہ اس میں دلیل ہے کہ اللہ کے پیغمبر نے ہر آیت کی تفسیر کی۔

قرآن کی تفسیر کا معاملہ انتہائی نازک اور حساس ہے:

میرے دوستو اور بھائیو! قرآن کی تفسیر کا معاملہ سب سے زیادہ نازک اور حساس ہے۔ امام مسروق ایک تابعی گزرے ہیں وہ کہتے ہیں کہ:

”قرآن کی تفسیر کرنے والے چوکنے ہو جاؤ، محتاط ہو جاؤ اور اللہ سے ڈر جاؤ، کیونکہ قرآن کی تفسیر روایت ہے خالق کائنات کی طرف سے یہ کوئی کھیل یا مذاق نہیں ہے“۔

جس طرح اس کو منکرین حدیث اور پرویزیوں نے کھیل بنا دیا ہے۔ من مانی تفسیریں کر کے اور من مانے مطالب بیان کر کے اسے ایک معمہ بنا دیا ہے۔ یہ قرآن کا مقام نہیں۔ قرآن کی تفسیر کے تعلق سے اللہ کے پیغمبر کا فرمان ہے کہ:

أَخافُ عَلٰى أُمَّتِي الكِتَابَ وَاللَّبَنَ. [1]

”مجھے اپنی امت پر دو خطرے ہیں۔ ایک خطرہ قرآن کے بارے میں ہے دوسرا خطرہ دودھ کے بارے میں ہے“۔

---

[1] مسند احمد: ١٦٨٦٧.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ''قرآن کا خطرہ کیا ہے اور دودھ کا خطرہ کیا ہے؟''۔ فرمایا: کہ قرآن کا خطرہ یہ ہے کہ:

یَتَعَلَّمَهُ الْمُنَافِقُوْنَ ثُمَّ يُجَادِلُوْنَ بِهِ الَّذِيْنَ آمَنُوا. ❶

''اس امت کے منافق، اس امت کے بعض بے ایمان لوگ، قرآن کو اپنی خواہشات کے مطابق سیکھیں گے اور سیکھنے کے بعد اس قرآن کو لے کر، اس کی آیتیں پڑھ پڑھ کر مومنین سے، اہل ایمان سے جھگڑیں گے''۔

اللہ کے نبی کی یہ حدیث ان پرویزیوں پر منطبق آ رہی ہے۔ مکمل فٹ ہو رہی ہے، جو قرآن کی آیتیں پڑھ پڑھ کر جھگڑتے ہیں اور بحثیں اور مناظرے کرتے ہیں، اس کے صحیح فہم کے ساتھ نہیں بلکہ من مانی تاویلوں کے ساتھ۔ فرمایا کہ یہ خطرہ تو قرآن کے بارے میں ہے اور دوسرا خطرہ دودھ کے بارے میں یہ ہے کہ لوگ دودھ کے جانور بکریاں، اونٹنیاں، گائے وغیرہ میں مشغول ہو جائیں گے۔ ریوڑ ہوں گے، ان کو لے کر نکل جائیں گے۔

فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ الْجَمَاعَاتِ وَيَتْرُكُوْنَ الْجُمُعَاتِ. ❷

''نتیجہ یہ ہوگا کہ جماعتوں سے غیر حاضر ہوں گے اور جمعہ چھوڑتے جائیں گے''۔

یہ دودھ کا خطرہ ہے کہ کاروباروں میں اس قدر منہمک ہوں گے کہ کاروبار پھیل جائیں گے، ان کے پھیلاؤ کو سنبھالنے کے لیے وہ باہر نکلیں گے، جب وہ باہر نکلیں گے تو جماعتیں بھی چھوٹیں گی، جمعہ بھی رہ جائیں گے۔ فرمایا یہ خطرہ ہے دودھ کا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

هَلْ تَعْرِفُ مَا يَهْدِمُ الْإِسْلَامَ زِلَّةُ الْعَالِمِ وَجِدَالُ الْمُنَافِقِ بِالْكِتَابِ وَحُكْمُ الْأَئِمَّةِ الْمُضِلِّيْنَ. ❸

---

❶ مسند احمد: ١٦٨٦٧. ❷ ایضا.

❸ سنن دارمی باب فی کراهية اخذ الرأی رقم ٢١٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''کیا تم جانتے ہو کہ اسلام کو گرانے والی کون کون سی چیزیں ہیں؟ عالم کی ٹھوکر، منافقین کا قرآن لے کر جھگڑنا اور گمراہ حکام''۔

اسلام کیسے منہدم ہوتا ہے یا اسلام کی عمارت کیسے گرتی ہے؟ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ہیں، ایک ہے:

زِلَّةُ الْعَالِمِ.

''عالم کی ٹھوکر''۔

کہ عالم ٹھوکر کھا جائے، مفتی ٹھوکر کھا جائے کہ وہ فتویٰ دے گا اور لوگ اس کو مانیں گے۔ خود بھی گمراہ اور لوگ بھی گمراہ ہو جائیں گے۔ دوسری چیز:

وَجِدَالُ الْمُنَافِقِ بِالْكِتَابِ.

''اس امت کے بعض منافقین اور بعض بے ایمان لوگ قرآن کی آیتیں لے لے کر جھگڑا کریں گے''۔

مناظرے کریں گے اور بحثیں کریں گے، ان آیتوں کی تاویلیں اپنی مرضی سے کریں گے، ان کی تفسیر تفسیر مخطور اور اللہ کے پیغمبر سے منقول نہیں ہوگی۔ تیسری بات:

ائمة مُضِلِّينَ.

''گمراہ حکام کا حکم، ان کے فیصلے، ان کی قرار دادیں''۔

فرمایا کہ یہ بھی دین اسلام کو ڈھانے والی ہیں۔ اس سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ تفسیر قرآن کا کیا مقام ہے؟ یہ کوئی کھیل تماشا نہیں ہے۔ یہ بڑی احتیاط کا کام ہے، یہ ایک بڑا حساس عمل ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص گیا اور کہا کہ (فاكهةً وابًّا) کی تفسیر کیجیے۔ یہ قرآن کی ایک آیت ہے، اس کی تفسیر کیجیے!

تو آپ خاموش ہو گئے اور آپ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اللہ کے نبی کے بعد امت میں سب سے افضل ہیں، انہوں نے فرمایا کہ:

اَيُّ سَمَاءٍ تُظِلُّنِي اَيُّ اَرْضٍ تُقِلُّنِي اِنْ قُلْتُ فِي الْقُرآنِ بِالرَّأيِ. [1]

---

[1] الاتقان فی علوم القرآن ج ۱ ص ۳۰۴، الإحكام فی اصول القرآن لابن ...

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اگر میں قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کردوں، اپنی رائے سے قرآن کا مسئلہ بیان کردوں تو مجھے بتاؤ کہ کون سا آسمان ہے جو مجھ پر سایہ کرے گا اور وہ کون سی زمین ہے جو مجھ کو پناہ دے گی''۔

یعنی یہ مسئلہ بڑا حساس ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ اللہ کے پیغمبر کے بڑے ثقہ صحابی ہیں، ان کا قول ہے:

قال سَتَجِدُوْنَ اَقْوامًا يَدْعُونَكُمْ اِلَى كتابِ اللّٰه وَقَدْ نَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ. ❶

''ایک دور آئے گا، کچھ لوگ پیدا ہوں گے، کچھ گروہ پیدا ہوں گے، جن کی دعوت صرف قرآن کی طرف ہوگی اور ان کا اپنا حال یہ ہوگا کہ وہ خود قرآن کو اپنی پشتوں کے پیچھے پھینک چکے ہوں گے''۔

عمل کی قبولیت کی بنیاد فہم قرآن ہے:

ایسے لوگوں کو قرآن کا فہم ہی نہیں ہوگا، جن کی باتیں اپنے مفاد میں ہوں گی، اپنے مطلب کے لیے ہوں گی، ان کو لے لیں گے، باقی کو چھوڑ دیں گے۔ جب قرآن کا صحیح فہم ہی نہیں ہوگا تو عمل کیا ہوگا؟ عمل ہوتا ہے صحیح فہم کی بنیاد پر۔ فرمایا ان کی دعوت تو کتاب اللہ کی طرف ہوگی، بلائیں گے قرآن کی طرف، لیکن اپنا حال یہ ہوگا کہ وہ قرآن کو اٹھا کر اپنی پشتوں کے پیچھے پھینک چکے ہوں گے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ایک بڑا تاریخی قول ہے، فرماتے ہیں کہ:

انه سَيَأتى ناسٌ يُجَادِلُونَكم بِشُبُهاتِ الْقرآنِ فَخُذُوْهُمْ بِالسُّنَنِ فإنَّ أَصْحَابَ السُّنَنِ أَعْلَمُ بِكِتَابِ اللّٰه. ❷

---

❶ سنن الدارمی : ۱۴۳ . جامع بیان العلم وفضله : ۱۹۳/۲ . باب فی من تأول القرآن أو تدبره وهو جاهل بالسنة.

❷ سنن الدارمی باب التورع عن الجواب فيما ليس فيه كتاب ولا سنة رقم : ۱۱۹ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرے دوستو! کچھ لوگ تمہارے پاس آئیں گے:

يُجَادِلُوْنَكُمْ بِشُبُهَاتِ الْقُرْآنِ.

تم سے قرآن کے ذریعے جھگڑیں گے۔ قرآن پڑھ کر اپنی مرضی کے مفہوم بیان کر کے تم سے اختلاف کریں گے، جھگڑیں گے، مناظرے کریں گے۔ تم کیا کرنا:

فَخُذُوْهُمْ بِالسُّنَنِ.

''تم ان کو اللہ کے نبی کی حدیث سے پکڑنا''۔

وہ قرآن پڑھ کر تم سے مناظرے کریں گے اور تمہیں کہیں گے کہ قرآن پیش کرو، ہم حدیث کو نہیں مانتے۔ فرمایا کہ نہیں ایسا نہ ہو کہ تم تکلف کرو، نہیں نہیں بلکہ تمہارے لیے دین قرآن و حدیث ہے:

فَخُذُوْهُمْ بِالسُّنَنِ.

تم ان کو پکڑنا اللہ کے پیغمبر کی حدیثیں پیش کر کے، ان کو بتانا کہ اس خلق پر اللہ کی حجت قرآن سے بھی ہے اور حدیث سے بھی ہے اور حدیث دین ہے۔

ایک اہم نکتہ. اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تعلمُوْن:

میں اصل میں ایک اہم نکتے کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔ بتانا یہ چاہتا ہوں کہ انکار حدیث کا فتنہ دین کے خلاف، حدیث کے خلاف اور قرآن کے خلاف سازش ہے۔ قرآن مجید اتنی مقدس اور عظیم کتاب ہے کہ اس کی تفسیر بڑی احتیاط کا تقاضا کرتی ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ یقیناً آپ کہیں گے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک گناہ اور بھی ہے جو شرک سے بھی بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر چار گناہوں کا ذکر کیا ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [الاعراف: ۳۳]

کہ اللہ نے فواحش کو حرام کیا ہے، معصیت اور گناہوں کو حرام کیا ہے۔ دوسرے نمبر پہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَالْبَغْيَ سرکشی کو حرام کیا ہے۔ یعنی فواحش سے بڑا گناہ سرکشی ہے اور تیسرے نمبر پر فرمایا کہ شرک کو حرام کیا ہے یعنی سرکشی سے بڑا گناہ شرک ہے اور چوتھے نمبر پر کس گناہ کو حرام کیا ہے؟ فرمایا:

﴿ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾

اور شرک کے بعد اس چیز کو بھی حرام کیا ہے کہ تم اللہ کی طرف کوئی چیز منسوب کرو، اللہ پر کوئی بات کہو جس کو تم جانتے ہی نہیں۔ بغیر جانے، بغیر علم کے تم اللہ کی طرف، اللہ کے دین کی طرف کسی چیز کو منسوب کرو، یہ بھی حرام ہے۔ بغیر علم کے اللہ پر کوئی بات کہنا اور بغیر علم کے اللہ کی طرف کوئی بات منسوب کرنا، یہ شرک سے بڑا گناہ ہے۔ اللہ کی طرف کوئی بات منسوب کرنا اور اللہ پر کوئی بات کہنا یہ بڑی صریح اور ٹھوس دلیل کے ساتھ ہو۔ اگر ایسا نہیں ہوگا تو یہ شرک سے بڑا گناہ ہے۔ اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کے متعلق فرمایا:

﴿ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ○ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ○ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ○ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ ﴾ [الحاقة: ٤٤-٤٧]

”اگر ہمارا پیغمبر اپنی کوئی بات ہماری طرف منسوب کرے کہ یہ اللہ کی بات ہے، تو ہم دائیں ہاتھ سے پیغمبر کو اٹھا کر کھینچ لیں گے اور پیغمبر کی شہ رگ کاٹ کے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیں گے“۔

اللہ پر کوئی بات بغیر علم کے کہنا بہت بڑا گناہ ہے۔ مجھے ضمناً ایک بات یاد آئی۔ میں نے بعض مساجد میں دیکھا ہے کہ ایک ہیڈنگ اوپر قائم کی ہوئی ہے، نیچے دس بارہ مقفّٰی و مسجّع جملے لکھے ہوئے ہیں کہ:

”میرے بندے! تو میری طرف آ کر تو دیکھ، کرم کی انتہا نہ کر دوں تو پھر کہنا“۔

اللہ نے کہاں فرمایا ہے؟ اور کرم کی انتہا کیا ہے؟ اس انتہا کو تم کیسے جانتے ہو۔ اللہ نے کہاں فرمایا؟ قرآن میں کہاں ہے؟ حدیث میں کہاں ہے؟ اللہ پر بغیر علم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے کوئی بات کہنا شرک سے بڑا گناہ ہے۔ اے میرے پیغمبر ﷺ! اگر تم نے بھی کوئی بات ہمارے کھاتے میں ڈال دی، ہماری طرف منسوب کر دی تو ہم تمہیں سیدھے ہاتھ سے پکڑ کر کھینچ لیں گے، فوراً آپ کی گردن کاٹ کر آپ کی زندگی کا خاتمہ کر دیں گے۔ یعنی یہ بڑا سنگین معاملہ ہے۔

حدیث کا انکار ہی قرآن کا انکار ہے:

اب میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ جو لوگ حدیث کا انکار کرتے ہیں، وہ قرآن کو بھی نہیں مانتے۔ قرآن کا بھی حق ادا نہیں کرتے۔ چنانچہ اپنی بات منانے کے لیے وہ قرآن میں اپنی مرضی کی من مانی تاویلیں کرتے ہیں، نتیجہ یہ کہ حدیث کا انکار تو کر ہی دیا۔ نہ قرآن کو مانا نہ دین کو مانا۔ یوں آہستہ آہستہ دین کا حلیہ بگاڑنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ اب قرآن کی طرف آیئے! اس کی تفسیر کا مقام آپ نے سن لیا۔ امت کے بعض مشاہیر کے قول آپ نے سن لیے کہ قرآن کی تفسیر کا معاملہ کتنا گھمبیر ہے اور بغیر علم کے اللہ کی طرف کوئی بات منسوب کرنا کتنا بڑا گناہ ہے۔ یہ سب باتیں آپ نے سن لیں جو میں نے شروع میں دعویٰ کیا کہ حدیث کے بغیر قرآن پر عمل نہیں ہو سکتا۔

صحابی رسول عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور ایک سوال کیا۔ انہوں نے جواب دیا تو وہ کہتا ہے کہ اس کا جواب قرآن سے پیش کرو۔ جو آپ نے حدیث بتائی ہے مجھے اس کا جواب قرآن سے بتاؤ؟ تو صحابی رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ "انك رجل احمق" تم احمق آدمی ہو، بے وقوف آدمی ہو، جو قرآن کی شرط لگا رہے ہو۔ پھر اس سے پوچھا کہ تم بتاؤ تم نے ابھی ظہر کی چار رکعت پڑھیں۔ یہ قرآن میں کہاں ہے؟ قرأت سری تھی، امام نے قرأت بالجہر نہیں کی۔ یہ سری قرأت قرآن میں کہاں ہے؟ تم نے نماز تکبیر تحریمہ سے شروع کی۔ تکبیر تحریمہ قرآن میں کہاں ہے؟ تم نے سورۃ فاتحہ پڑھی یہ قرآن میں کہاں ہے کہ نماز سورۃ فاتحہ سے شروع کرو؟ تم نے ایک رکعت میں ایک رکوع کیا، دو سجدے کیے۔ قرآن میں یہ کہاں ہے؟ تم نے نماز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلام پھیرنے سے ختم کی یہ قرآن میں کہاں ہے؟ اس کو زچ کر دیا کہ تم نے یہ کیا تماشا بنا رکھا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کو دین کی فکر تو یہی تھی کہ جو کچھ حدیث ہے، وہی قرآن ہے۔ جو اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہی اللہ کا فرمودہ ہے۔ کیونکہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ﴾ [النسآء : ۸۰]

''جو رسول کی اطاعت کرے گا اس نے اللہ کی اطاعت کی''۔

ایک عورت ام یعقوب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا کہ رات تم نے ایک مسئلہ بیان کیا۔ میں نے پورا قرآن دیکھا مجھے کہیں نہیں ملا۔ مجھے قرآن سے بتاؤ وہ کہاں ہے؟ تم نے کہا کہ:

لَعَنَ اللّٰهُ لَوَاشِمَاتِ وَالْمُوْتَشِمَات والمتنمّصاتِ والمُتفلّجاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰه.

ان سب عورتوں پر اللہ کی لعنت جو اپنے بالوں کے ساتھ مصنوعی بال جوڑتی ہیں تا کہ بال لمبے ہو جائیں، حسن میں اضافہ ہو جائے اور وہ عورتیں جو اپنے گال چھدوا کر اس میں سرمہ بھرواتی ہیں، نقش ونگار کرتی ہیں تا کہ خوبصورتی پیدا ہو جائے۔ اور متنمصات وہ عورتیں جو اپنے بھنویں کے بال ترشوا کر باریک کرتی ہیں تا کہ خوبصورتی میں اضافہ ہو۔ فرمایا کہ ان پر بھی اللہ کی لعنت ہے۔ اس عورت نے کہا کہ میں اپنے گھر گئی رات بھر نہیں سوئی۔ میں نے قرآن اوّل تا آخر پورا کا پورا کھنگال مارا مجھے یہ کہیں نہیں ملا۔ تم بتاؤ تم نے یہ کہاں سے لے لیا۔ ایک تو داد دو اس عورت کی تحقیق کو کہ وہ کسی کی مقلد نہیں تھی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ عظیم صحابی تھے۔ اللہ کے پیغمبر کے قریبی صحابی تھے لیکن ان کا کہہ دینا کافی نہیں، دین قرآن وحدیث کا نام ہے۔ پھر کہا کہ بتاؤ! یہ قرآن میں کہا ہے؟ جب اللہ کی لعنت ہے تو اللہ نے لعنت قرآن میں کی ہوگی، کہاں لکھی ہے؟ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ جب تم قرآن دیکھ رہی تھی تو تمہارے سامنے اللہ کا یہ فرمان نہیں گزرا:

﴿ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾ [الحشر:۷]

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”جو چیز تمہیں پیغمبر دے وہ لے لو اور جس چیز سے پیغمبر روکے اس سے رک جاؤ“۔

کہاں ہاں! یہ آیت میں نے پڑھی ہے۔ فرمایا کہ پھر تم گواہ رہو میں نے اپنے ان دو کانوں سے اللہ کے پیغمبر کا یہ فرمان سنا ہے۔ ❶

قرآن اور حدیث دونوں اللہ کی وحی ہیں:

معنی یہ کہ اللہ کے پیغمبر کا یہ فرمان گو حدیث ہے مگر وہ اللہ ہی کا امر ہے کیونکہ اللہ نے علی الاطلاق بغیر کسی قید کے، بغیر کسی استثناء کے واضح اعلان کر دیا کہ جو چیز تم کو رسول دے وہ لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ اور یہ اللہ کے پیغمبر نے دی ہے یہ اللہ کے پیغمبر کا امر ہے میں نے ان دو کانوں سے سنا ہے۔ یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذہن یہ ہے کہ اللہ کے پیغمبر کا جو فرمان ہے، وہ اللہ ہی کا امر ہے۔ وہ اللہ ہی کی وحی ہے کیونکہ اللہ کا آرڈر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کا منصب یہ بیان کیا ہے:

﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ○ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ﴾

[الاحزاب : ٤٥]

اور آگے ایک چھوٹا سا حرف ہے ﴿بِاِذْنِهٖ﴾ وہ داعی جن کو اپنی دعوت پر اللہ کا پورا اذن حاصل ہے، اللہ کا اذن اللہ کی اجازت اور اللہ کا امر حاصل ہے۔ چنانچہ وہ جو بات فرمائیں گے وہ اللہ ہی کی بات ہے، ان کا فرمودہ اللہ ہی کا فرمودہ ہے، ان کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے، قرون اولیٰ میں بھی یہی فکر تھی۔

ایک اعرابی حج کر رہا تھا احرام کی حالت میں ہے لیکن احرام اس کا قمیص کی شکل میں ہے، قمیص سے اس نے احرام باندھا ہوا ہے۔ قمیص سلی ہوئی تھی، عبدالرحمن بن یزید، تابعین میں سے ایک محدث ہیں۔ انہوں نے دیکھا تو اس کو کہا کہ تم عجیب

❶ صحیح بخاری کتاب التفسیر باب وما اتاکم الرسول فخذوہ رقم الحدیث: ٨٤٨٦.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آدمی ہو تم نے سلا ہوا کپڑا پہنا ہوا ہے! احرام میں تو ان سلی چادر ہوتی ہے، تم نے قمیص پہنی ہوئی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ:

ائتنی بِشَیْءٍ مِنْ کتابِ اللّٰہ تَنْزِعُ هٰذا.

''اے عبدالرحمٰن! اگر یہ قمیص اتروانی ہے تو قرآن کی آیت پیش کرو، صرف تمہارے کہنے سے نہیں اتاروں گا''۔

عبدالرحمٰن نے کہا کہ ہاں پیش کرتا ہوں۔ میں قرآن سے ثابت کرتا ہوں کہ احرام کی حالت میں قمیص نہیں پہننی چاہیے۔ فرمایا: کہ اللہ کا یہ فرمان ہے کہ:

﴿ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ﴾ [الحشر:۷]

''جو چیز تمہیں پیغمبر دے وہ لے لو اور جس سے پیغمبر روکے رک جاؤ''۔

اس نے کہا کہ اس میں قمیص کا ذکر کہاں ہے، حج اور احرام کا ذکر کہاں ہے؟ کہا کہ اس بات سے متفق ہو کہ یہ اللہ کا امر ہے کہ جو پیغمبر دیں وہ لے لو۔ کہا کہ یہ بات ٹھیک ہے۔ پھر کہا کہ:

حدثنی فلان......

مجھے فلاں صحابی نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

لا يَلْبَسِ المحرِمُ القميصَ.

''محرم احرام کی حالت میں قمیص نہ پہنے''۔ ❶

اور اللہ فرماتا ہے کہ جو پیغمبر دے وہ لے لو۔ معنی یہ ہوا کہ اللہ کے پیغمبر کی حدیث اللہ ہی کا امر ہے، حدیث اور قرآن اللہ کی وحی ہے۔ تم قرآن کو مانو، حدیث کو نہ مانو۔ کس جواز پر؟ قرآن بھی اللہ کا امر، حدیث بھی اللہ کا امر، قرآن بھی اللہ کی وحی، حدیث بھی اللہ کی وحی، ایک وحی کو مانو ایک کو نہ مانو۔ کس جواز کے تحت؟ جب کہ حال یہ ہے کہ قرآن کو ثابت کرنے والی اللہ کے پیغمبر کی حدیث ہے۔ جب وحی اترتی

---

❶ بخاری، كتاب اللباس باب لبس القميص رقم ٥٧٩٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو کسی کو معلوم نہ ہوتا کہ کیا اتر رہا ہے اور جب فرشتہ وحی دے کر چلا جاتا تو اللہ کے پیغمبر فرماتے کہ آج جو وحی اتری ہے، یہاں لکھو۔ بعض اوقات وحی آتی وہ حدیث ہوتی، اللہ کے پیغمبر سنا دیتے۔ یہ تفریق اور تمیز اللہ کے پیغمبر کی زبان نے کیا ہے۔ میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ فتنہ انکار حدیث پورے دین کے ساتھ ایک سازش ہے۔ میں نے بات تھوڑی سی طویل کی۔ قرآن کی تفسیر کے حوالے سے یہ ثابت کیا کہ قرآن کی تفسیر کا معاملہ بڑا گھمبیر ہے، بڑا احتیاط طلب معاملہ ہے۔

انکار حدیث کی بنیاد بے علمی پر مبنی ہے:

سب سے بڑا گناہ ہے اللہ پر بلا علم کوئی بات کہنا اور بلا علم اللہ کی طرف کوئی بات منسوب کرنا۔ یہ سب سے بڑا گناہ ہے اور انکار حدیث کی بنیاد اسی معصیت اور اسی گناہ پر ہے، منکرین حدیث پوری زندگی اسی گناہ میں ملوث ہیں۔ حدیث کو نہیں مانتے، قرآن کی تفسیریں، قرآن کی من مانی تاویلیں کرتے ہیں، مرضی کی تفسیر کرتے ہیں، شب و روز اللہ پر وہ باتیں باندھتے ہیں جو اللہ نے فرمائی ہی نہیں۔ ان کے پورے مذہب کی بنیاد اسی نحوست پر ہے کہ دن رات وہ اللہ پر باتیں باندھتے ہیں جو اللہ نے نہیں فرمائیں۔ قرآن کی تفسیر کا یہ معاملہ نہیں ہے۔ چنانچہ آؤ! کچھ آیتیں سامنے رکھو، نظام عبادت کو لے لو، خرید و فروخت کو لے لو، شادی بیاہ کو لے لو، تجارت کے احکام کو لے لو، کھانے پینے کے معاملات کو لے لو، قرآن نے ان تمام چیزوں کو ذکر کیا ہے، اشارے دیئے ہیں، قانون قائم کیے ہیں، لیکن وہ تفصیلات جو اللہ کے پیغمبر کی حدیث نے بیان کی ہیں جب تک وہ ساتھ نہیں ہوں گی، قرآن چل ہی نہیں سکتا۔ یا تو حدیثوں کو مانو یا پھر ان چیزوں میں اللہ کی طرف وہ باتیں منسوب کرو جو تم جانتے ہی نہیں اور یہ سب سے بڑا گناہ ہے۔ شرک سے بڑا گناہ بھی یہی ہے۔

اذان قرآن سے ثابت کرو:

علم جب تک قرآن اور حدیث سے نہیں ہوگا تب تک بات بنے گی نہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب دیکھیں مثلاً عبادات کو لے لیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ [الجمعة : ۹]

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے لیے ندا اور اذان ہو تو بھاگو اللہ کے ذکر کی طرف''۔

ہمارا سوال باقی ہے کہ جمعہ کیا ہے؟ جمعہ کی رکعات کیا ہیں؟ کتنی ہیں؟ یہ سارے معاملات، یہ سوال ان پر قائم ہیں کہ ثابت کرو جمعہ کیا ہے؟ لیکن سب سے بڑی بات یہاں پر یہ ہے کہ یہاں جس اذان اور ندا کا ذکر ہے اس سے کیا مراد ہے۔ حدیث نے تو ہمیں بتا دیا کہ اذان یہ ہے جو اللہ اکبر سے شروع ہوتی ہے اور لا الٰہ الا اللہ پر ختم ہوتی ہے۔ پانچوں نمازوں کے وقت ہوتی ہے۔ جمعہ کے دن بھی ہوتی ہے، قرآن نے اس ندا کی تفسیر بیان نہیں کی۔ یہ اذان کیا ہے؟ یہ ندا کیا ہے؟ اس کا مطلب کیسے بیان کرو گے؟ جب تک حدیث کا سہارا نہیں لوگے جمعہ کی اذان بن ہی نہیں سکتی یا پھر اپنی مرضی کی کہو یا حدیث کو مانو یا مرضی کی تاویل کرو۔ مرضی کی تاویل کیا کرو گے وہ گمراہی کے سوا کچھ ہو ہی نہیں سکتی۔

سنت چھوڑی ڈھول مسلط ہو گیا:

جب اذان نہیں تھی تو صحابہ رضی اللہ عنہم سوچتے تھے کہ ہم کیا کریں۔ نماز کے اوقات کی اطلاع کیسے دیں؟ تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی سوچ دیکھو، کسی نے کہا یہودیوں کا کوک لے لو اور کسی نے کہا کہ نصاریٰ کا ناقوس لے لو۔ عقل پر جاؤ گے تو ایسی گندی چیزیں سامنے آئیں گی۔ اس کی مثال ہمارے ملک میں بھی موجود ہے۔ سحری کی اذان لوگ نہیں مانتے، کہیں ہوتی ہے تو لوگ جھگڑے کرتے ہیں، اختلاف کرتے ہیں، یہ اذان کیا ہے؟ یہ کہاں سے آ گئی؟ ہم نہیں مانتے۔ اللہ نے اس کی سزا یہ دی کہ رمضان کے مہینے میں سحری کے وقت افضل ترین گھڑیوں میں جب اللہ آسمان اوّل پر ہوتا ہے اور پکارتا ہے اور ندائیں کرتا ہے ان گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ نے مراثیوں اور بھانڈوں کو اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قوم پر مسلط کر دیا کہ وہ طبلے اور ڈھول لے کر گلی گلی پیٹتے پھر رہے ہیں اور قوم خوش ہے۔ اللہ کے دین سے اعراض کرو گے تو ایسی نحوستیں اور پھٹکاریں اور لعنتیں تم پر قائم رہیں گی اور کیا خوب ہوتا کہ اللہ کے پیغمبر کی سنت اذان سحری کو قبول کر لیا جائے۔ اس میں کیا رکاوٹ ہے؟ اس میں کیا برائی تھی۔ تو ہمارا یہ سوال قائم ہے کہ قرآن میں جمعہ کی جس ندا کا ذکر ہے، اس سے کیا مراد ہے؟ قرآن نے تو واضح نہیں کیا کہ ندا کیا ہے؟ یہ اذان کیا ہے؟ یا حدیث کا سہارا لو یا من مانی تاویل کرو۔

"كَمَا عَلَّمَكُمْ" یہ تعلیم قرآن سے دکھاؤ:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ○ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴾ [البقرۃ: ۲۳۸۔۲۳۹]

نمازوں کی حفاظت کرو، صلوٰۃ وسطیٰ کی حفاظت کرو۔ چنانچہ حفاظت سے کیا مراد ہے؟ نمازیں کیا ہیں؟ صلوٰۃ وسطیٰ کیا ہے؟ یہ سب ہمارے سوال تم پر قائم ہیں۔ طریقہ نماز کیا ہے؟ تعداد نماز کیا ہے؟ سری نماز کون سی ہے؟ جہری نماز کون سی ہے؟ کیوں ہے؟ رکوع کتنے ہیں؟ سجدے کتنے ہیں؟ یہ تمام چیزیں حدیث سے آپ کو ملیں گی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

﴿ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ﴾ اگر تم پر خوف اور ڈر ہو...... ڈر کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مثلاً سیلاب پیچھے لگا ہوا ہے کسی علاقے میں سیلاب آ گیا ہے، پانی چل رہا ہے اور آپ اس سے بچنے کے لیے بھاگ رہے ہیں، گھنے جنگل میں آپ موجود ہیں اور کوئی درندہ آپ کے پیچھے لگ گیا، اس کے خوف سے آپ بھاگ رہے ہیں اسی دوران اگر آپ کو محسوس ہو کہ نماز کا ٹائم جا رہا ہے تو آپ بھاگتے بھاگتے نماز شروع کر دیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ فَاِنْ خِفْتُمْ ﴾ اگر عالم خوف ہو۔ کیفیت خوف ہو تو نماز پڑھو رِجَالًا دوڑتے ہوئے اور اَوْ رُكْبَانًا اور سوار ہو تو پڑھو دوڑ رہے ہو تو پڑھو، پیدل ہو تو پڑھو، قبلہ سامنے ہو تو پڑھو، نہ ہو تو پڑھو، لیکن نماز کا وقت فوت نہ ہو، آگے کیا فرمایا:﴿فَاِذَآ اَمِنْتُمْ﴾ جب تم امن میں آ جاؤ۔ خوف ختم ہو جائے تو پھر اپنی مرضی کی پڑھنی ہے۔ نہیں فرمایا کہ:﴿فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ﴾ پھر تم پر یہ فرض ہے کہ بالکل وہ نماز پڑھو کہ جو تم کو سکھا دی گئی ہے۔

اب یہ نص قرآن ہے یعنی قرآن نے یہ اعلان کیا ہے کہ نماز تمہیں سکھائی گئی ہے۔ کہاں ہے بتاؤ! قرآن کا امر تو آ گیا کہ پھر تم نے وہ نماز پڑھنی ہے جو اللہ نے تم کو تعلیم دی ہے وہ تعلیم کہاں ہے؟ پورے قرآن میں کہیں نہیں ہے۔ نماز کیسے پڑھنی ہے؟ نمازیں کتنی ہیں؟ شروع کیسے کرنی ہے؟ ختم کیسے کرنی ہے؟ طریقہ رکوع کیا ہے؟ طریقہ سجدہ کیا ہے؟ سجدہ کن اعضاء پر ہوگا؟ قرآن نے کہیں نہیں بتلایا۔ یہ بتا دیا کہ اللہ نے تم کو نماز کی تعلیم دی ہے۔ نص قرآنی ہے کہ امن میں جب آ جاؤ تم پر فرض ہے کہ وہی نماز پڑھنی ہے جو قرآن نے سکھائی ہے، جو اللہ نے تعلیم دی ہے، وہ کہاں تعلیم دی؟ اب یا تو من مانی کی تاویل کرو ﴿وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ بغیر علم اللہ کی طرف باتیں منسوب کرو جو کر رہے ہو یہ تمہاری جرأت اور جسارت ہے اور یا پھر سیدھا سادھا عافیت کا راستہ یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے بڑی توجہ کے ساتھ اور بڑی تاکید کے ساتھ نماز کی تعلیم دی اس کو حاصل کرو۔ قرآن قدم قدم پر محتاج ہے میرے پیغمبر کی حدیث کا اس لیے کہ وہ بھی وحی اور یہ بھی وحی۔ اللہ نے اس پوری وحی میں دین کا فہم رکھا ہے۔ اگر وحی کو آدھا کرو گے تو دین کا فہم بھی آدھا رہ جائے گا۔ بالکل ایسا ناقص ہوگا کہ آپ کہیں چل ہی نہیں سکتے۔ آپ کے معاملات، آپ کے شادی بیاہ آپ کے ترکہ اور میراث کے مسائل چل ہی نہیں سکیں گے۔

ترکہ کی وجہ سے غارت گری کا سدباب از حدیث:

دیکھیں میراث کا مسئلہ آ گیا۔ میراث تو فرض ہے نا؟ ہم اس میں غافل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ ہم لوگ ترکہ نہیں بانٹتے۔ اللہ کے بندو! یہ بڑا گناہ ہے۔ میراث کی تقسیم فرض ہے۔ کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس کا مال موجود ہو تو اس کے ورثاء میں اس کا مال فوراً بانٹ دو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَ الْأَقْرَبُونَ وَ لِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَ الْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ﴾ [النسآء : ۷]

''والدین یا رشتہ دار مال چھوڑ کر جائیں تو مردوں کو بھی حصہ ملتا ہے عورتوں کو بھی حصہ ملتا ہے، مال تھوڑا ہو یا زیادہ''۔

ان کا ترکہ سو روپے ہو یا کروڑ روپے ہوں ان میں تقسیم ہوگا۔ تھوڑا ہو یا زیادہ ہو اور آگے فرمایا:

﴿ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴾ [النساء : ۷]

''یہ فرض حصہ ہے''۔

یہ بات تم پر فرض کر دی گئی ہے، اس سے یہ ثابت ہوا ہے کہ مرنے والا مر جائے، اس کی موت ثابت ہو جائے اور یہ بھی ثابت ہو کہ اس کا مال بھی ہے اور یہ بھی ثابت ہو جائے کہ اس کے رشتہ دار بھی ہیں، جو اس کے وارث ہیں اس کا بیٹا یا اس کی بیٹی یا اس کی بیوی یا اس کی ماں یا اس کا باپ موجود ہیں، جب یہ تین چیزیں ثابت ہو جائیں تو نص قرآنی کا تقاضا یہ ہے کہ ورثہ تقسیم ہو جائے گا۔ مرنے والے کی موت ثابت ہو جائے اور وارثوں کی حیات ثابت ہو اور اس کا ترکہ موجود ہو۔ قرآن نے یہ تین چیزیں بتائی ہیں، ورثہ تقسیم کر دو۔ اس میں اگر حکم عام کو لے لو تو بڑی پریشانیاں ہوں گی، بڑے پھڈے ہوں گے، ایسی کئی مثالیں آپ کو ملیں گی اور اب بھی ملتی ہیں، بڑے بڑے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں کہ بیٹا اپنے باپ کو قتل کر دیتا ہے کہ باپ مرنے کا نام ہی نہیں لے رہا یہ مرے تو مجھے اس کا مال ملے۔ مال کی خاطر بائی بھائی کو مارے گا، باپ بیٹے کو مارے گا، بیٹا باپ کو مارے گا۔ قرآن کا تقاضا یہی ہے کہ مال لے لو، بیٹا باپ کو مار دے وہ مال چھوڑ گیا۔ اس کو ترکہ دے دو۔ کم از کم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کے فہم سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔لیکن یہ سارے بند باندھنے والی اللہ کے پیغمبر کی حدیث ہے۔اللہ کے پیغمبر نے قواعد بیان کیے اپنی طرف سے نہیں بلکہ:

﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴾ [النجم:٣-٤]

''اللہ کے پیغمبر اپنی خواہش سے کبھی نہیں بولتے، جب بھی بولتے ہیں اللہ کی وحی سے بولتے ہیں''۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا يَرِثُ القاتلُ المقتولَ.

''قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوسکتا''۔

ابوداؤد میں یہ الفاظ ہیں:

ليس للقاتل شيئ. ❶

فتنہ کا سد باب ہوا کہ نہیں؟ اگر یہ قاعدہ نہ ہوتا تو قتل وغارت گری کی وہ مثالیں ملتیں جن کا آپ تصور بھی نہ کر سکتے۔یہ تحفظ اللہ کے پیغمبر کی حدیث نے فراہم کیا ہے اور قرآن مجید کے وہ احکام جن میں عموم مترشح ہو رہا تھا اللہ کے پیغمبر نے اللہ کی وحی سے ان میں خصوص پیدا کیا کہ ٹھیک ہے ورثہ وارثوں کو دو، لیکن اگر وارث مقتول کا قاتل ہے، اگر وہ میت کا قاتل ہے تو وہ اس کے مال کا وارث نہیں ہوسکتا، کتنا بڑا سلامتی کا قاعدہ ہے۔پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''اگر مرنے والا مسلمان ہے اس کا بیٹا کافر ہے، کافر اپنے مسلمان باپ کا وارث نہیں ہوسکتا''۔ ❷

یہ مال کفار کے پاس نہیں جائے گا یہ بڑی سلامتی اور عافیت کا راستہ ہے۔یہ کیسے کیسے قواعد ہیں یہ اللہ کے پیغمبر کی احادیث سے دین کی بہاریں سامنے آتی ہیں۔

---

❶ ابو داؤد كتاب الديات باب ديات الاعضاء رقم ٤٥٦٤.

❷ صحيح مسلم كتاب الفرائض رقم ١٦١٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر بیٹیاں دو ہوں تو پھر؟

دیکھو! ترکے کا ایک مسئلہ قرآن نے بیان کیا۔ میں کہتا ہوں کہ حدیث کے بغیر گاڑی چل ہی نہیں سکتی۔ قرآن نے بیان کیا کہ اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کے ورثاء میں سے بیٹا کوئی نہیں، صرف بیٹیاں ہیں وہ ترکہ کس طرح بٹے گا؟ قرآن میں یہ بات موجود ہے اور قرآن نے وہ ترکہ یہ کہہ کر بانٹ دیا کہ ''اگر بیٹی ایک ہی ہے تو اس کو آدھا مال دے دو، اگر دو سے زیادہ ہیں تو ان کو دو تہائی مال دے دو''۔ (النساء: ۱۱) سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بیٹیاں اگر دو ہوں تو کیا کریں؟ حالانکہ قرآن اس بارے میں خاموش ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ کسی مرنے والے کی دو ہی بیٹیاں ہوں۔ اب قرآن سے دلیل لاؤ۔ اس کو کیا حصہ دو گے؟ اگر حدیث کے بغیر دو گے تو ﴿وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ یہ شرک سے بڑا جرم ہے۔ قرآن نے بیان نہیں کیا کہ اگر بیٹیاں دو ہوں تو ان کا ترکہ کیا ہے؟ دو سے زائد کا بتا دیا ایک کا بتا دیا دو کا نہیں بتایا۔

رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک صحابی سعد بن ابی ربیع رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوی اللہ کے پیغمبر کے پاس آئی اور کہا کہ یا رسول اللہ! میرا شوہر فوت ہو گیا ہے اور دو بیٹیاں چھوڑ گیا ہے۔ ایک نہیں دو سے زائد نہیں بلکہ دو بیٹیاں چھوڑ گیا ہے اور سارا مال ان بیٹیوں کے چچا کے پاس ہے۔ انہوں نے مال دبا لیا تھا اب ان بیٹیوں کا کوئی حصہ ہے یا نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''ان دو بیٹیوں کو بھی دو تہائی مال ملے گا''۔

دو تہائی مال ان میں تقسیم ہو گا۔ اب یہ نص قطعی آ گئی، اللہ کے پیغمبر کا فرمان آ گیا۔ اب یہ دین بن گیا۔ لیکن اب اگر یہی بات ہم اپنی رائے سے کہہ دیں تو ﴿وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ کا جرم ہے، جو بڑی لعنت ہے۔ تو اللہ کے پیغمبر کی حدیث نے اس مسئلے کو حل کیا۔ جہاں قرآن خاموش تھا وہاں حدیث میں صراحت کر کے، وضاحت کر کے بات کو مکمل کر دیا۔ تو اللہ کے بندو! عبادات ہوں، معاملات ہوں، ترکہ اور میراث کے معاملات ہوں، حدیث کے بغیر گاڑی نہیں چل سکتی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سزا کے لیے چوری کی مقدار:

اگر اسلامی حکومت ہو اور آپ اللہ کی حدیں قائم کرنا چاہیں، حدود اللہ کا نفاذ ہو تو کوئی چور چوری کر کے آ جائے۔ اب آپ قرآن دیکھیں، قرآن کہے گا:

﴿وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا﴾ [المائدۃ: ۳۸]

''چور مرد ہو یا عورت ہو ان کا ہاتھ کاٹ دو''۔

قرآن نے قاعدہ بیان کر دیا کہ ان کا ہاتھ کاٹ دو۔ کون سا کاٹیں؟ دایاں کاٹیں کہ بایاں ہاتھ کاٹیں؟ کہاں سے کاٹیں؟ قرآن خاموش ہے۔ اب بتاؤ کیا کرنا ہے؟ جب تک اللہ کے دین سے فیصلہ نہیں کرو گے تب تک بات نہیں بنے گی یا اپنی عقل سے بولو گے تو قرآن کی زد میں آؤ گے ﴿وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ اللہ پر قول باندھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اب بتاؤ! کیا فیصلہ کرنا ہے؟ چوری کے مال کی تحدید کرنی ہے یا نہیں؟ ایک شخص اونٹنی چوری کرتا ہے۔ اس کا ہاتھ کاٹو گے؟ قرآن تو یہ کہتا ہے کہ ہاتھ کٹے گا۔ قرآن نے مال کی تقیید نہیں کی کہ مال کم ہو زیادہ ہو۔ ایک درہم ہو، یا دو درہم ہوں یا سو درہم ہوں، تقیید نہیں کی۔ جتنا مال چاہے چوری کر لے ایک دو آنے ہوں یا ایک کروڑ روپیہ ہو، اس کا ہاتھ کٹے گا۔ قرآن کا عموم یہی کہتا ہے کہ ہاتھ کٹے گا۔ کہاں سے؟ دایاں ہاتھ کٹے گا یا بایاں؟ قرآن خاموش ہے۔ یہ ساری تقییدات آپ کو کہاں سے ملیں گیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے، کہ کم از کم اتنا مال ہوگا تو ہاتھ کٹے گا ورنہ نہیں۔ یعنی ربع دینار۔ حدیث میں آتا ہے کہ دایاں ہاتھ کٹے گا اور حدیثیں موجود ہیں کہ کلائی سے کٹے گا۔ کیونکہ ہاتھ اگر آپ لغتاً دیکھیں گے تو اس کا اطلاق کندھے سے بازو تک ہو سکتا ہے۔ اب بتاؤ کہ کہاں تک کاٹو گے کہ قرآن نے تحدید نہیں کی۔ یہ تحدید آپ کو حدیث سے ملے گی۔ اگر آپ کہیں کہ دایاں ہاتھ کٹے گا، حدیث کے بغیر کہو گے تو ﴿وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ کی زد میں آؤ گے اگر آپ کہیں کہ اتنے مال میں کٹے گا اتنے میں نہیں کٹے گا تو وہ بھی ﴿وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ کی زد میں آؤ گے اور اگر حدیثوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو لاؤ گے جو اللہ کے پیغمبر کے مبارک فرامین ہیں اور آپ کا جو نظام تعزیرات ہے اس کو ساتھ رکھو گے قرآن بھی ہے، حدیث بھی ہے تو مسئلہ بالکل سورج کی طرح واضح ہو گا۔ کوئی اشکال نہیں ہو گا۔ آپ کے حدود حدیث کے بغیر نہیں چل سکتے۔

کیا رضامندی کی تجارت حلال ہے؟

اسی طرح تجارت لے لو، معاملات لے لو، خرید و فروخت لے لو۔ قرآن نے تجارت کا ذکر کیا فرمایا:

﴿ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ﴾ [النسآء: ۲۹]

''لوگوں کا مال ناحق مت کھاؤ۔ ہاں مال کھاؤ لوگوں کا مگر طریق تجارت سے، جو تمہاری رضامندی سے ہو''۔

لیکن تجارت میں قید ہے:

﴿ عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ﴾

''وہ تجارت، وہ سودا تم دونوں کی رضامندی سے ہو''۔

اب قرآن نے قاعدہ بیان کر دیا کہ تجارت سے مال کھا سکتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بتا دیا کہ وہ تجارت فریقین کی باہمی رضامندی سے ہونی چاہیے۔ سودا خریدنے والے اور بیچنے والے کی رضا سے ہونا چاہیے۔ بس بات ختم ہو گئی۔ ایک اور مقام پر فرمایا کہ:

﴿ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ﴾ [البقرة: ۲۷۵]

''اللہ نے ہر بیع کو حلال کیا ہے اور ہر سود کو حرام کیا ہے''۔

اس کا معنی یہ ہوا کہ ہر بیع حلال ہے، تجارت جو باہمی رضامندی سے ہے وہ حلال ہے، اس سے مال کھا سکتے ہیں۔ اب میں آپ کو کتنی مثالیں دوں بیسیوں مثالیں یہاں کھڑے کھڑے دے سکتا ہوں کہ عرب میں باہمی رضامندی سے کئی تجارتیں موجود تھیں، جن سے اللہ کے پیغمبر نے روک دیا۔ قرآن نے نہیں روکا۔ قرآن نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک قاعدہ بیان کر دیا کہ تجارت سے مال کھا سکتے ہو، بس تجارت میں ایک ہی شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ تجارت دونوں فریقوں کی رضامندی سے ہونی چاہیے۔ ایسی کئی تجارتیں ہیں جو عرب میں موجود تھیں اور فریقین کی رضامندی سے ہوتی تھیں۔

بیع ملامسہ باہمی رضامندی سے ہوتی تھی:

بیع ملامسہ کی حدیثوں میں کئی اقسام مذکور ہیں۔ بیع ملامسہ کی شکل یہ ہوتی تھی کہ میں آپ کے پاس آیا، آپ کی کپڑے کی دکان ہے، کپڑے کے تھان پڑے ہیں۔ ہم میں یہ طے پا گیا کہ دس ہزار روپیہ یہاں رکھ دو یعنی دوکاندار کو دے دو۔ اور گاہک کی آنکھوں پر پٹی باندھ لو۔ میری آنکھوں پر پٹی باندھ لو اور میں بند آنکھوں سے کپڑے کے تھانوں کو ہاتھ لگاؤں گا، جس جس تھان کو ہاتھ لگا لیا سب کے سب میرے اور یہ دس ہزار روپیہ تمہارا، یہ سودا وہاں موجود تھا۔ باہمی رضامندی سے موجود تھا۔ بہ اطلاق قرآن یہ سودا جائز ہے، مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سودا باطل ہے۔ اس میں کتنے نقصانات ہیں؟ فریقین میں سے کوئی نہ کوئی شخص خسارے کا متحمل ہوسکتا ہے۔ ایسا ممکن ہے کہ میرا ہاتھ صرف چار تھانوں پر لگے تو چار تھانوں کی قیمت دس ہزار روپیہ نہ ہو۔ میں نقصان میں جاؤں گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ میرا ہاتھ سو تھانوں پر لگ جائے تو سو تھان کہاں اور دس ہزار کہاں! یہ اس کا نقصان ہے۔ شریعت کہتی ہے کہ یہ سودا باطل ہے۔ بہ نص قرآن اس میں کوئی قباحت نہیں قرآن کہتا ہے کہ تجارت ہو اور باہمی رضامندی سے ہو تو کافی ہے۔ لیکن بیان قرآن اور بیان مصطفیٰ جو اللہ کی وحی ہے، اس نے بتایا کہ سودے کی یہ صورت باطل ہے۔

بیع حبل الحبلہ:

رسول اللہ ﷺ نے بیع حبل الحبلۃ سے منع کر دیا:

نهى عن بيع حبل الحَبلةِ. ❶

---

❶ بخاری. كتاب البيوع باب بيع الغرر و حبل الحبلة رقم ۲۱۴۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاہلیت میں ایک سودے کی قسم باہمی رضامندی سے ہوتی تھی۔ حبل الحبلہ کی بیع کہ اپنا یہ اونٹ مجھے دے دو یا اونٹنی مجھے دے دو اور میں اس کے بدلے میں جو میری فلاں اونٹنی ہے جب وہ بچہ جنے گی اور وہ بچی جو اس اونٹنی کی پیدا ہوگی وہ حاملہ ہوگی اور جنے گی تو میں تمہیں اس کی قیمت کے عوض وہ بچہ دے دوں گا۔ یہ کتنا مجہول سودا تجارت ہے اور فریقین کی رضامندی بھی ہے۔اب یہ سودا قرآن کی رو سے جائز ہوتا ہے کیونکہ اس میں باہمی رضامندی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کر دیا۔

بیع منابذہ:

شریعت نے بیع منابذہ سے روکا ہے۔ بیع منابذہ کی شکل یہ ہے کہ یہاں پیسے رکھ دو اور وہ سامنے جو تھان پڑے ہیں یا جو مال پڑا ہے، پتھر اٹھا کر مارو جس مال کو تمہارا پتھر لگے گا، وہ سارے کا سارا تمہارا۔ اس سودے میں ان کی رضامندی موجود تھی۔ شریعت نے کہا کہ باطل ہے۔ اللہ کے پیغمبر کی حدیثیں موجود ہیں۔

بیع عینہ:

بیع عینہ سے شریعت نے روکا ہے۔ حالانکہ یہ سودا بھی ان کی باہمی رضامندی سے ہوتا تھا۔ اللہ کے پیغمبر نے روکا۔ بیع عینہ کیا ہوتی ہے؟ مثلاً مجھے پیسہ چاہیے، مجھے پیسے کی ضرورت ہے میں آپ کے پاس آ گیا، پیسہ آپ کے پاس نہیں ہے، گاڑی ہے۔ میں کہوں کہ جی گاڑی مجھے دے دو۔ مثلاً گاڑی کی قیمت ہے دس ہزار روپیہ اور میں کہوں کہ یہ بیس ہزار کی مجھے دے دو۔ آپ نے دے دی، یہ بیس ہزار کب دو گے؟ سال کے بعد! مقصد مجھے پیسے کی ضرورت ہے۔ اب میں بیٹھے بیٹھے آپ سے کہوں کہ بھائی یہ گاڑی مجھ سے آٹھ ہزار کی خرید لو۔ چنانچہ آپ وہ آٹھ ہزار دیں اور وہ گاڑی مجھ سے لے لیں، مجھے پیسہ مل گیا ضرورت پوری ہوگئی اور میں آپ کا بیس ہزار کا مزید مقروض ہوگیا۔ وہ میں نے آپ کو دینا ہے یہ بیع عینہ ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے آج تک کتنی نمازیں پڑھیں؟ اللہ کے پیغمبر کے ساتھ کتنے حج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیے؟ کتنے عمرے کیے؟ کتنے روزے رکھے؟ کتنے صدقے دیئے؟ میں گواہی دیتی ہوں کہ وہ سب کے سب برباد ہو چکے ہیں۔ زید کانپ اٹھے کہ یہ کیسے؟ تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم نے فلاں سودا کیا؟ زید نے کہا کہ جی ہاں۔ فرمایا وہ تو بیع عینہ ہے۔ اس سے اللہ کے پیغمبر نے روکا ہے اور حرام مال کھانے سے یہ حج یہ روزے یہ نمازیں یہ صدقے یہ زکوتیں سب کی سب برباد ہو جاتی ہیں۔ بیع عینہ کا سودا عرب میں باہمی رضامندی کی بنیاد پر موجود تھا۔ اللہ کے پیغمبر نے اس سے روکا، اس کو باطل قرار دیا ہے۔

اس طر بیوں مثالیں یہاں دی جا سکتی ہیں۔ قرآن نے تو کہہ دیا کہ تجارت باہمی رض مدی کی بنیاد پر ٹھیک ہے لیکن اس کی ساری صورتیں جو عرب معاشرے میں تھیں اور باہمی رضامندی پر قائم تھیں اور تجارت ان کا نام تھا۔ بیوع ان کا نا ۔ ان وجوہات کو آپ جانتے ہیں تو بتایئے! یہ نظام تجارت حدیث کے بغیر چلے

جزیہ تک:

قرآن اپنی تفسیر کے لیے قدم قدم پر اللہ کی حدیث کا محتاج ہے اور اس طرح کی بے شمار ر کتب حدیث میں موجود ہیں۔ مثلاً: جہاد کو لے لیجئے:

﴿ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴾ [التوبة : ۲۹]

یہاں قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ تم لڑو ان سے، ان سے قتال کرو جو اللہ کو نہیں مانتے۔ کافر ہیں اللہ کے رسول کو نہیں مانتے۔ ان سے قتال کرو اور اس وقت تک قتال کرتے رہو "جب تک وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دینا قبول نہ کریں"۔ اس وقت تک لڑتے رہو۔ اب یہاں کیا بتایا گیا ہے یعنی قواعد بیان ہو رہے ہیں کہ لڑتے رہو جب تک وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دینا قبول نہ کریں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ قرآن حکیم کے اس مقام کو پڑھنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قتال اس وقت تک کرو جب تک کہ وہ جزیہ نہ دیں، لیکن میں آپ سے پوچھتا ہوں ایک شخص سے آپ قتال کر رہے ہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لڑ رہے ہیں اور وہ کہہ دے کہ بھئی میں اسلام قبول کرتا ہوں۔ قرآن تو کہتا ہے کہ جزیہ دو گے تو چھوڑ دوں گا۔ میں تمہارا قبول اسلام نہیں مانتا۔ کیا یہ بات درست ہے؟ یہ صراحت کہاں سے آئے گی؟ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

أُمِرتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی يَشْهَدُوا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ ❶

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں جب تک وہ میرے دین کو قبول نہ کرلیں۔ یہ پہلی صورت ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ جزیہ دینے سے قبل اگر وہ اسلام قبول کرلیں، کلمہ پڑھ لیں تو ان کو چھوڑ دیا جائے گا۔ قرآن نے قاعدے بیان کیے ہیں، لیکن اجمال ہے۔ تفصیلات اللہ کے پیغمبر نے بیان کی ہیں کہ ایک صورت جزیہ کی ہے اور ایک صورت قبول اسلام کی ہے۔ اگر لڑتے لڑتے وہ کلمہ پڑھ لیں، اسلام قبول کرلیں تو بھی ان کو چھوڑ دو، معاف کر دو۔ آپ غور کریں عبادات کا معاملہ ہو، تجارات کا معاملہ ہو، شادی بیاہ کا معاملہ ہو، حدیث کے بغیر کام نہیں چلے گا۔

محرمات:

اسی طرح قرآن نے محرمات بیان کیے۔ ماں سے نکاح نہ کرو، بیٹی سے نکاح نہ کرو، اور بیوی کے تعلق سے کہا کہ بیوی کی بہن سے نکاح نہ کرو، ایک نکاح میں دو بہنیں جمع نہیں ہوسکتیں۔ اگر بیوی کے اور رشتہ دار منع ہوتے تو قرآن ان کا اشارہ کرتا۔ لیکن قرآن نے چند محرمات کو ذکر کر کے آگے صاف کہہ دیا کہ:

﴿ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاۤءَ ذٰلِكُمْ ﴾ [النسآء: ٢٤]

"اس کے بعد جو بھی ہے وہ حلال ہے"۔

بیوی کے تعلق سے بتایا کہ بیوی کی بہن سے نکاح نہیں کر سکتے، لیکن اللہ کے پیغمبر نے دو اور خواتین کا ذکر کیا کہ بیوی کی خالہ۔ کیا آپ بیوی کی خالہ سے نکاح کر سکتے ہیں؟ اگر صرف قرآن کو سامنے رکھتے ہو تو کر سکتے ہو۔ بیوی اور اس کی

❶ بخاري، كتاب الايمان، بابٌ فإن تابوا واقاموا الصلاة... رقم: ٢٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھوپھی۔ ایک عورت نکاح میں ہے تو کیا اس کی پھوپھی سے نکاح جائز ہے؟ اگر صرف فہم قرآنی ہو تو جائز ہے، لیکن قرآن اور حدیث دونوں مل کر مکمل دین بنتے ہیں۔ بعض محرمات کا ذکر قرآن نے کر دیا اور بعض کا ذکر اللہ کے پیغمبر کی حدیث نے کر دیا۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ:

نَهَى النبی ﷺ اَنْ تنكحَ المرأةُ عَلٰى عَمّتِها والمرأةُ و خالتها. ❶

"اللہ کے پیغمبر نے روک دیا کہ ایک شخص ایک عورت اور اس کی خالہ سے یا ایک عورت اور اس کی پھوپھی سے نکاح کرے"۔

اس سے معلوم ہوا کہ دین مکمل تب ہوگا جب قرآن کے ساتھ حدیث بھی ہو۔ چنانچہ نکاح کے تعلق سے بعض محرمات کا ذکر قرآن نے کر دیا اور بعض کا احادیث نے کر دیا۔

حلال اور حرام اشیاء:

کھانے پینے کے معاملے میں قرآن کہتا ہے کہ کہہ دو کہ سارے مردار حرام ہیں:

﴿ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ ﴾ [المائدۃ : ٣]

"تم پر سارے مردار حرام ہیں"۔

آپ مچھلی کے بارے میں کیا فرمائیں گے؟ قرآن نے تو سارے مرداروں کو حرام کہہ دیا ہے۔ مچھلی کھاؤ گے یا نہیں کھاؤ گے؟ دنیا کھا رہی ہے۔ حرام کھا رہی ہے یا حلال کھا رہی ہے؟ قرآن نے تو کہا ہے کہ سارے مردار حرام ہیں۔ ہاں! میرے پیغمبر کی حدیث ہے:

اُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ الحوتُ وَالْجَرَادُ. ❷

"ہمارے لیے دو مردار حلال ہیں ایک مچھلی، دوسرا ٹڈی"۔

---

❶ بخاری، کتاب النکاح، باب لا تنکح المرأۃ علی خالتها، رقم ٥١١١۔

❷ ابن ماجه، کتاب الصید، باب صید الحیتان والجراد، رقم: ٣٢١٨۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ دونوں ہمارے لیے حلال ہیں اور پوری دنیا کھا رہی ہے۔ مچھلی کھا رہی ہے۔ سمندر سے ملے جس حال میں ملے سب کھا رہے ہیں۔ مچھلی باہر بکتی ہے اور وہ مردار ہوتی ہے۔ نص قرآن کا تقاضا یہ ہے کہ وہ نہ کھاؤ کہ مردار حرام ہے۔ کیوں کھاتے اور کھلاتے ہو؟ کھانے پینے کا معاملہ ہو، خرید و فروخت کا معاملہ ہو، اللہ کے پیغمبر کی حدیث کے بغیر بات چل نہیں سکتی اور اگر اپنی مرضی سے کہو گے کہ مچھلی حلال ہے تو پھر ﴿وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ کی زد میں آ ؤ گے یہ کہ اللہ پر وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔علم صرف قرآن اور حدیث کا نام ہے اور کچھ نہیں۔ چنانچہ اللہ کے پیغمبر کی حدیث میں ان مسائل کو واضح کیا گیا، ان مسائل کو حل کیا گیا۔قرآن نے ایک مقام پر بیان کیا کہ:

﴿ قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ﴾ [الانعام : ۱۴۵]

کسی کھانے والے پر میں چار چیزوں کے سواء کسی اور چیز کو حرام نہیں پاتا۔ ایک مردار ہے، دوسرا خون ہے رگوں میں چلنے والا، تیسرا خنزیر ہے اور چوتھا وہ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا، غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے۔ فرمایا کہ ان چار چیزوں کے علاوہ میں کسی اور چیز کو حرام نہیں پاتا، یہ قرآن کا بیان ہے۔ پھر کتا کھالو، کیونکہ کتے کا ذکر نہیں ہے۔ کتے کی حرمت کہاں سے لاؤ گے؟ اپنی عقل سے لو گے تو یہ ہے:

﴿ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾

دین دونوں چیزوں سے مل کر مکمل ہوتا ہے:

اور اگر اللہ کے پیغمبر کی حدیث سامنے ہوگی، سارے مسائل حل ہیں۔ کچھ چیزوں کا ذکر قرآن نے کر دیا، کچھ کا حدیث نے کیا۔ وہ بھی اللہ کا امر ہے، یہ بھی اللہ کا امر ہے۔ دین جو ہے وہ ان دو چیزوں کے ساتھ مل کر مکمل ہوتا ہے۔ تو میں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کو عبادات سے، معاملات سے، شادی بیاہ سے، ترکہ اور میراث سے، طعام اور شراب سے، یہ کچھ مثالیں دیں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ غور کرتے جائیں گے تو ایسی ہزاروں مثالیں آپ کو قرآن سے ملیں گی، جن کی تاویلیں یہ لوگ اپنی عقل اور خواہشات سے دن رات کرتے ہیں۔ مرضی کی نمازیں بناتے ہیں، مرضی کی اذانیں دیتے ہیں، مرضی کے کھانے کھاتے ہیں، مرضی کے بیاہ کرتے ہیں، سارے کام اپنی عقل پر موقوف ہیں اور یہ سب کیا ہے؟ ﴿وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ شرک سے بڑا گناہ ہے۔ حدیث کو چھوڑنے سے یہ سب سے بڑی نحوست اور پھٹکار ان پر مسلط ہے کہ یہ لوگ دن رات سب سے بڑے گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ حدیثوں کو چھوڑ کر گمراہ ہیں اور اللہ کی خلق کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو یہ ایک سازش ہے۔

قرآن اور حدیث دونوں وحی الٰہی ہیں:

قرآن و حدیث صحیح اور مکمل دین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن اتارا، حدیث اتاری اور قرآن وحدیث کے ذریعے اپنی حجت کو تمام کر دیا۔ قرآن بھی وحی ہے اور حدیث بھی وحی ہے۔ حسان بن عطیہ کا قول ہے کہ:

ان جبرائیل کان يُنْزِلُ عَلَيْهِ السُّنَّةَ كَمَا كَانَ يُنْزِلُ عَلَيْهِ الْقُرْآنَ.

''جبرائیل امین جس طرح اللہ کے پیغمبر پر قرآن لے کر آتے تھے، اسی طرح اللہ کے پیغمبر پر حدیثیں بھی لے کر آتے تھے''۔

چنانچہ حدیث بھی وحی ہے، قرآن بھی وحی ہے اور دونوں کی قوت تشریعی اعتبار سے، آئینی اعتبار سے بالکل مساوی ہے۔ جس طرح قرآن کا منکر کافر ہے اس طرح حدیث کا منکر بھی کافر ہے، جس طرح قرآن پر ایمان لانا فرض ہے، اس طرح حدیث پر ایمان لانا بھی فرض ہے، جس طرح وہ بھی وحی ہے اسی طرح یہ بھی وحی ہے اور دونوں کی طاقت اور قوت میں فرق نہیں ہے۔ جو فرق شریعت نے رکھے ہیں وہ یہ ہے کہ قرآن کو وحی متلو کہا گیا ہے، کیونکہ قرآن مجید کی تلاوت نماز میں ہوتی ہے۔ نماز میں آپ کھڑے ہو گئے الحمدللہ رب العالمین۔ قل اعوذ برب الفلق۔ قل اعوذ برب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الناس قرآن کی تلاوت کریں۔ یہ قرآن کی شان ہے، ٹھیک ہے! لیکن میں سمجھتا ہوں کہ حدیث اس تعلق سے بھی پیچھے نہیں ہے، آپ رکوع میں کیا پڑھتے ہیں، سجدے میں آپ کیا پڑھتے ہیں؟ سجدے میں تو نص آ گئی۔ اللہ کے پیغمبر نے سجدے میں قرآن پڑھنے سے روک دیا۔ تشہد کہاں سے آیا؟ احادیث سے۔ جس طرح نماز میں قیام کی حالت میں آپ قرآن کی قرأت کرتے ہیں، لیکن بہت سی دعائیں بہت سے اوراد حدیث کے بھی ہیں۔ قرآن کی تلاوت کا اجر وثواب ہے کہ ایک حرف کی دس نیکیاں ہیں اور حدیث مبارکہ چونکہ اللہ کے پیغمبر کی تشریح ہے جو اللہ نے آپ کو دی۔ علم اللہ کی طرف سے ہے، الفاظ اللہ کے پیغمبر کے ہیں اور قرآن بھی اللہ کا علم ہے اور الفاظ بھی اللہ کے ہیں، تو اللہ کے الفاظ ہونے کے تعلق سے اس کی قرأت کا ثواب ہے۔ ایک ایک حرف کی دس نیکیاں ہیں، بڑے بڑے فضائل ہیں، لیکن حدیث تشریعی اعتبار سے ہے اور نماز میں قرأت کے لحاظ سے کسی طرح سے پیچھے نہیں ہے۔ عقیدہ، عمل، قول، فضائل، احکام میں دونوں کی طاقت اور قوت مساوی ہے۔ جس طرح قرآن دلیل قطعی ہے، اسی طرح حدیث بھی دلیل قطعی ہے۔ اللہ ہمیں صحیح دین کا فہم عطا فرمائے اور قرآن اور حدیث پر صحیح معنی میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔

أَقُولُ قَوْلِي هٰذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِي وَلَكُمْ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غیر مسلم جج کی شرعی حیثیت

ایک ہندو، مسٹر بھگوان داس کی پاکستان میں بطور چیف جسٹس تقرری کے موقع پر ہونے والی تقریر

مدینۃ الرسول کے بعد مملکتِ پاکستان:

پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے، میرے علم کے مطابق تاریخ میں پہلی مملکت جو عقیدۂ توحید کی اساس پر قائم ہوئی وہ مدینۃ الرسول ﷺ ہے، اس کے بعد جو دوسری مملکت عقیدۂ توحید کی اساس پر حاصل کی گئی وہ مملکتِ پاکستان ہے، استقلالِ پاکستان کے وقت ہر شخص خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بوڑھا ہو یا جوان یا بچہ، کی زبان پر ایک ہی نعرہ تھا: پاکستان کا مطلب کیا؟ ''لا الہ الا اللہ'' اس عظیم اور مبارک مقصد کے حصول کے لیے لاکھوں انسانوں نے جو ہمارے بزرگ تھے، اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر دیئے، یوں بڑی قربانیوں، محنتوں، مشقتوں اور انتھک جہود ومساعی کے نتیجہ میں مملکتِ پاکستان وجود میں آ گئی۔ الحمدللّٰہ علی هذه النعمة.

لیکن یہ مقام تأسف ہے کہ روزِ اوّل ہی سے پاکستان کو ایسی قیادتیں نصیب ہوئیں جنہوں نے مسلسل نظریہ قیام پاکستان سے انحراف اختیار کر لیا ''لا الہ الا اللہ'' جو وجودِ پاکستان کی اساس ہے کا معنی تو یہ تھا کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی سچی توحید قائم ہو اور ہر طرح کے شرک کی نفی ہو، محمد رسول اللہ ﷺ کا لایا ہوا دین خالص نافذ ہو، اور ہر طرح کی بدعت کی بیخ کنی ہو، اس کے سوا اس کلمہ طیبہ کا اور کوئی مفہوم نہیں، مگر افسوس! ایسا اب تک نہ ہو سکا آئے دن دین اسلام پر طرح طرح سے یلغار ہوتی ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس یلغار میں اکثر اپنے ہی ملوث ہوتے ہیں، غیروں سے کیا شکوہ۔ آج اسلام اپنے ماننے والوں کی اکثریت سے اس شکوہ میں حق بجانب ہے کہ وہ اسلام کی حقیقت کو جانتے ہی نہیں، اور جو جانتے ہیں ان میں سے اکثریت سے اس شکوہ میں حق بجانب ہے کہ ان کے دل اسلامی غیرت وحمیت سے خالی ہیں۔

اس وقت ایک تازہ یلغار جو اسلامیانِ پاکستان پر بجلی بن کر گری وہ ہندو مذہب سے تعلق رکھنے والے مسٹر بھگوان داس صاحب کی بطور چیف جسٹس یعنی قاضی القضاہ تقرری ہے، یہ تقرری اسلام کی روح کے منافی ہے، عقیدۂ توحید سے بغاوت ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام سے انحراف ہے اور رعیت کے لیے ایک فتنہ اور آزمائش ہے۔ اس تقرری پر سب سے بڑی دلیل یہی دی جا رہی ہے کہ پاکستان کا آئین اس کی اجازت دیتا ہے، یہ تو کھلم کھلا اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ پاکستان کا آئین اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت سے متصادم ہے۔ اس آئین کی کہ جسے لوگوں نے بنایا، اس آئین کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے جسے خالق کائنات نے ہمارے لیے تیار کیا، جس کا فرمان ہے:

﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا﴾ [المائدۃ: ٤٨]

یعنی ”ہم نے ہر ایک امت کے لیے شریعت ومنہاج بنایا ہے“۔

ہم سے بعض مخلص دوستوں نے اس موضوع پر کچھ لکھنے کی خواہش ظاہر کی، لیکن عدیم الفرصتی کا عذر مانع رہا، البتہ چند سال قبل اس موضوع پر جامعہ الاحسان میں ہمارا ایک خطاب رکھا گیا تھا، اسی کے کیسٹ سے یہ مضمون تحریر کیا گیا، جسے نظر ثانی کے بعد شائع کیا جا رہا ہے۔ جملوں کی ترتیب میں کچھ رد وبدل کرنا پڑا، نیز کہیں کچھ جملے جو مکرر محسوس ہوئے حذف کرنے پڑے، جبکہ جابجا کچھ علمی باتوں کا اضافہ بھی عمل میں آیا، یوں ایک متواضع اور حقیری سی کوشش ہدیہ قارئین کی جا رہی ہے۔

اس مضمون کے صحیح مندرجات اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے ہیں، اور اگر کوئی غلط بات تحریر ہوگئی ہے تو وہ میری طرف سے ہے، جس پر میں قارئین کی طرف

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے اصلاح کا منتظر رہوں گا۔ ہمیں اپنے وطن سے محبت ہے اور ہم یہاں اللہ تعالیٰ کے خالص دین کا نفاذ دیکھنا چاہتے ہیں، ہمیں حکومتی ایوانوں سے غرض نہیں ہے، صرف اللہ رب العزت کی خالص توحید اور پیارے پیغمبر محمد ﷺ کی سنت کی تنفیذ و تطبیق چاہتے ہیں، اس مقصد کے حصول کے لیے ہم ہر قربانی کے لیے تیار ہیں۔

اللهم أرنا الحق حقا وازقنا إتباعه وأرنا الباطل باطلا وارزقنا إجتنابه. وصلى الله على نبينا محمد و على آله وصحبه وأهل طاعته أجمعين.

عبداللہ ناصر الرحمانی

امیر جمعیت اہل حدیث سندھ

وشیخ الحدیث المعہد السّلفی کراچی

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غیر مسلم جج کی شرعی حیثیت

إنَّ الْحَمْدَلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَ نَسْتَعِينُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ وَ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰه فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ.

﴿ يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَ أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ [آل عمران : ۱۰۲]

﴿ يَآأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾ [النساء: ۱]

﴿ يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ○ يُّصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ [الاحزاب : ۷۰، ۷۱]

امابعد! فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَ أَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَ شَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.

اعوذ باللّٰه السميع العليم من الشيطان الرجيم من همزه و نفخه ونفثه. بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم.

﴿ يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَأْلُوْنَكُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَ مَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴾ [آل عمران : ۱۱۸]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اے ایمان والو! تم اپنا دلی دوست ایمان والوں کے سوا اور کسی کو نہ بناؤ۔ (تم تو) نہیں دیکھتے دوسرے لوگ تمہاری تباہی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے، وہ تو چاہتے ہیں کہ تم دکھ میں پڑو، ان کی عداوت تو خود ان کی زبان سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ بہت زیادہ ہے، ہم نے تمہارے لیے آیتیں بیان کر دیں اگر عقل مند ہو''۔

وقال تعالیٰ فی موضع آخر:

﴿ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴾ [النساء: ٦٠]

''کیا آپ نے نہیں دیکھا؟ جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر اور جو کچھ آپ سے پہلے اتارا گیا ہے اس پر ان کا ایمان ہے۔ لیکن وہ اپنے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ شیطان کا انکار کریں، شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر دور ڈال دے''۔

اہم ترین منصب:

اس نشست کے لیے جو موضوع رکھا گیا ہے وہ ہے ''مسلم ریاست میں غیر مسلم جج کی شرعی حیثیت'' یہ موضوع میرے لیے کم از کم بڑی حیرت اور استعجاب کا باعث ہے، کہ ایسا دور بھی ہم پر آنا تھا اور ہم نے اس ابتلاء میں مبتلاء ہونا تھا کہ مسلم ریاست میں غیر مسلم جج کی شرعی حیثیت پر بحث کرنی پڑے۔ یہ قضاء کا محکمہ یا قاضی کا منصب اتنا عظیم ہے کہ ہر مسلمان بھی اس کا اہل نہیں ہے چہ جائیکہ غیر مسلم؟

مسلم ریاست میں ایک غیر مسلم جج کا تقرر تو ''الطامة الکبریٰ'' یعنی بہت بڑی قیامت ہے۔

اپنی گفتگو کے آغاز میں ایک بات کہنے کی جسارت کروں گا اور وہ یہ کہ قضاء کے تعلق سے ہمارے ملک کی بنیاد ہی غلط ہے، چنانچہ ہماری عدالتوں میں، قرآن

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وحدیث کی بجائے، وضعی قوانین و دساتیر نافذ ہیں، ہم پر برٹش لاء مسلط ہے، ہم پر ایوب خان کے عائلی قوانین مسلط ہیں، ہم پر ایسے قوانین مسلط ہیں جو بارڈر کے اس طرف ''تعزیراتِ پاکستان'' کے نام سے اور اس طرف ''تعزیراتِ ہند'' کے نام سے نافذ العمل ہیں، یعنی فرق صرف ٹائٹل کا ہے اصول وضوابط ایک ہی ہیں۔

جب عدالتوں میں آسمانی شریعت کی بجائے خودساختہ نظام کا تسلط ہے اور ہر جج اسی حصار میں مقید ومحصور ہے اور اسی خود ساختہ نظام کے مطابق فیصلہ کرنے کا پابند ہے، تو پھر جج کی کرسی پر عبداللہ یا عبدالرحمٰن کو بٹھاؤ یا مسٹر مائیکل یا مسٹر بھگوان داس کو بٹھاؤ کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

حضرات! یہ شریعت سے دوہری بغاوت ہے، ایک: عدالتوں میں غیر اللہ کے قانون کا نفاذ، دوسری: غیر مسلم کو منصبِ قضاء کی تفویض۔

اس کے مقابلے میں ایک مسلم ریاست میں فیصلے صرف اللہ تعالیٰ کی وحی یعنی قرآن وحدیث سے ہوتے ہیں:

﴿ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ﴾ [النسآء : ١٠٥]

یعنی ''تا کہ تم لوگوں میں اس چیز کے مطابق فیصلہ کرو جس سے اللہ تعالیٰ نے تم کو شناسا کیا ہے''۔

﴿ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ﴾ [یوسف : ٤٠]

''نہیں ہے حکم مگر ایک اللہ کے لیے''۔

﴿ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ﴾ [التين : ٨]

''کیا اللہ تعالیٰ (سب) حاکموں کا حاکم نہیں ہے''۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ ان فیصلوں کی تنفیذ کرنے والا جج یا قاضی، مسلمان ہوتا ہے، غیر مسلم ہرگز نہیں۔

اس بحث کو میں نے متقدمین اور محدثین کی کتب میں تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن مجھے یہ بحث کہیں نہ ملی، اس لیے کہ قرون اولیٰ میں ایسا کوئی تصور ہی نہیں تھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور نہ کوئی ایسی مثال کہ کسی بھی دور میں مسلمانوں پر غیر مسلم جج مسلط ہوا ہو، اس لیے یہ موضوع متقدمین اور محدثین کی کتابوں میں سرے سے ہے ہی نہیں۔(یعنی مستقل اس موضوع پر تفصیلی بحث نہیں ملی ورنہ قرآن وحدیث میں متفرق مقامات میں اس عنوان کی پوری رہنمائی موجود ہے۔محمدی)

البتہ قرآن وحدیث میں اس بارے میں راہنمائی موجود ہے، کیونکہ ہماری شریعتِ مطہرہ قیامت تک کے لیے ہے، لہٰذا اس میں قیامت تک ظاہر ہونے والے ہر مرض اور ہر فتنہ کا علاج موجود ہے۔

میں چونکہ اس مسئلہ کی شرعی حیثیت کے بیان کرنے کا پابند کیا گیا ہوں اسی لیے اسی پر اکتفاء کروں گا۔

محکمۂ قضاء کی تعریف:

جج کو عربی میں قاضی کہتے ہیں اور بعض جملوں میں حاکم بھی مستعمل ہے اور یہ محکمہ ''محکمۂ قضاء'' کہلاتا ہے اور قضاء دین اسلام کا بڑا اہم شعبہ ہے۔ پہلے ہم قضاء کی تعریف پر غور کرلیں، تاکہ اس تعریف کے اجزاء ہی کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرسکیں کہ اس تعریف کے اجزاء کسی غیر مسلم پر منطبق ہوتے ہیں یا کہ نہیں؟ قضاء کی بہت سی تعریفیں کی گئیں ہیں مثلاً: فقہاءِ حنفیہ اس کی یہ تعریف کرتے ہیں ''الحکم بین الناس بالحق'' (لوگوں کے درمیان حق کے ذریعے فیصلہ کرنا) دیگر بھی بہت سی تعریفات منقول ہیں، لیکن میں نے ایک جامع تعریف کا انتخاب کیا ہے جو فقہاء حنابلہ کی کتب میں مذکور ہے اور ویسے اگر تمام تعریفوں کو جمع کرلیا جائے تو فقہاء حنابلہ کی تعریف ان تمام تعریفات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ وہ کہتے ہیں:

تَبْيِينُ الْحُكْمِ الشَّرْعِيِّ وَالْإِلْزَامِ بِهِ وَفَصْلِ الْخُصُومَاتِ.

یعنی ''کسی قضیے میں حکم شرعی علی وجہ الالزام بیان کرنا اور لوگوں کے جھگڑوں میں فیصلہ صادر کرنا''۔

''عَلٰی وَجْهِ الْإِلْزَام'' کا مطلب ہے کہ قاضی کا فیصلہ جس شخص کو سنایا جارہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اسے قبول کرے، قبول کیے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے اگر وہ اس سے انکار یا انحراف کرے گا تو پھر سزا کا قانون متحرک ہو جائے گا۔

"فصل الخصومات" کا مطلب ہے لوگوں کے باہمی جھگڑے اور تنازعات نمٹانا، چاہے ان کا تعلق عزت سے ہو، مالی امور سے ہو یا ان کا تعلق دماء (خون ریزی) سے ہو۔

یہ چند موٹی موٹی باتیں سامنے آئیں کہ قضاء حکم شرعی کو تلاش کرنے اور اسے بیان کرنے کا نام ہے، یعنی صرف حکم نہیں بلکہ حکم شرعی، اگر صرف حکم ہوتا تو اسلامی اور غیر اسلامی قانون میں کوئی فرق نہ ہوتا لیکن شرعی کی قید سے غیر اسلامی حکم خارج ہو گیا، یعنی ہمارے دین اسلام میں قضاء، شرعی حکم تلاش کرنے اور اسے بیان کا نام ہے، غیر شرعی حکم کا نام نہیں ہے، چنانچہ شرعی حکم کی قید سے غیر شرعی حکم خارج ہو گیا۔

اب کیوں کے ہمارے قضاء کی بنیاد شریعت ہے اور شریعت کی بنیاد دو چیزیں ہیں ایک قرآن اور دوسری حدیث، اس لیے ہماری قضاء کا پورا مدار ومحور اللہ تعالیٰ کی وحی یعنی قرآن وحدیث ہے، غیر شرعی احکام کا ہمارے منصبِ قضاء سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مثال کے طور پر اگر امریکا کی کوئی عدالت کوئی فیصلہ صادر کرتی ہے تو ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں یا سروکار یا لگاؤ نہیں ہے، کیونکہ یہ فیصلہ ایک ایسی عدالت کا ہے جو غیر اسلامی ہے لہٰذا ہماری اسلامی غیرت اس امر کی متقاضی ہے کہ اس کی طرف کوئی توجہ بلکہ کوئی نگاہِ التفات بھی نہ کی جائے، چہ جائیکہ اسے قبول کیا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ﴾ [الروم : ۳۰]

یعنی اپنے اندر ایسی حنیفیت پیدا کرو کہ اپنا چہرہ دین کی طرف سیدھا رکھو، دائیں بائیں دیکھنے یا جھانکنے کی کوئی ضرورت نہیں ورنہ بعض اوقات طبیعت میں بڑا تکدر پیدا ہو سکتا ہے اور ان کے بعض مسائل ناک بند کر کے سننے پڑیں گے، وہ تو ایسے ایسے فیصلے کرتے ہیں کہ اللہ کی پناہ، مرد، مرد سے شادی کر سکتا ہے عورت، عورت سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شادی کر سکتی ہے، ہم جنس پرستی وہاں باقاعدہ ایک قانون ہے۔لیکن ہماری جو قضاء ہے وہ شریعت یعنی قرآن وحدیث کی بنیاد پر ہے، یہاں فیصلہ شریعت کے مطابق ہوگا اس کی زد میں کوئی چھوٹا آرہا ہو یا بڑا۔ اور یہ سب خیر وطیب ہے، اللہ تعالیٰ طیب چیز کو پسند فرماتا ہے۔ اور اس نے طیبات کو ہی ہمارا دین قرار دیا ہے۔ جو قرآن وحدیث میں ہے وہی فیصلہ ہوگا، یہاں آپ کو بڑے مبارک فرامین سننے کو ملیں گے، فرمان نبوی ﷺ ہے:

لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا. ❶

''یعنی اگر محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی چوری کرلے تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں گا''۔

یہ شرعی قضاء ہے جس کی بنیاد قرآن وحدیث ہے، اس کی زد میں کوئی بھی ہو آئے گا۔ نبی علیہ السلام نے سابقہ امتوں کی قضاء میں جو انحراف تھا اس کی نوعیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ.

''یعنی کوئی معزز چوری کرلیتا تو اس کو معاف کردیتے اور اگر کوئی کمزور چوری کرلیتا تو اس پر حد قائم کردیتے''۔

لیکن شرعی قضاء نہ اس روش کو اپناتی ہے اور نہ ہی اس کی تائید کرتی ہے بلکہ اس کی تفنید کرتی ہے۔

اس قضاء کا پہلا عنصر یہ ہے کہ ''تَبْيِيْنُ الْحُكْمِ الشَّرْعِي'' کہ شرعی حکم کی کھوج لگانا، اسی کو بیان کرنا اور اسی کا اظہار کرنا اور پھر ''علٰی وجه الالزاوم'' یعنی الزامی شکل میں، الزام کا معنی ہے کہ اس طرح اس کو بیان کرنا کہ جس کے لیے وہ حکم بیان کیا جارہا ہے اس کے لیے قبول کرنا لازم ہے۔ اس طرح قضاء اور افتاء میں فرق

❶ صحيح بخاری کتاب احاديث الانبياء باب حديث الغار رقم ٣٤٧٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سامنے آجائے گا، افتاء میں مفتی فتویٰ دیتا ہے مستفتی قبول کرے یا نہ کرے، مفتی کا کام بس فتویٰ لکھ دینا ہے، لیکن قضاء میں قاضی جو فیصلہ دیتا ہے اس فیصلے کو جاننا اور قبول کرنا لازم ہے، اور لازماً اسے قبول کرایا جائے گا۔ اور پھر ''فصل الخصومات'' یعنی خصومات وتنازعات کے فیصلے کرنا، انہیں نمٹانا ان تنازعات کا تعلق آپس کے جھگڑوں سے ہو یا ان کا تعلق عزت سے ہو یا مال سے ہو یا جان سے، ان تمام خصومات کو نمٹانا شرعی قضاء اور اس محکمہ کی ذمہ داری ہے۔

اب یہ تعریف کے اجزاء ہیں، اور قرآن وحدیث ہی ان اجزاء کی بنیاد ہے اور قاضی جو فیصلہ کرے گا اسے اپنانا لازمی ہوگا۔

قضاء کے دائرۂ کار میں اس قسم کے امور ومعاملات زیادہ ہوتے ہیں جن کا تعلق لوگوں کے باہمی خصومات سے ہوتا ہے جس میں خون ریزی، مالی امور، اور عزت واہل کے مسائل داخل ہیں۔

اب بتایئے یہ سارے امور ایک غیر مسلم کے سپرد کس طرح کیے جائیں؟ ایک مؤمن کی عزت آپ جانتے ہیں کیا ہے؟

صحابی رسول عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیت اللہ کو دیکھا اور فرمایا:

مَا أَعْظَمَكَ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكَ وَالْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللّٰهِ مِنْكَ. ❶

''تو کتنا عظیم ہے اور تیری عزت وحرمت بھی کتنی عظیم ہے لیکن مؤمن کی حرمت وعزت اللہ کے ہاں تجھ سے بڑھ کر ہے''۔

ابن ماجہ میں یہ رسول اللہ کا فرمان ہے، اس کے راوی بھی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں وہ کہتے ہیں، آپ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے:

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَحرمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَاللّٰهِ حُرْمَةً مِنْكَ مالِهٖ ودمِهٖ وَاَنْ نَّظُنَّ بِهٖ اِلَّا خيرًا. ❷

---

❶ جامع ترمذی کتاب البر والصلة عن رسول اللّٰه باب ماجاء فی تعظیم المومن، رقم الحدیث ۲۰۳۲.

❷ ابن ماجه کتاب الفتن باب حرمة ام المومن ماله حدیث ۳۹۳۲

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

أَلَا إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَ أَمْوَالَكُمْ وَ أَعْرَاضَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا وَفِي شَهْرِكُمْ هٰذَا. ❶

یعنی تمہاری عزتیں، تمہارے مال اور تمہاری جانیں ایک دوسرے پر حرام ہیں جیسے اس دن (یوم عرفہ) کی حرمت ہے اور اس شہر (مکہ المکرمہ) کی حرمت ہے اور جیسے اس مہینے (ذوالحجہ) کی حرمت ہے"۔

یہ بات آپ نے عرفہ کے دن فرمائی تھی، یہ دن بھی عظیم ہے، مقام بھی عظیم ہے، شہر بھی عظیم ہے اور مہینہ بھی عظیم ہے۔ نیز فرمایا:

مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ. ❷

"کہ جو شخص اپنے مال کے دفاع میں مارا جائے وہ شہید ہے، جو شخص اپنے دین کے دفاع میں مارا جائے وہ شہید ہے، جو شخص اپنی جان کے دفاع میں مارا جائے وہ شہید ہے اور جو شخص اپنے اہل (عزت) کے دفاع میں مارا جائے وہ شہید ہے"۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ایک مسلمان کا مال، جان، عزت اور دین کس قدر محترم ہیں کہ ان کے دفاع میں مارا جانے والا شہادت کے رتبہ پر فائز ہو جاتا ہے، تو ایک مسلمان کے اتنے اعلیٰ پائے کے امور کسی غیر مسلم جج کے سپرد کیسے کیے جا سکتے ہیں؟ یہ بات تو شریعت کے ساتھ ساتھ عقل وخرد کے بھی منافی ہے، اور دنیا کا کوئی قانون اس غیر طبعی منطق کی تائید نہیں کر سکتا کیونکہ (ہم اپنے خطاب میں یہ بات واضح

---

❶ بخاری كتاب الأضاحي باب من قال الأضحى يوم النحر رقم الحديث ٥٥٥٠. وترمذي كتاب الفتن عن رسول الله باب ماجاء دماء كم واموالكم عليكم حرام رقم الحديث ٢١٥٩.

❷ سنن ترمذي كتاب الديات عن رسول الله باب ماجاء فيمن قتل دون ماله فهو شهيد رقم الحديث. ١٤٢١. بخاري حديث ٢٤٨٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں گے کہ) ایک غیر مسلم، کسی بھی طور ایک مسلمان کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔

ایک عظیم منصب اور غیر مسلم:

اب ہم خاص اس موضوع کی طرف آتے ہیں، قرآن و حدیث میں کئی مقامات پر ایسے شواہد موجود ہیں کے کسی مسلم ریاست میں کسی غیر مسلم قاضی یا جج کا تقرر نہ صرف یہ کہ ناجائز ہے بلکہ بڑے ظلم و زیادتی اور اللہ کی ناراضگی اور ایک حدیث کے مطابق، جو ان شاء اللہ آپ کے سامنے آگے بیان کروں گا، اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستوجب ہے۔ سب سے پہلے قرآن مجید کی چند آیات ملاحظہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾ [النسآء: ۱٤۱]

''کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے مسلمانوں پر کوئی سبیل (غلبہ و ولایت) نہیں رکھی''۔

یعنی مسلم ریاست میں کافروں کے لیے کوئی عہدہ یا کسی نوعیت کی حکمرانی جائز نہیں، قضاء تو بہت بڑی بات ہے، قضاء تو اتنا بڑا منصب ہے کہ کوئی اور منصب اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا، ان شاء اللہ یہ بات آگے آئے گی کہ جو قاضی ہوتا ہے وہ زمین پر خلیفۃ اللہ ہوتا ہے۔ علامہ صنعانی نے ایک مقام پر لکھا ہے ''لیس فوقها مرتبة'' یعنی قضاء کا مرتبہ و مقام اتنا اونچا اور اہم ہے کہ اور کوئی مرتبہ اس سے اونچا ہو ہی نہیں سکتا۔ کیا اس موقف پر یہ دلیل کافی نہیں ہے کہ خلیفہ وقت بھی قاضی کے فیصلوں کے تابع ہوتا ہے، خلفاء راشدین کے دور کے بہت سے واقعات اس پر شاہد عدل ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ ہم نے کافروں کے لیے مسلمانوں پر حکمرانی کی کوئی شکل نہیں رکھی۔

مسلم ریاست ہو اور اس میں کسی بھی نوعیت اور کسی بھی اعتبار سے کفار کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے کوئی تولیت، کوئی منصب اور کوئی حکم ہو یہ کسی بھی طور جائز اور درست نہیں چہ جائیکہ قضاء کا منصب جو کہ سب سے اونچا منصب ہے۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا استدلال اور استقلال:

مذکورہ آیتِ کریمہ سے اسی نوعیت کا استدلال امیرالمومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا تھا، ان سے کہا گیا کہ فلاں شخص عیسائی ہے اور بڑا اچھا کاتب ہے اس کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جائے، تو آپ نے فرمایا عیسائی کی خدمات سے فائدہ اٹھانا یا اسے کوئی منصب دینا، (اگرچہ وہ صرف کتابت تک ہی محدود ہو جس میں وہ مختار نہیں ہوتا بلکہ ہماری املاء کا پابند ہوتا ہے) میرے لیے ناممکن ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴾ [النسآء: ١٤١]

یہ بڑا عظیم استدلال ہے، وہاں کوئی قضاء کی بات نہیں ہو رہی تھی صرف کتابت کا معاملہ تھا، جیسے آج کے دور میں کمپوزنگ کی ملازمت ہے یا کسی محرر کے تقرر کا مسئلہ درپیش ہے جو محض آپ کی بتائی ہوئی باتیں یا املاء کردہ عبارتیں تحریر کرنے پر مامور ہے۔ امیرالمومنین نے یہ بات پورے ایمان کی روشنی میں اور مکمل وثوق کے ساتھ کہی، کیونکہ کفار چاہے یہودی ہوں یا عیسائی یا مشرک ہوں وہ کسی بھی اعتبار سے مسلمانوں کے خیرخواہ نہیں ہو سکتے، بلکہ مسلمانوں کے بیچ میں رہ کر خرابیاں پیدا کریں گے اور یہ ان کی پلاننگ کا حصہ ہے۔

امیرالمومنین کی یہ سوچ محض ایک کاتب کے بارہ میں تھی، جو ہر طرح سے زیر دست ہوتا ہے اور صرف املاء کردہ عبارت کی تحریر کا پابند ہوتا ہے، مگر یہاں تو مسئلہ قاضی بلکہ قاضی القضاۃ کے تقرر کا ہے جو بڑے اختیارات کا مالک ہوتا ہے۔

اس بارے میں کچھ باتیں عرض کرنا چاہوں گا اور مجھے توقع ہے کہ صدر مجلس بھی اس بارے میں کچھ فرمائیں گے کہ عالمی سطح پر یہودیوں اور عیسائیوں کی کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرارتیں ہیں؟ اور ان کی کیا پلاننگ ہے؟ مسلمانوں کے اندر بگاڑ پیدا کرنے کے لیے ان کی کیا سوچ ہے؟ اور ان کے کیا طرق ہیں؟ اور اس کے لیے ان کے پاس کیا کیا وسائل ہیں؟ اور ان کا کیا طریقہء واردات ہے؟ امیر عمر رضی اللہ عنہ اس دور میں صرف ایک کاتب رکھنے کے لیے تیار نہ ہوئے اور انہوں نے اسی آیت کریمہ سے استدلال کیا اور اپنے ساتھی سے مزید کہا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھا؟

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ﴾ [المائدۃ: ۵۱]

''اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ وہ تو (صرف) آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں''۔

ان کی خیرخواہی محض آپس کے لیے ہے تمہارے لیے نہیں، بظاہر تمہاری ہاں میں ہاں ملائیں گے لیکن ان کے حقیقی عزائم کیا ہیں اس سے تم آگاہ نہیں ہو۔ اس موضوع پر ہم اور بھی قرآنی آیات بیان کریں گے، ان شاء اللہ۔

جب دوستی منع ہے تو پھر منصب کیوں؟

حضرات! قرآنِ حکیم میں ایسی بیسیوں آیات کریمہ موجود ہیں جن میں اللہ رب العزت نے یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین سے دوستی قائم کرنے سے منع فرمایا ہے، فقہاء و محدثین کی ایک خاصی بڑی جماعت نے ان تمام آیات سے استدلال کرتے ہوئے غیر مسلم کو مسلم ریاست میں کسی قسم کے عہدے، منصب، امارت یا قضاء کی تفویض کو ناجائز قرار دیا ہے، اور یہ استدلال بالکل برمحل اور انتہائی صائب ہے، کیونکہ قرآن پاک نے تو محض کفار سے دوستی قائم کرنے سے روکا ہے، جبکہ انہیں اپنی ریاست میں کسی منصب کی تفویض دوستی قائم کرنے سے کہیں بڑھ کر ہے، اور منصب اگر قضاء کا ہو تو اس کی خطورت مزید بڑھ جائے گی، اس استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار سے دوستی مقاصدِ شریعت کے خلاف ہے، اور اللہ تعالیٰ کے امر کی صریح نافرمانی ہے، تو ان سے دوستی کرنے کے بعد انہیں کسی منصب کی تفویض کتنا بڑا جرم قرار پائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گی، اس پر خوب غور کرنے کی ضرورت ہے۔

محدثین کا استدلال:

بعض محدثین نے قرآن پاک کی اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے اور وہ بڑا اچھا استدلال ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ﴾ [النسآء: ۵۹]

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے اولوالامر کی اطاعت کرو''۔

اولوالامر کون ہیں، منکم جو تم میں سے ہیں، یعنی شریعت نے اولوالامر کا جو تصور دیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ''منکم'' سے واضح ہوتا ہے یعنی تمہارے اولوالامر صرف مسلمان ہی ہو سکتے ہیں، مسلمان کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتے، یہ بڑا دقیق استدلال ہے، لیکن بڑا اچھا اور خوب استدلال ہے کہ اولوالامر تم میں سے ہونا چاہیے تمہارے غیر میں سے نہیں، لہٰذا اطاعت کا جو حق ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے یا اللہ تعالیٰ کے رسول کے لیے ہے یا پھر ان اولوالامر کے لیے جو تم میں سے ہیں، اور اگر تم میں سے نہ ہوں تو ان کا تعین وتقرر ہی باطل ہے اور شرعی مقاصد کے خلاف ہے، وہ نہ اس کے اہل ہیں اور نہ ہی اس کے مستحق ہیں، اور جو ان کے تقرر کا بھیانک اقدام کریں گے انہیں شریعت کی بہت سی تحدیدات اور بہت سی سزاؤں کا سامنا کرنا پڑے گا:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ [النور: ۶۳]

''یعنی سنو! جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر زبردست آفت نہ آن پڑے یا انہیں دردناک عذاب (نہ) پہنچے''۔

اسی معنی میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وَجُعِلَ الذِّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلٰی مَنْ خَالَفَ أَمْرِیْ. ❶

یعنی ''جو میرے کسی بھی امر کی مخالفت کرے گا اس کے لیے (دنیا اور آخرت کی) ذلت وحقارت لکھ دی گئی ہے''۔

منصبِ قضاۃ اور عقیدہ ولاء براء:

حضرات! مسئلہ زیر بحث کا ایک اور پہلو ہے، جس کا تعلق اسلام کے ایک اہم اور سرفہرست عقیدہ سے ہے، وہ عقیدہ ''الولاء والبراء'' کے نام سے موسوم ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہونے والا ہر شخص اپنی دوستیوں اور دشمنیوں پر نظر ثانی کرے، خوب اچھی طرح دیکھے کہ اس کی دوستی، محبت اور تعلق کس کس سے ہے؟ اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے تعلقات کو اس نوعیت سے پرکھنا ہر مسلمان کا اولین فریضہ ہے، چنانچہ ہر مسلمان پر یہ واجب ہے کہ اس کی دوستی اور محبت صرف اس شخص سے ہو جو دوستی اور محبت کا اہل ہے، اور اس کی دشمنی اور ناراضگی صرف اس شخص سے ہو جو اس کا مستحق ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

أَوْثَقُ عُرَی الْإِیْمَانِ الْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ. ❷

''یعنی اسلام کا سب سے مضبوط کنڈا، اللہ تعالیٰ کے لیے محبت اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے بغض رکھنا ہے''۔

ایک حدیث میں اس عقیدہ کا ثواب بھی مذکور ہے:

---

❶ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حدیث کے ان الفاظ کے ساتھ باب منعقد کیا ہے، کتاب الجهاد والسير باب ماقيل في الرماح ويذكر عن ابن عمر عن النبي جعل رزقي تحت ظل رمحي وجعل الذلة والصغار على من خالف امري. مسند احمد رقم الحديث ۵۰۹۳.

❷ احمد: ۲۸٦/۴، الطبراني ۲/۱۲۵/۳، الصحيحة ۹۹۸. مسند احمد میں یہ الفاظ ہیں: ان اوسط عرى الايمان ان تحب في الله وتبغض في الله. رقم الحديث ۱۸۰۵۳.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مَنْ أَحَبَّ فِي اللّٰهِ وَأَبْغَضَ فِي اللّٰهِ وَأَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيْمَانَ. ❶

''یعنی جو اللہ کے لیے محبت کرے اور اللہ ہی کے لیے ناراضگی رکھے اور اللہ کے لیے خرچ کرے اور اللہ ہی کے لیے روک لے اس کا ایمان مکمل ہو گیا''۔

یہی مضمون قرآن حکیم کی اس آیتِ کریمہ میں مذکور ہے:

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ [المجادلة: ٢٢]

''جو لوگ اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں، انہیں تم ایسے لوگوں سے دوستی رکھنے والا نہیں پاؤ گے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے دشمنی رکھتے ہوں، خواہ وہ ان کے (ماں) باپ، اولاد (بہن) بھائی یا خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھ دیا ہے اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں یہ اللہ کا گروہ ہے، آگاہ رہو بے شک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ببانگ دہل اس حقیقت کو آشکارہ فرما رہا ہے کہ اس زمین کے نقشے پر ایسی قوم کا وجود ہے ہی نہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کی خالص توحید کو قبول کرتی ہو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں سے دوستی بھی

---

❶ ابو داؤد، کتاب السنة باب الدلیل علی زیادة الایمان و نقصانه الرقم ٤٦٨١.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رکھتی ہو، خواہ وہ لوگ کتنے ہی قریبی اور تعلق دار ہوں۔ یہ بات ان لوگوں کی ہے جن کی توحید خالص ہو، تعلق باللہ میں صداقت ہو اور ان کی نگاہیں آخرت کے درجاتِ اعلیٰ پر مرکوز ہوں۔ لیکن ایسے ایمان کے دعویدار جن کی توحید خالص نہ ہو، تعلق باللہ میں صداقت نہ ہو اور نگاہیں آخرت کی بجائے دنیا کی شہرت اور گندی سیاست پر مرکوز ہوں تو ان کا دوستی اور دشمنی کا معیار شرعی تمیز سے محروم رہے گا، ان لوگوں کے عقائد میں بڑا جھول ہے، اور جو غیر مسلم کو کسی منصب کی تفویض کرتے ہیں وہ دہرے جرم کے مرتکب ہیں: ایک ان سے دوستی کا جرم، دوسرا ایک مسلم ریاست میں انہیں کسی منصب کی تفویض کا جرم۔

قرآن حکیم کا ایک اور مقام ملاحظہ ہو، جس کا مسئلہ زیر بحث سے بڑا گہرا تعلق ہے، اور یہ آیت کریمہ عقیدۂ ''الولاء والبراء'' کی حقیقت بھی واضح کرتی ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ ﴾ [آل عمران: ۱۱۸]

''مومنو! کسی غیر مذہب کے آدمی کو اپنا راز داں نہ بناؤ، یہ لوگ تمہاری خرابی (اور فتنہ انگیزی کرنے) میں کسی طرح کوتاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ (جس طرح ہو) تمہیں تکلیف پہنچے۔ ان کی زبانوں سے تو دشمنی ظاہر ہو چکی ہے اور جو (کینے) ان کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں، اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سنا دی ہیں۔''

''بطانة'' بطن سے ہے، بطن پیٹ کو کہتے ہیں، انسانی جسم پر وہ کپڑا جو پیٹ سے لگا ہوا ہو اس کپڑے کو بطانہ کہا جا سکتا ہے، کتبِ لغت میں اس کا ترجمہ راز داں سے کیا گیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ ''الدُّخَلَاءُ'' [1] سے کیا ہے یعنی ایسے لوگ جو تمہاری خلوتوں میں داخل ہوں، تمہارے راز داں ہوں۔

[1] بخاری کتاب الاحکام باب بطانة الامام واهل مشورته رقم ۷۱۹۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب اس کا ہمارے موضوع سے کیا تعلق ہے؟ بہت ہی گہرا تعلق ہے۔

قرآن حکیم نے غیر مسلم کو''بطانۃ'' پکڑنے سے منع فرما دیا ہے، لہٰذا کوئی غیر مسلم ہمارا راز دان، خلوتوں کا ساتھی یا دخیل نہیں ہوسکتا، پس اگر ہم کسی غیر مسلم کو کوئی منصب تفویض کریں گے تو یہ اسے''بطانۃ'' پکڑنے کا سب سے اقرب اور سہل راستہ ہوگا، اور منصب قضاء پر خاص طور پہ غیر مسلم کی تولیت مزید راز داری کا باعث ہوگی، اور یہ چیز صراحۃً حکم قرآنی کے خلاف ہے۔ ہمارے''بطانۃ'' تو صرف مسلمان ہی ہو سکتے ہیں، وہی ہمارے راز دان ہیں اور وہی ہمارے تمام مناصب کے مالک ہیں۔

اگر ہم کسی غیر مسلم کو اپنا ہمدرد یا خیر خواہ قرار دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کیا کریں گے ﴿لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا﴾ یعنی کفار تمہیں تکلیف اور ایذاء پہنچانے میں کوئی کمی نہیں کریں گے، بلکہ''وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ'' کے بمصداق وہ ہمیشہ یہی خواہش کرتے رہیں گے کہ مسلسل ایسے اقدام کرتے رہیں جو تمہارے لیے تکلیف دہ ہوں، جن کا انجام ہمیشہ تمہارے نقصان پر منتج ہو۔

اللہ رب العزت جو علام الغیوب ہے اور دلوں کے بھید خوب جانتا ہے، مزید وضاحت فرماتا ہے:

﴿قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ﴾

یعنی ان کی شکلوں اور چہروں سے تمہارے خلاف کینہ اور بغض جھلکتا ہے، جسے تم بھی محسوس کرتے ہیں، مگر چونکہ میں دلوں کے راز خوب جانتا ہوں لہٰذا تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ ان کے سینوں میں چھپا ہوا کینہ اور بغض اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔

اب اللہ تعالیٰ کی اتنی وضاحتوں کے بعد کوئی شخص کسی غیر مسلم کو اپنا ہمدرد یا خیر خواہ قرار دے سکتا ہے؟ کسی غیر مسلم کو اپنا راز دان یا دخیل بنا سکتا ہے؟ کسی غیر مسلم کو کوئی منصب تفویض کر سکتا ہے؟ ہم تمہارے اس آئین کو مانیں جو تم نے اور تم جیسے دیگر لوگوں نے اپنی ان عقلوں سے بنا لیا جو فرنگی نظام کی تابع اور تربیت یافتہ ہیں، یا اس آئین کو مانیں جو خالق کائنات نے ہمارے لیے بنایا اور اپنے پیارے پیغمبر محمد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کے ذریعے ہم تک پہنچا دیا۔

نبی اور خلیفہ کے دو دوست:

اس آیت کریمہ کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث لائے ہیں:

مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيفَةٍ إِلَّا وَلَهُ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالسُّوءِ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ۔ [1]

یعنی ''اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا یا جس شخص کو بھی خلافت کے منصب سے نوازا اس کے لیے دو ''بطانۃ'' ہوتے ہیں، ایک وہ جو اسے نیکی کا حکم دیتے ہیں اور نیک راہ پر چلنے کی ترغیب دیتے رہتے ہیں، اور دوسرا ''بطانۃ'' وہ جو اسے برائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی کے راستے پر چلنے کی ترغیب دیتے رہتے ہیں اور بچا ہوا تو وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ بچا لے''۔

اس حدیثِ مبارک میں ہر نبی یا خلیفہ کے لیے دو ''بطانۃ'' کا ذکر کیا گیا ہے، اب انبیاء کا سلسلہ تو بند ہو چکا لیکن خلیفہ یا حاکم آتے رہیں گے اور ہر حاکم کے لیے دو طرح کے راز دان ضرور ہوں گے: ایک نیکی کی نصیحت کرنے والے، دوسرے برائی پر آمادہ کرنے والے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر حاکم اپنے اردگرد اپنے مصاحبین کا جائزہ لیتا رہے کہ ان میں سے کون مخلص، خیرخواہ اور نیک طینت ہے اور کون بری خصلت کا حامل بدخواہ ہے، تاکہ وہ نیک لوگوں کی مصاحبت اور مشاورت سے مستفید، ومحظوظ ہوتا رہے اور برے لوگوں کی صحبت سے بچ سکے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے حدیث کے آخر میں فرمایا: وَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ. یعنی صرف اسی حاکم کا بچنا ممکن ہے جسے اللہ تعالیٰ بچا لے، کیونکہ بعض اوقات برے ''بطانۃ'' بظاہر خوش اسلوبی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب بطانة الإمام و اهل مشورته الرقم: ۷۱۹۸.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور میٹھی گفتار کا مظاہرہ کرتے ہیں لیکن درحقیقت نقصان پہنچانے اور جڑیں کاٹنے کے پروگرام پر عمل پیرا ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کی یلغار سے بچنا بہت مشکل ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے بچنا ممکن ہے۔ لیکن ایسے حاکم کا کیا کیجئے جو بذاتِ خود کسی غیر مسلم مثلاً کسی یہودی یا عیسائی یا ہندو کو کوئی منصب تفویض کردے یا اپنی کابینہ کا حصہ بنا لے، اس نے خود ہی ''بطانۃ السوء'' کا تقرر کر کے اپنے پاؤں پہ کلہاڑا مار لیا، کیونکہ قرآن پاک نے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ غیر مسلم تمہارے قطعاً خیرخواہ نہیں ہو سکتے، وہ ہمیشہ تمہارے درپے آزار رہیں گے، ان کے چہروں پر تمہارے لیے بغض وعداوت کے آثار نظر آئیں گے، لیکن دلوں میں چھپا ہوا بغض اس سے بھی کہیں زیادہ ہوگا۔ تو ایک حاکم کا غیر مسلم کو کسی منصب پر بٹھانا اللہ تعالیٰ کے امر کے خلاف ہے، شریعت کے مقاصد کے منافی ہے، اس (بطانۃ السوء) کے ذریعے اپنے امور اور اپنی رعیت کے امور میں بگاڑ پیدا کرنے کے مترادف ہے۔ والعیاذ باللہ

نبی علیہ السلام کے فرمان: وَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ. کا تقاضا یہ ہے کہ حاکم وقت ''بطانۃ السوء'' سے محفوظ رہنے کی کوشش بھی کرے اور دعائیں بھی، تو پھر یہ کتنا بڑا ظلم ہوگا کہ وہ خود ہی ''بطانۃ السوء'' کا تقرر کر لے، یہ اقدام تو اللہ رب العزت کے فرمان کی کھلی بغاوت ہے۔ آیت کریمہ:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ ...... الآیة ﴾

کی تفسیر کے ضمن میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے:

''ازہر بن راشد فرماتے ہیں: لوگ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس سماع حدیث کے لیے جاتے، اور اگر کبھی کسی حدیث کا مطلب نہ سمجھ پاتے تو حسن بصری رحمہ اللہ (جو بہت بڑے محدث اور علماء تابعین میں سے تھے) کی طرف رجوع کرتے، ایک دن انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنائی:

لَا تَسْتَضِيْئُوْا بِنَارِ الْمُشْرِكِيْنَ وَ لَا تَنْقُشُوْا فِيْ خَوَاتِيْمِكُمْ عَرَبِيًّا. [1]

---

[1] نسائی کتاب الزینة باب قول النبی لاتنقشوا علی خواتیکم عربیا الرقم ۵۲۰۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یعنی مشرکین کی آگ سے روشنی نہ لو اور اپنی انگوٹھیوں میں عربی عبارت نقش نہ کراؤ''۔

اس حدیث کا معنی سمجھنے کے لیے لوگوں نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انگوٹھیوں میں عربی عبارت کے نقش کی ممانعت کا معنی یہ ہے کہ ان پر محمد نام نہ لکھواؤ (کیونکہ دورِ رسالت میں آپ کی مہر آپ کی انگوٹھی پر آپ کے نام کے ساتھ نقش تھی، لہٰذا اگر کوئی دوسرا اسی نام کا نقش کرواتا تو آپ کی مہر کا اشتباہ پیدا ہونے کا امکان تھا)۔

حدیث کے دوسرے حصے لَا تَسْتَضِيْئُوْا بِنَارِ الْمُشْرِكِيْنَ کی تشریح کرتے ہوئے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے امور میں مشرکین سے مشورہ طلب نہ کرو، پھر فرمایا: اس معنی کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہوتی ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ ...... الآية ﴾

حدیث میں وارد اس جملے کی ایک تفسیر اور بھی ممکن ہے اور وہ یہ کہ مشرکین کی آگ سے روشنی طلب نہ کرو یعنی ان کے قریب یا ان کے پڑوس میں سکونت اختیار نہ کرو، کیونکہ جب ان کا پڑوس اختیار کیا جائے گا تو وہ یقیناً اپنے گھریلو امور کے لیے آگ جلائیں گے تو ان کی آگ کی روشنی تمہارے گھر تک پہنچے گی، اسی معنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی ہے:

مَنْ جَامَعَ الْمُشْرِكَ أَوْ سَكَنَ مَعَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ. ❶

یعنی ''جو مشرک کے ساتھ خلط ملط ہو یا اس کے قریب سکونت اختیار کرے وہ اسی جیسا ہے''۔

حضرات! مشرکین کے حوالے سے مذکورہ دونوں تفسیریں ہمارے موقف کی بھرپور تائید کر رہی ہیں، مشرکین کا معاملہ اس قدر حساس ہے کہ ان سے مشورہ طلب

❶ ابوداؤد، کتاب الجهاد باب فی الإقامة بأرض الشرك الرقم: ۲۷۸۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے سے روکا گیا، نیز ان کا پڑوس اختیار کرنے سے منع کیا گیا، نیز ان کے ساتھ اختلاط سے بھی روک دیا گیا، تو پھر جب ایک مشرک کا معاملہ اس قدر سنگین ہے تو وہ ہماری ریاست میں کسی منصب کا مستحق کیسے قرار پاسکتا ہے؟ اور منصب بھی ایسا جس کا تعلق قضاء جیسے حساس ترین معاملے سے ہو۔ اسلامی غیرت وحمیت کی ایک رمق بھی ہو تو ایسا اقدام کرنے سے گریز کیا جائے گا، ہمارے سلف صالحین کی سیرت کا اعجاز کیا تھا، ملاحظہ فرمایئے:

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: یہاں اہل حیرۃ سے ایک غلام ہے (غیر مسلم) جو قوتِ حافظہ اور عمدہ کتابت میں اپنی مثال آپ ہے، کیوں نہ اسے بطور کاتب مقرر کرلیا جائے، فرمایا: اگر میں اسے کاتب مقرر کرلوں تو میں نے غیر مسلم کو بطور ''بطانۃ'' یعنی رازدان ودخیل چن لیا جس سے اللہ تعالیٰ نے سختی سے ممانعت فرمائی ہے۔ ❶

غیر مسلم تو ایک محرر یا کاتب کے طور پر بھی قابل قبول نہیں، چہ جائیکہ بطورِ قاضی بلکہ قاضی القضاۃ۔

جنہیں اللہ نے ذلیل کردیا ہے میں انہیں عزت کیسے دوں؟

تاریخ اسلام سے ایک اور واقعہ ملاحظہ ہو: صحابی رسول ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جو بہت بڑے قاضی تھے، جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مناصب تفویض فرمائے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی منصب قضاء پر فائز رہے اور امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی بطور قاضی خدمات انجام دیں، ایک دفعہ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے، اور کہنے لگے ان لی کاتباً نصرانیاً. میں نے ایک کاتب رکھا ہے جو کہ نصرانی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مالك قاتلك اللہ الا اتخذت حنیفاً. تو نے کوئی توحید والا کاتب کیوں نہیں رکھا۔ ابوموسیٰ

---

❶ تفسیر ابن کثیر ۱ ۵۲۹.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اشعری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "لِیْ کِتَابَتَهٗ وَلَهٗ دِیْنُهٗ" مجھے اس کی کتابت سے سروکار ہے، اس کے دین کے معاملے سے کوئی تعلق نہیں، وہ جانے اس کا دین جانے، لیکن چونکہ وہ بڑا زبردست کاتب ہے لہٰذا میں نے اس کا تقرر کر دیا ہے۔ امیر المومنین نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ان فرامین کا کیا کرو گے جن میں غیر مسلم کی دوستی اور "بطانت" سے روکا گیا ہے، پھر حکماً فرمایا: اس کاتب کو فوری طور پہ معزول کر دو، اور آخر میں فرمایا:

لا أكرمهم اذ أهَانَهُمُ اللّٰهُ وَلَا أعِزُّهُمْ إذْ أذَلَّهُمُ اللّٰهُ وَلا أُدنيهم إذْ أبْعَدَهُمُ اللّٰهُ. ❶

یعنی "جنہیں اللہ تعالیٰ نے ذلیل کر دیا میں انہیں عزت کیسے دوں، اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے خائن قرار دے دیا میں انہیں امانت دار کیسے سمجھوں، اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے دھتکار دیا میں انہیں اپنے قریب کیسے کروں"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

أَخْرِجُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ. ❷

یعنی "یہود ونصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے نکال باہر کرو"۔

ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا تھا: "جزیرۂ عرب میں دو دین نہیں رہ سکتے"۔ ❸ یعنی صرف دین اسلام ہی رہے گا۔

ورنہ معزول کر دو:

اسی قسم کا قضیہ عمر ثانی، عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں پیش آیا، ان کے ایک گورنر نے ایک عیسائی کو منصبِ کتابت پر مامور کیا، آپ کو اطلاع ہوئی تو خط لکھوا

❶ تفسیر کبیر للرازی تفسیر سورۃ مائدہ آیت ۵۱.

❷ ابو داؤد۔ کتاب الخراج باب فی اخراج الیهود من جزیرة العرب الرقم ۳۰۲۹.

❸ ابو داؤد۔ کتاب الخراج باب فی اخراج الیهود من جزیرة العرب الرقم ۳۰۳۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھیجا، فرمایا: ''اپنے اس کاتب کو اسلام کی دعوت دو اگر قبول کر لے تو درست ورنہ اسے معزول کر دو کیونکہ وہ ہمارے کسی منصب کا مستحق نہیں''۔ گورنر نے اسے اسلام کی دعوت دی، اس نے قبول کر لی اور بڑا نیک اور صالح مسلمان ہو گیا۔

حضرات! میں نے اپنی گفتگو کے آغاز میں ذکر کیا تھا کہ کسی غیر مسلم کے منصبِ قضاء پہ تعین کے سلسلہ میں مجھے سلف صالحین کی کتب میں ایک مستقل باب کے طور پر یہ مسئلہ کہیں نہیں ملا، جس کا معنی یہ ہے کہ یہ بات ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ اسلامی ریاست میں کسی غیر مسلم کو قاضی مقرر کیا جا سکتا ہے، البتہ کچھ نظائر یا اکا دکا مثالیں ملتی ہیں، جن کا یہاں تذکرہ ہمارے موقف کی مزید پختگی کا باعث ہوگا۔

تحاکم الی الطاغوت:

ایک معاملہ میں ایک مسلمان اور ایک یہودی کا تنازعہ ہو گیا، یہودی نے کہا: بيني وبينك محمد ﷺ یعنی میرے اور تمہارے درمیان محمد ﷺ ہیں مطلب یہ کہ میں اس قضیے کے حل کے لیے محمد ﷺ کو قاضی مانتا ہوں۔ گویا یہودی جو محمد ﷺ کی حقانیت سے خوب واقف تھا، اسے معلوم تھا کہ محمد ﷺ کا فیصلہ عدل و انصاف پر قائم ہوگا۔ مسلمان، جو نام کا مسلمان تھا، جس کا دل نفاق سے بھرا ہوا تھا، نے کہا: بَيْنِي وَبَيْنَكَ كَعْبُ بْنُ اشْرَف. یعنی ہم کعب بن اشرف جو کہ یہودی تھا کو بطور قاضی مقرر کر لیتے ہیں۔ تب اللہ رب العزت نے اس آیت مبارکہ کا نزول فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴾ [النسآء: ٦٠]

''کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر اور جو کچھ آپ سے پہلے اتارا گیا ہے اس پر ان کا ایمان ہے لیکن وہ اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ شیطان کا انکار کریں شیطان تو یہ چاہتا ہے انہیں بہکا کر دور ڈال دے"۔

اب یہاں مسئلہ زیر بحث کی حساسیت وخطورت ملاحظہ ہو کہ صرف ایک قضیہ پر فیصلے کے لیے ایک یہودی کو بطور قاضی لینے کو قرآن نے **"تحاكم إلى الطاغوت"** قرار دیا، اور اس حرکت کو شیطانی عمل اور پرلے درجے کی ضلالت شمار کیا، حالانکہ اس نام نہاد مسلمان صرف ایک مسئلہ کے تعلق سے کسی غیر مسلم شخص سے فیصلہ کرانے کی بات کی تھی، لیکن جہاں مستقلاً ایک غیر مسلم کو قاضی یا قاضی القضاۃ مقرر کر دیا جائے تو اس پر شرعی طور پر کیا حکم اور کیا کیا وعیدیں مرتب ہوں گی؟ عنداللہ وہ کتنا بڑا مجرم ہوگا اور کتنی بڑی سزاؤں کا مستحق بنے گا؟ شریعت کی غیرت تو اس امر کی متقاضی ہے کہ کسی غیر مسلم کی قضاء ایک لمحہ کے لیے بھی قابل قبول نہیں، تو پھر کسی غیر مسلم کو بطور قاضی مستقلاً مسلط کر دینا کیسے قابل قبول و قابل برداشت ہوسکتا ہے؟ ایک لمحہ کے لیے کعب بن اشرف کو قاضی مقرر کرنے والے نام نہاد مسلمان کو کتنی شدید وعیدوں سے نوازا گیا، تو پھر اس شخص یا اشخاص کا انجام کیا ہوگا جو مسلم ریاست میں مستقل طور پر کسی غیر مسلم کو بطور قاضی مقرر و مسلط کر دے؟

ھذا قضاء عمر رضی اللہ عنہ:

مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین نے ایک اور واقعہ بھی نقل کیا ہے، اور یہ بات معلوم ہے کہ ایک آیت کے متعدد اسبابِ نزول ہو سکتے ہیں۔

اس واقعہ میں ایک یہودی اور منافق، ایک تنازعہ کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کرواتے ہیں، آپ ﷺ نے فیصلہ صادر فرما دیا جو اس نام نہاد مسلمان کے خلاف تھا، اس نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کروانا چاہا، چنانچہ وہ دونوں ان کی خدمت میں پہنچ گئے، جب انہیں معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں نبی ﷺ فیصلہ فرما چکے ہیں تو شدید غضب کے عالم میں تلوار نکال لائے اور منافق کی گردن پہ یہ کہہ کر وار کیا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنْ لَمْ يَرْضَ بِقَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَهٰذَا قَضَاءُ عُمَرَ. ❶

''جو رسول اللہ ﷺ کے فیصلے سے راضی نہیں تو عمر اس کا فیصلہ تلوار سے کرتا ہے''۔

اس واقعہ میں شاہد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں یا آپ کے فیصلہ کی موجودگی میں عمر رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت سے بھی فیصلہ لینا جائز نہیں، تبھی تو قرآن پاک نے جناب عمر رضی اللہ عنہ کے مذکورہ اقدام کی تائید کی، تو پھر نبی ﷺ کی مکمل شریعت جو تا قیامِ قیامت موجود و محفوظ ہے کی موجودگی میں کسی دوسرے کا فیصلہ کیسے قابل قبول ہو سکتا ہے، خواہ وہ دوسرا کتنا بڑا مسلمان ہی کیوں نہ ہو، لیکن یہاں المیہ یہ ہے کہ اس شریعتِ مطہرہ کے ہوتے ہوئے ایک غیر مسلم کو منصبِ قضاء پر فائز کر دیا گیا، یہ اقدام کسی قیامت سے کم نہیں۔ فإنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون.

الغرض منصبِ قضاء کا اہل صرف مسلمان ہے، مسلمان بھی ایسا جو فیصلے صادر کرنے میں شریعتِ مطہرہ یعنی قرآن وحدیث کے حصار میں محصور رہے، اس منصب پر تو وہ مسلمان بھی ناقابل قبول ہے جو اپنے فیصلوں کے لیے قرآن وحدیث کو بنیاد قرار نہیں دیتا، تو پھر سوچنے کا مقام ہے کہ اس منصب کے لیے ایک غیر مسلم کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟

منصب قضاء کا اہل کب بنتا ہے؟:

حضرات! مسئلہ زیر بحث پر گو متقدمین کی کتب میں مستقل باب یا بحث موجود نہیں ہے، مگر میرا یہ عقیدہ ہے کہ امام الدنیا فی الحدیث، امام بخاری رحمہ اللہ کی صحیح

---

❶ تفسیر قرطبی میں یہ الفاظ ہیں ھکذا أقضِي علی من لم یرض بقضاء اللّٰہ وقضاءِ رسولہ یہ روایت ابن کثیر میں بھی ہے لیکن وہاں یہ الفاظ نہیں ہیں حافظ ابن کثیر نے کہا ہے یہ روایت مرسل ہے اور دوسری علۃ یہ ہے کہ اس میں ابن لہیعۃ ضعیف ہے۔ تفسیر سورۃ النساء آیت ۶۵ ملاحظہ فرمائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بخاری ایک ایسی کتاب ہے جس میں قیامت تک کے قضایا، اشکالات، گمراہ فرقوں اور تحریکوں کی علمی طور پر تفقید موجود ہے، اللہ تعالیٰ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ توفیق عنایت فرمائی کہ وہ امت کو ایک ایسی دستاویز دے گئے جو ہر لحاظ سے کافی و شافی ہے، اس پوری امت میں ایسا عظیم کام نہ کسی سے ہوا، نہ قیامت تک ہوگا:

فَجَزَاهُ اللّٰهُ عَنَّا وَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرَ الْجَزَاءِ.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح کے کتاب الاحکام میں ایک باب قائم فرمایا ہے، جو مسئلہ زیر بحث کے تعلق سے عظیم راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ فرماتے ہیں:

بَابٌ مَتٰى يَسْتَوْجِبُ الرَّجُلُ الْقَضَاءَ.

یعنی ایک شخص منصبِ قضاء کا اہل و مستحق کب بنتا ہے؟

اس باب کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دو آیات ذکر فرمائی ہیں، اور کچھ علماءِ سلف کے اقوال پیش فرمائے ہیں، جس سے ان کا ذہن، منہج اور پیغام واضح ہوتا ہے۔

پہلی آیت کریمہ یہ ہے:

﴿ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴾ [ص: ٢٦]

’’اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنا دیا تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو، اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی یقیناً جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس لیے کہ انہوں نے حساب کے دن کو جھٹلا دیا ہے‘‘۔

یہ آیت کریمہ منصبِ قضاء کے لیے ایک اصل اور معیار کی حیثیت رکھتی ہے، اس آیت مبارکہ نے قاضی کے مقام اور شان کو واضح کیا ہے، چنانچہ قاضی خلیفۃ اللہ فی الارض ہوتا ہے، اور قاضی حق، یعنی قرآن وحدیث کے ساتھ فیصلے صادر کرتا ہے، یہ صفات کسی غیر مسلم پر منطبق ہو سکتی ہیں؟ کیا ایک غیر مسلم خلیفہ کہلا سکتا ہے؟ کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک غیر مسلم سے حق یعنی قرآن وحدیث کے مطابق فیصلے صادر کرنے کی توقع رکھی جا سکتی ہے؟ غیر مسلم تو اھواءِ نفس کا پیروکار ہوتا ہے، جس کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴾ [ص: ٢٦]

''اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی یقیناً جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس لیے کہ انہوں نے حساب کے دن کو جھٹلا دیا ہے''۔

دوسری آیتِ کریمہ یہ ہے:

﴿ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ [المائدۃ: ٤٤]

''ہم نے توراۃ نازل فرمائی ہے جس میں ہدایت ونور ہے یہودیوں میں اسی توراۃ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ماننے والے انبیاء اور اہل اللہ اور علماء فیصلے کرتے تھے کیونکہ انہیں اللہ کی اس کتاب کی حفاظت کا حکم دیا گیا تھا اور وہ اس اقرار پر گواہ تھے اب تمہیں چاہیے کہ لوگوں سے نہ ڈرو اور صرف میرا ڈر رکھو میری آیتوں کو تھوڑے مول پر نہ بیچو جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلے نہ کریں وہ کافر ہیں''۔

اس آیت کریمہ کو پیش کر کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ذہن دینا چاہتے ہیں کہ بمصداق قولہ تعالیٰ: يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ حکم اور قضاء کی اہلیت یا تو انبیاء کرام کے لیے ہے یا پھر ان کے لیے جن کا عقیدہ ومنہج انبیاء جیسا ہو، جو علماً وعملاً انبیاء کرام کی اتباع کے رنگ میں رنگے ہوں فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ جو تقویٰ، ورع اور تعلق باللہ کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوں وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا جو اپنے فیصلوں کو بیچنے والے نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں، رشوت خور نہ ہوں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا جو انہی آیات کی ترجمانی کر رہا ہے، فرماتے ہیں:

أَخَذَ اللّٰهُ عَلَى الْحُكَّامِ أَنْ لَّا يَتَّبِعُوا الْهَوٰى، وَ لَا يَخْشَوُا النَّاسَ وَ لَا يَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا.

یعنی ''اللہ تعالیٰ نے حکام سے یہ عہد لیا ہے کہ وہ خواہشاتِ نفس کے پیروکار نہ ہوں، لوگوں سے ڈرنے والے نہ ہوں، اور میری آیات کو معمولی سی قیمت پر بیچنے والے نہ ہوں (اللہ تعالیٰ کی آیات کے مقابلے میں پوری دنیا بھی ثمن قلیل ہے)''۔

باب کے آخر میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل فرمایا:

خَمْسٌ إِذَا أَخْطَأَ الْقَاضِيَ مِنْهُنَّ خُطَّةٌ كَانَتْ فِيْهِ وَصْمَةٌ: أَنْ يَّكُوْنَ فَهِمًا، حَلِيْمًا، عَفِيْفًا، صَلِيْبًا، عَالِمًا سَؤُوْلًا عَنِ الْعِلْمِ.

یعنی: پانچ خصلتیں ایسی ہیں جن کا قاضی میں موجود ہونا ضروری ہے اور اگر کوئی ایک خصلت مفقود ہو جائے تو وہ قاضی عیب دار ہو جاتا ہے:

1. سمجھدار اور زیرک ہو۔
2. حلیم الطبع اور بردبار ہو۔
3. پاک دامن ہو۔
4. حق یعنی کتاب و سنت پر سختی سے عمل کرنے والا ہو۔
5. شریعتِ مطہرہ کا عالم ہو اور علماء کرام سے بکثرت سوال کرنے والا ہو۔ ❶

قاضیوں کی اقسام:

منصبِ قضاء اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ اصل قاضی تو اللہ رب العزت ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

❶ صحیح بخاری کتاب الاحکام باب متی یستوجب الرجل القضاء.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَاللّٰهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ ﴾ [المؤمن: ۲۰]
یعنی ''اللہ تعالیٰ حق کے ساتھ فیصلہ فرماتا ہے''۔

حق کے ساتھ فیصلہ فرمانا اللہ تعالیٰ کا منصب ہے، اور یہ امانت اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کو سونپی ہے جنہیں فیصلہ صادر کرنے میں اللہ تعالیٰ کی نیابت وخلافت حاصل ہے۔ جیسا کہ اللہ رب العزت اپنے پیغمبر کو حکم دیتا ہے:

﴿ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ ﴾ [النساء: ۱۰۵]
یعنی '' تا کہ تم لوگوں میں اس چیز کے مطابق فیصلہ کرو جس سے اللہ تعالیٰ نے تم کو شناسا کیا ہے''۔

جو قاضی اس امانت کی اہمیت وخطورت سے شناسا ہے اور اس منصب کا حق ادا کر دیتا ہے اس کے لیے دنیا کی سعادتوں اور آخرت کے اجر عظیم کے وعدے ہیں، بصورت دیگر ناکامی، حسرت، ندامت اور عذابِ الیم کے سوا کچھ نہیں، رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

اَلْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ: واحِدٌ في الجنّة واثنَان في النّار فامّا الذى في الجنّة فرجُلٌ عرفَ الحقّ فقضٰى به، وَرجُلٌ عرف الحق فجارَ في الحكم فهو في النّار، و رَجُلٌ قضٰى للنّاس على جهل فهو في النّار. ❶

یعنی ''تمام قاضی تین طرح کے ہیں، جن میں سے دو طرح کے قاضی جہنم میں جائیں گے اور ایک طرح کا جنت میں۔ وہ قاضی جو حق کو پہچانتا ہو اور اس کے مطابق فیصلہ صادر کردے وہ جنتی ہے، اور جو حق کو پہچانتا تو ہو لیکن جان بوجھ کر فیصلہ ناحق کردے وہ جہنمی ہے، اور جو بغیر علم شریعت (قرآن وحدیث) فیصلہ صادر کردے وہ بھی جہنمی ہے''۔

---

❶ جامع ترمذی کتاب الاحکام عن رسول اللّٰه باب ماجاء عن رسول اللّٰه عن القاضي حدیث ۱۳۲۲، ابوداؤد، حدیث ۳۵۷۳، الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کچھ قاضیوں کے بارہ میں حدیث میں یہ بات مذکور ہے کہ انہیں حساب وکتاب کے لیے سنگلوں اور بیڑیوں میں جکڑ کر لایا جائے گا۔ ❶

اور ان سے حساب وکتاب بھی پل صراط پر کھڑا کر کے لیا جائے گا۔

انصاف کرنے والے کا مقام ومرتبہ:

جبکہ کچھ قاضیوں کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

إِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ فِي الدُّنْيَا عَلَى مَنَابِرَ مِنْ لُؤْلُؤٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ بِمَا أَقْسَطُوْا فِي الدُّنْيَا.

صحیح مسلم میں یہ الفاظ ہیں:

إِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عند الله على مَنَابِرَ مِن نُوْرٍ عن يمين الرَّحمان وكِلْتَا يَدَيْه يمينٌ الذين يَعْدِلُوْنَ فِي حُكْمِهِم وأهْلِيهم وَمَا وَلُّوا. ❷

یعنی ”دنیا میں عدل وانصاف قائم کرنے والے قاضیوں کو قیامت کے دن، رحمٰن کے سامنے موتیوں کے منبروں پر بٹھا دیا جائے گا، یہ ان کے عدل وانصاف کے فیصلوں کا صلہ ہے (عدل وانصاف کے فیصلوں سے مراد ہر فیصلے پر قرآن وحدیث کی تنفیذ ہے)۔

قاضی بننا:

نبی ﷺ کی ایک اور حدیث ملاحظہ ہو:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله تعالى عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا فَكَأَنَّمَا ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّيْنٍ. ❸

یعنی ”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قاضی بنا دیا جائے گویا وہ کند چھری کے ساتھ ذبح کیا جا رہا ہے“۔

---

❶ صحیح ابن حبان.

❷ صحیح مسلم کتاب الامارة باب فضيلة الامام العادل رقم ۱۸۲۷.

❸ ترمذی، کتاب الاحکام، الرقم: ۱۳۲۵.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جو شخص منصب قضاء پر فائز کر دیا جائے وہ مٹھائیاں تقسیم نہ کرے کہ میں قاضی بن گیا ہوں، بلکہ وہ سمجھے روز کند چھری کے ساتھ ذبح ہونا ہے، ذبح اس لیے کہ اس کی تکلیف بہت ہے، اور کند چھری سے اس لیے کہ نہ وہ چھری چلے نہ اس کی جان چھوٹے، وہ چھری پھرتی رہے گی، پھرتی رہے گی، چلے گی نہیں، نہ وہ چلے نہ گلا کٹے نہ جان چھوٹے، روز یہ عمل جاری ہے، کند چھری کے ساتھ ذبح کیا جا رہا ہے۔

("بِغَيْرِ سِكِّيْنٍ" کا ایک مطلب یہ ہے کہ عہدہ قضاء بذاتِ خود چھری ہے۔ آپ اس شخص کو چھری کے ساتھ ذبح نہ بھی کریں یہ بغیر چھری کے ہی ذبح ہو گیا ہے۔ کیونکہ اگر فیصلہ ناحق کرے گا تو اللہ کا مجرم بننے کے ساتھ اس فریق کا بھی مجرم اور دشمن بن گیا جس کے خلاف اس نے فیصلہ کیا۔ اور اگر حق کا فیصلہ کرے گا تو وہ مخالف ہو گا جس کے خلاف فیصلہ ہوا۔ ہر دو لحاظ سے یہ دشمنی کا نشانہ بنے گا۔ البتہ یہ بات ہے کہ حق کا فیصلہ کرنے والے کی مدد اللہ تعالیٰ کرتے ہیں۔ بہر حال عہدہ قضاۃ بڑا حساس اور خطرناک عہدہ ہے۔ محمدی)

حضرات! ان فرامین کے ہوتے ہوئے ایک غیر مسلم کو منصبِ قضاء پر فائز کرنا شریعت کے ساتھ محض ایک کھیل تماشہ، بہت بڑا مذاق بلکہ شریعت سے بغاوت اختیار کرنا محسوس ہوتا ہے۔

امارت کی حرص:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْإِمَارَةِ.

ایک وقت آئے گا تم لوگ منصبوں کے حریص بن جاؤ گے منصب حاصل کرنے کے لیے، عہدے پانے کے لیے بھاگو گے:

وَإِنَّهَا حَسْرَةٌ وَلَعْنَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَنِعْمَتِ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ. ❶

❶ صحيح بخاري كتاب الأحكام باب مايكره من الحرص على الامارة رقم الحديث : ٧١٤٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور تم ان کے پیچھے بھاگو گے اور تمہیں معلوم نہیں کہ یہ منصب، یہ عہدے قیامت کے دن سوائے رسوائی کے کچھ نہیں ہیں، اس دن افسوس کرو گے کہ ہم اس منصب پر کیوں فائز ہوئے ہم نے یہ عہدہ کیوں قبول کیا فَنِعْمَتِ الْمُرْضِعَةُ دنیا بہت اچھی ہے وَ بِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ لیکن مرنے کے بعد جو گھاٹیاں ہیں بڑی کڑی اور خطرناک ہیں۔

(''مُرْضِعَةُ'' کہتے ہیں دودھ پلانے والی کو جب حکومت ملتی ہے تو یہ حکومت دودھ پلاتی ہے۔ بڑا مال ملتا ہے۔ آدمی اسے بہت اچھا سمجھتا ہے...... اس کے نشے میں ایسا مخمور ہوتا ہے کہ سب کچھ بھلا دیتا ہے اور جب حکومت ختم ہو جاتی ہے۔ تو پھر دنیاوی منفعت رک جاتی ہے۔ اور شہنشائی دور کا حساب کتاب شروع ہوتا ہے تو پھر مصیبت پڑتی ہے اور آزمائش شروع ہوتی ہے تو بہت برا لگتا ہے اور جب اس کا حساب کتاب آخرت میں دینا ہو گا تو پھر اور ہی مزا آئے گا: ہائے کاش میں دنیا میں حکومت نہ ہی لیتا۔ محمدی)

ایک حدیث میں جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے صحیح ابن حبان میں بسند صحیح مروی ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مذکور ہے:

''قیامت کے دن کچھ لوگ یہ تمنا کریں گے کاش وہ دنیا میں ثریا ستارے سے گرا دیئے جاتے لیکن انہیں کوئی منصب تفویض نہ کیا جاتا''۔ (ثریا سے گرا)

ان نصوص سے واضح ہوتا ہے کہ منصبِ قضاء انتہائی اہم اور حساس منصب ہے اور کوئی غیر مسلم قطعاً اس کا اہل نہیں، اگر کسی غیر مسلم کو یہ منصب تفویض کیا جائے گا جو خلافِ شریعت، خلافِ عقل اور خلافِ فطرت ہے تو یہ چیز زمین میں فسادِ کبیر کا سبب بن جائے گی، اس ملک کی رعیت طرح طرح کی خرابیوں اور نحوستوں کا شکار ہو جائے گی، برکتیں ختم ہو جائیں گی اور محرومیاں بڑھتی جائیں گی۔

حدود کے نفاذ کی برکات:

اس کی ایک مثال: طبرانی کبیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَدٌّ يُعْمَلُ بِهٖ فِي الْاَرْضِ خَيْرٌ لَهُمْ مِنْ اَنْ يُمْطَرُوْا اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا. ❶

یعنی ''زمین میں اللہ تعالیٰ کی کوئی ایک حد قائم کر دی جائے تو یہ اس علاقے کے لوگوں کے لیے چالیس دن کی مسلسل رحمت کی بارش سے بہتر ہوگا''۔

اللہ تعالیٰ کی ایک حد مثلاً: کسی چور کا ہاتھ کاٹ دیا جانا، یا کسی شرابی کی پشت پر کوڑے مار دیا جانا یا کسی شادی شدہ زانی کو سنگسار کر دیا جانا، کا قیام اتنا بابرکت ہے کہ چالیس دن کی رحمت کی بارش سے اس قدر خزانے حاصل نہیں ہوں گے جتنے کسی ایک حد کے قائم کرنے سے حاصل ہوں گے۔

حدود اللہ کون قائم کرے گا؟ کیا کسی غیر مسلم سے اقامتِ حدود اللہ کی توقع کی جا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

منصبِ قضاء درحقیقت اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنے کا ایک ادارہ ہے:

﴿ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ﴾ (یوسف : ٤٠)

''نہیں ہے حکم مگر ایک اللہ کے لیے''۔

پوری کائنات کے لیے نظام عمل، خالق کائنات نے بنایا ہے، جسے نافذ کرنا ایک حاکم اور قاضی کی اجتماعی ذمہ داری ہے:

﴿ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ﴾ [المائدة : ٤٨]

''ہم نے ہر ایک امت کے لیے شریعت و منہاج بنایا ہے''۔

اس عمل کے لیے ضروری ہے کہ حاکم وقت اللہ رب العزت کے خوف کی بنیاد پر، اس کی شریعت کو پیش نظر رکھے، اور ہر مقام کے لیے شریعت کے تقاضے پورے کرے۔

آخر میں ہم حکومت کی تبدیلی کی دعا تو نہیں کرتے لیکن ہدایت کی دعا ضرور کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں نظام عدل قائم کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔

---

❶ سنن ابن ماجة رقم ٢٥٣٨. علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرات! عدل محض ایک لفظ نہیں بلکہ پورے نظام شریعت کا محور ہے، جس کے تقاضے پورے کرنا ہر حاکم کی ذمہ داری ہے، عدل کا دائرہ کار بڑا وسیع ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے شروع ہوتا ہے، یعنی ایک حاکم وقت اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ عدل کرے اور اس کی توحید اور حاکمیت صحیح معنی میں قائم کر دے، شرک کی بیخ کنی کر دے۔ پھر عدل کے مستحق محمد رسول اللہ ﷺ بھی ہیں، جس کا معنی یہ ہے کہ آپ کی لائی ہوئی شریعت یعنی قرآن وحدیث کو من وعن نافذ کر دیا جائے، آپ کی سنت کے مقابلے میں ہر قسم کی بدعت کی جڑیں کاٹ دی جائیں اور صحیح معنی میں آپ کے لائے ہوئے نظام کو نافذ کر دیا جائے۔

اگر ایک حاکم وقت ان امور میں کامیاب ہو جائے تو انسانی حقوق اللہ تعالیٰ خود ارزاں فرما دے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسا ہی نظام عدل قائم کرنے کی توفیق عطا فرما دے جیسا رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین کے دور میں تھا، جسے دیکھ کر ایک یہودی پکار اٹھا:

هٰذَا هُوَ الْقِسْطُ الَّذِیْ یَقُوْمُ بِهِ السَّمَاءُ.

یعنی یہ تو وہ عدل ہے جس کی وجہ سے آسمان قائم ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے یہ بات معلوم ہے کہ امام عادل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سائے تلے ہوگا۔ ❶

والتوفيق بيد الله تعالى سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمدلله رب العالمين.

---

❶ صحيح بخاری كتاب الاذان باب من جلس فی المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد حديث ٦٦٠ و ٦٨٠٦. صحيح مسلم الحديث ١٠٣١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاسیسِ پاکستان اور اسلام

إنّ الْحَمْدَلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.

﴿ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَ أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ [آل عمران : ۱۰۲]

﴿ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾ [النساء : ۱]

﴿ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ○ يُّصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ [الاحزاب : ۷۰، ۷۱]

امابعد! فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَ أَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَ شَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.

اعوذ باللّٰہ السميع العليم من الشيطان الرجيم من همزة ونفخه و نفثه.

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم.

﴿ وَ الَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَ أَقَامُوا الصَّلٰوةَ إِنَّا لَا نُضِيْعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴾ [الاعراف : ۱۷۰]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقال رسول اللہ ﷺ: بُعِثْتُ بِالسَّيْفِ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ حَتَّى يُعْبَدَ اللّٰهُ وَحْدَه، وَجُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي، وَجُعِلَ الذِّلَّةُ والصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي، وَمَنْ تَشَبَّه بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ. [1]

تخلیق انسان کا مقصد:

تمام تعریفیں اور حمد وثناء اس ربِ کائنات کے لیے ہیں جس نے اس دنیا کو بے مقصد اور عبث پیدا نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴾ [الدخان : ۳۸]

''ہم نے زمین اور آسمانوں اور ان کے درمیان کی چیزوں کو کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا''۔

یعنی اللہ رب العزت کا اس دنیا کو پیدا کرنے میں ایک عظیم مقصد ہے۔ اور بالخصوص عالم انسانیت کی تخلیق میں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ [الذاریات : ۵۶]

''ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا''

اللہ رب العزت نے اس عظیم ہدف کی تکمیل کے لیے اس ساری کائنات کو انسان کے لیے مسخر فرمایا۔ اور کائنات میں تمام مخلوقات کو اس کے تابع کر دیا اور ساتھ ہی اللہ رب العزت بار بار اپنی طرف سے ہدایات وپیغامات عالم انسانیت کی طرف بھیجتا رہا تاکہ یہ انسان ان پیغامات کے مطابق اس سرزمین پر اللہ کی حاکمیت وشریعت کو نافذ کرے۔ اور اسی ہدف کی تکمیل اور اس عظیم مقصد کو بجا لانے کی غرض سے اس کو خلیفۃ الارض کہا جاتا ہے۔ یعنی انسان اس زمین پر اللہ تعالیٰ کا نمائندہ ہے اور اس کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ وہ ان الٰہی ہدایات وپیغامات کی حقیقی نمائندگی کرتے ہوئے اس زمین کی پشت پر اللہ رب العزت کا نظام اور اس کی حاکمیت کو قائم کرے۔

---

[1] مسند احمد ۵۰۹۳، مسند الشامیین ۲۱۶، شعب الایمان ۱۱۹۹

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آسمانوں میں اللہ کا نظام:

آسمانوں پر اللہ رب العزت نے اس عظیم نظام کو خود ہی قائم فرمایا ہے۔ آسمانوں میں کوئی ایسی مخلوق نہیں جس سے اللہ کی نافرمانی صادر ہوتی ہو۔ یہ شمس وقمر؛ کہ ہماری اس زمین سے کئی گنا بڑے ہیں۔ اسی طرح یہ ساتوں آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ہر وقت ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں مصروف رہتے ہیں۔ ہر ذرہ، ہر حجر و شجر اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے ان ساتوں آسمانوں میں ایک بالشت برابر بھی ایسی جگہ نظر نہیں آتی جہاں کسی فرشتے نے اپنی پیشانی اللہ رب العزت کے حضور میں نہ جھکائی ہو۔ قدم قدم پر اللہ کی عبادت ہوتی ہے اور اسی کی حاکمیت قائم ہے:

﴿ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴾ [التحريم : ٦]

یعنی فرشتے کبھی بھی کسی قسم کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ وہ صرف وہی کام انجام دیتے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ ان کو حکم فرماتا ہے۔

اس قسم کی خالص عبادت و حاکمیت کا نظام و قیام اللہ تعالیٰ اس سرزمین پر بھی قائم کرسکتا ہے اور اس پر قادر ہے۔ لیکن اللہ رب العزت نے اس نظام حاکمیت کے قیام کو ابتلاء و امتحان بنایا ہے۔ اور یہ امتحان اسی انسان کے لیے ہیں جس انسان کے لیے اللہ احکم الحاکمین نے آسمان و زمین و ما بینہما کو مسخر فرمایا اور اس کو تمام ضروری وسائل میسر فرمائے۔ اللہ رب العزت یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کیا یہ انسان اس زمین پر اللہ کی حاکمیت کو نافذ کرکے میرے پاس سرخرو ہوکر آتا ہے۔ یا نہیں!

میرے بھائیو! انسان کا اصل کام یہی ہے اور اس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا فرمایا۔ اگر یہ انسان اللہ کی حاکمیت کے نفاذ کے لیے سعی نہیں کرتا تو اس کا یہی معنی ہے کہ وہ اپنی اس حیات مستعار کو لہو ولعب میں ضائع کررہا ہے۔

ہماری توجہات کا مرکز:

لیکن آج کے اس مادی دور میں ہماری تمام تر توجہات کا مرکز دنیا داری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ آپ اس فانی وعارضی دنیا کی خاطر اپنی تمام صلاحیتوں اور اوقات کو صرف کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک ثانوی درجہ کا کام ہے۔ اصل کام تو اللہ کی حاکمیت کو اس زمین پر قائم کرنے کا ہے اور اگر آپ اس عظیم مقصد کی خاطر کوئی کام نہیں کرتے اس کے لیے اپنی صلاحیتوں اور اپنی اوقات صرف نہیں کرتے ہیں، جدوجہد نہیں کرتے تو باقی تمام کام بے کار اور بے مقصد ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴾ [المائدة: ٦٨]

یعنی تم کچھ بھی نہیں ہو۔ تم اپنی زندگیوں کو بے مقصد کاموں میں ضائع کر رہے ہو اگر اللہ کی وحی اور اس کی حاکمیت کے نفاذ کے لیے کوشش نہیں کرتے۔

اس لیے ہمیں اس بات پر غور سے سوچنا ہوگا۔ کہ ہم تو اس اہم فریضے سے غافل ہیں، ہماری توجہ دوسرے امور کی طرف مرکوز ہے اور ہم نے دوسرے مشاغل کا انتخاب کر رکھا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ جس مقصد کے لیے ہمیں اس فانی دنیا میں بھیجا گیا ہے ہم نے اس کے حصول کے لیے کیا کیا؟ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴾ [البقرة: ٢١٤]

کیا تم سمجھتے ہو کہ تم ویسے ہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے جنت کے حصول کے لیے تم نے اب تک کیا کیا ہے؟ نہیں نہیں، حصول جنت ایسے ممکن نہیں۔ جب تک تم ایسے لوگوں کی مثال قائم نہیں کرتے جو تم سے پہلے گزر چکے۔ جنہوں نے اس دین کی خاطر اپنا مال اپنی جانیں، اپنی صلاحیتیں اور اپنے اوقات کو اللہ کی راہ میں قربان کیا۔ جب تک تم بھی ایسا نہیں کرتے تب تک جنت کے حصول کی کوئی توقع نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا ہم آزاد ہیں؟:

لیکن افسوس یہ ہے کہ ہم اس عظیم مشن سے غافل ہیں۔ ہماری تمام قوتیں، صلاحیتیں دنیاوی مشاغل و مقاصد میں صرف ہو رہی ہیں۔ آج ہماری نگاہیں بڑے عجیب اور افسوس ناک مناظر دیکھ رہی ہیں۔ یہ قوم کس طرح کس طریقے سے اپنا یوم آزادی منا رہی ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ قوم اور اس قوم کے یہ حکمران کس معنی میں اپنے آپ کو آزاد سمجھتے ہیں؟ کیا کوئی توجیہہ پیش کی جا سکتی ہے؟ اور کیا ہماری پچاس سالہ اس بے مقصد آزادی کا کوئی پہلو ایسا ہے۔ جس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم ایک آزاد قوم کہلا سکتے ہوں؟ کیا عقائد کے اعتبار سے ہم آزاد کہلا سکتے ہیں؟ کیا آزادی کے بعد اس ملک میں صحیح عقائد کی اشاعت وتبلیغ کی گئی؟ اور کیا یہ قوم دینی اعتبار سے سیاسی، اخلاقی، تعلیمی واقتصادی اعتبار سے آزاد ہے؟ اگر نہیں۔ تو پھر یہ مظلوم قوم کس معنی میں اپنے آپ کو آزاد سمجھتی ہے۔

آزادی کی شرعی اساس:

اور اگر آپ آزادی کی شرعی اساس اور شرعی تعریف کو جاننا چاہتے ہیں اور خالص اسلامی نقطہ نظر جو اس مملکت کی تاسیس کا ہدف اوّل تھا، کی روح سے آزادی کے مفہوم کا تعین کرنا چاہتے ہیں تو وہ صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ عالم انسانیت، زمین پر موجود ہر طاغوت سے آزاد ہو کر ایک اللہ وحدہ لاشریک کی غلامی میں آ جائے ایک اللہ کی غلامی ہی سب سے بڑی آزادی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴾ [النحل: ٣٦]

یعنی ہم نے ہر قوم میں اپنا ایک رسول بنا کر بھیجا۔ ہم جبریل علیہ السلام کو بار بار بھیجتے ہیں آسمان سے اپنے پیغامات دے ۔ کر ہر زمان و مکان کے نبی کے پاس بھیجتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ جبریل شب و روز آتے، ہر نبی کے پاس آتے۔ اور اس مسلسل نزول کا مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ زمین کی پشت پر رہنے والے انسانوں کو اس نمائندہ خاص کے ذریعے یہ پیغام پہنچایا جائے کہ وہ ہر طاغوت کی غلامی سے باہر آ جائیں۔ ہر طاغوت کا برملا انکار کر کے صرف اور صرف اللہ کی عبادت کریں اور اسی کی غلامی میں آ جائیں۔

اور اگر طاغوت کی غلامی ابھی اس ملک میں موجود ہے تو یہ قوم قطعاً آزاد نہیں کہلا سکتی۔ اس بات پر ہم غور کیوں نہیں کرتے کہ جس دعوت و پیغام کو لے کر جبرئیل علیہ السلام کروڑوں بار آسمان سے زمین پر اترے اور جس دعوت کی تنفیذ و تبلیغ ہر نبی کے مبعوث کرنے کا ہدف اوّل ٹھہرا وہ دعوت کتنی عظیم اور کتنی اہمیت کی حامل ہوگی۔ جب تک انسان کو غلامی کے حقیقی معنی معلوم نہ ہوں۔ اس کو صحیح طریقہ بندگی معلوم نہ ہو، طاغوت کا صحیح تصور نہ ہو پھر ان طواغیت کے انکار میں آزادانہ ہو تب تک کس آزادی کی بات ہوگی اور آزادی کا تصور کیا ہوگا؟

طاغوت کا معنی کیا ہے؟:

طاغوت کا لغوی معنی یہ ہے کہ کوئی چیز اپنی مقررہ حد سے تجاوز کر جائے، جیسے دریا میں پانی کبھی حد سے بڑھ جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ دریا میں طغیانی آ گئی طغیانی اور طاغوت کا ماخذ اور اشتقاق ایک ہی ہے کوئی بھی چیز کوئی بھی معاملہ حد سے بڑ جائے تو وہ طاغوت کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ خواہ وہ چیز اپنی مرضی سے بڑھ جائے یا کسی اور کی مرضی سے۔ اس لفظ کا استعمال ہر جگہ ہو سکتا ہے عقائد کا معاملہ ہو، عبادات کا معاملہ ہو۔ تو طاغوت کا وجود اس معنی میں ہر شعبے میں پایا جائے گا اور جب تک عقائد و عبادات کے درست ہونے کا تصور ممکن نہیں۔ اس کا ادراک ہم اس طرح خوب کر سکتے ہیں کہ شریعت میں پہلی اساس اللہ کی توحید کا اعتراف واقرار نہیں بلکہ اعتراف سے پہلے طاغوت کا انکار لازمی ہے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴾ [البقرة: ٢٥٦]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی جس نے پہلے طاغوت کا کفر کیا، اس کا انکار کیا اور پھر اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا۔ تو اس نے اللہ تعالیٰ کے اس مضبوط سہارے کو تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے۔ تو اس آیت میں ایمان باللہ سے قبل کفر بالطاغوت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور اس کا واضح اور صریح مطلب یہی ہے کہ جب تک کوئی قوم طاغوت کے نرغے میں جکڑی ہوئی ہے۔ طاغوت کی حاکمیت کا اس پر تسلط ہے تو وہ قوم کسی بھی معنی میں آزاد نہیں کہلا سکتی۔

اہل پاکستان اور طواغیت کی غلامی:

آج ہم دیکھتے ہیں کہ خالص اسلام کے نام پر وجود میں آنے والی اس مملکت میں قدم قدم پر درگاہیں پوجی جا رہی ہیں۔ قبروں کو سجدے کیے جاتے ہیں یہ سب طاغوت ہیں چاہے یہ درگاہیں اپنی مرضی سے طاغوت بنی ہوں یا وہ بے قصور ہوں اور ہم نے اپنی مرضی سے ان کو طاغوت بنایا ہو۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی مثال واضح ہے کہ انہوں نے کبھی قوم سے نہیں کہا کہ میں الٰہ ہوں۔ لیکن قوم نے ان کو الٰہ سمجھ کر طاغوت بنا لیا۔ حالانکہ یہ توحید کے علمبردار تھے، نبی تھے، بہشتوں کے وارث تھے۔ لیکن قوم نے جو کچھ ان کی طرف منسوب کیا وہ اس میں بے قصور ہیں۔ اور ان کے نہ چاہنے کے باوجود قوم نے ان کو طاغوت بنا لیا۔ اور ان کو ان کی مقررہ حد سے اونچا پہنچا دیا جو بحیثیت اللہ کا بندہ اور اس کے رسول ان کا مقام و مرتبہ تھا۔ قوم نے اس سے تجاوز کر کے ان کو الٰہ بنا دیا۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ جس ملک میں لوگ طواغیت کے نرغے میں ہوں۔ حد تو یہ ہے کہ یہ طواغیت کے مراکز حکومت کی وزارت اوقاف کی سرپرستی میں اپنے طاغوتی فکر اور باطل مشن کی ترویج و اشاعت میں مصروف العمل ہیں۔ حکومت ان کی نگرانی کرتی ہے اور ان مراکز سے حاصل شدہ کمائیاں کھا رہی ہے اور متعلقین کو کھلا رہی ہے۔ اور جب امر واقع یہ ہے کہ یہاں ان طواغیت کی حکمرانی ہے جو نہ صفت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ربوبیت کے حامل ہیں اور نہ سجدے کے لائق ہیں۔ جو موت کا شکار ہو چکے ہیں ان کی قبریں پوجی جا رہی ہیں اللہ کی حاکمیت کو چھوڑ کر غیر اللہ کی حاکمیت کا بول بالا ہو تو وہ قوم کس معنی میں آزاد کہلا سکتی ہے؟

زمانہ جاہلیت کے طاغوت:

ہر دور میں طواغیت کی صورتیں مختلف رہیں اور ہر زمانے کے لوگ مختلف مخلوقات، افکار اور مختلف نظریات کو طاغوت بنا لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں یہ طاغوت، لات، منات اور عزیٰ کی شکل میں تھے۔ بیت اللہ میں ۳۶۰ بت نصب تھے جن کو مشرکین نے اپنا معبود بنا ڈالا تھا۔ رب کی غلامی کے سوا ان ہی بے جان پتھروں کی غلامی میں تھے۔ اور جوں جوں زمانہ بدلتا گیا۔ تو تغیر زمانہ کے ساتھ طاغوت کی شکلیں بھی بدلتی گئیں۔ اہل زمانہ مختلف طواغیت کو اپناتے رہے۔

عصر حاضر میں طاغوت کی نئی تصویر:

میرے بھائیو! جہاں تک میں سمجھتا ہوں تو دور حاضر میں جن طواغیت کا تسلط اس قوم پر ہے۔ وہ فکری طاغوت ہیں۔ وہ لات، منات، عزی اور کعبہ میں نصب شدہ بتوں کی شکل میں نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ایسے فکری طاغوت ہیں جنھوں نے ہماری دینی غیرت وحمیت پر تسلط جما رکھا ہے اور ہمیں صحیح اسلامی فکر سے غافل کر دیا ہے، ہمیں صحیح اسلامی عقائد سے ہٹا کر غیر اللہ کے طاغوتی نظام کا غلام بنا دیا ہے۔ ان ہی فکری طاغوتوں کی غلامی نے اس قوم کو ایک اللہ کی غلامی سے نکال کر قبروں، درگاہوں اور دنیاوی طاقتوں کا پجاری بنا دیا ہے۔

دو بڑے فکری طاغوت، موجودہ نظام تعلیم اور نظام عدالت:

عصر حاضر میں جہاں تک میری نظر ہے جو فکری طواغیت اس قوم پر مسلط ہیں وہ دو طرح کے ہیں۔ ایک موجودہ نظام تعلیم بالخصوص لاء (Law) کی تعلیم اور ہمارا موجودہ نظام تعلیم ایسا طاغوت ہے جس نے اس قوم کو دین سے دور کر دیا صحیح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلامی فکر کو مسخ کر دیا۔ ہمارا ملک اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا ہے۔ ہم ایک مسلم قوم ہیں چاہیے تو یہ تھا کہ ہمارا نظام و نصاب تعلیم قرآن وحدیث سے ماخوذ تعلیمات وہدایات کی ترجمانی کرتا اسلامی تعلیمات و ثقافت کو اجاگر کرتا۔ مگر اس کے برعکس ہمارا تعلیمی نظام ہماری نئی نسل کی فطری فکر کو تباہ کر رہا ہے۔ دوسرا بڑا فکری طاغوت جس میں ہماری یہ قوم جکڑی ہوئی ہے وہ ہے ہمارا نظام عدل، ہماری عدالتیں اور پیشہ وکالت۔ جہاں فیصلے کے وقت یہ دیکھا جاتا ہے کہ امریکی قانون کیا کہتا ہے، برٹش عدالت کیا فیصلہ سناتی ہے۔ اور اگر کبھی شرعی عدالتیں قائم ہو بھی جاتی ہیں تو بالآخر ان کے فیصلے بھی ان ہی طاغوتی اداروں میں پیش کیے جاتے ہیں۔

نظام تعلیم اور نظام عدالت اس دور کے سب سے بڑے طاغوت ہیں۔ جب ہم اپنے نظام تعلیم کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں وضع نہیں کر سکتے اور اپنی عدالتوں میں اسلامی شریعت کے تحت فیصلے نہیں دے سکتے۔ تو آپ ہی بتائیں کہ ہم پھر کس معنی میں آزاد کہلا سکتے ہیں؟ آپ ہی بتائیں کہ ہمارے اور ہندوستان کے عدالتی نظام اور تعزیرات میں ایک سرحدی پٹی کے سوا کیا فرق ہے؟ قانون ایک ہے، نظام ایک ہے صرف نام کا فرق ہے سرحد کے اس پار تعزیرات پاکستان اور اس پار تعزیرات ہند کہلاتا ہے ایک مسلمان کا قانون بھی وہی، اور ایک منحوس ہندو کا قانون بھی وہی۔ حالانکہ نظام عدل وعدالت ہی اسلامی تشخص کی اصل پہچان ہے۔ اور جب اسلام کو، جس کے نام پر یہ ملک بنا ہے اپنے نظام تعلیم اور نظام عدل میں جگہ نہیں دے سکتے تو ہم کیسے کروڑوں روپے ضائع کر کے اپنا بے مقصد یوم آزادی منا رہے ہیں۔

عصر حاضر کا ایک اور بڑا طاغوت:

اور ہاں...... ہمارے اس ملک میں ایک اور بڑا طاغوت ہم پر مسلط ہے جس کی باطل حاکمیت نے ہمیں اپنے باطل افکار ونظریات کا غلام بنایا ہوا ہے۔ اور وہ ہے۔ ہمارا حکمران طبقہ جو امریکہ کا فکری غلام بن چکا ہے۔ اس ملک کے فیصلے امریکہ سے صادر ہوتے ہیں۔ وہی ہمارے فیصلے کرتا ہے وہی ہماری اقتصادی پالیسیاں وضع کرتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے وہی ہمارا سیاسی نظام چلاتا ہے۔ یہ ایک بڑا فکری طاغوت ہے۔ حکمران طبقے کی عاقبت نااندیش پالیسی سے اس قوم پر امریکی طاغوت کا خوف طاری ہے۔ اور جب تک یہ قوم فکری طور پر امریکی طاغوت کا خوف طاری ہے۔ اور جب تک یہ قوم فکری طور پر امریکہ منحوس کی غلامی کے چنگل سے نہیں نکلتی ہے آزاد نہیں کہلاسکتی۔

ہماری غیرت کو للکارا جا رہا ہے:

آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہماری غیرت سے کیسے کھیلا جا رہا ہے۔ کیسے اس آزاد مملکت سے لوگوں کو پکڑ پکڑ کر امریکہ پہنچایا جا رہا ہے۔ یہ ایمل کانسی کا کیس ہماری غیرت اور حمیت پر ایسا دھبہ ہے جو کبھی مندمل نہیں ہوسکتا۔ کیا ہم اپنے حکمران طبقے سے یہ سوال کر سکتے ہیں کہ تمہارے یہ وسائل، تمہاری یہ فوج کس کام کی ہے جس پر سالانہ اربوں اور کھربوں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے جن لوگوں نے افغانستان کے جہاد کی تاریخیں رقم کیں...... جن لوگوں کی سعی پیہمہ سے اللہ رب العزت نے ایک مغرور اور متکبر طاقت کو پاش پاش کر کے کئی مسلم ریاستوں کو نئی اسلامی زندگی، آزادی کی فضاؤں میں بسر کرنے کی راہیں کھول دیں اور ہم آج ان ہی تاریخ ساز شخصیتوں کو پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالے کر رہے ہیں۔ ہم نے یہود و نصاریٰ کے ساتھ اپنے جو دوستانہ تعلقات قائم کیے ہیں۔ اور ان طاغوتی قوتوں کو ان کی مقررہ حد سے بڑھا دیا ہے۔ حالانکہ شریعت میں کفر کی مقررہ حد یہ ہے کہ چونکہ وہ الٰہی نظام کے باغی ہیں لہٰذا وہ ہمارے دشمن ہیں۔ لیکن ان کے ساتھ دوستی قائم کی جاتی ہے ان کو اپنے راز اور ملکی اسرار فراہم کیے جاتے ہیں کتنی بڑی بغاوت ہے! کس معنی میں اپنے آپ کو آزاد سمجھتے ہو!!!

ایک معمولی امریکی وکیل کو جرأت ہوگئی ہے کہ اس نے اس مملکت میں رہنے والے کروڑوں مسلمانوں کی غیرت کو للکارا تھا اور جبکہ اس ملعون کو اس بیان پر خاطر خواہ سزا ملنی چاہیے تھی۔ لیکن اس کے برعکس ہمارے حکمرانوں کا رویہ معذرت خواہانہ تھا۔ حالانکہ یہ ہماری غیرت کا امتحان ہے۔ اس امریکی کو اپنا گندہ، ایڈز زدہ اور دوسری اخلاقی وجسمانی مہلک بیماریوں سے بھرا معاشرہ نظر نہیں آتا۔ امریکہ جہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسانوں کی خرید وفروخت ہوتی ہے۔ بہن و بھائی کے باہمی تعلقات ایک قانون کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ لاقانونیت اور جرائم کی آماجگاہ، جہاں لوگ درندے کی شکل میں نہ اپنی ماں اور نہ اپنی بہن کو چھوڑتے ہیں۔

لیکن یہ لوگ اس باغیرت قوم کو اس لیے آج للکار رہے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس قوم کے حکمران بے غیرت ہیں۔

اس لیے ہمیں پہلے اپنی آزادی کا تعین کرنا ہوگا۔ آزادی کا مفہوم جاننا ہوگا، آج جبکہ حکمرانوں نے ان طاغوتی قوتوں کو اپنا راز داں بنایا ہے اور فکری طور پر ان کی غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں اور یہی فکری طاغوت ہم پر حکومت کر رہے ہیں۔ تو پھر ہم کس معنی میں آزاد ہیں؟؟؟

آزادی کا مرکزی مفہوم:

آزادی تو یہ ہے کہ اللہ کی توحید کا پرچار ہو۔ اور اللہ کی شریعت کی حاکمیت ہو۔ اور اس راہ میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو زندگی کے ہر شعبے میں اسلامی احکام واقدار کو برتری حاصل ہو۔ اور ایک ملک کے آزاد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہاں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور معاشرے میں اس کی شریعت کی حاکمیت ہو۔ اور کوئی اس میں رکاوٹ نہ بن سکے۔ لیکن یہاں تو سینکڑوں رکاوٹیں ہیں کچھ داخلی ہیں اور کچھ خارجی۔ آزادی اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ کی سچی غلامی ہی آزادی ہے۔ اور اپنے آپ کو طواغیت چاہے وہ فکری ہوں، مادی ہوں یا معنوی ہوں، کی گرفت سے بچانے کا نام ہے اور یہی آزاد قوم کا شیوہ ہے۔ ہمارے حکمران درگاہوں اور مزاروں کی سرپرستی کرنے والے، امریکا کا تسلط قائم کرنے والے، اور درسگاہوں اور عدالتوں میں انگریز منحوس کا قانون نافذ کرنے والے۔ کس طور اپنے آپ کو آزاد سمجھتے ہیں؟

آزادی کا مرکزی مفہوم یہ ہے کہ یہ ملک آزاد ہوا۔ ہم نے اس دین کو قبول کیا، تو اب اس الٰہی قانون کو اپنے معاشرے میں نافذ کریں۔ اور ساتھ ایک مجاہد قوم تیار ہو، تاکہ اب اس دین کو عالم کفر پر نافذ کیا جائے۔ جہاں یہ کام دعوت سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوجائے وہاں دعوت کے مؤثر اقدام اٹھائے جائیں۔ اور جہاں جہاد کی ضرورت پڑے وہاں جہاد کے ذریعے سے اس دین کو نافذ کیا جائے۔

جب مدینہ طیبہ میں پہلی اسلامی آزاد مملکت کا قیام عمل میں آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس دین کو دنیا کے دوسرے حصوں میں نافذ کرنے کی پالیسی مرتب فرمائی۔ ایک طرف وفود کی صورت میں دعوتی پروگرام کو فعال بنایا اور دوسری طرف اپنی جہادی قوت کو مجتمع کرنے پر زور دیا اور فرمانے لگے کہ

بُعِثْتُ بِالسَّيْفِ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَة.

لوگو! مجھے قیامت سے پہلے تلوار دے کر بھیج دیا گیا۔ لیکن یہ کون سی تلوار تھی۔ اور اس کا استعمال کس لیے تھا۔ تلواریں تو لادین اور کمیونسٹ قومیں بھی چلاتی ہیں، جو سرخ انقلاب کی قائل ہیں۔ نہیں! نہیں! بلکہ رسول اللہ ﷺ نے خود ہی وضاحت فرمائی اور فرمایا:

حتّٰى يُعْبَدَ اللّٰهُ وَحْدَهُ.

یعنی یہ تلوار چلتی رہے گی یہاں تک کہ اس سرزمین کے چپے چپے پر میرے پروردگار کی عبادت و حاکمیت کا نظام قائم ہو جائے اور تاکہ عالم انسانیت کو اللہ کی غلامی کے علاوہ دوسری طاغوتی قوتوں کی غلامی کے چنگل سے آزاد کیا جائے۔ اور عالم انسانیت پر یہ واضح کیا جائے کہ یہ منات اور عزیٰ سب جھوٹے ہیں۔ یہودیت کی اور نصرانیت کی فکر جھوٹی ہے۔ دوسری عالمی قوتیں فارس، روما اور دوسری سلطنتوں کے اس عروج و تسلط کی اساس کفر پر ہے۔ اور ان ساری افکار وقوتوں کی اینٹ سے اینٹ بجانی ہے۔ تاکہ عالم انسانی اللہ کی توحید کو قبول کرے اور اسی کی عبادت و حاکمیت کو زندگی کے ہر شعبے میں اپنا لے۔

یہ ہیں مدینہ کی آزاد مملکت کی آزاد فضاؤں میں نبی ﷺ کی تقریریں۔ اور ساتھ دینے والے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو کسی میدان میں پیچھے رہنے والے نہیں تھے۔ کسی موڑ پر پیغمبر علیہ السلام کو چھوڑنے والے نہ تھے۔ نبی علیہ السلام کو بھی اللہ کی قدرت کے بعد اپنے ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سچے ساتھیوں پر بڑا اعتماد تھا اور ان سے بڑا پیار تھا۔ جنگ خندق کے موقعہ پر خندق کھودنے کے دوران ایک بڑی چٹان حائل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے خود ہی اس کو توڑنا شروع کیا پہلی ضرب لگائی۔ فرمانے لگے کسریٰ ہلاک ہوگیا دوسری ضرب ماری فرمایا قیصر بھی ہلاک ہوگیا اور قیصرو کسریٰ کے زیر تسلط دونوں سلطنتیں فتح ہوگئیں۔ حالانکہ ظاہری حالات ایسے تھے کہ کفار کے چھتے سے بچنے کے لیے یہ خندق کھودی جارہی تھی نہ وسائل تھے نہ قوت تھی اور ساتھی ایسے تھے جو ہر وقت حکم کے انتظار میں رہتے تھے۔ اور نبی ﷺ کے ہر فرمان پر قربان ہونے کے لیے تیار رہتے تھے:

بُعِثْتُ بِالسَّيْفِ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَة.

لوگو! مجھے قیامت سے پہلے تلوار دے کر بھیجا گیا ہے۔ اب میرے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ بلکہ اب قیامت آئے گی اور اگر کسی نبی کی بعثت کا امکان ہوتا تو وہ اس دین کی حفاظت کرتا۔ اب جب کوئی نبی نہیں آئے گا اور دین کی حفاظت قیامت تک کرنی ہے تو اس کا واحد راستہ تلوار ہے جہاد فی سبیل اللہ ہے لوگو! جب تک مسلمانوں کے ہاتھ میں تلوار ہے تو عالم کفر پر رعب، خوف اور دبدبہ طاری رہے گا اور جب تلوار چھوڑنے کی باتیں ہوں گی۔ تو اتنی بڑی تعداد کے باوجود مسلمان بے قیمت اور ذلیل رہیں گے۔ آج بڑے بڑے اجتماعات منعقد کیے جاتے ہیں۔ لاکھوں کروڑوں کی شرکت کا دعویٰ کیا جاتا ہے، اتنی بھاری بھاری جمعیتیں قائم ہیں۔ لیکن سب بے کار، کوئی فائدہ نہیں۔ مسلمان اب بے رعب ہو چکا ہے۔ بے قیمت ہو چکا ہے۔ اگر ہم صحیح مسلمان ہوتے تو ہم غالب ہوتے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

لَنْ يُغْلَبَ اثْنَا عَشَرَ أَلْفٍ مِنْ قِلَّةٍ إِذَا صَدَقُوا وَصَبَرُوا. [1]

یعنی اگر مسلمان صرف بارہ ہزار کی تعداد میں ہوں۔ صادق ہوں، صابر ہوں، پختہ

---

[1] مشکل الآثار للطحاوی ۶۳/۲۔ ابوداؤد رقم ۲۶۱۱۔ ترمذی رقم ۱۵۵۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایمان ہو، تو دنیا کی کوئی طاقت ان پر غالب نہیں آ سکتی۔ لیکن آج ہماری تعداد کروڑوں میں ہے۔ بلکہ سوا ارب سے تجاوز کر چکی ہے۔ اور دنیا میں کئی مقامات پر جہادی مشن جاری ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد کے باوجود جہاں بھی جہاد ہو رہا ہے، دفاعی ہو رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری یہ تلوار قیامت تک چلتی رہے گی، حتی کہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام قائم ہو جائے۔ اور ساتھ ہی نبی اکرم ﷺ نے اپنی معاشی اور اقتصادی پالیسی کو بھی جہاد ہی سے مربوط فرمایا۔ اور فرمایا:

وَجُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي.

یعنی جب تک تلوار چلتی رہے گی اور فریضہ جہاد قائم رہے گا مسلمانوں خوش حال رہیں گے۔ اپنی پالیسیاں بے خوف ہو کر خود وضع کریں گے، غالب رہیں گے اور معاشی واقتصادی پوزیشن بھی مستحکم ہوگی۔ اور جب اتنی بڑی قوت اور تعداد کے باوجود بھی جہاد کو چھوڑنے اور مجاہدین کا ساتھ نہ دینے کے ارادے ہوں گے۔ تو ہم مغلوب ہو جائیں گے، فکری غلام بنیں گے۔ اور ہماری سب پالیسیاں غیر ہی مرتب کرتے رہیں گے اور یہی سب کچھ ہمارے اس ملک میں ہو رہا ہے۔ ہم پھر بھی اپنے آپ کو آزاد سمجھتے ہیں۔

آزاد اسلامی مملکت کا حاکم:

آزاد اسلامی ملک کے حاکم کا منہج، عقیدہ، سیاسی، معاشی، اقتصادی اور دیگر ملکی پالیسیاں براہ راست جہاد سے منسلک ہوتی ہیں۔ اور وہ خود جہاد میں بنفسہ شریک ہوتا ہے۔ اسی لیے بعض ایسے دلائل موجود ہیں جو اس امر کو واضح کرتے ہیں کہ ایک مسلمان حاکم صحیح معنی میں تب ہی مسلمانوں کا حاکم کہلا سکتا ہے، جب وہ کم از کم سال میں ایک مرتبہ جہاد میں شریک ہو۔ اور اگر سالہا سال گزر جاتے ہیں اور وہ کسی جہادی مشن میں شرکت نہیں کرتا حالانکہ دنیا میں اس وقت کئی جگہ جہادی مشن جاری ہیں اور جہادی مشعل روشن ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا اور اگر ایک مسلمان حکمران ایسا نہیں کرتا تو اس سے اس دی گئی حکومت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا۔ کہ تمہیں یہ حکومت دی گئی یہ فوج ، یہ سپاہی، ، منصب یہ وسائل تو اس کا جواب کیا ہوگا؟

آپ جانتے ہیں کہ دین اسلام میں تین مرتبے ہیں کافر سے کلمہء توحید کے اقرار کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اگر وہ اسے قبول نہیں کرتا تو جزیہ ادا کرے۔ اور اگر وہ اس سے بھی منکر ہے تو اس کے خلاف اعلان جہاد ہوگا۔ اور چونکہ جزیہ سال میں ایک بار وصول کیا جاتا ہے اگر جزیہ نہیں تو اس کے بدلے میں جہاد ہے تو وہ بھی کم از کم سال میں ایک مرتبہ ہونا چاہیے اور مسلمان حکمران کو اس میں خود شریک ہونا چاہیے۔ بعض فقہاء حنابلہ نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مسلمانوں کا حکمران وہی ہو سکتا ہے جو سال میں کم از کم ایک مرتبہ جہاد کرے۔ یہ آزاد مملکت کا تشخص ہے بالخصوص جن حالات سے ہم گزر رہے ہیں وہ اس اہمیت کو اور بھی اجاگر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس قوم کو صحیح فہم عطا فرمائے اور اصل منہج سے متعارف ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اتحاد امت

اہمیت، ضرورت اور طریقۂ کار

إنَّ الْحَمْدَلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ [آل عمران : ۱۰۲]

﴿ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾ [النساء: ۱]

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ [الاحزاب : ۷۰، ۷۱]

امابعد! فَاِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَ اَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.

اعوذ باللّٰہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم. بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم.

﴿ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۝ وَ تَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَهُمْ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ﴾ [الانبیاء: ۹۲-۹۳]

اتحادِ اُمت:

اللہ تعالیٰ نے ہمیں دین اسلام عطا فرمایا ہے، یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس دین پر کما حقہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مجھے اتحاد امت کے تعلق سے کچھ گذارشات پیش کرنے کے لیے کہا گیا ہے اگر چہ یہ اصطلاح کافی تلاش کے باوجود مجھے کتاب وسنت میں کہیں نہیں ملی۔ ''امت کی وحدت'' اور ''امت کا اتحاد'' اس طرح کا جملہ اور پھر یہ ترکیب مجھے کہیں دکھائی نہیں دی۔ مجھے اپنی علمی کوتاہی کا اعتراف بھی ہے۔

ویسے بھی ''اتحاد امت'' کا جو معنی بظاہر سمجھ میں آتا ہے وہ شرعی قواعد سے میل کھاتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔

ایک اہم نکتہ: اتحاد اور اختلاف:

اتحاد کا معنی جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ ''مختلف گروہ ہیں، مختلف جماعتیں ہیں اور مختلف احزاب ہیں جو قائم ہیں اور اپنا اپنا کام کر رہے ہیں، ان سب میں اتحاد کا ہونا یہ وقت کی ضرورت ہے''۔ یہ کوئی شرعی اصطلاح نہیں ہے۔ کیوں کہ اس معنی میں اگر اتحاد جائز ہے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ اختلاف بھی جائز ہے۔ یعنی پہلے اختلاف کرو، الگ الگ پارٹیاں بناؤ، فرقے بناؤ اور پھر اتحاد کرلو۔ اس معنی میں مسئلے کی اساس باطل ہے۔ دین اسلام اس معنی میں اتحاد کا داعی نہیں ہے بلکہ دین اسلام اس معنی میں اس مسئلے کی بیخ کنی کرتا ہے کہ پارٹی بازی کیوں ہو، افتراق کیوں ہو۔ کیونکہ اس معنی میں اتحاد اگر جائز ہے تو پھر پارٹیاں بنانا، جماعتیں بنانا، گروہ بنانا، ان سب کا جواز ثابت ہوگا۔ حالانکہ یہ تمام چیزیں بلا جواز ہیں اور دین اسلام میں افتراق کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں! دین اسلام میں جو اصطلاح ملتی ہے وہ اجتماعیت کی ہے۔ اکٹھا رہنا، مجتمع رہنا۔

یہ اجتماعیت، افتراق کی ضد ہے، اتحاد، افتراق کی ضد نہیں ہے۔ ہمیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افتراق سے روکا گیا ہے اور افتراق کے مقابلے میں اجتماعیت قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ افتراق سے روک کر اتحاد قائم کرنا یہ جملہ اور اس کی ترتیب شریعت سے نہیں ملتی۔ یہ پارٹی بازی کیوں، فرقہ بندی کیوں، گروہ بندی اور گروہ سازی کیوں؟ مسئلے کی اساس باطل ہے کہ چلو گروہ بن گئے ہیں تو اتحاد کرلو، گروہ بھی قائم رہیں، امارتیں بھی قائم رہیں اور اتحاد بھی چلتا رہے۔ یہ کوئی دینی سوچ نہیں ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً﴾ [الانبیاء: ۹۲]

یہ تمہاری امت ہے، اس کی حالت اور کیفیت کیا ہے؟ کہ یہ امتِ واحدہ ہے، یہ مجتمع ہے اور اس کو مجتمع ہونا چاہیے۔ اللہ رب العزت نے ہماری حالت کو کس طریقے سے بیان کیا۔

ایک نحوی نکتہ:

علماء اور طلباء جانتے ہیں کہ: إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ یہ جملہ مکمل ہے، هَٰذِهِ، إِنَّ کا اسم ہے۔ أُمَّتُكُمْ مضاف، مضاف الیہ إِنَّ کی خبر ہے، اسم اور خبر پر جملہ تام ہو چکا ہے۔ أُمَّةً وَاحِدَةً یہ منصوب ہے یہ حال واقع ہو رہا ہے، یعنی موصوف، صفت مل کر حال بن رہا ہے۔ اللہ رب العزت اس امت کی حالت کی خبر دے رہا ہے۔ اس کے طریقہ کار کی اور اس کی صفت اور کیفیت کی کہ یہ امت واحدہ ہے۔

لفظ امۃ کا صحیح مفہوم:

امت کا معنی محدثین نے دین سے کیا ہے دِينُكُمْ دِينٌ وَاحِدٌ کہ تمہارا یہ دین ایک ہی دین ہے۔ ❶

بات ایک ہی ہے۔ جب یہ دین ایک ہے تو پھر اس دین کے حاملین جدا جدا کیوں؟ ان میں اختلاف کیوں؟

اس آیت (إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ) کی تفسیر میں محدثین نے ایک حدیث ذکر کی

❶ صحیح بخاری کتاب التفسیر ۴۷۳۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

نَحْنُ مَعَاشِرُ الْأَنبِيَاءِ دِيْنُنَا وَاحِدٌ. ❶

ہم گروہ انبیاء ہیں اور ہمارا دین ایک ہے۔ یعنی ہم گروہ انبیاء کا دین ایک ہے۔ اس حدیث کا معنی سمجھئے کہ گروہ انبیاء کا دین ایک کیسے؟ حالانکہ ان میں اختلاف بھی ہے۔ مثال کے طور پر یعقوب علیہ السلام کے دور میں دو بہنیں ایک نکاح میں اکٹھی ہو سکتی تھیں ہماری شریعت نے اسے حرام کر دیا۔ اختلاف تو ہو گیا تو یہ دین ایک کیوں؟ بنی اسرائیل کے بارے میں حدیث میں آتا ہے کہ اگر پیشاب کا قطرہ ان کے کپڑے یا جسم پر لگ جاتا تو انہیں حکم تھا کہ اسے قینچی سے کاٹیں۔ ❷ جب کہ ہمارے لیے اس جگہ کا دھونا فرض کر دیا گیا ہے۔ اختلاف تو ہے پھر رسول اللہ ﷺ یہ کیوں فرما رہے ہیں کہ ہم گروہ انبیاء کا دین ایک ہے۔ ہاں! دین ایک ہے یہاں بات ہو رہی ہے اساس کی، بنیاد کی کہ گروہ انبیاء کے دین کی اساس ایک ہے۔ اور وہ یہ کہ صرف اللہ کی عبادت اور وقت کے نبی کی اطاعت، چنانچہ تمام شریعتیں اس اصل پر قائم ہیں۔ ہاں! فروعات میں اختلاف ہو سکتا ہے اس کی مثالیں آپ نے سنیں۔ لیکن اساساً ہر نبی کا دین ایک ہے۔ نوح علیہ السلام نے کہا تھا:

﴿ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ﴾ [نوح : ۳]

ایک اللہ کی عبادت کرو اسی سے ڈرو اور اطاعت میری کرو، یہ ہے مسئلے کی اساس۔ گویا یہ دین، دین واحد ہے اور تمام انبیاء کی شریعتیں دین کی اس وحدت پر متفق ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک اللہ کی عبادت اور وقت کے نبی کی اطاعت۔ جو اس حقیقت سے باہر ہو گا وہ دین سے باہر ہے جو اس حقیقت کے اندر ہے وہ دین کے اندر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ﴾ [الانبیاء : ۹۲]

---

❶ تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر سورۃ انبیاء آیت ۹۲.

❷ نسائی کتاب الطھارۃ باب البول الیالسترہ یُسْتَتَرُ بھا رقم ۳۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہارا یہ دین ایک ہی دین ہے۔ جب ایک ہی دین ہے تو پھر اس دین کے حاملین، اس دین کے ماننے والے جدا جدا نہیں ہو سکتے۔ ان میں افتراق نہیں ہو سکتا۔ گروہ بندی نہیں ہو سکتی۔ گروہ سازی نہیں ہو سکتی۔ وہ جماعت واحدہ، امت واحدہ ہیں، مزید فرمایا:

﴿ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴾ [الانبیاء: ۹۲]

میں تمہارا رب ہوں لہٰذا میری عبادت کرو۔ اور یہ وحدت ادیان کی سب سے بڑی اساس ہے کہ ہر دور میں ازل سے ابد تک رب ایک ہی ہے اور جو اس رب کا مبعوث ہے وہ ہر دور میں آتا رہا ہے اور بالآخر محمد رسول اللہ ﷺ پر اس سلسلے کو بند کر دیا گیا، وہ نبی ہر دور کا مطاع ہے جس کی اطاعت کی جائے۔

"مرزا قادیانی" یقیناً کذاب ہے:

چنانچہ جس قوم کی طرف، جس جماعت کی طرف، جس گروہ کی طرف نبی مبعوث ہوگا اس قوم پر یہ فرض ہوگا کہ اس نبی کی اتباع کرے۔ یہ ہے دین واحد۔ نبی جب آتا ہے تو وہ کسی کی اطاعت کرنے کے لیے نہیں آتا بلکہ اپنی اطاعت کروانے کے لیے آتا ہے۔ اور نبی اس بات پر مصر ہوتا ہے کہ میری اطاعت میں کسی اور کی اطاعت کو، یا میری پیروی میں کسی اور کی پیروی کو شامل نہ کیا جائے۔ یہ نبی کا امتیازی وصف ہے۔ نبی اگر جھوٹا ہو جیسے مرزا قادیانی تھا، اس نے فتوے دیئے کہ انگریز بہادر کی فرمانبرداری کرو۔ اس وقت ہندوستان پر انگریز کی حکومت ہے، اس کا وفادار بن کر، فرمانبردار بن کر رہنا چاہیے۔ یہ کیسا نبی ہے جو مطاع ہونے کے بجائے مطیع ہے، نبی کا مقام تو یہ ہے کہ نبی اپنی منوانے آتا ہے۔ اپنی اطاعت کروانے آتا ہے چاہے کوئی مانے یا نہ مانے۔ کئی نبی ایسے گزر گئے ایک بندے نے ان کی بات نہیں مانی۔ کوئی مانے یا نہ مانے لیکن جو منہج ہے جس پر جماعت واحدہ قائم ہوتی ہے اس میں کوئی خلل برداشت نہیں کہ کچھ لو اور کچھ دو کی پالیسی اختیار کی جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منہج کو چھوڑنا، افتراق ہے:

یہ انبیاء کا منہج ہے، اس دین واحد کی حقیقت یہ ہے کہ بس توحید اور وقت کے پیغمبر کی اطاعت۔ یہ جماعت واحدہ ہے یہ امت واحدہ، جو اس منہج پر قائم ہے وہ ہی جماعت ہے، خواہ مشرق میں ہو یا مغرب میں، شمال میں ہو یا جنوب میں۔ وہ عجمی ہو یا عربی ہو، کوئی گورا ہو یا کالا ہو۔ اگر یہ منہج قائم ہے تو وہ جماعت ہے اور وہ کامیاب ہے۔ اور جو اس منہج سے ہٹ گیا وہ جماعت سے نکل گیا اور یہ افتراق قطعاً قابل قبول نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس دین واحد اور امت واحدہ کا اعلان کر دیا لیکن لوگوں نے کیا کیا؟

﴿ وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ ﴾ [الانبیاء: ۹۳]

لوگوں نے معاملے کو بانٹ دیا، بلکہ لوگ بٹ گئے، جماعتوں میں بٹ گئے، گروہوں میں بٹ گئے، امارتیں بٹ گئیں، قیادتیں بٹ گئیں۔ جماعتیں بن گئیں۔ لوگ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے، فرقہ فرقہ ہو گئے یعنی وہ دین واحد یا جماعت واحدہ جو امت واحدہ کا تصور تھا اسے لوگوں نے پامال کر دیا۔ اللہ فرماتا ہے:

﴿ كُلٌّ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ ﴾ [الانبیاء: ۹۳]

ان سب کو کہہ دو کہ تم نے لوٹ کر تو میرے پاس ہی آنا ہے، ایک ایک کی خبر لوں گا جس کا معنی یہ کہ معاملہ بڑا ہی سنگین اور بڑا خطرناک ہے۔ جو لوگ اس کردار کے حامل ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا پڑے گا اور ایک بڑی جواب دہی ہے، ایک بڑی مسؤلیت ہے کہ تم نے امت کو کیوں بانٹا؟ یہ گروہ بندی اور گروہ سازی کیوں کی، اس کا جواز پیش کرو کہ امت کو کیوں بانٹا تھا؟ افتراق کا یہ معاملہ ہی خلاف شریعت ہے۔

امت مسلمہ کے ہر نقصان کا سبب افتراق ہے:

میرے دوست اور بھائیو! دین اسلام کی تمام تر رحمتیں اور برکتیں اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجتماعیت پر قائم ہیں اور امت مسلمہ کا جو بھی ضرر اور نقصان ہے وہ افتراق اور تفرقے پر قائم ہے، اللہ نے ایک سوال کیا ہے:

﴿ ءَأَنتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ ﴾ [البقرۃ: ۱٤٠]

کہ کیا تم جانتے ہو یا اللہ جانتا ہے، زیادہ کون جانتا ہے؟ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی زیادہ جانتا ہے۔ اللہ رب العزت نے ہمیں پیدا بھی کیا ہے اور وہ ہمیں سب سے بہتر جانتا ہے، ہمیں بھی جانتا ہے، ہماری منفعتوں اور نقصانات کو بھی جانتا ہے۔ ہمارے مصالح اور مفاسد بھی جانتا ہے۔ اس نے ہمیں آگاہ کر دیا ہے کہ تمہاری کمزوری اور تمہارا نقصان اٹھانا صرف ایک ہی سبب پر قائم ہے، صرف ایک ہی وجہ پر قائم ہے اور وہ سبب تمہارا تفرقہ ہے، تمہارا بٹ جانا اور فرقہ فرقہ ہو جانا ہے:

﴿ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ﴾ [الانفال: ٤٦]

کہ تنازع نہ کرو، اختلاف نہ کرو، افتراق نہ کرو ورنہ تم کمزور پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا نکل جائے گی۔ یعنی تمہاری کمزوری کا ایک ہی سبب ہے اور وہ تمہارا تنازع، گروہ بندی، افتراق، انتشار، تفرقہ یہ تمہاری کمزوری کے سبب ہے۔ تم اس سبب کو دور کرو، اپنے اندر اجتماعیت پیدا کرو اور یہ تفرقہ ختم کرو اس افتراق سے باز آ جاؤ ورنہ کمزوری رہے گی۔ اختلاف تو اگر معمولی نوعیت کا بھی ہو وہ نقصان دہ ہے اور اگر مستقل قائم ہو جائے تو کس قدر نقصان کا باعث ہوگا؟ اور یہ مستقل اس وقت قائم ہوگا جب گروہ بندیاں ہوں گی، تو پھر یہ مستقل اختلاف کے قائم ہونے کی ایک اساس ہے، حالانکہ ایک وقتی اختلاف بھی نقصان دہ ہے۔

اجتماعیت کی اہمیت اور اس کی برکات:

اجتماعیت بڑی برکات کی حامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

يَدُاللّٰه مع الْجَمَاعَةِ. ❶

''اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔''

❶ جامع ترمذی کتاب الفتن باب فی لزوم الجماعۃ رقم ۲۱٦٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی اجتماعیت کے ساتھ بڑی برکات ہیں۔ سیدنا وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث ابن ماجہ میں ہے کہ نبی ﷺ کے پاس کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم آئے اور کہنے لگے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اِنَّا نَاکُلُ وَلَانَشْبَعُ. ہم کھانا کھاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا فَلَعَلَّکُمْ تَاکُلُوْنَ مُتَفَرِّقِیْنَ کہ شاید تم الگ الگ کھاتے ہو؟۔ متفرق کھاتے ہو، الگ الگ بیٹھ کر؟ کہا جی ہاں۔ فرمایا: فَاجْتَمِعُوْا عَلٰی طَعَامِکُمْ. ❶ اپنے کھانے پر اکٹھے ہو جاؤ اکٹھے بیٹھ کر کھاؤ۔ یعنی یہ اجتماعیت کی ایک چھوٹی سی شکل ہے۔ ایک گھر کا ایک کنبہ ہے دس بیس افراد ہیں، اب وہ گھر میں کھانا کھاتے ہیں الگ الگ برتن میں کھا رہے ہے، کوئی یہاں بیٹھا، کوئی وہاں بیٹھا ہے۔ فرمایا کہ برکت نہیں ہوگی تم سیر نہیں ہوگے۔ فَاجْتَمِعُوْا عَلٰی طَعَامِکُمْ. اپنے کھانے پر اکٹھے ہو جاؤ۔ واذْکُروا اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ اور اللہ کا نام لے کر کھاؤ یُبَارَکْ لَکُمْ فِیْہِ (ایضاً) اللہ رب العزت تمہارے لیے تمہارے کھانے میں برکت ڈال دے گا، اللہ کا نام ہو اور کھانے پر اجتماع ہو، اکٹھے ساتھ مل کر، ساتھ بیٹھ کر کھاؤ یہ چھوٹی سی ایک مثال ہے اجتماعیت کی۔ لیکن فائدہ کتنا عظیم ہے کہ اس میں برکت ہے۔ نبی ﷺ کی دعا ہے:

اَللّٰھم بَارِکْ لَنَا فِی صَاعِنَا وفی مُدِّنَا. ❷

''یا اللہ! ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت ڈال''۔

یہ صاع اور مد وزن کا ایک پیمانہ ہے، صاع کی مقدار ڈھائی کلو ہے اور مد کی مقدار آدھا کلو ایک رطل۔ یہ تولنے کے لیے، وزن کرنے کے لیے اور ایک چیز کی مقدار کی تعین کے لیے عرب کے مشہور پیمانے تھے۔ نبی ﷺ دعا فرما رہے کہ یا اللہ! ہمارے صاع اور مد میں برکت عطا فرما۔ یہاں صَاعِنَا اور مُدِّنَا جمع کا صیغہ ہے، اس سے اجتماعیت مترشح ہو رہی ہے۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ یہ دعا اجتماعیت کے لیے ہے کہ

---

❶ ابن ماجة كتاب الأطعمه باب الاجتماع علي الطعام رقم ٣٢٨٦.

❷ صحيح بخاری كتاب الجهاد باب فضل الخدمة في الغزو رقم ٢٨٨٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے جو ناپ تول کے پیمانے ہیں ان میں برکت دے۔ یہ اجتماعیت ہے جو بڑی بابرکت ہے۔ اس لیے جو نماز باجماعت ادا ہو اس کا اجر ستائیس گنا زیادہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

صَلاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ عَلٰى صَلاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً.❶

نماز باجماعت اکیلی نماز سے ستائیس گنا افضل ہے۔ ستائیس گنا افضل ہے، آخر اتنا فرق کیوں ہے؟ حالانکہ نماز کا طریقہ تو ایک ہی ہے، یہ فرق اجتماعیت وانفرادیت کا ہے کہ شریعت نے اجتماعیت کے فائدے بیان کیے اس کی برکات بیان فرمائی ہیں، اس لیے نبی ﷺ کی حدیث ہے:

مَنْ صَلّٰى صَلاةَ الْعِشَاءِ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ اللَّيْلَ كُلَّهُ.❷

جو شخص عشاء کی نماز باجماعت پڑھ لے اللہ تعالیٰ اس کو آدھی رات کے قیام کا ثواب دے گا اور جو شخص فجر کی نماز باجماعت پڑھ لے اللہ تعالیٰ اسے پوری رات کے قیام کا ثواب دے گا۔ یہاں زور نماز پر نہیں بلکہ زور جماعت پر ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کردہ ایک اہم نکتہ:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان دو نمازوں کی تعین کا سبب اور وجہ کیا ہے، یہ شریعت نے بیان نہیں کی کہ خاص طور پر ان دو نمازوں کی فضیلت کیوں ہے لیکن فرماتے ہیں کہ ایک وجہ میری سمجھ میں آ رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ اہمیت نماز باجماعت کی ہے اور یہ جماعت دین اسلام کی اجتماعیت کا ایک تصور ہے، یہ ایک عظیم الشان تصور ہے۔ چونکہ عشا کی نماز رات کا یا اس دن کا آخری عمل ہے اور یہ آخری عمل اجتماعیت پر قائم ہے اسی طرح فجر کی نماز دن کا پہلا عمل ہے اور یہ پہلا عمل

❶ صحيح بخاری كتاب الأذان باب فضل صلاة الجماعة رقم ٦٤٥.

❷ صحيح مسلم كتاب المساجد باب فضل صلاة العشاء ...... رقم ٦٥٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجتماعیت پر قائم ہے اور اگر دن کا اوّل اور اس کا آخر اجتماعیت پر قائم ہو تو یہ اس کا اجر وثواب ہے کہ بندے دن کا آغاز کریں اکٹھے ہو کر اور پھر دن کا اختتام کریں اکٹھے ہو کر۔ یہ آغاز بھی اجتماعیت کے ساتھ ہو اور اختتام بھی اجتماعیت کے ساتھ ہو یہ ایک وجہ سمجھ میں آتی ہے کہ ان دو نمازوں کی تعیین کیوں کی گئی، ورنہ ہر نماز باجماعت پڑھنا افضل ہے۔

عبادات میں اجتماعیت:

اور شریعت میں عبادات کا جو نظام ہے اس میں اجتماعیت کا رنگ ہے۔ روزہ ہے امیر ہو غریب ہو ایک وقت پہ سحری کرتے ہیں اور پھر ایک وقت سے لے کر دوسرے وقت تک مستقل سب بھوکے ہیں، کوئی مالدار ہو، کروڑ پتی ہو، لکھ پتی ہو، کوئی غریب ہو، مسکین ہو سب ایک ساتھ بھوکے ہیں اور بھوک اور پیاس برداشت کر رہے ہیں، ایک وقت آتا ہے کہ سب مل کر اکٹھے روزہ افطار کرتے ہیں، یہ ایک اجتماعیت کا تصور ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ جو شخص مستقل تین جمعے چھوڑ دے، تین جمعے، جمعہ کے لفظ میں اجتماعیت ہے فرمایا کہ اللہ رب العزت اس کے دل پر نفاق کی مہر لگا دے گا۔ ❶

یعنی جمعہ اجتماعیت کی بڑی اساس ہے، اسی طرح نبی ﷺ نے نماز عید کی تاکید کی حتی کہ فرمایا عورتیں بھی آئیں، اگر کسی کے پاس اوڑھنی نہ ہو تو وہ سہیلی سے اُدھار لے لے، اگر اس کے پاس بھی نہ ہو ایک ہی ہو تو دونوں ایک ہی چادر میں لپٹ کر آجائیں۔ حج کتنی بڑی اجتماعی عبادت ہے، لباس بھی ایک ہے کہ احرام کی دو چادریں پہنی ہوئی ہیں ایک جیسا لباس اور ایک ہی کلمہ زبان پر ہے:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ.

---

❶ ترمذی کتاب الجمعة باب ماجاء فی ترك الجمعة من غير عذر رقم ۵۰۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ کلمہ توحید بڑا عظیم الشان کلمہ ہے اس کی تشریح میں بڑا وقت چاہیے، اس کلمے کی بڑی عظمت ہے، سب مل کر یہ کلمہ کہہ رہے ہیں، دو چادروں میں ملبوس ہیں اور اکٹھے ہیں، یہ ایک بڑا عجیب اجتماعیت کا رنگ ہے۔ بیت اللہ کا طواف ہو رہا ہے۔ صفا مروہ کی سعی ہو رہی ہے پھر میدان عرفات میں ساتھ ہیں، میدان منیٰ میں ساتھ ہیں، یہ اس اجتماعیت کی برکت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من حجّ لِلّٰه فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيومِ وَلَدَتْهُ امهُ. ❶

کہ جو اس طرح بیت اللہ کا حج کر کے لوٹے گا تو گناہوں سے پاک صاف ہو کر یوں لوٹے گا جیسے اس کی ماں نے اس کو آج ہی جنا ہے۔

تو ان تمام عبادات میں جو اجتماعیت ہے اس میں بھی شریعت کی یہ تلقین اور ترغیب ہے کہ آپ مل کر رہیں، اجتماعیت پیدا کریں اور تفرقے سے بچیں۔ مختلف راہوں کو اپنانے سے بچیں، فرقہ بندی اور گروہ سازی سے بچیں اور اجتماعیت پیدا کریں جماعت واحدہ بن جائیں۔

عارضی اختلاف بھی نحوست سے خالی نہیں:

اختلاف اگر عارضی بھی ہوگا تو اس کا شر اور اس کی نحوست ضرور تم پر نازل ہوگی، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ بڑے شوق سے گھر سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شب قدر بتانے کے لیے آئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے کہ شب قدر کون سی ہے، اس کی تعین اللہ تعالیٰ نے کر دی ہے، اتنی عظیم الشان رات کہ ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ فلاں رات ہے، آپ گھر سے بڑے شوق سے آئے کہ اتنے میں مسجد میں دو صحابہ میں جھگڑا ہو رہا تھا، ان میں کسی بات پر اختلاف ہو گیا، ان کی آوازیں اونچی ہو گئیں۔ حالانکہ یہ عارضی نوعیت کا جھگڑا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل بالکل صاف ہیں ان میں کدورت نہیں، کینہ نہیں،

❶ صحیح بخاری کتاب الحج باب فضل الحج المبرور رقم ۱۵۲۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسد نہیں، بغض نہیں پھر ان کا اختلاف کسی گروہی تعصب پر قائم نہیں، وہ گروہی تعصب کا شکار نہیں تھے، ان کا اختلاف ایک عارضی مسئلہ کے اختلاف کی حد تک تھا، گروہی تعصب نہیں تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو آیا تھا کہ تمہیں شب قدر کی اطلاع دوں لیکن ان دو شخصوں کے اختلاف کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اس کے علم کو میرے سینے سے محو کر دیا اور نکال دیا ہے، میں بھلا دیا گیا۔ اب تم رمضان کے آخری عشرے کی پانچ طاق راتوں میں اس رات کو تلاش کرو گے۔ اب دیکھیں! یہ عارضی نوعیت کا اختلاف ہے۔

جنگ احد کی مثال آپ کے سامنے ہے، ایک عارضی نوعیت کے اختلاف کا قرآن نے ذکر کیا ہے:

﴿حَتَّىٰٓ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَٰزَعْتُمْ فِى ٱلْأَمْرِ﴾ [آل عمران: ۱۵۲]

یعنی جو احد میں شریک تھے کہ تم میں فشل آ گیا، تمہارے اختلاف کی بنا پر فشل آیا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے درے پر پچاس تیراندازوں کو کھڑا کیا تھا، کہ تم تا اطلاع ثانی یہیں کھڑے رہو۔ خواہ ہم فتحیاب ہو جائیں اور خواہ شکست کھا جائیں تم نے ہر حال میں یہیں رہنا ہے، تم دیکھو کہ کفار ہم پر غالب آ چکے ہیں اور ہم کو قتل کر رہے ہیں، ہمارا قیمہ قیمہ کر رہے ہیں پھر بھی تم نے ہم کو بچانے نہیں آنا۔ یہیں کھڑا رہنا ہے۔ اور تم دیکھو کہ پرندے ہمیں نوچ رہے ہیں پھر بھی تم نے درہ نہیں چھوڑنا إِنْ رَأَيْتُمُونَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوا لیکن درے پر موجود صحابہ رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ فتح ہو چکی ہے اور مال غنیمت جمع کیا جا رہا ہے ہم بھی نیچے اتریں اور اکٹھا کریں اور ساتھیوں کے ساتھ تعاون کریں، لیکن امیر نے روکا کہ تم کو نبی ﷺ کے فرمان کا علم نہیں ہے؟ اگر علم ہے تو پھر کیوں اترتے ہو؟ یہ ایک تنازع ہو گیا، تم نے امیر کے ساتھ اختلاف کیا، تنازع کیا۔ چنانچہ اس کا خمیازہ تمہیں بھگتنا پڑا کہ ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے، زخم سب کو آئے اور خود رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک زخمی ہوا، آپ کا چہرۂ مبارک زخمی ہوا، ہونٹ مبارک زخمی ہوئے، دندان مبارک شہید ہوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور آپ ﷺ نڈھال ہو کر ایک کھائی میں گر گئے اور پڑے رہے۔ یہ وقتی اور عارضی اختلاف تھا۔ ❶

ہماری صفوں میں اگر مستقل افتراق ہو تو اس کی ظاہری اور باطنی کیا نحوستیں ہوں گی اور وہ افتراق کتنے فتنوں کا باعث ہوگا؟ حالانکہ یہ اختلاف محض ایک مسئلے کی حد تک اور عارضی تھا ورنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا کردار خود قرآن نے بیان کیا ہے:

﴿ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ﴾ [الفتح: ۲۹]

آپس میں بڑے رحمدل ہیں۔ اس لیے کہ وہ جماعت واحدہ ہیں۔ لیکن میرے دوستو اور بھائیو! اس اختلاف کا نقصان آپ نے دیکھا کہ قرآن میں اس کی بڑی وعیدیں ہیں۔

گروہ بندی شرک کا ایک دروازہ ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ﴾ [الروم: ۳۱-۳۲]

مشرکین جیسے مت بنو، مشرکین میں شامل نہ ہو جاؤ، اب دیکھیں کہ مشرک کون ہیں؟۔ فرمایا: مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو تقسیم کر لیا۔ تقسیم کس طرح کیا؟ وَكَانُوا شِيَعًا وہ خود گروہ بن گئے، فرقے فرقے بن گئے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ گروہ سازی ایک ایسا عمل ہے جس میں شرک کا احتمال موجود ہے کہ یہ عمل شرک ہو سکتا ہے، یہ عمل شرک پر منتج ہو سکتا ہے۔

گروہ بندی کے شرک ہونے کی پہلی وجہ:

اس عمل سے ہم شرک میں داخل ہو سکتے ہیں، کس طرح؟ یہ جماعتی تعصب سب سے بڑی لعنت ہے۔ چنانچہ اس تعصب کی بنا پر ہم اپنی جماعت کے منہج، اپنی

❶ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب مایکره من التنازع والاختلاف رقم ۳۰۳۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جماعت کے لیڈر یا اپنی جماعت کے امیر یا اپنی جماعت کی پالیسی کو مانتے ہیں وہ حق ہو یا باطل۔ یہ تصور شرک ہے۔ ایک بندہ ایک چیز کو مانے حالانکہ وہ ناحق ہے، یہی شرک ہے اور اس پر قرآن شاہد ہے:

﴿ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَ رُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ [التوبة : ۳۱]

''کہ یہود ونصاریٰ نے اپنے علماء کو اپنا رب مان لیا''۔

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا (انّھم لم یکونوا یَعْبُدُوْنَھُمْ) تفسیر کبیر میں یہ الفاظ ہیں (لَسْنَا نَعْبُدُھُمْ) کہ ہم نے ان کی عبادت تو نہیں کی، پھر قرآن کیسے کہہ رہا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلَیْسَ یُحَرِّمُوْنَ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فَتُحَرِّمُوْنَهٗ وَیُحِلُّوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَتَسْتَحِلُّوْنَهٗ۔ ❶

کہ جس چیز کو تمہارے علماء نے حلال کہا اس کو تم نے حلال مانا اور جس چیز کو تمہارے علماء نے حرام کہا اسے تم نے حرام مانا؟ عرض کی یہ تو تھا۔ فرمایا: فتلك عبادتھم لَھُمْ یہی تو ان کی عبادت ہے۔

چنانچہ حق ہو یا ناحق، ہم اپنے ائمہ کا، اپنے امیروں کا، اپنے لیڈروں کا، اپنے قائدین کا پورا پورا دفاع کرتے ہیں۔ اپنے مسلک یا اپنے گروہ یا اپنے فرقے کی پالیسیوں کا پورا پورا دفاع کرتے ہیں، اس کو شریعت پر پیش بھی نہیں کرتے۔ بس ہماری جماعت کی پالیسی ہے اور یہ ہمارا دستور ہے، یہ دستور بھی ایک فتنہ ہے۔ یہ دستور جو بن چکا اس کو پتھر پر لکیر سمجھا جاتا ہے۔

قرآن وسنت کے مقابلے میں یا تو بات قرآن وسنت کے مطابق ہو کہ

---

❶ سنن کبری بیہقی ۱۰/۱۱۶، تفسیر کبیر، سورۃ التوبہ آیت ۳۱، ترمذی کے الفاظ یہ ہیں: ولٰکنھم کانوا اذا احلّوا لھم شیئاً استحلوہٗ واذا حرّموا علیکم شیئاً حرموہٗ. جامع ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ التوبۃ رقم ۳۰۹۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب وسنت کے مطابق ہم ان خطوط پر چلیں گے یہی ہمارا دستور ہے، یہاں تک کوئی حرج نہیں لیکن دستور سازی میں ایسی شقیں تحریر کر دی جائیں یا اپنا لی جائیں جو کتاب وسنت کے منافی ہوں، یہ دستور طاغوت ہے اور یہ شرک ہے۔ اللہ پاک فرماتا ہے کہ مشرکین میں سے مت ہو جاؤ۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، دین میں تفریق کر دی اور خود بھی گروہ میں بٹ گئے، گروہ میں بٹنا یہ شرک پر منتج ہوسکتا ہے اور یہ بات آپ دیکھتے ہیں۔

تقلیدی مذاہب کی بنیاد شرک ہے:

تقلیدی مذاہب آپ کے سامنے ہیں، دیگر سیاسی یا دینی مذاہب آپ کے سامنے ہیں، وہ سب کے سب اپنی جماعت، اپنے گروہ، اپنے مسلک کی پالیسیوں، اپنے امیر کے اوامر، اپنے امام کے اقوال، اپنے فقہاء کے فتاویٰ اور ان کے ملفوظات پر اس طرح قائم ہیں کہ ان کا حق بھی حق ہے اور ناحق بھی حق ہے۔ یہ شرک ہے، اس معنی میں گروہ بندی اور گروہ سازی شرک ہے۔ یہ شرک پر منتج ہوسکتی ہے اور خاص طور پر فتنے کے اس دور میں آئے دن ایسی مثالیں ملتی رہتی ہیں کہ لوگ اپنی جماعتوں کا، اپنی پالیسیوں کا، اپنی امارتوں کا، قیادتوں کا دفاع کرتے ہیں۔

گروہ بندی کے شرک ہونے کی دوسری وجہ:

گروہ بندی کے شرک ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ عمل اللہ کی رضا کے لیے خالص ہوتا ہے: انما الأعمال بالنيات.❶ بلکہ یہ دین کی اساس ہے:

﴿ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ﴾ [البينة: ٥]

یعنی لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں۔

جبکہ گروہ بندی میں اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ یہاں جو جدوجہد ہوتی ہے، جو محنت ہوتی ہے، جو دوڑ دھوپ ہوتی ہے، اسے لوگ اپنی جماعت کے کھاتے میں، اپنے گروہ کے

❶ صحيح بخاري الرقم - ١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ جماعت کا نام اونچا ہو۔ ہمارے گروہ کا نام آسمان پر پہنچے، ہمارے فرقے کا نام اونچا ہو اور یہ چیز اخلاص کے منافی ہے اور جو عمل اخلاص کے منافی ہوگا وہ عمل شرک ہے۔ شریعت نے اسے شرک اصغر کہا ہے۔ ریاکاری شرک اصغر ہے۔ اس سارے عمل میں جدوجہد اسلام کے لیے نہیں ہے بلکہ اس میں جو کچھ ہے وہ اپنے تشخص کو، اپنے گروہ کو نمایاں کرنے کے لیے ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج جو بھی کام ہو رہے ہیں اسلام کے لیے نہیں ہو رہے، اسلام کا نام وہیں کا وہیں ہے!!!!

آج کفار غالب کیوں......؟

میرے پاس دو چار اینٹیں ہیں وہ میں اپنے گروہ پر لگا رہا ہوں، ایک چھوٹی سے دیوار بن گئی ہے مگر اس کا فائدہ......؟ فلاں کے پاس دو چار اینٹیں ہیں اس نے اپنے گروہ پر لگا دیں ایک چھوٹی سی دیوار بن گئی اس کا فائدہ......؟ دیواریں بنتی جا رہی ہیں جس کو ''ڈیڑھ اینٹ کی مسجد'' کہا جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ ساری اینٹیں ایک ہی عمارت پر لگتیں تو وہ توحید کی عمارت، اسلام کی عمارت، محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت کی عمارت آج آسمان سے باتیں کر رہی ہوتی۔ دین کا نام اونچا ہوتا اور توحید کا پرچم بلند ہوتا۔ ہماری یہ جدوجہد ضرور ہو رہی ہے مگر فائدہ کوئی نہیں۔ نتیجہ یہ کہ آج کفر ہم پر غالب آتا جا رہا ہے، یہ بھی ایک شرک ہے۔ توحید خالص کا تقاضہ یہ ہے کہ ہمارا ہر عمل، ہماری ہر محنت خواہ وہ سیاسی ہو یا مذہبی، اس کی اساس دینی ہو۔

سچی سیاست دین ہے:

سیاست دین کا حصہ ہے، سیاست دین سے جدا نہیں ہے۔ دین اور سیاست ایک ہی چیز کا نام ہے بلکہ سیاست دین میں شامل اور داخل ہے کہ جو کچھ ہو اس کا محور للّٰہیت ہو اور اللہ کی رضا ہو، لیکن افتراق اور گروہ بندیوں میں یہ دیکھا گیا ہے کہ مقدم اور پیش نظر جماعت اور گروہ ہے۔ اپنے گروہ کا نام ہے اسلام کا نام نہیں ہے اور اس میں شرک کا شائبہ ہے۔ دیکھیں! افتراق کے کتنے نقصانات ہیں، یہ عقیدے پر حملہ آور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو رہا ہے، یہ افتراق اللہ کے غضب کا باعث ہے۔ اللہ فرما رہا ہے کہ افتراق کرنے والوں کو لوٹ کر تو میرے پاس ہی آنا ہے۔ ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴾ [الانعام : ۱۵۹]

جن لوگوں نے اپنے دین کو بانٹا اور گروہ بن گئے، جماعتیں بن گئے، فرقے بن گئے۔ اے محمد ﷺ! یہ بات سن لو (لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ) تمہارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ یعنی جب تک آپ زندہ ہیں، اگر کوئی گروہ بنتا ہے آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں اور آپ کی وفات کے بعد اگر کوئی گروہ بنتا ہے تو آپ کا، آپ کے منہج کا، آپ کے دین کا، اور کتاب و سنت کا ان سے کوئی واسطہ اور کوئی تعلق نہیں۔ اس گروہ کی جدوجہد چاہے آسمان سے باتیں کر رہی ہو لیکن یہ گروہ سازی اور یہ تفریق دراصل امت کے کلمے میں تفریق ہے اور میرے نزدیک ان جماعتوں کا کوئی جواز نہیں خواہ وہ جماعتیں دین کے نام سے ہوں یا وہ سیاست کے نام سے ہوں۔

"حزب اختلاف" کا دین میں کوئی تصور نہیں:

میرے نزدیک حزب اختلاف کا بھی کوئی تصور نہیں، ایک حکومت بن گئی اب اس کے مقابلے میں ایک حزب اختلاف ہو، یہ حزب بھی تفرقہ ہے اس کا بھی دین میں کوئی تصور نہیں۔ دین میں حزبیت کا کوئی تصور ہے ہی نہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ! آپ کا ان سے کوئی تعلق اور کوئی واسطہ نہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ دین ان سے بری ہے۔ سب انبیاء کا منہج ایک ہے اور جو لوگ اس منہج سے باہر ہو گئے وہ انبیاء کے مناہج سے باہر ہو گئے، اب وہ گروہ کام کریں، خوب محنت کریں لیکن آپ کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اللہ پاک فرماتا ہے: إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ اب ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ وہ سلوک کرے گا جس کے یہ مستحق ہوں گے: ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ اللہ ان کو اچھی طرح خبر دے گا کہ تم دنیا میں رہ کر کیا کرتے تھے، یعنی کتنی زبردست وعیدیں ہیں، یہ تفرق کا راستہ سراسر شریعت کے خلاف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، یہ حزبیت مذموم ہے، ہر حال میں مذموم ہے، حزبیت کا معاملہ ممدوح اور قابل تعریف نہیں ہے بلکہ اس کا معاملہ مذموم ہے۔ اس دین کا حزبیت سے اور احزاب سے کوئی تعلق اور کوئی واسطہ نہیں۔ اب تک میں نے یہ بتانے کی کوشش کی کہ اجتماعیت کے فائدے کیا ہیں اور تفریق کے نقصانات کیا ہیں۔ اجتماعیت باعث برکت ہے۔ باعث نصرت ہے، جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ اس سے بڑا اور کیا فائدہ ہوسکتا ہے۔ اس لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کی پوری تاریخ اجتماعیت پر قائم ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں کوئی گروہ بندی اور کوئی گروہ سازی نہیں تھی کسی صحابی نے کوئی جماعت نہیں بنائی تھی۔

ایک ایک مسئلے پر جماعت بنانا باطل ہے:

آج حالت یہ ہے کہ جو ایک مسئلہ مجھے محبوب ہو اور میرے دل سے وہ میل کھاتا ہو میں اس مسئلے کی بنیاد پر جماعت کھڑی کر دیتا ہوں صرف ایک مسئلے کی بنیاد پر! غور کرو کہ اس کی کچھ تُک ہے شریعت میں، اس کا کوئی ثبوت کہ صرف ایک مسئلے کی بنیاد پر جماعت قائم کرنا، یہ تفریق کا راستہ ہے، کام چاہے جتنا کرتے رہو مگر اساس باطل ہے، جب اساس باطل ہو تو کیا عمل قبول ہوں گے؟ اللہ فرماتا ہے کہ تم کو لوٹ کر میرے پاس آنا ہے۔ كُلٌّ إِلَيْنَا رَاجِعُوْنَ.

آئیڈیل زمانہ صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے:

صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں ایسا کوئی تصور نہیں ملتا اور قطعی طور پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا دور ہمارے لیے نمونہ، آئیڈیل اور مثال ہے، یہ بات آگے آئے گی کہ یہ بات پتھر پر لکیر ہے کہ تمہاری کامیابی کا راز یہ ہے کہ تم بالکل ویسے بن جاؤ جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے، جو کچھ ہم کر رہے ہیں کیا صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں یہ ہوتا تھا......؟

تو پھر نظر ثانی کرو۔ اللہ کے لیے سوچو کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے اور ہم کیا کر رہے ہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے لوٹ رہے تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سائے کی تلاش میں جگہ جگہ بیٹھ گئے، کوئی یہاں بیٹھا کوئی وہاں بیٹھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مالی اَرَاکُمْ مُتَفَرِّقِیْنَ میں تمہیں اس طرح متفرق دیکھ رہا ہوں، اتنا دور دور بیٹھے ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ یہ کوئی حزبیت نہیں تھی، گروہ بندی نہیں تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں یہ تفریق ہے، تم لوگ مل کر کیوں نہیں بیٹھتے۔

حدیث میں آتا ہے کہ اس کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم اس طرح مل کر بیٹھتے کہ اگر ایک چادر ان پر تانی جاتی تو ایک چادر ان پر پوری آجاتی۔ اتنا مل کر بیٹھتے تھے، وہ نبی ﷺ کے فرمان کو کس طرح پلے سے باندھ لیتے تھے، اگر چہ یہ مستقل تفریق نہیں ہے کہ یہ میری جماعت ہے اور وہ آپ کی جماعت، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اسے بھی ناپسند کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ بات سن کر ایسا قبول کیا کہ اس کے بعد جُڑ کے بیٹھتے تھے، اتنا مل کر کہ ایک چادر تانی جائے تو سب کو کافی ہو جائے۔ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی میں اجتماعیت کے مظاہر تھے۔

ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے انصار اور مہاجرین کی مواخات کروائی اور کس طرح وہ شیر و شکر ہو گئے۔ اس طرح مل گئے جیسے شکر دودھ میں حل کی جائے اور وہ مل جاتی ہے اس طرح وہ مل گئے کوئی اختلاف نہیں، کوئی گروہ بندی نہیں۔

اجتماعیت کی برکات:

اجتماعیت کی برکات اگر آپ جاننا چاہتے ہوں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تاریخ کا مطالعہ ضرور کریں، آپ کو پتہ چلے گا کہ وہ دور کتنا مثالی تھا اور کس طرح اسلام پھیلا اور کس قدر فتوحات ہوئیں۔ یہ اجتماعیت کے فائدے ہیں۔

چنانچہ جامع ترمذی اور ابوداؤد وغیرہ میں حدیث ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ.

کہ تم جماعت بنا کر رہو اور فرقہ سے بچو۔ یعنی تفرقے سے بچو۔ جماعت کو لازم پکڑ لو اور فرقہ سے بچو، مزید فرمایا:

فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الاثْنَيْنِ أَبْعَدُ. ❶

❶ سنن الترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی لزوم الجماعۃ رقم ۲۱٦٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیطان اس ایک کے ساتھ ہے جو فرقہ اختیار کرے، جو جماعت سے نکل جائے اس کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔

اگر دو بندے ہوں شیطان ان سے تھوڑا دور ہو جائے گا اور اگر تین ہوں تھوڑا سا اور دور ہو جائے گا۔ چار ہوں تھوڑا سا اور دور ہو جائے گا۔ اس کا معنی یہ کہ اگر جماعت ایک ہو تو کیا شیطان آ سکتا......؟ ہرگز نہیں! یعنی شیطان کا نفوذ ہماری صفوں میں ہمارے تفرقے کی بنا پر ہے۔

اس لیے نبی ﷺ نے فرمایا: کہ تم نماز میں صف بندی ایسی کرو جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے کرتے ہیں، اور اگر تمہاری صف بندی غلط ہوئی، تم دور دور کھڑے ہوئے تو اللہ رب العزت تمہارے دلوں کو ٹیڑھا کر دے گا، شیطان تم پر حاوی ہو جائے گا اور شیطان تم پر غالب آ جائے گا، آپ ملاحظہ کریں کہ شریعت کے تو سارے احکام اجتماعیت پر قائم ہیں۔ کیونکہ اجتماعیت کے فائدے ہیں اور افتراق کے نقصانات ہیں۔

افتراق کے نقصانات:

افتراق جس قدر بڑھے گا اسی قدر شیطان کا اثر و رسوخ بڑھے گا۔ برکتیں ختم ہو جائیں گی، اللہ کی تائید چھن جائے گی اور ہم کمزور پڑ جائیں گے۔ ہماری کمزوری دشمن کی طاقت ہوگی نتیجہ یہ کہ وہ ہم پر آہستہ آہستہ غلبہ حاصل کر لے گا اور اس کا تسلط ہم پر قائم ہو جائے گا۔

اجتماعیت کیسے قائم ہوگی......؟:

میرے دوستو اور بھائیو! سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ اجتماعیت کا طریقہ کیا ہے یہ کیسے قائم کی جائے......؟

اس کی ضرورت ہم نے پہچان لی اور اس کی اہمیت کچھ واضح ہوگئی۔ اب اس کا طریقہ کیا ہے، یہ کیسے قائم ہو، امت کی جو صفیں بکھری ہوئی ہیں وہ ایک کیسے ہوں؟ اس کے لیے میں سب سے پہلے قرآن مجید کی ایک آیت پیش کرتا ہوں اس آیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریمہ نے ہمیں بتایا ہے کہ تفرقہ کیسے ہوتا ہے۔

اللہ پاک کا فرمان ہے:

﴿ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ﴾ [الانعام: ۱۵۳]

''کہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس کی اتباع کرو اور جو مختلف راستے دائیں، بائیں تم کو نظر آتے ہیں اس پر نہ چلو، ان کو اختیار نہ کرو ورنہ تم تفریق کا شکار ہو جاؤ گے۔ تم میں تفرقہ آ جائے گا۔''

اس آیت نے بتایا ہے کہ امت کی اجتماعیت کی اساس کیا ہے اور امت تفرقے کا شکار کیسے ہوتی ہے، اب ذرا اس کی تھوڑی سی تفصیل سنئے کہ اجتماعیت کی اساس تو یہ ہے کہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس کی اتباع کرو۔ اس آیت کریمہ کی تشریح نبی ﷺ کی ایک حدیث کرتی ہے۔ ❶ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خط کھینچا، سیدھا خط کھینچ کر دائیں بائیں کچھ خطوط اور کھینچے۔ کچھ دائیں، کچھ بائیں اور وہ خطوط اس خط کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ ہم یہ منظر دیکھ رہے تھے جب رسول اللہ ﷺ اس عمل سے فارغ ہوئے تو آپ نے خط مستقیم پر انگلی رکھی جو سیدھا راستہ تھا یعنی صراط مستقیم تھا اس پر ہاتھ رکھا اور فرمایا:

﴿ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ﴾ [الانعام: ۱۵۳]

یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس کی اتباع کرو، یہ سیدھا راستہ ہے اس کی اتباع کرو۔❷ اس کا معنی یہ ہوا کہ جو اس سیدھے راستے پر چلے گا وہی صراط مستقیم پر ہے۔ سیدھا راستہ کون سا ہے؟ جس راستے پر محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِیْۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴾ [الزخرف: ۴۳]

کہ میں جو کچھ قرآن و حدیث کی صورت میں وحی کر رہا ہوں اسے تھام لو، بلاشبہ آپ صراط مستقیم پر ہیں۔ یعنی یہ سیدھا راستہ جو صراط مستقیم ہے اس پر محمد رسول

❶ مسند احمد۔ ❷ مسند احمد: ۴۱۳۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ گامزن ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اسی راستے پر چلے، اللہ تعالیٰ نے ان کے راستے کو بھی صراط مستقیم کہا ہے:

﴿ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴾ [الفاتحة: ٥-٦]

صراط مستقیم ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر اللہ کا انعام ہوا، اور یہ کون ہیں اس کا جواب اس آیت میں ہے:

﴿ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴾ [النساء: ٦٩]

یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، صدیقین ہیں، شہداء ہیں، صالحین ہیں، یہ صراط مستقیم ہے، اس پر محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور ان سب سے پہلے اس راستے پر کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ [هود ٥٦]

کہہ دو کہ میرا پروردگار بھی صراط مستقیم پر ہے۔ یہ ایک ہی راستہ ہے۔ اب جو اس راہ پر چلتا گیا وہ ہے ''الجماعۃ'' ہے، ''الجماعۃ'' یعنی وہ جماعت جو اللہ کے پیغمبر کی جماعت کا تسلسل ہے۔ یہ ہے اسلام میں اجتماعیت کا تصور کہ اجتماعیت کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ صراط مستقیم ہے۔ اب جو اس راہ پر چلے گا اور قیامت تک چلتا رہے گا وہ الجماعۃ ہے اور یہ راستہ قیامت تک موجود رہے گا، قائم رہے گا۔ چاہے سالکین تھوڑے ہوں، چلنے والے کم ہوں، لیکن یہ کوئی مسئلہ نہیں، یہ کوئی مشکل نہیں (لا تستأنس بقلة السالكين) صراط مستقیم پر چلنے والے اگر تھوڑے ہیں تو خوفزدہ نہ ہونا (وَلَا تَغْتَرَّ بِكَثْرَةِ الْهَالِكِيْنَ) اور صراط مستقیم سے ہٹ کر چلنے والے کثیر تعداد میں ہوں تو کوئی دھوکہ نہ کھانا۔ وہ سارے ہالکین ہیں، وہ سارے برباد ہونے والے ہیں، وہ سارے تباہ ہونے والے ہیں، عافیت، تحفظ، حفاظت، اللہ کی رضا، جنت کا داخلہ صرف انہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے لیے ہے جو خط مستقیم پر چلتے ہیں، یہ اجتماعیت ہے چاہے کسی دور میں اس خط پر چلنے والے دو افراد کیوں نہ ہوں، جماعت یہی ہے اور اجتماعیت اسی کو کہتے ہیں۔

امت میں افتراق کے اسباب:

اب تفریق کیسے ہوتی ہے۔ جو دائیں بائیں خطوط ہیں جو شخص اس خط مستقیم سے ہٹ گیا اور دائیں مڑ گیا یا بائیں مڑ گیا وہ اس راہ پر چل پڑا جو افتراق کا باعث ہے۔ یہ دین کو بانٹنا، خود تقسیم ہونا اور خود افتراق کا شکار ہونا ہے۔ تو قرآن پاک کی اس آیت نے اجتماعیت اور تفرقے ان دونوں کی بنیاد ہمیں سمجھا دی۔ کتاب وسنت پر قائم ہونے والا الجماعۃ ہے اور کتاب وسنت سے ہٹ جانے والا فرقہ ہے، چاہے ہٹنے کی اساس کچھ بھی ہو۔

پہلا سبب: تقلیدی مذاہب کا قیام:

چنانچہ یہ جو مذاہب قائم ہیں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی ان کی اساس باطل ہے۔ کیونکہ دین اسلام کی اساس یہ ہے کہ اس راہ پر چلنا جس راہ کے داعی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، لیکن اس راہ کو لوگوں نے تبدیل کر لیا کسی نے کسی شخصیت کے نام پر، کسی نے کسی شخصیت کے نام پر، اب یہ تفرقہ ہے، یہ افتراق ہے اور یہ افتراق امت میں ضرر کا باعث ہے کیونکہ دین اسلام میں چار سو سال تک یہ تفرق نہیں تھی اس کے بعد لوگوں نے تقلیدی مذاہب کو اپنا لیا چنانچہ فرقے بنتے گئے۔ ایک ایک فرقے سے کئی کئی فرقے وجود میں آگئے اور یہ تفرقے کا راستہ ہے یہ افتراق کا راستہ ہے، اس راہ پر لوگ جوں جوں چلتے جائیں گے تفرقہ بڑھتا چلا جائے گا اور وہ خط مستقیم سے دور ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ یہ راستہ نبی کریم ﷺ کی اطاعت کا راستہ نہیں ہے یہ راستہ پیغمبر علیہ السلام کی اتباع کا راستہ نہیں ہے۔ بلکہ بیشتر موقعوں پر یہ دیکھا گیا ہے کہ یہ راستہ پیغمبر علیہ السلام کی اتباع کے مخالف قائم ہے۔ یعنی ایسی مثالیں موجود ہیں کہ کتاب وسنت کچھ کہہ رہے اور اس اس راہ پر چلنے والے اس کے بالکل برعکس طریقہ اور راستہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا سبب: اصل منہج سے انحراف:

ایک چھوٹی سی مثال کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ) ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا، یہ حدیث ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں اس حدیث پر اپنا ترجمہ قائم کیا ہے۔ مسند احمد، ترمذی اور ابوداؤد میں یہ حدیث ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ اور اگر کسی عورت نے نکاح کر لیا تو اس کا کیا حکم ہے......؟ وہی جو اللہ کے پیغمبر علیہ السلام نے فرمادیا:

أَيُّما امْرَأَةٍ نَكَحَتْ نَفْسَها بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّها فَنِكَاحُها باطِلٌ، باطِلٌ، باطِلٌ. ❶

جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا اس کا نکاح باطل ہے، باطل ہے، باطل ہے۔ اب دیکھیں کہ فقہی مذاہب میں کس طرح قدم بقدم اس کی مخالفت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا فقہ حنفی میں ہے کہ ہو جاتا ہے۔ آپ فرما رہے ہیں کہ اگر عورت نے کر لیا تو وہ نکاح باطل ہے، باطل ہے، باطل ہے۔ فقہ حنفی میں ہے کہ صحیح ہے، صحیح ہے، صحیح ہے۔ یہ افتراق نہیں تو اور کیا ہے......؟ یہ تفرق ہے اس میں اصل منہج سے انحراف ہے۔ تو جو اس راہ پر چلتے ہوئے دور ہوتے جائیں گے وہ صراط مستقیم سے بھٹکتے جائیں گے اور نتیجہ یہ کہ جو آپ (عوام الناس) ملاحظہ فرما رہے، اس صورت حال میں امت اکٹھی کیسے ہو۔ یہ اکٹھی کبھی نہیں ہو سکتی۔

کسی ایک امام پر امت جمع نہیں ہو سکتی:

جب تک یہ مذاہب قائم ہیں، امت اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ جب تک افتراق قائم ہے جو اس عدم اجتماعیت کی بنیاد ہے، جب تک اس کا خاتمہ نہیں ہوگا امت مجتمع نہیں ہو سکتی۔ مثال کے طور پر اگر ایک حنفی کہے کہ اے شافعیو! اے مالکیو! اے حنبلیو!

❶ سنن ترمذی كتاب النكاح باب ماجاء لانكاح الا بولي رقم ۱۱۰۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آؤ سب کے سب آؤ اور میرے امام پر متفق ہو جاؤ۔ شافعی مانیں گے......؟ حنبلی مانیں گے......؟ مالکی مانیں گے......؟ نہیں مانیں گے کبھی نہیں مانیں گے۔

اگر ایک مالکی دعوت دے احناف کو کہ تم آؤ اور امام مالک پر اتفاق کر لو تا کہ افتراق ختم ہو جائے۔ احناف کبھی نہیں مانیں گے۔ ایک شافعی حنابلہ سے یا مالکیہ سے کہے کہ تم آؤ امام شافعی پر اکٹھے ہو جاؤ کبھی اجتماعیت قائم نہیں ہو سکتی۔ محض کسی شخصیت کے نام پر دعوت دو تو اجتماعیت کبھی قائم نہیں ہو سکتی۔ اگر صحیح منہج جس کو خط مستقیم کہا گیا، صراط مستقیم کہا گیا ہے اس کی اس اساس پر دعوت دو کہ اے حنفیو، اے شافعیو، اے مالکیو، اے حنبلیو! آؤ اور اکٹھے ہو جاؤ ایک شخصیت پر جس کا نام نامی محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔ کسی کو اس پر اعتراض ہوگا......؟ کوئی ہے جو اس کا انکار کرے گا......؟ کوئی انکار نہیں کر سکے گا تو جو تفرقے کی اساس ہے جب تک وہ اساس ختم نہیں ہوگی اس وقت تک اجتماعیت قائم نہیں ہو سکتی۔ کہ پہلے تصفیہ ہے۔ تصفیہ کا معنی پہلے ایک چیز کو صاف کرو، جو غلطی ہے اور جو باطل ہے اس کو مٹاؤ وہ صاف ہوگا جگہ پاک ہو پھر تزکیہ ہوگا۔

اجتماعیت کے قیام کے لیے ایک اہم مثال:

کنویں میں کتا گر جائے اور آپ کوشش کر کے کنویں کا پانی نکال دیں۔ اب آپ کہیں جی! پانی ہم سارا نکال دیں اب وہ کنواں پاک ہے یا نہیں......؟ آپ سے کوئی پوچھے کہ کتا نکالا یا نہیں نکالا......؟ جی وہ تو نہیں نکالا کتا تو وہیں پڑا ہوا ہے۔ بھئی کنواں کیسے پاک ہوگا......؟ سارا پانی وہاں کا بہا دو، کتا اگر وہاں موجود ہے تو کنواں پاک نہیں ہو سکتا۔ تو پہلے تصفیہ، یعنی پہلے صفائی کرو۔ پہلے باطل کو ختم کرو اس کے بعد تزکیہ ممکن ہے۔ کتے کو نکال دو اب وہاں کا پانی بہا دو۔ پانی بہے گا تو کنواں پاک ہو جائے گا۔

ایک بندے کے دل میں شرک کا بت خانہ موجود ہے اور مسجد میں جا کر اللہ کے لیے نماز پڑھے اس کی نماز قبول ہے......؟ نہیں! اس لیے کہ پہلے تزکیہ چاہیے۔ پہلے سوچو کہ تفرقے کی اساس کیا ہے؟ شریعت یہ کہتی ہے کہ تفرقے کی اساس یہ ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ جو خط مستقیم ہے اس سے آپ ہٹ کر کسی اور راہ پر چل نکلیں، جب تک آپ اس پر چلتے رہیں گے اس وقت تک اجتماعیت قائم نہیں ہوسکتی۔

کسی صحابی کے نام پر بھی اجتماعیت ناممکن ہے:

ایسی کوئی شخصیت نہیں ہے جو پوری امت کو جمع کر سکے چاہے وہ اللہ کے پیغمبر کا صحابی ہی کیوں نہ ہو۔ مثال کے طور پر آپ پوری کائنات کو دعوت دیں کہ آؤ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات پر اتفاق کرلو۔ افضل الامہ ہیں، نبی ﷺ کے بعد سب سے افضل ہیں۔ یار غار، حضر کے ساتھی ہیں۔ سفر کے ساتھی ہیں، حشر کے ساتھی، ان پر اتفاق کرلو۔ ایک طبقہ کٹ جائے گا کہ ہم ان پر اتفاق نہیں کر سکتے۔ وہ شیعہ اور رافضی ہیں وہ اتفاق نہیں کریں گے۔ اچھا پھر آپ علی رضی اللہ عنہ کی دعوت دیں تاکہ شیعہ بھی آ جائیں۔ شیعہ آ جائیں گے خارجی نکل جائیں گے۔ کوئی ایسی شخصیت بتاؤ جو امت کی تمام اکائیوں کو متحد کر سکے......؟ ایسی کوئی شخصیت نہیں ہے۔ ایک ہی مائی کا لعل ہے اور وہ آمنہ کا لعل، محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میں اپنے اس امام کا، اپنے نبی کا نام پیش کرتا ہوں اگر کسی میں انکارِ جرأت ہے تو انکار کرے۔ کوئی کہے کہ میں نبی کی ذات پر اتفاق نہیں کرسکتا۔ ہاں اس کی یہ بات کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات پر اتفاق کرلو۔ کہنے کے لیے اس باطل کو توڑنا پڑے گا جو اماموں اور مشائخ، وڈیروں اور قائدین کی شکل میں تم نے گھڑ رکھے ہیں، ان سب کو توڑنا ہوگا۔ پہلے تصفیہ ہوگا پھر تزکیہ ہوگا۔ ان گروہ بندیوں سے نکلو، ان تعصبات سے نکلو، ان مسالک سے نکلو، اس کے بعد پیغمبر علیہ السلام کی شخصیت پر، قرآن وحدیث پر، اللہ کی توحید پر، اللہ کی وحی پر اتفاق واتحاد ہوسکتا ہے۔ اجتماعیت قائم ہوسکتی ہے۔ اور یہ فکر شریعت نے پیش کی اور بار بار پیش کی۔

امت محمدیہ میں فرقہ واریت کی پیشگوئی:

مسند احمد کی حدیث ہے اور دیگر کتب حدیث میں بھی موجود ہے کہ رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ نے اپنی امت میں فرقوں کے وجود کی پیش گوئی فرمائی۔ بلکہ فرمایا کہ یہودیوں کے اکہتر فرقے بن گئے اور عیسائیوں کے بہتر (۷۲) بن گئے (اِنَّ اُمَّتِی سَتَفْتَرِقُ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّ سَبْعِیْنَ مِلَّةً)اور میری امت میں تہتر (۷۳) فرقے ہوں گے۔ اس سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ یہی کہ اس امت میں فرقوں کا ظہور ہوگا، یہ بات پتھر پر لکیر ہے کہ یہ فرقے ہوں گے اور یہ امت بٹے گی۔ پیغمبر علیہ السلام نے مزید فرمایا: (کُلُّهُمْ فِی النَّارِ) یہ سب فرقے جہنم میں جائیں گے۔ (اِلَّا وَاحِدَةً) سوائے ایک کے۔ ❶ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے (لَاتَغْتَرَّ بِكَثْرَةِ الْهَالِكِیْنَ) کہ جو ہالکین ہیں، بربادی کا شکار ہونے والے ہیں ان کی کثرتِ تعداد کو دیکھ کر دھوکے میں مت آنا۔ بہتر (۷۲) فرقے جہنم میں جائیں گے اور صرف ایک جنت میں جائے گا۔ اب صحیح بخاری کی حدیث یہاں پر لاؤ کہ قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام سے فرمائے گا (یَاآدم اِبْعَثْ بَعْثَ النَّارِ) اے آدم جہنم کا گروہ تیار کر کے اس کو جہنم میں جھونک دو، تمہاری یہ ساری اولاد کھڑی ہے اس میں سے جہنم کے گروہ کو نکالو اور ان کو جہنم میں جھونک آؤ۔ آدم علیہ السلام کہیں گے (فَمَا بَعْثُ النَّارِ یَا رَبِّ) یا اللہ جہنم کا گروہ کون سا ہے؟ تو اللہ پاک فرمائے گا (مِنْ كُلِّ الْفٍ تِسْعُ مِائَةٍ وَتِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ) ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے (۹۹۹) جہنم کا گروہ ہیں، صرف ایک جنتی ہے۔ ❷ (اللّٰهم انّا نَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ)۔

موجودہ دور میں اجتماعیت کا ایک غلط پیمانہ (کثرت کا ساتھ):

آج جو اتحاد کی دعوت دی جاتی ہے اس میں یہ ایک اساس بنی ہوئی ہے کہ کثرت کا ساتھ دو، زیادہ تعداد کا ساتھ دو۔ اس ملک میں لوگ کہتے ہیں کہ اکثریت احناف کی ہے سارے ان کا ساتھ دو، اس بنیاد پر اتفاق کرلو۔ میرے بھائی کیوں! کثرت کو تو شریعت نے قبول ہی نہیں کیا:

❶ سنن ابن ماجة كتاب الفتن باب افتراق الامم رقم ۳۹۹۳۔

❷ صحيح بخاری كتاب الرقاق باب ~~كيف~~ الحشر رقم ۶۵۲۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَمَآ أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ ﴾ [یوسف: ۱۰۳]

اے محمد ﷺ! آپ لاکھ خواہش کریں، اس بات کی رغبت کریں۔ اس کے باوجود بھی لوگوں کی اکثریت ایمان نہیں لائے گی۔

یہ کون سا پیمانہ ہے کہ اکثریت کی مان لو.....؟ اجتماعیت کی اساس تعداد نہیں ہے، اجتماعیت کی اساس لوگوں کا خودساختہ منشور نہیں ہے، اجتماعیت کی اساس ''روٹی، کپڑا اور مکان'' کا نعرہ نہیں ہے، اجتماعیت کی اساس اللہ کی وحی ہے، اللہ کی توحید ہے اور پیغمبر ﷺ کی سنت ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے اور صرف ایک جنت میں۔ یہ حدیث جب پڑھتے ہیں تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اب صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں؟ وہ جنتی فرقہ کون سا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: هُمْ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي. ❶ ''یہ وہ لوگ ہیں جو اس چیز پر قائم ہوں جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں''۔ اور ایک حدیث کے الفاظ ہیں: هُمُ الْجَمَاعَةُ. ''وہ الجماعۃ ہیں''۔ اور الجماعۃ کا معنی ہم نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔

ایک علمی نکتہ:

اس حدیث نے خود الجماعۃ کا معنی بیان کر دیا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سوال کے دو جواب دیئے۔ ایک جواب یہ کہ وہ الجماعۃ ہے۔ دوسرا جواب یہ کہ نجات یافتہ وہ لوگ ہیں جو اس چیز پر قائم ہوں جس پر آج میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، اس کا معنی یہ ہے کہ هُمْ مَا أَنَا الْيَوْمَ عليه وَأَصْحَابِي الْجَمَاعَةُ جس چیز پر اللہ کے پیغمبر ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم قائم تھے اس چیز پر قائم ہونا الجماعۃ ہے۔ اس چیز پر قائم ہونے والے الجماعۃ ہیں۔ تو یہ اجتماعیت کی اساس ہے۔ یعنی اساس یہ ہوئی کہ جو کچھ اللہ کے پیغمبر علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں تھا اس کو اپنا لو۔ بس! یہ اجتماعیت کی

❶ سنن ترمذی کتاب الایمان باب ماجاء فی افتراض هذه الامة رقم ۲٦٤١۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اساس ہے، اس پر اکٹھے ہو جاؤ، اس پر مجتمع ہو جاؤ۔ تو یہ اجتماعیت کی اساس ہے۔

اب صحابہ رضی اللہ عنہم کا دور ہمارے سامنے ہے اس دور میں یہ سارے فرقے موجود تھے......؟ کوئی صحابی حنفی، کوئی شافعی، کوئی مالکی، کوئی حنبلی، کوئی قادری، کوئی نقشبندی، کوئی سہروردی، کوئی چشتی، کوئی شاذلی تھا؟ کوئی تفرقہ تھا؟ یہ سارے لوگ بعد کی پیداوار ہیں۔ یہ سب کیسے ہوتے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بعد میں پیدا ہوئے، امام شافعی بعد میں پیدا ہوئے۔ ہمارے لیے آئیڈل دور صحابہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ ہے، اب وہ جماعتیں بھی آ جائیں جو سمجھتی ہیں کہ ہمارے پاس منہج حق ہے۔ منہج ہے تو پھر یہ تفرقہ کیوں ہے......؟ ایک ایک مسئلے کی بنیاد پر جماعت کیوں قائم ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں یہ چیز نہیں تھی۔ کسی صحابی نے ایسی کوئی جماعت بنائی ہو؟ بالکل نہیں۔

اہل الحدیث کا لقب صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور سے ہے:

ہاں! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک لقب کا اپنے لیے تعین کیا تھا، اس لقب کو انہوں نے استعمال کیا۔ اہل الحدیث کے نام سے، اصحاب الحدیث کے نام سے پہچان کی صورت تھی۔ صحیح مسلم میں امام ابن سیرین کا قول ہے کہ پہلے دور بڑا صاف ستھرا تھا، کوئی آ کر کہتا ''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' تو ہمارے کان جھک جاتے، ہمارے دل جھک جاتے، ہم اس کی بات کو غور سے سنتے، سن کر اس کو یاد کرتے اس پر عمل کرتے، اس کو آگے روایت کرتے۔ پھر دور آگے بڑھا تو گمراہ فرقے پیدا ہو گئے۔ کون کون سے......؟ یہ جہمیہ، قدریہ، رافضہ، خارجی اور مرجۂ پیدا ہو گئے ان کے ڈانڈے اس خط مستقیم سے ملے ہوئے تھے۔ کیوں کہ وہ قرآن و حدیث کا نام لیتے تھے اور تاویلیں مرضی کی کرتے تھے۔ یعنی انہیں فہم مستقیم نہیں تھا۔ اب بڑا مشکل ہو گیا یہ سب اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے۔ مرجۂ بھی کہتے کہ ہم مسلم ہیں اور رافضی بھی کہتے کہ ہم مسلم ہیں۔ اب تمیز (پہچان) کیسے ہو؟ امتیاز کیسے پیدا ہو؟ چنانچہ اب ہم پوچھتے کہ بھائی تم کون ہو، رافضی ہو، مرجیہ ہو، جہمیہ ہو، قدریہ ہو یا اہل الحدیث ہو؟ وہ کہتا میں اہل الحدیث میں سے ہوں، پھر اس کی حدیث کو ہم سنتے۔ یہ ایک لقب ہے۔ یہ لقب تفرق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی اساس نہیں بلکہ یہ صحیح منہج کی طرف نسبت ہے۔صحابہ اور محدثین نے اس لقب کو اختیار کیا وہ اس لقب کے حاملین تھے اس کا معنی یہ کہ اس کی نسبت براہِ راست محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف ہے، تو یہ منہج صدق کی ایک پہچان ہے اور صحیح منہج راہ اعتدال تو تھا ہی۔

اجتماعیت کا قیام کیسے ممکن ہے......؟:

آپ کا سوال یہ ہے کہ اجتماعیت کیسے قائم ہو؟ اجتماعیت اس وقت قائم ہو گی جب پہلے اس اساس کو باطل کیا جائے جو اساس تفرقے کے سلسلے میں شریعت نے پیش کی۔ اس کو باطل کرو، پھر یہ تفرقہ ختم ہو گا جو ہم نے مختلف مذاہب کے حوالے سے، مختلف شخصیات کے حوالے سے، مختلف قیادتوں کے حوالے سے جماعتیں کھڑی کر دیں، کوئی دینی ہے، کوئی مذہبی ہے، کوئی سیاسی ہے۔ اس کو ختم کرو اور سب کے سب اس جمود کو توڑ کر اللہ کی وحی کو براہ راست تھام لو۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی، آپ کی اطاعت، آپ کی فرمانبرداری براہ راست اختیار کر لو تو یہ اجتماعیت کی ایک اساس ہے ورنہ امت کی صفوں میں اجتماعیت قائم نہیں ہو سکتی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں یہ جماعتیں موجود نہیں تھیں، اجتماعیت موجود تھی اور آج یہ جماعتیں موجود ہیں اجتماعیت قائم نہیں ہو سکتی، لہٰذا اگر اجتماعیت قائم کرنی ہے تو ان تمام چیزوں کی نفی کرنی پڑے گی۔

قلوبُهم على قلبِ رَجُلٍ واحدٍ:

ایک حدیث بڑی دیر سے چاہ رہا ہوں بیان کروں، اب اس کا وقت آ گیا۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَوَّلُ زُمرةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ صُوَرُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ. ❶

میری امت کا پہلا گروہ جو جنت میں جائے گا، پہلی جماعت جو جنت میں جائے گی ان کی شان اور مقام یہ ہو گا کہ ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح

---

❶ صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفة الجنة رقم ٣٢٤٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چمک رہے ہوں گے۔ چمکتے ہوئے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح دکھائی دیں گے اور یہ لوگ میدان حشر میں چھائے ہوں گے۔ رشک کرنے والے رشک کریں گے کہ یہ کون لوگ ہیں، کیا ان کے پاس نور ہے اور کیا ان کے اعمال تھے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں کی تین صفات ہوں گے: لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَنَازَعُوا. ان کے مابین تناقض نہیں ہوگا۔ اختلاف نہیں ہوگا، دوسری صفت: قُلُوبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ اور ان کے دل ایک شخص کی مانند ہوں گے یا ان کے دل ایک شخص کے دل کی طرح ہوں گے۔ یہ کیسے ممکن ہوگا......؟

میرے بھائی! یہ منہج کتاب وسنت کے علاوہ ممکن نہیں یعنی تمام لوگوں کے دلوں کا ایک دل ہونا یہ تبھی ممکن ہے جب ان کا منہج، ان کا عقیدہ، ان کی سیاست، ان کے خُلق ایک ہوں اور یہ ایک تبھی ہوں گے جب اساس ایک ہوگی اور وہ ایک اساس کتاب وسنت ہے اس کے علاوہ ممکن نہیں ہے۔

فقہی مکاتب کے پیروکاروں کے قلوب، قلب واحد نہیں:

مثال کے طور پر کہا جاتا ہے کہ کسی ایک مسلک کی پیروی ضروری ہے۔ کسی ایک فقہ کی پیروی ضروری ہے۔ حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی۔ اچھا اگر اس کو دو منٹ کے لیے درست مان لیں کیا یہ چاروں فقہیں ایک ہیں؟ حنفی، مالکی، حنبلی، شافعی ان کے قلوب قلب واحد ہیں۔ یہ ناممکن ہے کیونکہ یہاں عقیدے مختلف، مناہج مختلف، نمازیں مختلف، روزے مختلف، اصول مختلف، فروع مختلف ہیں۔ جب کہ یہاں جنتی گروہ کی پہچان یہ ہے کہ ان کے قلوب قلب واحد ہوں گے۔

میرے بھائی! یہ ممکن ہی نہیں جب تک اساس کتاب وسنت نہ ہو، بعض اوقات ہم نے دیکھا کہ ایک ہی جماعت ہے اور ان کے قلوب قلب واحد نہیں ہیں۔ میں بڑی معذرت کے ساتھ (کیونکہ مسئلہ واضح کرنا ہے) ایک سیاسی جماعت کی مثال دوں گا جس کا نام ''جماعت اسلامی'' ہے۔ ہم نے دیکھا کہ پاکستان میں اس ایک جماعت کے حاملین اکثر حنفی ہیں سعودی عرب میں اکثر سلفی، مصر میں اکثر شافعی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افریقہ میں اکثر مالکی ہیں اور تعجب کی بات یہ ہے عمان میں اکثر عبادی اور خارجی ہیں۔ اور جنت کے اوّل زمرہ کی مثال کیا ہے؟ کہ ان کے قلوب قلب واحد ہوں گے۔ اب بتاؤ منہج حق کیا پیش کرو گے؟ جماعت ایک ہی ہے قیادت ایک ہی ہے لیکن اس ایک جماعت کے حاملین میں کتنا اختلاف ہے۔ عقیدے میں اختلاف، اصول میں اختلاف، فروع میں اختلاف۔ جب کہ یہاں کامیابی کی اساس یہ ہے: (قلوبهم علي قلبٍ وّاحِدٍ) ان کے قلوب قلب واحد ہیں اور یہ قلب واحد کب ہوں گے جب تک ایک اساس نہ ہو اور وہ اساس اللہ کی وحی، کتاب وسنت اور قرآن و حدیث ہے۔ تو میرے دوستو اور بھائیو! اجتماعیت کی اساس کتاب وسنت ہے اور قرآن و حدیث ہے اس پر آ جاؤ، اس کے لیے جو گروہ بندیاں، گروہ سازیاں ہیں ان سب کو چھوڑنا پڑے گا۔ خواہ وہ سیاسی احزاب ہوں، یہ سیاسی احزاب بھی دین کے خلاف ہیں اور دینی احزاب بھی دین کے خلاف ہیں۔

منہج حق پر قائم احزاب کے لیے لمحہ فکریہ:

اور جو لوگ منہج حق کو ماننے کے دعوے دار ہیں اور مختلف جماعتیں بنا کے بیٹھے ہیں ان کے لیے بھی لمحہ فکریہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت کا گروہ صرف وہ ہے جو اس چیز پر قائم ہو جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قائم ہیں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں الگ جماعت کا کوئی تصور نہیں تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اگر جماعت بناتے وہ حق پر تھے، منہج حق ان کے پاس تھا لیکن انہوں نے جماعت نہیں بنائی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جماعت بناتے، منہج حق ان کے پاس تھا لیکن انہوں نے جماعت نہیں بنائی۔ معنی یہ کہ جو حق کے حاملین ہیں یا دعوے دار ہیں ان کے لیے بھی جماعت سازی کا، گروہ سازی کا کوئی تصور اور جواز نہیں، تو اجتماعیت کی اساس کتاب وسنت اور قرآن وحدیث ہے۔

اہل حدیث کا امتیاز:

یہ دعوت اہلحدیث کے اسٹیج سے بڑی شدومد سے پیش کی جاتی ہے کہ اگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امت کی اجتماعیت درکار ہے اور مطلوب ہے تو پھر اس کے لیے سب کچھ چھوڑ کر کتاب وسنت کو تھام لو۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

فإنه مَنْ يَعِشْ مِنكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اختِلافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي. ❶

''میرے بعد تم بڑے اختلافات دیکھو گے تم سب کچھ چھوڑ دینا اور میری سنت کو تھام لینا۔ سنت کو پکڑ لینا اللہ کی وحی کو تھام لینا''۔

یہ امت کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے، اجتماعیت پیدا کرنے کی سب سے قوی بلکہ واحد اساس اور بنیاد ہے اس کو پکڑ لو اس کو تھام لو۔

''اجتماعیت'' وقت کی ایک اہم ضرورت:

حقیقت یہ ہے کہ اجتماعیت وقت کی اہم ضرورت ہے اگر ہم مجتمع ہوں گے یہ ہماری قوت ہے۔ اور ہماری قوت دشمن کی کمزوری ہے اور اگر ہم متفرق ہوں گے تو یہ ہماری کمزوری ہے، ہماری کمزوری دشمن کی طاقت ہے۔

آج یورپ ہمارے خلاف کمر بستہ ہے کہ نبی ﷺ کی شان میں گستاخیاں کر رہا ہے اور یہ کارٹونوں کی اشاعتِ بیہودہ، یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے؟ دشمن دراصل جانتا ہے کہ ہم میں وہ قوت نہیں ہے کیونکہ ہم تفرقے کا شکار ہیں۔ گروہوں میں بٹ گئے۔ لہٰذا ہم میں ہمت ہی نہیں کہ اٹھ کر اہم ان ہاتھوں کو کاٹ سکیں اور ان کا قلع قمع کر سکیں۔ تو آج ضرورت ہے ہم مجتمع ہوں، ان اساسوں پر ہم اکٹھے ہو جائیں کہ یہ قوت بحال ہو۔ عظمت رفتہ ہمیں حاصل ہو اور اس کے بعد پھر اجتماعیت کے ساتھ اور قوت کے ساتھ دین کا کام ہو۔ یہ دعوتی کام اجتماعی کام ہے، جہادی کام اجتماعی کام ہے۔ پورا دین امر اجتماع ہے اور اجتماعیت پر قائم ہے، اس اجتماعیت کو کتاب وسنت کی اساس پر پیدا کرو۔ یہ چند افکار میں نے کتاب وسنت کی روشنی میں پیش کیے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو توفیق عطا فرما دے۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین.

❶ صحیح الترمذی کتاب العلم باب ما جاء فی الاخذ بالسنة رقم ۲٦٧٦

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

صرف خواتین کے لیے نصیحتیں

خصوصی خطاب برائے خواتین

شیخ صاحب کا یہ خطاب دس قسطوں میں دعوت اہلحدیث کے شمارہ نمبر ۱۹ تا ۲۸، جنوری ۲۰۰۳ء تا اکتوبر ۲۰۰۳ء تک شائع ہوا ہے جس کو الشیخ ارشد علی (معلم المعهد السلفي لِلتّعليم والتربية كراجي) نے مرتب کیا، جزاہ اللہ عنا جزاء حسنا. اور اب یہ علمی مضمون ایک تربیت اور تبویب اور بعض تخریج کے پیش خدمت ہے۔ (محمدی)

إِنَّ الْحَمْدَلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.

﴿ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ [آل عمران: ۱۰۲]

﴿ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾ [النساء: ۱]

﴿ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ [الاحزاب: ۷۰، ۷۱]

امابعد! فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَ أَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَ شَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.

اعوذ باللّٰه السميع العليم من الشيطان الرجيم من همزه و نفخه و نفثه

بسم اللّٰه الرحمن الرحيم.

﴿يَآيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ [التحريم : ٦]

”اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں“۔

عورتوں کے لیے وعید:

چند احادیث ذکر کروں گا جن کا تعلق خواتین سے ہے وہ بڑی شدید ترین وعیدوں پر مشتمل ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

إِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ. ❶

آپ نے عورتوں کو خطبہ ارشاد فرمایا کہ جہنم میں، میں نے تمہیں زیادہ دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات دو موقعوں پر ارشاد فرمائی ایک جب آپ معراج سے لوٹے، معراج کے موقع پر اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کو جنت اور جہنم کی سیر کرائی، اور دکھایا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اِطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَآءَ. ❷

”جب میں نے جہنم میں جھانکا تو مجھے زیادہ عورتیں دکھائی دیں“۔

ایک حدیث میں یوں فرمایا: **وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ.** ❸

---

❶ بخاری کتاب الحيض باب ترك الحائض الصوم رقم ٣٠٤.

❷ بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجآء في صفة الجنة رقم ٣٢٤١.

❸ بخاری کتاب النكاح باب لاتأذن المرأة في بيت زوجها لأحد الا بإذنه رقم ٥١٩٦.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

’’میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تاکہ جہنم میں داخل ہونے والوں کو بغور دیکھوں‘‘۔

نیز فرمایا:

فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ. ❶

’’میں نے دیکھا جہنم میں زیادہ عورتیں داخل ہو رہی ہیں‘‘۔

دوسرے موقع پر اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کو جہنم دکھائی جب مدینہ منورہ میں ایک بڑی محیط صورت حال بن گئی، سورج گرہن ہو گیا اور بے نور ہو گیا۔ اور دن دہاڑے مدینہ منورہ تاریکی میں ڈوب گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے یہ ایک نئی چیز تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مؤذن کو حکم دیا اذان دی جائے اور لوگوں کو جمع کیا جائے۔

پھر آپ نے طویل نماز پڑھائی، لمبا قیام، لمبی قرأت، ایک ایک رکعت میں دو دو رکوع اور دو دو سجدے کیے جس قدر طویل قیام تھا اتنے ہی طویل رکوع اور سجود تھے۔ اس وقت تک اللہ کا ذکر کرتے رہے جب تک سورج روشن نہ ہو گیا۔ پھر آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا اس خطبے میں پہلے عقیدے کے تعلق سے لوگوں کی اصلاح کی۔ دراصل اسی دن پیغمبر علیہ السلام کا بیٹا ابراہیم بھی فوت ہوا تھا۔ لوگوں نے یہ بات مشہور کر دی کہ جب کوئی بڑی شخصیت پیدا ہوتی ہے اور انتقال کرتی ہے تو سورج گرہن ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ. ❷

چاند اور سورج اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں۔ انہیں گرہن نہ کسی کے پیدا ہونے سے لگتا ہے اور نہ کسی کے مرنے پے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت دکھانا چاہتا

---

❶ حوالہ مذکور۔

❷ بخاری کتاب الجمعة باب الصلاة في كسوف الشمس رقم ۱۰۴۲.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ کتنا بڑا سورج جو پوری کائنات کو منور کیے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک ہی امر میں اور ایک ہی پل میں اس کے سارے نور کو سلب کر لیتا ہے انسان کیا چیز ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوْا إِلَى الصَّلٰوةِ.

جب تم یہ منظر دیکھو، سورج اور چاند کو گرہن دیکھو تو ہر کام چھوڑ دو کاروبار چھوڑ دو اور نماز کی طرف آجاؤ، مسجدوں کو آباد کرو، اللہ کا ذکر کرو، اللہ سے توبہ کرو، استغفار کرو، اور گناہوں کو بخشواؤ۔

رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا کہ میں نے آج سے بڑھ کر بدترین دن کبھی کوئی نہیں دیکھا کیونکہ آج میں نے جہنم بھی دیکھی ہے۔ فرمایا:

اطَّلَعْتُ عَلَى النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ.

"جب میں نے جہنم دیکھی تو اس میں زیادہ عورتیں تھیں"۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان خواتین کے لیے بہت بڑی وعید ہے ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا تھا:

هَلْ تَرَوْنَ شَيْئًا.

کیا تم کچھ دیکھ رہے ہو؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں، کووں کا ایک جھنڈ ہے۔ ہزاروں کوے، فرمایا دیکھو ان میں ایک کوا ہے جو غراب احسن کہلاتا ہے جس کی چونچ اور پنجے سرخ ہوتے ہیں، وہ شاید لاکھوں میں ایک کوا ہو۔ فرمایا جس طرح ان تمام کووں میں اس لال چونچ اور پنجوں والے کوے کی نسبت ہے اتنی تمام خواتین میں عورتیں جنت میں جا سکیں گی۔ ❶

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

---

❶ مسند احمد رقم ۱۷۸۰۵ . ۱۹۲/٤ . اسے علامہ البانی نے صحیح کہا ہے۔ دیکھیے: السلسلة الصحيحة رقم ۱۸۵۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إنّ أقلّ ساكني الجنّة النساء. ❶

''جنت میں رہنے والوں میں سب سے کم عورتیں ہوں گی''۔

یہ فرامین خواتین کے لیے بڑی شدید وعید ہے۔ان کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

عورتوں کے لیے جنت کا حصول:

اور اگر دوسرے پہلو سے غور کریں، تو خواتین کا جنت کو حاصل کرنا مردوں کی نسبت بہت آسان ہے۔ رسول اللہ ﷺ کہہ رہے ہیں:

اَلْمَرْأة صَلَّت خَمْسَها وصَامَتْ شهرَها وحَصَنَتْ فَرجَها واطاعَت بَعْلَها دَخَلَتْ مِن ايّ أبوابِ الجنة شَاءَتْ. ❷

عورت اگر پانچوں نمازوں کی پابندی کرے اور مکمل استیعاب کے ساتھ رمضان کے روزے رکھ لے (اگر کسی عذر سے روزے رہ گئے تو بعد میں قضاء کرے) اور اپنی عزت کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے یہ عورت جب قیامت کے دن آئے گی اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دو جہاں سے چاہے داخل ہو جائے (کتنا سہل ہے)۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اللہ کے پیغمبر سے پوچھتے ہیں کہ کیا کوئی شخص ایسا بھی ہے جسے جنت کے تمام دروازوں سے داخل ہونے کی دعوت دی جائے۔ فرمایا: کہ ایسے ہوں گے:

إني لأرجوانْ تكونَ مِنهم. ❸

''مجھے امید ہے کہ تم بھی انہی میں سے ہو''۔

کہا مجھے امید ہے کہ تم بھی انہیں میں سے ہو، تو کہاں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جن کے

---

❶ مسلم كتاب الذكر والدعاء باب اكثر اهل الجنة الفقراء ...... رقم ٢٧٣٨.

❷ مسند احمد ١٦٦٤.

❸ بخاری کتاب الجهاد والسير باب فضل النفقة في سبيل الله رقم ٢٨٤١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارے میں رسول اللہ ﷺ اس قسم کا جملہ استعمال فرما رہے ہیں اور کہاں یہ ضمانت اور گارنٹی کہ اگر ایک عورت نماز کی پابندی کرے، رمضان کے روزے رکھے، اور عزت کی حفاظت کرے اور پوری عمر شوہر کی فرمانبرداری کرے، اللہ رب العزت اس کے لیے جنت کے تمام دروازے کھول دے گا۔

دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے آپ نے عورتوں کے متعلق فرمایا:

وَالِدَاتٌ حَامِلَاتٌ مُرْضِعَاتٌ رَحِيمَاتٌ بِأَوْلَادِهِنَّ. ❶

یہ عورتیں اللہ تعالیٰ کی کیسی مخلوق ہیں گو وہ حمل کی تکلیفیں برداشت کرتی ہیں، بچوں کی رضاعت اور دودھ پلانے کی تکلیفیں اٹھاتی ہیں اور اپنی اولاد کے ساتھ شفقت رحمت اور محبت کا معاملہ کرتی ہیں۔

لَوْلَا مَايَأْتِينَ بِأَزْوَاجِهِنَّ.

جو سلوک اپنے شوہروں کے ساتھ نافرمانی کا، بدکلامی، ترش کلامی، بدتہذیبی کا کرتی ہیں اگر یہ نہ کریں:

لَدَخَلَ مُصَلِّيَاتُهُنَّ الْجَنَّةَ. ❷

تو نمازی عورتوں کا جنت کے سوا کوئی ٹھکانہ نہیں (کتنا سہل معاملہ اور کتنا آسان ہے ایک خاتون کے لیے جنت کا حاصل کرنا)۔

جنت میں پہلے پہنچنے والی عورت:

ترغیب وترہیب میں صحیح سند کے ساتھ یہ مروی ہے کہ اللہ کے پیغمبر سے پوچھا گیا جنت میں سب سے پہلے کون جائے گا۔

---

❶ معجم الأوسط: ۷/۱۷۹، مستدرك حاكم: ۴/۱۹۱۔۱۹۲.

❷ سنن ابن ماجه كتاب النكاح، بابٌ فى المرأة توذى زوجها رقم ۲۰۱۳. علامہ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے، دیکھئے ضعیف ابن ماجة رقم ۴۳۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: میں جاؤں گا، جنت کی چابی میرے ہاتھ میں ہوگی۔ جنت کا دروازہ میں کھولوں گا۔ لیکن جب جنت کے دروازے کی طرف جاؤں گا تو اپنے سے پہلے جنت کے دروازے پر ایک عورت کو پاؤں گا، جو مجھ سے پہلے وہاں پہنچ چکی ہے "تَقْرَعُ الْبَابَ" دروازے کو دستک دے رہی ہے کہ دروازہ کھولا جائے تو میں پوچھوں گا یہ کون عورت ہے جو مجھ سے قبل یہاں کھڑی ہے تو بتایا جائے گا:

اِنَّهَا صَبِرَتْ عَلٰی اَيْتَامٍ لَّهَا۔ ❶

یہ وہ عورت ہے جس کا شوہر اسے جوانی میں داغ مفارقت دے گیا بچے چھوڑ گیا اس نے اپنی پوری جوانی اور پوری عمر سارے وسائل، ان یتیموں پر صرف کر دیئے یعنی اپنے شوہر کے یتیموں پر، ان کے پالنے پر، ان کی تربیت پر، حسن تعلیم پر خرچ کر دیے۔ دوسری شادی نہیں کی تا کہ یہ برباد نہ ہوجائے: اِنَّهَا صَبِرَتْ عَلٰی اَيْتَامٍ لَّهَا یہ بڑے صبر کر چکی ہے اس لیے جلدی کر رہی ہے کہ جنت کو کھولا جائے اور میں کتنا صبر کروں۔

جہنم میں جانے کا سبب، شوہر کی نافرمانی:

ان نصوص پر غور کیجئے کہ ایک عورت کا جنت میں داخلہ کتنا آسان ہے لیکن اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

اِنَّ اَقَلَّ سَاكِنِي الْجَنَّةِ النِّسَآءُ۔ ❷

"کہ جنت میں رہنے والوں میں کم عورتیں ہیں"۔

تَصَدَّقْنَ اِنَّ اَكْثَرَ كُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ۔ ❸

---

❶ ترغیب و ترہیب میں یہ الفاظ ہیں: انا اول مَنْ يُفتَحُ لَهُ بَابُ الجنّة اِلَّا أنّه تأتي امرأةٌ تُبادِرُني فاقول لها؟ من انتِ؟ فتقول انا امراءةٌ قَعَدتُ على ايتامٍ لي. دیکھئے ضعیف ترغیب و ترہیب رقم ۱۵۱۲۔

❷ مسلم کتاب الذکر والدعاء باب اکثر اہل الجنة الفقراء ...... رقم ۲۷۳۸۔

❸ مسلم کتاب صلاۃ العیدین باب رقم ۸۸۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب سے زیادہ جہنم کا ایندھن عورتیں ہیں اس کے اسباب کیا ہیں؟ ان اسباب پر غور وفکر کی دعوت دیتا ہوں۔ حدیث میں ان چند اسباب کا ذکر ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عید کے خطبے میں عورتوں کو نصیحت کی اور انہیں اس بات سے آگاہ کیا:

اِنّی اُرِیْتُکُنَّ اَکْثَرَ اھلِ النَّارِ. ❶

اے عورتو! مجھے جہنم میں دکھایا گیا ہے کہ تم زیادہ ہو اور مرد کم ہیں۔ عورتوں پر دہشت طاری ہوگئی، ان کا ناطقہ بند ہوگیا، خوف کے بادل منڈلانے لگے ایک عورت نے ہمت کرکے پوچھ ہی لیا (اس عورت کی صفت حدیث میں آتی ہے کہ کَانَتْ جَدِلَةً وہ گفتگو کی بڑی ماہر تھی) اس نے اللہ کے پیغمبر سے پوچھ ہی لیا یا رسول اللہ ﷺ اے اللہ کے رسول کیوں؟ ہم جہنم میں زیادہ کیوں ہوں گی؟ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت دو اسباب بیان کیے:

تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ. ❷

اور ایک حدیث میں ہے:

یَکْفُرْنَ الْإِحسَانَ. ❸

کہ تم شوہروں کے ساتھ کفر کرتی ہو تمہارا سلوک شوہروں کے ساتھ منصفانہ نہیں ہوتا، شریعت کے میزان پہ قائم نہیں ہوتا، بدکلامی، بدتہذیبی گالی گلوچ یہ تمہارا معاملہ ہے یہ سب سے بڑا سبب ہے تمہارے لیے جہنم کے داخلے کا (تَکْفُرْنَ الْعَشِیْر) تم شوہروں کے حق کو پہچانتی نہیں ان کے حق کا انکار کرتی ہو ان کے حق کے ساتھ کفر کرتی ہو۔

شوہر کا حق کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

---

❶ بخاری کتاب الحیض باب ترك الحائض الصوم رقم ٣٠٤.

❷ بخاری کتاب الحیض باب ترك الحائض الصوم رقم ٣٠٤.

❸ بخاری کتاب الإیمان باب کفران العشیر رقم ٢٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَوْ كُنْتُ آمِراً احدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِأَحدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا.❶

''شوہر کا حق کیا ہے اس ایک حدیث سے پہچان لو فرمایا اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرو، کسی مخلوق کو، کسی طبقے کو، ایک عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے''۔

سجدہ شرک ہے، سجدہ اللہ کا حق ہے اے خاتون اپنے شوہر کے تعلق سے اللہ سے ڈر جا، چونکہ یہاں شوہر کا حق اللہ تعالیٰ کے حق کے ساتھ مقرون ہے۔ فرمایا اللہ کے بعد اگر کسی کو سجدہ روا ہوتا تو خاتون کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کر (تَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ) تم شوہروں کے حق کا کفر کرتی ہو حق کتنا عظیم ہے کہ ڈاریکٹ جنت اور جہنم کے فیصلے اس سے ہوتے ہیں۔

ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی حاجت لے کر آئی رسول اللہ ﷺ نے اس کی ضرورت پوری کی اس کے سوال کا جواب دیا۔ تو وہ عورت اٹھ کر جانے لگی تو اللہ کے پیغمبر نے سوچا کہ اس کی کوئی اور تربیت کر دی جائے اسے کچھ اور علم دے دیا جائے کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ مربی اعظم ہیں۔ تربیت کے خطوط کو خوب پہچاننے والے ہیں وہ عورت اٹھ رہی تھی اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا:

أَذَاتُ زَوْجٍ أَنْتِ؟

کیا تو شوہر والی ہے شادی شدہ ہے اس نے کہا: جی ہاں، فرمایا:

اُنْظُرِيِ فَإِنَّهُ جَنَّتُكِ وَنَارُكِ.❷

''اچھی طرح دیکھ لینا اگر شادی شدہ ہو تمہارا شوہر تمہارے لیے جنت بھی ہے اور جہنم بھی''۔

یعنی تمہارا معاملہ شوہر کے ساتھ اچھا ہوگا، منصفانہ ہوگا، شریعت کے حدود کے مطابق ہو

❶ ترمذی کتاب الرضاع باب ماجاء فی حق الزوج علی المراۃ رقم ۱۱۵۹.

❷ مسند احمد: ۲٦٨٠٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گا، تمہارا شوہر تمہارے لیے جنت بن جائے گا۔ اگر وہ معاملہ غیر منصفانہ ہوگا شریعت کی میزان سے ہٹ کر ہوگا۔تو تمہارا شوہر تمہارے لیے جہنم بن جائے گا۔تو یہ سبب سب سے بڑا سبب ہے اس لیے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے حق کے بعد اور اللہ کے رسول کے حق کے بعد اوجب الحقوق ہے سب سے قوی حق، سب سے محکم حق، وہ ایک عورت پر اس کے شوہر کا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر کے حق کو اللہ کے حق کے ساتھ ملایا ہے۔ فرمایا کہ اگر میں کسی کو اللہ کے سوا سجدے کا حکم دیتا تو ایک عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے لیکن عورت کی حالت یہ ہے (تَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ) تم شوہر کے حق کے ساتھ کفر کرتی ہو اس کے حق کو پہچانتی نہیں۔

دوسرا سبب زبان کا بے جا استعمال:

دوسرا سبب تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ تمہاری زبان غیر محفوظ، لعن طعن کرنا، گالی گلوچ، شکوے شکایتیں، ناشکری یہ تمہارا وطیرہ بن چکا ہے۔ لہٰذا اے خاتون تو زبان کے تعلق سے اللہ سے ڈر جا کیونکہ زبان کا معاملہ سب سے خطرناک معاملہ ہے۔ جو اللہ کے عذاب کا باعث بنتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو کچھ نصیحتیں فرمائیں۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک حدیث شریعت کے تقریباً تمام قواعد پر مشتمل ہے۔ اللہ کے پیغمبر نے کیا کچھ بتایا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ان کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا، کمزوری اور نقاہت کے آثار نمایاں تھے اللہ کے پیغمبر نے پوچھا معاذ تمہاری کیا حالت ہے اس قدر کمزوری اور اس قدر نقاہت کیا حاجت لے کر آئے ہو، معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جِئْتُكَ فِي حَاجَةٍ هِيَ اَمْرَضَتْنِي وَاَنْقَلَتْنِي.

”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو میری حاجت ہے وہ ایسی ہے کہ اس کے بارے میں سوچ سوچ کر بیمار ہو گیا“۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فرمایا وہ حاجت کیا ہے؟ کہا کہ

اَخْبِرْنِی بِعَمَلٍ یُّدْخِلُنِی الْجَنَّۃَ وَیُبَاعِدُنِی عَنِ النَّارِ. [1]

''اے اللہ کے رسول ﷺ جنت کیسے مل سکتی ہے جنت کا داخلہ کیسے ممکن ہے؟''۔

یہ دن اور رات کی سوچ اور فکر ہے۔ دنیا کی حرص نہیں کہ یہ ایام کیسے کٹیں گیں کاروبار کیسے چمکے گا۔ صبح و شام ایک ہی سوچ ہے کہ جنت کیسے ملے گی اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تقویٰ میں، زہد میں، علم میں، ایک پہاڑ کی حیثیت رکھنے والے ہیں۔ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ یَجِیءُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ إِمَامَ الْعُلَمَاءِ بِرَتْوَۃٍ. [2] (برتوۃ: یہ لفظ رتوۃ ہے ''ب'' حرف جر ہے، زمین کی اونچی جگہ کو کہتے ہیں۔ ربوۃ کے معنی میں جو تا حد نگاہ نظر آئے الراتی، تبحر عالم کو کہتے ہیں۔ محمدی)

''معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قیامت کے دن آئے گا میری امت کے علماء کی قیادت کرتے ہوئے۔ پیچھے امت کے تمام علماء ہوں گے اور آگے آگے معاذ رضی اللہ عنہ ہوں گے''۔

علماء کے قافلے کا قائد (معاذ بن جبل) اتنا آگے ہوگا (برتوۃ) اتنا آگے کہ جتنا انسان کی نگاہ کام کرتی ہے ان کو علماء پر اتنی فوقیت حاصل ہوگی کہ سب سے آگے ہوں گے اور بہت ہی آگے ہوں گے۔ تو ان کا دن رات کا احساس کیا ہے کس چیز نے بوجھل کر دیا کس چیز نے بیمار کر دیا:

دُلَّنِی عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُہٗ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ.

کہ اللہ رب العزت کے عذاب سے رہائی کیسے ممکن ہے جنت کیسے پا سکتا ہوں۔ اس

---

1. سنن ترمذی کتاب الإیمان باب ماجاء فی حرمۃ الصلاۃ رقم ۲۶۱۶.
2. المعجم الصغیر للطبرانی: ۳۳۵/۱. رقم ۵۵۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موقع پر رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو کچھ بتایا پہلے ارکان خمسہ بتائے۔

توحید، رسالت، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ اس کے بعد کہا کچھ ابواب خیر ہیں خیر کے دروازے بند ہیں۔ ان دروازوں کو کھولنا، تمہیں ساری خیر مل جائے گی دروازے کھولنے ضروری ہیں۔ کیونکہ دروازے مقفل ہوں۔ اندر خزانے ہوں وہ خزانے کسی کام کے نہیں؟ انہیں کھولو تاکہ تم ان خزانوں کے مالک بن جاؤ فرمایا وہ تین چیزیں ہیں۔ تین چابیاں ہیں ان مقفل دروازوں کو کھولنے والی ہیں۔

ایک رات کا قیام جب لوگ سوئے ہوئے ہوں اٹھو نفل پڑھو اپنے پروردگار سے باتیں کرو یہ وقت ہے راز و نیاز کا اپنے رب کے ساتھ، اللہ مجھے اور آپ کو توفیق دے۔

دوسرا نفلی روزوں کا اہتمام کرو کیونکہ موسم سرما آرہا ہے۔ اللہ کے بندوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

الشِّتَآءُ رَبِيعُ الْمُؤمِنِ. (1)

''ایک مؤمن کا موسم بہار سردی کا موسم ہے''۔

ہمارا موسم بہار وہ نہیں جس میں پھول کھلتے ہیں۔

اور تیسرا اللہ کے راستے میں صدقہ و خیرات کرو کیونکہ صدقہ سے اللہ کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اللہ کے پیغمبر نے فرائض کا علم دے دیا اور نوافل کا اور جہاد کا حتی کہ عقیدہ منہج اور عمل بھی بتا دیا آخر میں فرمایا کہ

آلَا أُخبِرُكَ بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهِ.

اے معاذ! تجھے بتاؤں کہ اب تک جو کچھ بتا چکا ہوں ان سب کا کنٹرول کس کے پاس ہے۔ یہ عقیدہ، یہ توحید، یہ رسالت، یہ روزے، یہ نمازیں، یہ حج و زکوٰۃ، راتوں کا قیام اور تہجد، نفلی صدقات، اور جہاد فی سبیل اللہ ان سب کا مالک کون ہے۔ اس کا کنٹرول کس کے پاس ہے اگر وہ کنٹرول درست ہے تو ہر چیز درست اور مقبول

---

(1) مسند احمد: ۱۱۳۱۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اگر اس کنٹرول میں کوئی کمی آ گئی یا اور خلل آ گیا تو ہر چیز بگڑ جائے گی، معاذ رضی اللہ عنہ ذرہ متوجہ ہو گئے یہ سب سے اہم نقطہ تو اب آیا ہے پورے دین کا ملاک یعنی پورے دین کا مالک پورے دین کا کنٹرول وہ کیا چیز ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان باہر نکالی فرمایا

كُفَّ عَلَيْكَ هٰذا.

''اسے بند رکھو''۔

معاذ رضی اللہ عنہ اس زبان کو بند رکھو، اب تک جو بتا دیا ہے زبان ان کا ملاک اور کنٹرولر ہے۔

اسے بند رکھو معاذ رضی اللہ عنہ سراپا حیرت بن گئے فرمایا:

اِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ. ❶

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا زبان پر ہماری پکڑ ہو سکتی ہے۔

یہ چھوٹی سی زبان ہے، چلتی ہے، گفتگو ہوتی ہے، باتیں ہوتی ہیں، میاں بیوی کی باتیں، دوستوں کی باتیں، اس زبان کے معاملے پر پکڑ ہو سکتی ہے، یہ زبان بھی کیا مواخذے کا باعث بن سکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يا معاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِى النَّارِ عَلٰى وُجُوهِهِمْ اَوْ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ.

''اے معاذ! تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو جائے اتنا بڑا عالم، اتنا بڑا فقیہ اور محدث، قرآن وحدیث کا حافظ تجھے یہ بات معلوم نہیں کہ زبان بھی مواخذے کا سبب بنتی ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو!

هل يَكُبُّ النَّاسَ فِى النَّارِ عَلٰى وُجوهِهِمْ اَوْ عَلٰى مَناخِرِهِمْ اِلَّا حَصائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ.

---

❶ ترمذی کتاب الإیمان باب ماجاء فی حرمة الصلاة رقم ٢٦١٦ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''لوگوں کو ان کے منہ کے بل جہنم کی آگ میں اوندھے کر کے سب سے زیادہ کون سی چیز پھنکوائے گی، فرمایا:

إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ.

ان کی زبانیں، زبانوں کی کٹی ہوئی باتیں''۔

کتنا شدید اور گھمبیر معاملہ ہے، چونکہ یہ چیز عورتوں میں زیادہ ہے، خواہ یہ چیز مردوں میں ہو یا عورتوں میں، نبی اکرم ﷺ کا فرمان:

إِنَّ الرَّجلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مايكون بينهُ وبينها إِلَّا ذِرَاعٌ.

''ایک شخص جنت والے کام کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے بیچ میں بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے، کوئی ایک نیکی کرلے، تو جنت میں داخل ہو جائے۔

ثم يَتَكَلَّمُ بِكَلِمَةٍ.

اس مقام پر پہنچ کر اس کی زبان سے کوئی ایسا بول نکل آتا، کوئی ایسی بات کر بیٹھتا ہے۔

تَهْوِي بِهِ فِي نَارِ جَهَنم سَبْعِيْنَ خرِيْفًا.

وہ ایک ہی بات اسے جہنم میں ستر سال نیچے پھینک دیتی ہے۔ کہاں جنت کے دھانے پر کھڑا ہے اور زبان کے ایک ہی بول سے جہنم میں پہنچ گیا۔ (یہ حدیث ترمذی میں اس طرح ہے:

قالَ رسول الله إِنَّ الرَّجُلَ لَيتكلّم بِالكلمة لَا يَرىٰ بِهَا بَاسًا يَهْوِيْ بِهَا سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا فِي النَّارِ. [1]

رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ ایک شخص ایک کلمہ، ایک بول بولتا ہے:

لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا.

اسے اس بول کی پرواہ نہیں ہوتی لیکن۔

---

[1] ترمذی کتاب الزهد باب فیمن تکلم بکلمة يضحك بها الناس رقم ۲۳۱٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُلْقَاهُ اللّٰهُ إِلَيْه غَضَبَهُ إِلٰى يَوْمِ تَلْقٰى.

اللہ رب العزت اس پر اپنا غضب اور پھٹکار برسانا شروع کردیتا ہے، وہ ایک بول کہہ چکا ہے، نمازیں پڑھ رہا ہے، ہر سال حج پہ جارہا ہے، عمرے کر رہا ہے، زکوتیں دے رہا ہے، صدقات دے رہا، لیکن

يَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِ سَخَطَهُ إِلٰى يوم يَلْقَى اللّٰه.

اس پر اپنی لعنتیں برسا رہا ہے اور برساتا رہے گا۔ جب تک قیامت قائم نہ ہو جائے۔ صحیح بخاری میں اس طرح ہے:

وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِي لَهَا بالاً يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ.❶

زبان کا معاملہ، اللہ کے رسول نے عورتوں سے یہ بات کہی: تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ. تم لعنت زیادہ کرتی ہو۔

تمہاری زبانیں محفوظ نہیں، غیبتیں کرنا، چغلیاں کرنا، بہتان درازی کرنا، دوسروں کے عیب تلاش کرنا، ان کے عیبوں پر ہنسنا یہ تمہارا وطیرہ ہے۔ زبانوں کی حفاظت کرو، زبانوں کا معاملہ بڑا شدید ہے یہ ایک سبب ہے خاص کر شوہر کا معاملہ جو ہر وقت تمہارے ساتھ ہے، تمہارا محسن ہے اس کی عزت کرو، خاص طور پر اڑوس پڑوس کا معاملہ۔ پڑوسی ہر وقت تمہارے ساتھ رہنے والے ہیں ان کی توقیر کرو، اپنی زبان کا معاملہ ان کے ساتھ درست رکھو، ایسا نہ ہو کہ تمہارا پڑوسی تمہاری وجہ سے مسلسل آزار اور تکلیف کا شکار رہے، ایسا ہرگز نہ کرنا۔

عبادات اور معاملات کا تعلق:

رسول اللہ ﷺ سے دو عورتوں کے بارے میں پوچھا گیا ایک عورت ہے اس کا تذکرہ اس طرح ہوتا ہے:

يُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا وَصِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا.

❶ بخاری كتاب الرقاق باب حفظ اللسان رقم ٦٤٧٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ معروف ہے نمازیں پڑھنے میں روزے رکھنے میں ایام بیض کے روزے، اور نفلی روزے رکھتی ہے رمضان کے فرضی روزے تو رکھتی ہی ہے ان کے ساتھ نفلی روزوں کا بھی خوب اہتمام کرتی ہے، پیر کا روزہ، جمعرات کا روزہ جو اللہ کے پیغمبر کی سنت ہے، خوب اہتمام کرتی ہے، مالدار ہے صدقات بھی دیتی ہے، مال بھی خرچ کرتی ہے، نمازیں بھی پڑھتی ہے۔ تہجد کا اہتمام کرتی ہے۔ سنتیں ادا کرتی ہے، نوافل کا اہتمام بھی کرتی ہے۔ لیکن

غَيْرَ أَنَّها تُؤْذِي جِيْرَانَها بِلِسَانِهَا. ❶

تھوڑی سی زبان کی کڑوی ہے اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے تکلیف دیتی ہے، پڑوسی کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

مَازَالَ جبريلُ يُوصِيْنِي لِجارٍ حَتّٰى ظَنَنْتُ أنّه سَيُوَرِّثُهُ. ❷

جبریل علیہ السلام جب بھی آتے مجھے وصیت کر کے جاتے، کہ پڑوسیوں سے اچھا سلوک کریں، وصیت کرتے رہتے، حَتّٰى ظَنَنْتُ أنّه سَيُوَرِّثُهُ کہ مجھے یہ گمان ہو گیا کہ جبریل علیہ السلام ایک دن آئیں گے کہیں گے کہ آج اللہ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ پڑوسی اپنے پڑوسی کے مال کا وارث ہے اس کا وارث قرار دے دیا جائے گا۔ جس طرح باپ کا بیٹا وارث ہے اور بیٹے کا باپ وارث ہے اتنے مؤکد حقوق، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ كَانَ يُؤمِنُ بِاللّٰهِ واليَومِ الْآخرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَه. ❸

''جو شخص اللہ کو مانتا ہے، قیامت کے دن کو مانتا ہے اپنے پڑوسی کی عزت کرے''۔

فرمایا یہ عورت پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے راتوں کو تہجد پڑھتی ہے نمازیں پڑھتی ہے،

---

❶ مسند احمد رقم ۹۳۸۳.

❷ صحيح بخارى كتاب الأدب باب الوصاة بالجار رقم ٦٠١٤.

❸ صحيح بخارى كتاب الأدب باب من كان يؤمن بالله...... رقم ٦٠١٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روزوں کا اہتمام کرتی ہے لیکن پڑوسی اس کی تکلیف سے غیر محفوظ ہے فرمایا:

هِيَ فِي النَّارِ.

یہ عورت جہنم میں جائے گی، اس کی نمازیں، اس کے روزے اللہ قبول نہیں کرے گا۔ ایک عورت کا ذکر ہوا، جو فرائض پڑھ پاتی ہے:

فَتَصَدَّقُ بِالْأَثْوَارِ مِنَ الْأَقِطِ. ❶

لیکن کبھی کبھی گھر کے بچے کچے ٹکڑے صدقہ دیتی ہے مالدار نہیں غریب ہے۔ صدقہ بہت کم دے پاتی ہے اور نوافل کا اہتمام نہیں کر پاتی، بس فرض نمازیں، فرض روزے ہی رکھ پاتی ہے:

لَا تُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا.

اخلاق بڑا اچھا ہے اس کے پڑوسی بہت خوش ہیں اپنی زبان سے کسی کو تکلیف نہیں دیتی، بڑی نرم خو، نرم گفتگو والی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

هِيَ فِي الْجَنَّةِ.

"یہ عورت جنت میں جائے گی یہ جنتی خاتون ہے"۔

تو دیکھیے ایک عورت کے انجام کے ساتھ اس کی زبان کا کتنا بڑا تعلق ہے۔

صحیح بخاری کی اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے دو سبب بیان کیے:

تَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَتُكْثِرْنَ اللَّعْنَ.

ایک زبان کا غیر محفوظ ہونا اور زبانوں کی جو آفتیں ہیں ان میں مبتلا ہونا، زبان عورت کے جہنم میں داخلے کا بڑا سبب ہے۔ اور کفران عشیر شوہر کی نافرمانی، شوہر کے حق کا انکار، شوہر کے حق کے ساتھ کفر، یہ ایک معاملہ بظاہر چھوٹا ہے بڑا نہیں، اگر عورت اس سے بچنا چاہے تو بچ سکتی ہے ورنہ اس کے لیے بڑی سخت وعید ہے۔

حفاظتِ زبان:

لہٰذا زبان کی حفاظت کرو، کوشش رہے کہ زبان کو زیادہ تر بند ہی رکھیں، یہی

---

❶ مسند احمد: ۹۳۸۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عافیت کا راستہ ہے، نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص اللہ کو مانتا ہے اور آخرت کے روز کو مانتا ہے وہ یا تو اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔

فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ. ❶

''یا تو وہ کلمہ خیر کہے یا خاموش رہے''۔

نبی علیہ السلام کے فرامین حکمتوں سے پر ہیں چونکہ زبان جہنم میں اوندھا کر کے ڈالنے والی ہے۔ اس لیے ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو وعظ کیا اور یہ بات ارشاد فرمائی:

يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَدْخُلِ الْإِيمَانُ قَلْبَهُ. ❷

اے وہ لوگو! جو اب تک صرف زبانوں کے مسلمان ہو، اب تک اسلام جن کے دل میں داخل نہیں ہوا اور وہ صرف باتوں کے مسلمان ہیں فرمایا:

لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ.

مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو، اس کا معنی یہ ہے کہ جو لوگ غیبت کرتے ہیں وہ اوپر کے مسلمان ہیں اب تک ایمان ان کے دل میں داخل نہیں ہوا، مزید فرمایا:

وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ،

ان کی عیب جوئی نہ کرو، چھپ کر باتیں سننا ان کے قریب سے گزرتے ہوئے بڑی گہری نظروں سے دیکھنا، کہ کیا ہو رہا ہے تا کہ کوئی عیب ان کے ہاتھ لگے۔ تو اس کے عیب کی تشہیر کی جائے ان کو بدنام کیا جائے فرمایا اگر یہ دو عادتیں کسی مسلمان میں ہوں تو وہ اوپر کا مسلمان ہوتا ہے۔ دل کا مسلمان نہیں۔ آگے فرمایا:

فإنه مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ.

جو اپنے کسی بھائی کی عیب جوئی کرے گا، اس کے عیب تلاش کرے گا، اللہ رب العزت

---

❶ بخاری كتاب الأدب باب من كان يؤمن بالله واليوم الآخر رقم ٦٠١٨. مسلم ٤٧. صحيح ابن حبان ٥١٦، طبرانی اوسط ٣٠٥٨، مسند احمد ٦٦٢١.

❷ سنن ابی داؤد كتاب الأدب باب في الغيبة رقم ٤٨٨٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی عیب جوئی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے عیب تلاش کرے گا:

وَمَنْ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ. ❶

اور اللہ رب العزت اگر کسی کے عیب تلاش کرنے لگا تو اللہ اسے ضرور ذلیل کر کے چھوڑے گا، تو پھر دنیا کی ذلتیں، آخرت کی ذلتیں اسے برداشت کرنی پڑیں گیں۔

میرے بھائیو اور بہنو! کیا فائدہ ان بے لذت معصیتوں کا ؟ یہ چغلیاں یہ عیب تراشیاں یہ غیبت کسی کام نہیں آئے گی، علماء سلف میں سے کسی کے پاس ایک آدمی نے آکر کہا کہ فلاں شخص نے تمہاری یہ غیبت کی، فلاں شخص نے تمہارے بارے میں یہ غلط الفاظ استعمال کیے ہیں انہوں نے کہا:

مَاوَجَدَ شَيْطٰنُ بَرِيْداً غَيْرَكَ.

''شیطان کو تیرے علاوہ کوئی ڈاکیا نہیں ملا، تو شیطان کا ڈاکیا بن کر آ گیا''۔

ہمارے شیخ سید بدیع الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے یہ کہا کہ فلاں شخص نے آپ کے بارے میں یہ بات کہی ہے فرمایا اس نے مجھے پتھر مارا تھا مگر لگا نہیں لیکن تم نے اٹھا کر مجھے مار ہی دیا۔

تیسرا سبب: لباس شہرت:

سردست یہ سمجھ لیجئے، عورت کا لباس شہرت وہ لباس ہے یا مرد کا بھی، جو متمیز ہو، ایک لباس وہ جو معاشرے میں چلتا ہے شریف خواتین وہ پہنتی ہیں، لیکن ایک خاتون اس شرافت کے دائرے سے ہٹ کر ایسا لباس پہنے، جو عام لباس سے ممتاز کرے، تو ایسے لباس کی طرف نگاہیں اٹھتی ہیں، یہ ڈزائن ہم نے کبھی نہیں دیکھا، یہ فیشن ہم نے کبھی نہیں دیکھا، یہ پہلی بار دیکھا ہے، اس لباس کو لباس شہرت کہتے ہیں۔

لباس شہرت کی کئی صورتیں ہیں، عام رواج سے ہٹ کر، شریفانہ رواج سے ہٹ کر، یہ لباس شہرت ہے، اس قسم کے لباس کو بھی لوگوں کی نگاہیں دیکھتی ہیں اور وہ

---

❶ ترمذی کتاب البر و الصلة باب ماجآء فی تعظیم المؤمنین رقم ۲۰۳۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غور وفکر کرتے ہیں، یہ کیسا لباس ہے؟ یہ کیسا فیشن ہے؟ اس کی سلائی کیسی ہے؟ یہ کیسا ڈزائن ہے، لہذا لباس شہرت بھی نہ ہو۔

لباس شہرت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایک شخص معروف ہے دنیا میں مالدار ہے، اس کا کاروبار ہے، لیکن وہ اللہ رب العزت کی اس نعمت کی تحدیث نہیں کرتا، بلکہ ایسے لباس پہنتا ہے کہ انتہائی ردی ہو، یا تو بخل کی بنا پر اپنے آپ پر خرچ نہیں کرتا، یا وہ تصوف کا مرا ہوا ہے یا وہ تکلف کا مارا ہوا ہے، جیسے صوفی حضرات کہتے ہیں کہ نعمتیں وہ جو آخرت میں ملیں گئیں، تو دنیا میں میٹھے، نمکین پکوان پکا کر بھی اس میں کوئی بدمزا چیز شامل کر دیتے ہیں تا کہ دنیا میں لذت نہ ملے، لذت تو آخرت کی ہے، اسلام اس تصوف کو نہیں جانتا۔ اسلام تو کہتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اگر آپ کو کوئی نعمت دی ہے، مال دیا ہے، تو اس کے آثار نمایاں ہونے چاہئیں، اللہ تعالیٰ دیکھ کر خوش ہوتا ہے، انسان اچھا کھائے اللہ تعالیٰ دیکھ کر خوش ہوتا ہے مگر اسراف نہ ہو، دیکھیں ایک بچہ کھانا نہیں کھاتا تو اس کی ماں اس کے پیچھے گھومتی ہے کھانا لے کر اس کو کھلانے کی کوشش کرتی ہے، بہانے سے، بہلا کر، کہانیاں سنا کر، کہ کہیں بچہ کھالے، اور بچہ کھالیتا ہے تو ماں خوش ہوتی ہے، رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

واللّٰهُ أَرْحَمُ لِعِبادِهِ مِنْ هٰذه لِوَلَدِها.

وہ شفقت اور محبت اور وہ پیار جو ایک عورت کو اپنے بچے سے ہے اس سے کہیں زیادہ پیار اور محبت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کرتا ہے، بندہ جب اللہ کی عبادت کرتا ہے اور اللہ کی نعمتیں کھاتا ہے، تو اللہ راضی ہوتا ہے کہ میرا بندہ یہ نعمتیں کھا رہا ہے۔ خیر اس کی تفصیل ہم بیان کریں گے۔

لباس شہرت سے شریعت نے روکا ہے، ایک بڑا مالدار ہے سرمایہ دار ہے، لیکن لباس انتہائی ہلکا اور سستا پہنتا ہے، اپنے زہد اور تواضع کے اظہار کے لیے یہ ایک ریاکاری کی صورت ہے یہ بھی لباس شہرت ہے یہ لباس اس کے اختیار یا اس کے پہننے کے انداز سے اگر ریاکاری محسوس ہو تو یہ بھی لباس شہرت کے ضمن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوجوان ساتھی جن کو اللہ نے جہاد کی توفیق دی، وہ اپنے لباس پر غور کریں۔ یہ لباس پہن کر ایک چلتی پھرتی ایک مجاہد کی شکل اختیار کرتے ہیں کہیں دل میں ریاکاری تو نہیں۔ اپنے لباس کے ذریعہ لوگوں کو بتانا کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ اپنے عمل کو چھپانا چاہیے۔ لیکن لباس کے ذریعے بعض اوقات ایک عمل کا اظہار ہوتا ہے۔ ایک نیکی کا اظہار ہوتا ہے۔ شیطان انسان کے خون کے ساتھ گردش کر رہا ہے۔ ہر موقع پر انسان پر وار کرتا ہے۔ کہیں اس لباس کے ذریعہ ریاکاری اور دکھلاوا اور شہرت نمود و نمائش تو دل میں نہیں آتی۔ یہ قابل غور بات ہے، ورنہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ الشُّهْرَةِ فِي الدنيا أَلْبَسَهُ اللهُ ثَوْبَ مَذِلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَة.

''جو شخص دنیا میں شہرت کا لباس پہنے گا جس سے اس کی تمیز ہو، الگ تھلگ محسوس ہو۔ ریاکاری کا اظہار ہو''۔

أَلْبَسَهُ اللهُ ثَوْبَ مَذِلَّةٍ يَوْمَ الْقِيامة.

''اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنا دے گا''۔

ثم أَلْهَبَ فِيهِ نارًا. ❶

پھر اس کے اس ذلت کے لباس میں جہنم کی آگ بھڑکا دے گا۔ تو جس امر کو ہم دنیا میں ایک سستی شہرت کا باعث بنائیں، اس کی قیامت کے دن یہ وعید ہے کہ اللہ رب العزت قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنا کر اس میں جہنم کی آگ بھڑکا دے گا۔ تو لباس ایسا ہو جو معاشرے میں شریفانہ طور پر چلتا ہو۔ اس میں کوئی تمیز نہ ہو ریاکاری نہ ہو۔ اپنے لباس کے ذریعہ کسی قسم کی شہرت مقصود نہ ہو۔ یہ بھی ایک شرط ہے کہ لباس، لباسِ شہرت نہ ہو جس سے کسی قسم کا امتیاز پیدا ہوتا ہے۔

تو میں یہ عرض کر رہا تھا یہ کچھ وہ شرائط ہیں جو کتاب وسنت سے ہمیں حاصل ہوئیں کہ ایک عورت کا لباس کیسا ہونا چاہیے۔ عورت کا لباس متبرج نہیں ہونا چاہیے۔

---

❶ ... ماجه، كتاب اللباس باب من لبس شهرة من الشباب رقم ۳٦۰۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھروں میں ٹکی رہو:

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ﴾ [الاحزاب:۳۳]

یہ خطاب اللہ کے پیغمبر کی بیویوں کو ہے۔ اللہ پاک نے دو چیزیں فرمائیں: ① ایک گھروں میں بیٹھی رہو ② جاہلیت کا تبرج نہ کرو یہ دو آڈر ہیں اللہ کی طرف سے، جو خاص کر نبی ﷺ کی ہی بیویوں سے ہیں۔ لیکن حکم عام ہے، جب نبی ﷺ کی بیویوں کو یہ حکم ہے تو پھر عام عورتوں کو یہ حکم کیوں نہیں؟ سب کے لئے یہ حکم ہے۔

گھروں میں بیٹھو اور تبرج نہ کرو اس سے آپ اندازہ کیجئے کہ عورت کا مقام کیا ہے؟ اسے کہاں ہونا چاہیے؟ اور کہاں رکھنا چاہیے؟ یہ خطاب اللہ کے پیغمبر کی بیویوں کو ہے جو تقویٰ اور پرہیزگاری کا پہاڑ تھیں، جن کی عفت و پاکدامنی قرآن وسنت میں بیان کی، یہ تمام مؤمنین کی مائیں ہیں کہ تم بھی گھروں میں بیٹھو، کیوں؟ باہر کون گھوم رہے ہیں؟ باہر بھی بڑے بڑے اتقیاء صحابہ رضی اللہ عنہم، ابوبکر صدیق جیسے، عمر بن خطاب جیسے، عثمان غنی جیسے، عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم جنتوں کے وارث ہیں، اس معاشرے میں بھی فرمایا: گھروں میں بیٹھو، حالانکہ معاشرہ انتہائی پاک، معاشرہ انتہائی طاہر، تو پھر یہ فرمایا گھروں میں بیٹھو تو آج کیا کہے گا۔ جہاں عورتوں کی حیاء اور ان کی عفت کے مظاہرے آپ کے سامنے اور پھر یہ معاشرہ اس کی گندگی اس کی نجاستیں یا عورت کلچر، ہندوستانی ثقافت کی یلغار، اس معاشرے میں ایک عورت کا باہر نکلنا بلاضرورت کتنا بڑا گناہ ہے۔ یہ بھی درحقیقت مہلکات میں سے ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیغمبر کی بیویوں سے کہتے ہیں کہ اپنے گھروں میں بیٹھو، ابھی انتخابات گزرے ہیں بعض بڑی بڑی اسلامی جماعتوں نے عورتوں کو گھروں سے نکالا اپنے منحوس چکر کی خاطر، انتخابات کے ووٹوں کے لیے عورتیں گھر گھر جائیں، گھروں میں مرد بھی ہیں، گھروں میں عورتیں ہیں گھروں میں کیا ہے اللہ بہتر جانتا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن بظاہر یہ طریقہ جائز ہے؟ اس طریقے کی دعوت کون سے اسلام نے دی؟ انتخابات کی نحوست کی خاطر عورتوں کو استعمال کرنا کتنی بڑی بے حیائی، کتنی بڑی بے شرمی کی بات ہے، اور وہ مرد بھی کیسے دیوث ہیں جو اپنی بیٹیوں کو، اپنی بیویوں کو اجازت دے دیتے ہیں کہ جاؤ، انتخابات کے لیے کام کرو، ووٹوں کی بھیک مانگو، اور گھر گھر دستک دو، ایک ایک گھر میں جاؤ، کتنے دیوث ہیں وہ مرد، اور کیا جواب دیں گے وہ اللہ کی عدالت میں، یہ دنیا کی دو ٹکوں کی چودھراہٹیں۔ اسلام کتنی تاکید کر رہا ہے، ایک عورت کے پردے، اور اس کی تکریم کے دین اسلام میں کیسے کیسے شواہد ہیں، اور فرمایا کہ:

﴿ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ ﴾

”اپنے گھروں میں بیٹھی رہو“۔

تبرج، زیب و زینت اختیار کرنے والی عورت:

﴿ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ﴾

اور جاہلیت اولیٰ جیسا تبرج نہ کرو۔ تبرج کیا ہے؟ یہ اظہار زینت ہے۔ امیمہ بنت رقیقہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے اسلام کو قبول کیا تو اللہ کے پیغمبر ﷺ سے اسلام کی بیعت کی تو رسول اللہ ﷺ نے چند امور پر بیعت لی۔ فرمایا کہ

لا تُشْرِكِي بِاللهِ شَيْئًا کہ تو شرک نہ کرنا، وَلَا تَزْنِي اور زنا نہیں کرنا، ولا تَقْتُلِي أَوْلَادَ كُنّ اور اپنی اولاد کو مارنا نہیں۔ جاہلیت کے دور میں اپنے بچوں کو زندہ درگور کیا کرتے تھے، ولا تَنُوحِي نوحہ نہیں کرنا، نوحہ خوانی نہیں کرنی، اور ساتھ ساتھ اس بات پر بھی بیعت لیتے کہ ولا تَبَرَّجِي تبرج نہیں کرنا، تبرج کیا ہے؟ کہ زینت کی جو بھی چیز ہے اس کو چھپانا ہے۔ اس کو ظاہر نہیں کرنا۔ رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث ہے:

ثَلَاثَةٌ لَا تَسْأَلْ عَنْهُمْ. ❶

---

❶ مسند احمد ٢٣٤٢٥.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تین قسم کے لوگوں کے بارے میں مت پوچھو، بھول جاؤ، وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔ ان کو بھول جاؤ، ان کو فراموش کردو، ان کے بارے میں سوال بھی مت کرنا، اور وہ برباد ہیں۔

① وہ کون ہیں؟ فرمایا کہ

رَجُلٌ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ وَعَصَى أَمَامَهُ حَتّٰى مَاتَ.

وہ شخص جو جماعت سے نکل جائے اور اپنے امام کی نافرمانی کرے اور اس پر اس کا انتقال ہو جائے وہ برباد ہے وہ کامیاب نہیں ہوگا۔

جو شخص اپنے امام کی جماعت سے نکل جائے جماعت سے خروج اختیار کرے اور اسی خروج پر مر جائے، اسی نافرمانی پر مر جائے، فرمایا کہ اس کے بارے میں مت پوچھو، وہ ناکام ہے، نامراد ہے، برباد ہے، جماعت سے مراد جماعت کبریٰ اور امام سے مراد وہ امام جس کے پاس اتنی طاقت ہو کہ کم از کم دو کام کر سکے، ① ایک یہ کہ اللہ کی حدود قائم کر سکے، ② دوسرا یہ کہ زکوٰۃ وصول کر سکے، حد قائم کرنے کا معنی یہ ہے کہ کوئی چوری کرے اس کے پاس تو اتنی طاقت ہو کہ وہ چور کا ہاتھ کاٹ سکے، کوئی زنا کرے تو وہ زانی کو کوڑے مار سکے یا اس کو سنگسار کر سکے، اور زکوٰۃ وصول کرنے کا معنی یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ وصول کرے قہراً حتی کہ اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہیں دیتا تو اس کو زکوٰۃ نہ دینے پر اس کو پکڑ سکے اس کو سزا دے سکے، اس کو قتل کر سکے جیسا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک جو اللہ کے پیغمبر کے دور میں اونٹ اور اس کی رسی زکوٰۃ میں دیتا تھا آج میرے پاس اونٹ لے آئے، رسی روک لے، تو رسی روکنے پر بھی میں اس سے قتال کروں گا، اتنی طاقت ہو تو، ایسے امام کی نافرمانی کرے، اس کی اطاعت سے خروج کرے اسی حال میں مر جائے، فرمایا کہ ایسے شخص کے بارے میں مت پوچھو، وہ برباد ہو چکا ہے اور ناقابل سوال ہے۔

② دوسرا

عَبْدٌ آبِقٌ مِن مَوَالِيهِ حَتّٰى مَاتَ ــــــــ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا وہ غلام ہے جو اپنے مالک کو چھوڑ کر بھاگ جائے اور مر جائے وہ بھی برباد ہو گیا مت پوچھو اس کے بارے میں۔

③ تیسرا کون؟ فرمایا:

وامرأۃ غاب عنها زوجها.

تیسری وہ عورت جس کا شوہر اس کے پاس نہیں ہے، کام کاج کرنے گیا ہے یا کسی دوسرے ملک میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لقد کفاها مؤونة الدنیا.

وہ شوہر جس نے اسے دنیا کے تفکرات سے آزاد کر دیا، کمانے کی فکر، کھانے، پینے کی فکر، رہائش کی فکر، ہر چیز سے اس کو بری کر دیا، آزاد کر دیا، اس کو کھلاتا ہے، اس کو پلاتا ہے، اور اس کو سکونت مہیا کی، اس کے لیے محنت کرتا ہے یہ شوہر کا مقام ہے اور فرمایا کہ اس کا شوہر غائب ہے کسی دوسرے شہر چلا گیا ہے:

فتبرجت بعدہ. [1]

اس کے بعد وہ تبرج کرے، اپنی زینت کو بے پردگی کے ساتھ یا بے احتیاطی کے ساتھ ظاہر کرے یہ سوچ کر کہ شوہر ہے نہیں مجھے کچھ دن آزادی کے مل گئے یہ سوچ کر باہر نکلے زینت کا اظہار کرے، بے پردگی کرے، فرمایا کہ اس عورت کے بارے میں مت پوچھو، وہ یقیناً برباد ہے وہ جہنم کا لقمہ ہے اور کامیاب نہیں ہوگی، یہ تبرج بذات خود ایک بڑی وعید ہے، اپنی زینت کا اظہار جو کسی بھی تعلق سے ہو وہ لباس کے تعلق سے ہو، وہ چال ڈھال کے تعلق سے ہو، وہ آواز کے تعلق سے ہو، وہ خوشبو کے تعلق سے ہو، کسی بھی تعلق سے ہو یہ تبرج جو ہے یہ عورت کے لیے مہلک ہے، ان اسباب میں سے ہے جس کی بناء پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے عورتوں کو جہنم میں زیادہ دیکھا ہے مرد کم تھے عورتیں زیادہ تھیں، ان اسباب میں سے ایک سبب تبرج بھی ہے۔ اظہار زینت یہ ان مہالک میں سے ہے۔

---

[1] مسند احمد رقم ۲۳۴۲۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لباس پہن کر بھی ننگی:

رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث ہے، فرمایا:

سَيَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْعِجَافِ إِذَا رَأَيْتُمُوهُنَّ فَالْعَنُوهُنَّ فَإِنَّهُنَّ مَلْعُونَاتٌ. ❶

صحیح مسلم میں یہ یہ الفاظ ہیں:

وَ نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مميلاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يدخلنَ الْجَنَّةَ ولا يجدن رِيْحَها و انّ ريحها لَيُوجَدُ من مسيرة كذا و كذا. ❷

آخری زمانے میں عورتیں آئیں گی، قیامت برپا ہونے سے پہلے میری امت میں ایسی عورتیں آئیں گی کاسیات عاریات، جو لباس پہنتی ہوں گی لیکن برہنہ ہوں گی، معنی یہ کہ ان کا لباس شرعی تقاضے پورے نہیں کر رہا ہوگا، یا وہ چست ہوگا یا وہ باریک ہوگا، وہ ایسا لباس ہوگا، جو عورت کے جسم کو اس کے حجم، اس کی ہڈیوں، اس کے گوشت پوشت کو وہ ظاہر کرتا ہوگا، کاسیات عاریات لباس پہنی ہوں گی لیکن برہنہ ہوں گی:

رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ.

ان کے سر اونٹوں کی کوہان کی مانند ہوں گے۔

یہ مظاہر آپ نے بازاروں میں خوب دیکھے ہوں گے، یہ بالوں کا ایک اسٹائل ہوتا ہے، بالوں کو سمیٹ کر اس طرح باندھنا، کہ ان کے سروں کے بال اوپر کو اٹھے ہوئے ہوں گے اور دور سے دیکھنے والے کو اس طرح معلوم ہوگا جیسے اونٹ کی کوہان ہو یہ قیامت کی ایک علامت ہے۔ اور یہ بظاہر عام دکھائی دیتی ہیں ان کے سر اونٹوں کی کوہان کے مانند ہوں گے۔ اللہ کے پیغمبر کی کیا تعلیم ہے فرمایا کہ

---

❶ مسند احمد رقم ۷۰۴۳.

❷ صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ باب النساء الکاسیات، رقم: ۲۱۲۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فإذا رأيتموهنّ فالعنوهنّ.

جب تم اپنی عورتوں کو دیکھو تو ان پر لعنتیں برسا کر گزرو، ان پر پھٹکاریں برسا کر گزرو۔

فإنّهنّ ملعونات.

اس لیے کہ وہ عورتیں لعنتوں اور پھٹکاروں کی مستحق ہیں یہ پیغمبر اسلام کا حکم ہے کہ ایسی عورتوں کو تم دیکھ لو، تو ان پر لعنتیں برسا کر گزرو، پھٹکاریں برساؤ تاکہ ان کو شرم آ جائے، حیا آ جائے۔

فإنّهن ملعونات.

اس لیے کہ وہ عورتیں ملعون ہیں، لعنت کی مستحق ہیں، پھٹکار کی مستحق ہیں۔ اب دیکھیں کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے جو علامتیں بیان کیں ہیں کس طرح منطبق ہو رہی ہیں، اس کا معنی یہ ہے کہ قیامت قریب ہے، یہ سارے مظاہرے بازاروں میں دکھائی دیتے ہیں عورتوں کے سر اور ان کے بالوں کے اسٹائل بھی ایسے ہیں کہ اپنے بالوں میں مصنوعی بال لگا کر ان کو اور بڑھانا ان کو اور عمدہ کرنا اور اپنے سروں کے اسٹائلوں سے جم کو اور اونچا کرنا اور نمایاں کرنے کی کوشش کرنا، یہ مظاہر آج موجود ہیں اور ایسی بھی ہیں کہ لباس پہنی ہوئی پھر بھی برہنگی کا احساس ہو یہ مظاہر بھی موجود ہیں، اللہ کے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے کہ یہ قیامت سے قبل ہوگا، گویا یہ قیامت کی علامتوں میں سے ہے اور قیامت کا وقوع کتنا قریب ہے، ایک چیز کو ہم دیکھتے ہوئے اصلاح کی کوشش نہیں کرتے یا ہمت نہیں کرتے، اللہ کے پیغمبر ﷺ کا ایسے مردوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ دیوث ہیں، دیوث جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ دیوث کون ہیں؟ فرمایا کہ جو اپنے اہل میں برائی دیکھے اپنی خاتون میں برائی دیکھے اور اس کی اصلاح نہ کرے وہ دیوث ہے۔ جنت کی خوشبو نہیں پا سکے گا۔ اور اللہ کے پیغمبر کا اس حدیث میں مزید فرمان ہے:

لا يدخلن الجنّة. یہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہو سکیں گی۔

اور آگے فرمایا: لا يجدن ريحها.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنت میں داخل ہونا تو دور کی بات ہے جنت کی خوشبو تک نہ پا سکیں گی۔

إِنَّ رِيحَهَا لَتُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا. ❶

حالانکہ جنت کی خوشبو سینکڑوں میل کی دوری سے محسوس ہوگی تو ایسی عورتوں کا جنت میں داخلہ تو محال ہے۔

بلکہ جنت سے میل ہا میل ان کو دور روکا جائے گا۔ اور یہ علامات قیامت میں سے ہے اور یہ سارے مظاہر و مشاہد آج اس معاشرے میں موجود ہیں جس میں کسی بڑے چھوٹے کی کوئی تمیز نہیں۔ ایک رات رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے آپ کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا رونگٹے کھڑے ہیں ارشاد فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا فُتِحَتِ الْخَزَائِنُ الْيَوْمَ.

آج میں نے خواب میں اپنی امت کے لیے کتنے بڑے بڑے خزانے دیکھے جو میری امت کے لیے کھول دیئے گئے ہیں مراد کسریٰ وقیصر اور سونا اور چاندی میری امت کے قدموں میں ڈھیر ہو جائے گا، اور ساتھ ساتھ

مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ.

کتنے فتنے بھی اتار دیئے گئے ہیں اللہ نے فتنے بھی دکھائے اور خزانے بھی دکھائے یہ خزانے بھی میری امت کو ملیں گے اور فتنے بھی ان کو لپیٹ لیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَيْقِظُوا صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ فَرُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ❷

ان کمروں میں سوئی ہوئی عورتوں کو جگا دو یہ خطاب لونڈیوں سے، آپ کی لونڈی آپ کی خادمہ سے آپ نے کہا کہ کمروں میں عورتوں کو جگا دو یہ عورتیں کون ہیں؟ امہات المؤمنین اللہ کے پیغمبر کی اپنی بیویاں اور فرمایا کہ ان کو جگا دو کہ اٹھو اور نمازیں پڑھو، دعائیں کرو، اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا وقت ہے اور ساتھ ساتھ ان کو یہ خبر بھی دے دو کہ

❶ صحیح بخاری کتاب اللباس باب النساء الکاسیات العاریات... رقم ۲۱۲۸.

❷ صحیح بخاری کتاب العلم باب العلم والعظة باللیل... رقم ۱۱۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَرُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنيا عَارِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

کہ دنیا میں بہت سی عورتیں قیامت کے دن برہنہ ہوں گی اس کے آپ دو معنی کر سکتے ہیں:

① ایک حقیقی معنی جو ظاہری معنی ہے کہ دنیا میں بہت سی عورتیں ایسی ہیں جو لباس پہنتی ہیں لیکن ایسا چست اور تنگ یا باریک کہ اس پر برہنی کا احساس ہو فرمایا کہ قیامت کے دن برہنہ ہوں گی۔

② اور دوسرا معنی یہ کہ لباس سے مراد دنیا کے لباس ہیں، مالداری کا لباس، کسی عہدے کا لباس، کسی منصب کا لباس، کسی شرف کا لباس، کسی قبیلے اور برادری کا لباس، جس طرح آج بھی فخر کرتے ہوئے غرور کرتے ہوئے یہ انداز اختیار کرتے ہیں اور عمل صالح نہیں کرتے فرمایا کہ قیامت کے دن ایسے لوگ آئیں گے ایسے مرد آئیں گے، ایسی عورتیں آئیں گی بالکل برہنہ یعنی دنیا کے لباس، دنیا کی دولت، دنیا کے منصب، دنیا کے عہدے، دنیا کی قومیں، دنیا کی برادریاں، یہ سب کچھ ختم ہو جائے گا اور بالکل برہنہ اور خالی ہاتھ آئیں گے۔ پھر کیا ہوگا؟ اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہے اور اللہ کو حساب دینا ہے۔ اس حساب کی اساس دنیا کے خزانے نہیں ہوں گے اللہ تعالیٰ دنیا کے منصب نہیں دیکھے گا، فلاں چونکہ پیغمبر کی بیٹی ہے اس پر رحم کروں، فلاں چونکہ پیغمبر کی بیوی ہے اس کے ساتھ خاص معاملہ کروں،نہیں معاملہ اور سنت الٰہیہ سب کے لیے برابر ہے اس لیے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا:

يَا فاطمةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِي مَاشِئْتِ مِن مَّالِي أنقِذِي نَفْسَكِ عَنِ النَّارِ. ❶

''اے محمد ﷺ کی بیٹی دنیا میں میرے مال میں جو چاہو مجھ سے مانگ لو لیکن جہنم سے اپنے آپ کو خود بچانا ہوگا''۔

---

❶ بخاری كتاب الوصايا باب هل يدخل النساء والولد في الأقارب رقم ٢٧٥٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہنم سے بچاؤ کی تدبیریں کرو رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

لَا اُلْفِيَنَّ احدكم يوم القيامةِ وعلى رقبته بعيرٌ وله رُغاء، يقولُ يا رسولَ اللهِ اَغِثنى اغِثنى فاقولُ لا اَملِكُ لكَ شيئًا قد ابلغتُكَ. ❶

''ایسا نہ ہو کہ تم لوگ قیامت کے دن آؤ مجھے تلاش کرتے پھرو اور تمہاری گردنوں پر ایک اونٹ سوار ہو چنگاڑ رہا ہو بڑا خوفناک منظر ہو اور مجھے تلاش کر کے کہو اغثنی ہمیں بچا لیجیے ہماری مدد کیجیے۔

فاقولُ قد بلّغتُ.

اس دن میرا ایک ہی جواب ہوگا کہ میں نے پورا دین پہنچا دیا ہے، عقیدہ، منہج، عمل، حکم، فضائل، وظائف میں نے سب کچھ بیان کر دیا تھا تم نے عمل کیا ہوتا وہ کام آتا کیوں کہ آج کام آنے والی چیز وہ عمل ہے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رو رہی تھیں اللہ کے پیغمبر نے پوچھا کیوں رو رہی ہو کہا کہ

ذَكَرتُ النَّارَ فبكيتُ.

جہنم کو یاد کر کے رو رہی ہوں۔

فهل تذكرونَ اهليكُم يومَ القيامةِ.

آپ قیامت کے دن مجھے یاد رکھیں گے یا بھول جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أما فى ثلاثةِ مواطِنَ فلا يذكُرُ احدٌ احدًا. ❷

قیامت کے دن تین گھاٹیاں ایسی ہیں کہ کوئی کسی کو یاد نہیں رکھے گا سب بھول جائیں گے ① ایک وہ جب برائیاں تولیں جائیں گیں اور ② دوسری پل صراط پر گزرتے ہوئے اور ③ تیسری جب نامہ اعمال تقسیم ہوں گے۔ کسی کو دائیں ہاتھ میں

❶ بخاری كتاب الجهاد باب الغلول رقم ٣٠٧٣.

❷ سنن ابى داؤد كتاب السنة باب فى ذكر الميزان رقم ٤٧٥٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی کو بائیں ہاتھ میں ملے گا۔ اس وقت سب بھول جائیں گے۔ نہ شوہر کو بیوی یاد آئے گی نہ باپ کو بیٹا یاد آئے گا اور کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا اس وقت عمل ہوگا اور صرف عمل ہوگا، دین ہمارے سامنے واضح ہے احکام ہمارے سامنے واضح ہیں، تبرج کا مضمون ابھی جاری ہے۔ اللہ ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم اس راہ پر چلیں جو راہ جہنم کے بچاؤ کا باعث ہے۔ اے اللہ ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا لیجئے ہمارے جسم تیرے اس عذاب کو برداشت نہیں کر سکتے، یا اللہ ہمیں جنتِ فردوس کی وراثت دے دے۔ ایسے عمل کی توفیق عطا فرما دے جو تیری رحمت کے موجبات ہوں تیری مغفرت کے عزائم میں سے ہوں۔ اے اللہ عمل صالح کی راہ پر صحیح عقیدہ، صحیح منہج ہمیں عطا فرما دے۔ آمین یا رب العالمین

لباس میں تبرج نہ ہو:

خواتین کے حوالے سے یہ ہمارا موضوع چل رہا ہے۔ اللہ رب العزت نے حکم دیا ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴾ [التحريم : ٦]

''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجا لاتے ہیں''۔

اپنی جانوں اور اپنے اہل وعیال کی جانوں کو جہنم کی آگ سے بچا لو اور یہ بات کتاب وسنت کے دلائل سے معلوم ہو چکی کہ جہنم کا سب سے زیادہ ایندھن عورتیں ہوں گی، مردوں میں سے وہ لوگ ہوں گے جو مال دار ہوں گے ہم نے بتایا کہ اس کے بہت سے اسباب ہیں۔ جن میں سے ایک سبب تبرج کا ہے۔ خواتین کا گھر سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باہر گھومنا، بے پردگی، تبرج کی بہت سی صورتیں ہیں۔ سب سے زیادہ تبرج لباس کی شکل میں ہوتا ہے۔ اس لیے ایک خاتون کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنا لباس شرعی ضوابط کے مطابق بنائے اور پہنے چونکہ یہ بہت زیادہ عورتوں کی ہلاکت کا باعث ہیں۔ عورت کے لباس میں تبرج کی کوئی صورت نہ ہو۔ اللہ رب العزت نے عورت کو جاہلی تبرج سے روکا اور رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔ جاہلیت کے تمام دعوے تمام رسوم اور جاہلیت کے تمام امور وافعال میرے قدموں تلے ہیں:

أَلَا وَإِنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ. ❶

فرمایا کہ تمام امور جاہلیت کو میں اپنے قدموں تلے روند رہا ہوں۔ ان کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، تبرج کی بہت سی صورتیں ہیں ان سے اجتناب کیا جائے اور اپنا لباس شرعی ضوابط کے مطابق بنایا جائے اور پہنا جائے، جس کے شرائط کچھ ہم نے بیان کیے، کہ لباس تنگ نہ ہو۔ باریک نہ ہو، چمکیلا اور بھڑکیلا نہ ہو، لباس بذات خود زینت نہ ہو۔

عورت لباس میں خوشبو استعمال نہ کرے:

اسی طرح وہ لباس خوشبو دار نہ ہو، خوشبو کا استعمال نہ ہو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

الْمَرْأَةُ اِذَا تَطَيَّبَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ مِنْ بَيْتِهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ.

”جو عورت خوشبو لگاتی ہے، اور خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلتی ہے وہ عورت زانی ہے“۔

ایک اور حدیث کے یہ الفاظ ہیں:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ عَلَى قَوْمٍ فَيُوجَدُ رِيحُهَا فَهِيَ زانيه. ❷

---

❶ ابن ماجه كتاب المناسك باب حجة رسول اللّٰه رقم ٣٠٧٤. مسند احمد رقم ٢٠١٧٢. ❷ سنن نسائى كتاب الزينة باب مايكره للنساء من الطيب رقم ٥٢٣٦. ابوداؤد رقم ٤١٧٣.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''جو عورت خوشبو استعمال کرے پھر گھر سے باہر نکلے تاکہ لوگ اس کی خوشبو سونگھیں اس کی خوشبو لوگوں تک پہنچے فرمایا کہ وہ عورت زانیہ ہے، بدکردار ہے۔ اور یہ بھی ایک زنا کی شکل ہے۔ اس کی ہیبت اس کا انجام زنا جیسا ہے''۔

ایک اور حدیث میں نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ اگر عورت کا ارادہ ہو مسجد جا کر نماز پڑھنے کا:

فَلَا تَقْرَبَنَّ طِيبًا. ❶

وہ خوشبو کے قریب نہ جائے۔ ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ خوشبو لگا کر مسجد میں نماز پڑھنے جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا اور ایک حدیث کے الفاظ ہیں کہ رسول اکرم ﷺ سے جبکہ ایک عورت آپ ﷺ کے قریب سے گزری اس سے خوشبو محسوس ہوئی تو آپ نے فرمایا: (يَا اَمَةَ الْجَبَّارِ) اے اس اللہ جبار اور قہار کی لونڈی...... کیونکہ یہ معاملہ زجر توبیخ وڈانٹ کا ہے۔ اگر یہ معاملہ اللہ کی رحمت کا ہوتا شفقت اور پیار کا ہوتا تو آپ ﷺ فرماتے (يَا اَمَةَ الرَّحْمٰنِ، يَا اَمَةَ الرَّحِيْمِ) لیکن یہ معاملہ ڈانٹ اور توبیخ کا ہے۔ فرمایا کہ

ارْجِعِي إِلَى بَيْتِكِ فَاغْتَسِلِي. ❷

''کہ اپنے گھر لوٹ جاؤ اور غسل کر کے آ''۔

خوشبو کو دھو کر آ اس عورت کا انجام کیا ہوگا، جو عورت بازاروں میں جائے۔ تقریبات میں جائے خوشبو استعمال کر کے یہ تو نماز کا معاملہ ہے۔ یہ بھی ایک تبرج ہے۔ یہ بھی ایک تبرج کی صورت ہے اس سے اجتناب کیا جائے، اسی طرح لباس میں ایک یہ بھی شرط ہے کہ لباس میں شہرت نہ ہو، لباس جو معاشرہ میں شریفانہ شمار ہوتا ہے۔ وہ ہی پہنا جائے، یا کوئی ایسا لباس پہننا جو تمیز کا باعث ہے، جس سے ایک آدمی الگ تھلگ محسوس ہو اس کی بہت سی صورتیں ہیں سب سے اجتناب ضروری ہے۔

---

❶ نسائی: ۵۱۳۱.

❷ ابو داؤد، كتاب الترجل باب ماجآء في المرأة شطيب للبروج رقم ٤١٧٤.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لباس میں مردوں سے مشابہت نہ ہو:

یہ بھی شرط ہے لباس کی کہ لباس میں تشبہ نہ ہو۔ (تشبہ بالرجال) ایک عورت لباس پہنے اس کا ڈیزائن یا کپڑے کا انداز مردوں سے مشابہ ہو۔ یہ بھی شرعاً حرام ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ وَلَا مَنْ تَشَبَّهَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ.[1]

جو عورتیں مردوں کا لباس پہن لیں یا جو مرد عورتوں کا لباس پہن لیں۔ جو عورتوں کے لباس میں مردوں کے لباس سے مشابہت ہو، یا مردوں کے لباس میں عورتوں کے لباس سے مشابہت ہو۔ فرمایا کہ وہ مرد اور عورتیں، ہماری امت سے خارج ہیں۔ ان کا ہمارے دین سے ہماری جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ ہماری جماعت سے خارج ہیں۔ ہمارے دین سے خارج ہیں کتنی بڑی تنبیہ ہے۔ اور ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ رَجُلاً لَبِسَ لِبْسَةَ النِّسَاءِ وَامْرَأَةً لَبِسَتْ لِبْسَةَ الرِّجَالِ.

اللہ اس مرد پر لعنت برساتا ہے، جو عورتوں جیسا لباس پہننے کی کوشش کریں اور ان عورتوں پر بھی لعنت برساتا ہے۔ جو مردوں جیسا لباس پہننے کی کوشش کریں۔ جن کی ہیئت، جن کی وضع قطع مردوں کی سی بن جائے۔

لباس کا انداز، بالوں کا انداز کسی بھی اعتبار سے کوئی عورت اگر مرد سے تشبہ اختیار کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ فرمایا کہ وہ عورتیں ملعون ہیں۔ اور لعنت کا برسنا کتنا بڑا وبال ہے، جہاں لعنت ہوتی ہے۔ وہاں اللہ کی رحمت نہیں ہوتی (اَللَّعْنَةُ هِيَ الطَّرْدُ مِنَ الرَّحْمَةِ) لعنت کا معنی ہی رحمت سے دھتکار دیا جانا ہے اور اللہ رب العزت کی رحمت کے بغیر ہے ہی کچھ نہیں، ایک حدیث میں رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

[1] مسند احمد: ٦٨٣٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.❶

تین قسم کے افراد ایسے ہیں وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے اللہ ان کو جنت نہیں عطا کرے گا۔ اور نہ ہی قیامت کے دن ان کو دیکھے گا۔ انہیں جنت کا داخلہ عطا نہیں فرمائے گا۔

اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ.

وہ لڑکا یا وہ شخص جو اپنے والدین کا نافرمان ہو، اپنے والدین سے بدسلوکی کرے۔ بدتمیزی کرے۔ انہیں ناراض رکھے، اس کو جنت کا داخلہ نہیں ہے، اللہ اس کی طرف نہیں دیکھے گا، والدین کے حقوق کی ادائیگی عمر بھر کی خدمت اور عبادت بھی نہیں کرسکتی اتنے ان کے حقوق ہیں۔ یہ تو ایک سیدھی سادھی جنت ہے۔ ان کا حق ان کی کوئی خدمت ادا نہیں کرسکتے۔ ایک شخص حج کے موقع پر ایک ازدھام میں داخل ہوا۔ ایک محدث درس دے رہا ہے وہ محدث کون ہے۔ صحابی رسول ﷺ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہے۔ وہ پوچھتا ہے کہ یہ محدث یہ عالم کون ہے، بتایا کہ یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں اس کے کندھوں پر ایک گٹھڑی نما بوجھ لدا ہوا ہے قریب آگئے، کہا یہ میری والدہ ہے، خراسان سے اٹھایا ہے اسے اور پیدل چلا ہوں حج کے لیے، خراسان سے اٹھا کر مکہ لایا ہے، خراسان یہ آپ کا افغانستان ایران یہ سب قدیمی خراسان ہیں۔ کہاں افغانستان اور کہاں مکہ کتنی گھاٹیاں کتنے پہاڑ ان سب کو عبور کیا۔ اسے اپنے کندھے پر اٹھا کر اور پورا حج کندھے پر اٹھا کے کروایا۔ بیت اللہ کا طواف کرایا صفا مروہ کی سعی کروائی عرفات گئے منیٰ گئے۔ مجھے بتاؤ میں نے اپنی والدہ کا حق ادا کر دیا ہے یا نہیں۔ فرمایا کہ کٹے ہوئے ناخن کے برابر بھی حق ادا نہیں کیا۔ کتنا مسلم حق ہے۔ کتنا قوی اور محکم حق ہے، اور ہم کیسی کیسی نافرمانیاں کرتے ہیں۔ محض دنیاداری اور دنیاوی امور کی خاطر، چند ٹکوں کی خاطر اور چند ٹکوں کے کاروبار کی خاطر ان کے ساتھ کیا کیا سلوک کرتے ہیں۔

---

❶ سنن نسائی كتاب الزكاة باب المنان أعطى رقم ٢٥٦٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ کی وعید فرمایا تین قسم کے افراد ہیں اللہ انہیں جنت عطا نہیں فرمائے گا۔ اللہ انہیں قیامت کے دن نہیں دیکھے گا:

① العاقُّ لِوالِدَیْہِ. کہ والدین کا نافرمان۔

② وَالمَرْاءَ ۃُ الْمُتَرَجِّلَۃُ الْمُتَشَبِّۃ بالرِّجَال. دوسری وہ عورت جو اپنے لباس میں مردوں کی مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ مردوں کی طرح کا لباس پہنے اللہ تعالیٰ اس عورت کو بھی قیامت کے دن نہیں دیکھے گا۔ اور جنت کا داخلہ نہیں عطا فرمائے گا۔ اور

③ والدَّیُّوثُ. تیسرا وہ شخص جو دیوث ہے جو اپنے اہل میں یا اپنی بیوی میں کوئی برائی دیکھے اور اس کو تبدیل نہ کرے۔ بلکہ اس برائی کو برقرار رکھے وہ دیوث ہے۔ اسے جنت کا داخلہ نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن، اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا۔ ❶

نواب صدیق رحمہ اللہ نے حدیث سمجھائی:

نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ والی ریاست بھوپال، ریاست بھوپال کی والیہ بیگم شاہ جہان ان کے عقد میں آ گئی۔ اس نے ان کے تقویٰ سے ان کے علم سے ان کے زہد سے متاثر ہو کر ان سے نکاح کر لیا۔ لیکن وہ پردہ نہیں کرتی تھی۔ اور روزانہ عصر کے بعد ان کا معمول تھا اپنے شوہر نواب صاحب کے ساتھ باہر سیر کو نکلتی تھی۔

ایک وکٹوریہ پر بیٹھ کر بے پردہ نکلتی تھی۔ ان کی نصیحت قبول نہ کرتی۔ نواب صاحب ایک دن درس حدیث دے رہے تھے۔ یہ حدیث آئی تین قسم کے افراد کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا۔ شاگردوں نے سوال کیا کہ دیوث کون ہے کہا کہ ابھی نہیں بتاؤں گا جب شام کو بیگم کے ساتھ باہر نکلوں گا تم راستہ میں آ جانا۔ راستہ روک کر اس حدیث کا معنی سمجھنا۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق یہ شام کو نکلے طلبہ باہر

❶ نسائی کتاب الزکاۃ باب المنان بما اعطی رقم ۲۵۶۲، مسند احمد رقم: ۶۱۸۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھڑے ہیں انتظار میں راستہ روکا۔ اور کہا کہ استاذ صاحب ہمیں ایک حدیث سمجھائیے کہ یہ تین قسم کے افراد جن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا۔ ان میں ایک دیوث بھی ہے۔ دیوث کا معنیٰ کیا ہے۔ دیوث کون ہوتا ہے۔ فرمایا کہ دیوث میں ہوں فرمایا کہ دیوث میں ہوں، فرمایا کہ دیوث مجھے دیکھ لو میں دیوث ہوں۔ بیگم بھی ان کی بڑی عالمہ فاضلہ تھی۔ بات کو سمجھ گئی فرمایا کہ ابھی گھر واپس پلٹیے۔ برقعے کا انتظام کیا۔ پردہ کا انتظام کیا۔ تو یہ شرعی وعید بڑی قابل غور ہے۔

تو ایسا لباس ہونا چاہیے۔ جس میں مردوں سے مشابہت نہ ہو۔

لباس میں کافروں کی نقالی نہ ہو:

اسی طرح لباس میں یہ بھی شرط ہے کہ مسلمان عورت کا لباس کافر عورت جیسا بالکل نہ ہو۔ کافر کی مشابہت لباس میں وضع قطع میں شکل وصورت میں چہرے کی بناوٹ میں کتنا بڑا جرم ہے۔ جس کی ہلاکت اور تباہ کاری آپ اس کا تصور نہیں کرسکتے، شریعت سے پورا تصادم شریعت سے بغاوت، میں سمجھتا ہوں تبرج کی آج کے اس دور میں سب سے بڑی سبیل اور راستہ یہی ہے کہ مغربی لباس مغربی خاتون کا لباس باقاعدہ ایسے میگزین خریدے جاتے ہیں جن میں مغرب کا فیشن درج ہوتا ہے۔ باقاعدہ ایسے ٹی وی چینل دیکھے جاتے ہیں۔ جن میں فیشن کا انعقاد ہوتا ہے اور مسلمان عورتیں، اس لباس کی تقلید کرتی ہیں۔ یہ آج کے دور کا ایک مہلک مرض ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ.[1]

جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہیں میں سے ہوگا۔ ہمارا دین اتنا باغیرت دین ہے کہ اس میں تشبہ بالکفار سے روکا گیا ہے۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے ایک ایک امر کی مخالفت کی گئی:

---

[1] ابو داؤد: كتاب اللباس باب في لبس الشهرة رقم ٤٠٣١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشابہت محبت ہے:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ.

جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے گا وہ انہی میں سے ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ اس کے مقابلہ میں ہے:

الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ. ❶

انسان قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہو گا جس کے ساتھ دنیا میں محبت کرے گا۔ کہ تشبہ جو ہے یہ ایک محبت کی نشانی ہے۔ آپ کسی کے لباس کو اپنائیں وضع قطع کو اپنائیں۔ اس کی تہذیب کو اپنائیں یہ اس سے محبت کی نشانی ہے۔ وہ انسان قیامت کے دن اسی کے ساتھ اٹھے گا۔ جس کے ساتھ دنیا میں محبت کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے بطور خاص لباس میں کفار کی مشابہت سے روکا۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گھر سے باہر نکلا میں نے دو چادریں لپیٹی ہوئی تھیں۔ (ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ) جن کا زرد رنگ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

هٰذِهِ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا. ❷

یہ کفار کا رنگ ہے تم مت پہنو۔ یہ اللہ کے پیغمبر ﷺ لباس کے معاملہ میں کفار کا تشبہ اختیار کرنے سے روکا کرتے تھے۔ یہ لباس اور وضع قطع تو دور کی بات ہے۔ ان کی عبادات قابل قبول نہیں، شریعت کے فرامین آپ پڑھ کر دیکھیں کتب احادیث کا مطالعہ کر کے دیکھیں ان کا تشبہ اختیار کرنے کو شریعت نے باطل قرار دیا ہے۔

یہودیوں سے عبادات میں مخالفت:

یہ لباس اور وضع قطع تو دور کی بات ہے ان کی عبادات قابل قبول نہیں، شریعت کے فرامین آپ پڑھ کر دیکھیں، کتب احادیث کا مطالعہ کر کے دیکھیں، ان کا

❶ بخاری کتاب الأدب باب علامة حب الله عزوجل رقم ٦١٦٨۔

❷ مسلم کتاب اللباس والزينة باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر رقم ٢٠٧٧۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشبہ اختیار کرنے کو شریعت نے باطل قرار دیا ہے۔

نماز کے لیے لوگوں کو جمع کرنے کا پروگرام تشکیل دیا جا رہا ہے، اور سوچا جا رہا ہے کہ لوگوں کو نماز کی اطلاع کیسے دی جائے کسی نے کہا بوک بجایا جائے، کسی نے کہا ناقوس اور گھنٹیاں بجائی جائیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بوک یہودیوں کا شعار ہے اور ناقوس نصاریٰ کا شعار ہے۔ ہم اس کو اختیار نہیں کریں گے۔ اللہ رب العزت نے اسی رات خواب میں اذان کے کلمات سکھا دیئے۔

سحری میں مخالفت:

اور آپ ﷺ نے سحری کے کھانے کے لیے بلایا اور فرمایا:

هَلُمَّ إِلَى الغدَاءِ الْمُبَارَكِ.[1]

''آؤ میرے ساتھ بیٹھ کر یہ بابرکت کھانا کھاؤ''۔

بابرکت اس لیے کہ اہل کتاب کے روزوں میں سحری کا کوئی وجود نہیں۔ سحری ان کی ثقافت سے مفقود ہے۔ ہم سحری کریں گے۔ اس لیے کہ پیغمبر علیہ السلام نے وصال سے روکا۔ وصال کے معنی یہ ہیں کہ بندہ ایک روزے کو دوسرے سے ملا دے چاہے وہ سحری کی صورت میں چاہے وہ افطاری کی صورت میں، بیچ سے ایک سحری ختم کردے، یا ایک افطاری ختم کردے۔

مزدلفہ سے کوچ کے وقت مخالفت:

عبادات تک میں تشبہ اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اللہ کے پیغمبر نے حج کیا مزدلفہ میں آپ ﷺ تشریف فرما ہیں فجر کی جماعت آپ نے معمول سے پہلے کرا دی، مزدلفہ میں نمازوں کا معاملہ بڑا عجیب ہے۔ اللہ کے پیغمبر کی سنت ہے، مزدلفہ کی رات وہ واحد رات ہے جس رات اللہ کے پیغمبر نے تہجد نہیں پڑھی وتر تک نہیں

---

[1] سنن نسائی کتاب الصیام باب دعوة السحور رقم ٢١٦٣. ابوداؤد: ٢٣٣٤. مسند احمد: ١٧٦٠٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھے۔ مغرب اور عشاء جمع کی اور سو گئے۔

ان لوگوں پر حیرت ہے کہ جو ہر معاملے میں اللہ کے پیغمبر کی سنت کا خلاف کرتے ہیں، پہاڑوں پر چڑھ جاتے ہیں، کنکریاں چننے کے لیے، اللہ کے پیغمبر کا معمول کیا ہے آپ کی سنت کیا ہے اس کا ادراک نہیں۔ فجر کی جماعت آپ ﷺ نے معمول سے پہلے کرا دی۔ عام طور پر اذان میں اور نماز میں وقفہ ۲۰ منٹ یا پچیس منٹ کا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

کہ اتنا وقفہ ہونا چاہیے کہ کھانے والا اپنے کھانے سے آرام سے فارغ ہو جائے۔ لیکن مزدلفہ کی صبح میں رسول اللہ ﷺ نے اذان کہلواتے ہی نماز قائم کر دی پھر اللہ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ مشرکین مزدلفہ سے افاضہ کرتے ہیں اور منیٰ جاتے ہیں کہ جب سورج طلوع ہو جاتا ہے:

أَشْرِقْ ثَبِيْرُ. ❶

جب سورج کی پہلی کرن ثبیر پہاڑ پر پڑتی تو وہ آوازیں لگاتے کہ ثبیر روشن ہو چکا اور اس پر دھوپ آچکی اب افاضہ کرلو، ہم ان کی مخالفت کریں گے اور ہم سورج طلوع ہونے سے پہلے مزدلفہ سے نکل جائیں گے۔ کتنی مخالفت ہے۔

عاشورہ کے روزہ میں مخالفت:

آپ مدینہ آئے اور یہودیوں سے پوچھا، تم دس محرم کا روزہ کیوں رکھتے ہو انہوں نے کہا کہ آج کے دن موسیٰ علیہ السلام کو ایک طاغوت سے رہائی حاصل ہوئی تھی۔ اور نجات پائی تھی، اور ایک طاغوت کو اللہ تعالیٰ نے برباد کر دیا تھا۔ ہم اظہار شکر کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام ہمارا بھائی ہے روزہ ہم بھی رکھیں گے لیکن تم صرف (۱۰) دس کا رکھتے ہو ہم نو کا بھی رکھیں گے تاکہ تمہاری پوری مخالفت ہو۔

---

❶ بخاری كتاب الحج باب متى يرفع من جمع رقم ١٦٨٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالوں میں مخالفت:

اسی مخالفت کے سلسلے میں ارشاد ہے:

خَالِفوا الیَهُودَ والنَّصارىٰ.

''یہودیوں اور عیسائیوں کی مخالفت کرو''۔

فإنّهم لَا یَصْبِغُونَ.

وہ اپنے بالوں کو رنگتے نہیں ان کے بال سر کے اور داڑھی کے سفید ہی رہتے ہیں۔ فرمایا کہ تم ان کی مخالفت کرو، تم اپنے بالوں کو رنگو۔

وَاجتَنِبُوا السَّوادَ. ❶

پس ایک احتیاط کرو کہ سیاہ نہ کرو، بالوں کو تبدیل کرو، صرف سیاہی سے بچو، کتنی مخالفت ہے۔

ایک حدیث میں فرمایا، یہودیوں کی اور عیسائیوں کی مخالفت کرو وہ اپنی مونچھوں کو لمبا کرتے ہیں داڑھیوں کو چھوٹا کرتے ہیں، تم داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو چھوٹا کرو، تو لباس کا معاملہ تو بہت بعد کا ہے ایک خاتون اگر اپنے لباس میں کافر عورتوں کے لباس کی تقلید کرے۔ تو یہ تشبہ ہے یہ محبت ہے وہ جو قیامت کے دن اس کو برباد کر دے گی:

المَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. ❷

انسان قیامت کے دن اسی کے ساتھ اٹھے گا جس کے ساتھ دنیا میں پیار کرے گا۔

نجس قوم کی مشابہت:

اور یہ کفار اور یہ یہود و نصاریٰ ان کی تقلید کا کیا فائدہ یہ نجس ہیں اور یہ پلید

---

❶ صحیح مسلم کتاب اللباس باب استحباب خضاب الشیب رقم ۲۱۰۲.

❷ بخاری: ۵۸۱۶.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہیں ان کی ثقافتیں ان کے عقیدے ان کے لباس، اٹھنا بیٹھنا، نجاست اور گند سے بھرا ہوا ہے۔ اگر ان کی تم ظاہری ترقی اور ظاہری چمک دمک سے مرعوب ہو تو یہ سب خام خیالی ہے۔ دیکھو اللہ رب العزت نے امریکا کا کیا حشر کیا، پہلے سے ماری ہوئی قوم اور مزید جن کی ساری آبادی پہلے سے موت کے منہ پر کھڑی ہے، کوئی ڈپریشن کا شکار ہے کوئی ایڈز کا شکار ہے کوئی حسد کا شکار ہے، کیونکہ ہم پر حسد کرتے ہیں اس لیے کہ ہمارے نسب نامے محفوظ ہیں، ہمارے ماں باپ معلوم ہیں، امریکا میں لاکھوں بچے ایسے ہیں جن کو اپنے باپ کا علم نہیں، اور لاکھوں بچے ایسے ہیں کہ جنہیں نہ اپنے باپ کا علم اور نہ ماں کا علم، جیسے سڑک پر کتے اور کتیا کا کھیل ہوتا ہے وہ کتیا بچے جنتی ہے اور ان کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ ان کا باپ کون ہے اور ماں کون سی ہے ہمارے خاندان ہمارے نسب، ہمارا پاکیزہ خون معلوم ہے اس پر وہ حسد کا شکار ہیں۔

اور یہ فیشن شو، یہ عریانی ہے۔ عریانیت ان عورتوں کا کام ہے جن کی عزتیں نیلام ہو چکیں ہیں بازاروں میں فروخت ہو چکیں ہیں اور اپنے اس فیشن کو ہماری طرف منتقل کر کے ہماری محفوظ عزتوں کو برباد کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ تو امریکا میں کیا رکھا ہے؟ تجارت کا گھمنڈ تھا ان کے ورلڈ ٹریڈ سینٹر کو اللہ رب العزت نے صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ زمین بوس کر دیا۔

کیا باقی بچا؟ نہ دین، نہ ثقافت، نہ عقیدہ، نہ کلچر، نہ مال، نہ تجارت نہ دنیا کچھ باقی نہ رہا۔

سلامتی کا رستہ دین اسلام ہے نہ کہ گندی قوموں کی تقلید:

اس موقع پر امریکا کی خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ اسے دعوت دی جائے کہ کم از کم تو اپنے بڑوں کی پیروی کر لے، جن کا اللہ رب العزت نے یہ نقشہ کھینچا:

﴿ فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ﴾ [العنكبوت:٦٥]

''تمہارے بڑے جب کشتی میں سوار ہوتے لات اور منات سب بھول جاتے۔ صرف ایک اللہ کو پکارتے''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہیں معلوم تھا کہ ہماری مشکل میں مدد کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر تم کو یہ مشکل آئی ہے تو آؤ ان سب کو چھوڑ کر ایک رب کائنات کی عبادت کی طرف آ جاؤ، خیر خواہی کا تقاضا یہی ہے کہ جو آج سے پہلے محمد رسول اللہ ﷺ نے تمہارے آباؤ اجداد کے بارے میں اختیار کیا تھا، آپ ﷺ نے خطوط لکھے، قیصر و کسریٰ کی طرف: اَسْلِمْ تَسْلَمْ اسلام قبول کرلو، دین اسلام کی طرف آ جاؤ، تَسْلَمْ تمہیں سلامتی مل جائے گی، تمہاری سلامتی اسی میں ہے کہ اسلام قبول کر لو، اللہ کی توحید کو مان لو، تمہاری سلامتی کا راستہ یہی ہے آج تم جس بھنور میں پھنسے ہو اس کا علاج صرف دین توحید ہے اور دین اسلام ہے ایسا نہیں کرو گے تو بربادی ہی بربادی ہے۔

کسریٰ کیسے ہلاک ہوا:

کسریٰ نے پیغمبر کا خط پھاڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے میرے خط کو پھاڑ دیا اللہ ان کو پھاڑ دے اور ایسا ہی ہوا چند دنوں میں کسریٰ کا ایک ہی بیٹا اور ایک ہی بیٹی تھی لیکن بیٹا اس انتظار میں ہے کہ باپ کب مرے، یہ تخت مجھے مل جائے چنانچہ وہ ایک دن کامیاب ہو گیا اپنے باپ کو خلوت میں گھیر لیا، اور تلوار لے کر کمرے میں پہنچ گیا، باپ نے سمجھ لیا کہ میرا آخری وقت آ گیا، اور یہ بات جانتا تھا مرنے سے پہلے اپنے بیٹے کو کیسے ہلاک کر سکتا ہوں اس نے ایک شیشی لی اور اس میں زہر بھرا اور اس پر ایک عدد لیبل لگا دیا، معجون مقوی کا۔ کہ جب تخت پر بیٹھے گا تو پھر عورتیں، شباب و کباب کے سوائے کوئی راستہ نہیں ہوگا۔ اس کو اس کے لیے طاقت چاہیے قوت چاہیے معجون مقوی کا لیبل لگا دیا۔ بیٹے نے باپ کو قتل کر دیا، رات کو شباب و کباب کی محفل ہوئی وہ شیشی اس کے سامنے آ گئی، سمجھا کہ یہ واقعی معجون مقوی ہے، ہمیں بڑی تقویت دے گی اور رات خوب رنگین گذرے گی وہ معجون سمجھ کر کھا گیا وہ زہر تھا، ایک ہی رات میں باپ بھی گیا اور بیٹا بھی گیا، اللہ کے پیغمبر کا خط پھاڑنے والا، باقی خاندان میں کوئی مرد باقی نہیں بچا، صرف کسریٰ کی بیٹی، چنانچہ رسم و رواج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق اس کو وہ تخت سونپ دیا گیا، اللہ کے نبی ﷺ کو اطلاع مل گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَنْ يُفْلِحَ قومٌ وَلَّوا أمْرَهم امرأةً. ❶

وہ قوم کیا کامیاب ہوگی، جس قوم کی سربراہ ایک عورت ہوگی، یہ عورت اس قوم کو لے ڈوبے گی اور لے ڈوبی، چند سالوں میں کسریٰ کی کمر توڑ دی گئی۔ سلامتی کا راستہ ہمارے دین کی دعوت ہے اسلام قبول کرلو، تمہیں سلامتی مل جائے گی، تو اس قوم کی تقلید، جس قوم کا کلچر، جس قوم کا لباس، جس کی تہذیب وضع قطع اٹھنا بیٹھنا سوائے گندگی کے کچھ نہیں، اس قوم کی کیا تقلید کرنا، ہمارا دین دین غیرت ہے اور عزت اس دین میں، دین کی اتباع میں ہے:

إنّا قومٌ أعزّنا اللهُ بالإسلام.

جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہم وہ قوم ہیں جن کو اللہ رب العزت نے دین اسلام کے ذریعے عزت دی، ہمیں جب بھی عزت ملے گی اپنے دین اسلام کے ذریعے سے ملے گی:

فإذا طلبناهُ في غيرهِ أذلّنا اللهُ. ❷

اور جب ہم اپنی عزت تلاش کریں گے دین اسلام کے علاوہ، کسی اور مذہب کسی اور تہذیب کسی اور دین میں کسی اور ثقافت میں، أَذَلَّنا اللّٰهُ، اللہ اس کو ذلیل کرے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث جس کے چار جملے ہیں اور یہ چار جملے ایک مستقل میزان کی حیثیت رکھتے ہیں فرمایا:

بُعِثْتُ بالسَّيفِ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَة. ❸

---

❶ بخاری كتاب المغازی باب كتاب النبی الی كسریٰ وقیصر رقم ٤٤٢٥.

❷ المستدرك للحاكم: ١/١٣٠.

❸ مسند احمد رقم ٥٠٩٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''مجھے قیامت سے پہلے،تلوار دے کر بھیج دیا گیا ہے تو میں تلوار چلاؤں جہاد کروں''۔

حَتّٰی یُعْبَدَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ.

اس وقت جہاد کروں جب تک اس زمین کی پشت پر ایک اللہ کی عبادت کا نظام قائم نہ ہو، یہی ہماری سیاست ہے، دین اسلام کی سیاست، کہ اس دین میں اب جو کچھ کریں خواہ دعوت ہو خواہ جہاد ہو خواہ نماز ہو زکوۃ ہو صدقات ہوں ان تمام کا ایک ہی ہدف ہے وہ یہ کہ اللہ کی توحید اور اللہ کی حاکمیت کا قیام ہے۔ یہ ہماری سیاست ہے اور کچھ نہیں:

وجُعِلَ رِزقِی تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِی.

دوسرا جملہ فرمایا کہ میری امت کا رزق میرا رزق تلوار کے سائے جہاد میں ہے جو قیامت تک قائم رہنے والا ہے اور تیسرا جملہ فرمایا:

وجُعِلَ الذِّلَّة والصَّغارُ عَلٰی مَنْ خَالَفَ أمْرِی.

جو شخص میرے کسی امر کی مخالفت کرے گا اس پر ہمیشہ کی ذلت اور رسوائی اور پھٹکاریں مسلط کردی جائیں گی۔ معنی یہ ہے کہ ہماری ناکامی اور ہماری ذلت کی بنیاد یہ ہے کہ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے کسی عمل یا کسی امر کی مخالفت کریں، اور چوتھا فرمایا:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ. ❶

اور جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے گا، وہ اسی سے ہوگا، یہ چاروں جملے ایک قانون کی حیثیت ایک میزان کی حیثیت رکھتے ہیں، ہمارا نظام کیا، ثقافت کیا، سیاست کیا، دین کیا، حکومت کیا، یہ ایک ہی حدیث ان تمام نظاموں کو واضح کردیتی ہے۔

شریعت پر عمل کرو:

تو آؤ دین اسلام کی طرف آؤ یہ ہماری عزت ہماری بقا کی ضمانت ہے کسی

---

❶ مسند احمد: ۵۰۹۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور راستہ میں ہماری عزت نہیں۔ تو لباس میں یہ شرط ہے کہ اس کا کوئی حصہ کافر عورتوں سے مشابہت نہ رکھتا ہو۔ اگر ایک مسلمان عورت اپنے سر کے بال کھول کر باہر جائے گی اور پھرے گی تو کافر عورتیں بھی یہی کرتی ہیں، کافر عورتوں میں سر ڈھانپے کا کوئی تصور نہیں، یہ مشابہت، اگر مسلمان عورت اپنا چہرہ کھول کر بازار میں جائے گی، تو کفار عورتیں بھی یہی کرتی ہیں، یہ مشابہت، اگر ایک مسلمان عورت اپنا کپڑا اپنی پنڈلی سے اوپر رکھے گی تو کفار عورتوں کا بھی یہ ہی طریقہ تھا یہ بھی مشابہت ہے، اگر لباس چست اور تنگ ہوگا تو کفار کا بھی یہی کلچر ہے اگر لباس باریک ہوگا، تو کفار کا بھی یہی کلچر ہے انتہائی منحوس اور انتہائی پلید اور انتہائی ناپاک۔

تو اپنی شریعت سمجھو، شریعت کے تقاضوں کو پورا کرو، یہ تبرج عورتوں کے لیے قیامت کے دن بڑا عذاب کا سبب ہوگا، چونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ. ❶

میں نے دیکھا کہ جہنم کا سب سے زیادہ ایندھن عورتیں ہیں۔ اس کے اسباب کا ایک سبب تبرج ہے تو اپنی وضع قطع، شکل وصورت، لباس، چال ڈھال ان تمام امور میں شریعت کے تقاضے پورے کیجئے تا کہ دنیا کی عزت اور آخرت میں اللہ رب العزت کی محبت اور اس کی رضا حاصل ہو جائے۔ اور اس کے عذاب سے چھٹکارا ملے، ورنہ رسول اللہ ﷺ کی وعیدیں موجود ہیں اور احادیث موجود ہیں ان کو سامنے رکھیں۔ ان کو پڑھیں تا کہ اللہ کا خوف پیدا ہو، تو جب اللہ کا خوف آئے گا تو ان تمام معصیتوں سے دل میں بغاوت پیدا ہو جائے گی۔ اور کتاب وسنت کے علاوہ ہمارے ہاتھ میں کوئی دستور باقی نہیں رہے گا۔ بس ایک ہاتھ میں کتاب اللہ ہو اور دوسرے ہاتھ میں سنت رسول ﷺ ہو، اللہ ہمیں کتاب وسنت پر تاحیات قائم رکھے، ہمارا معاشرہ ہمارا مجتمع ہماری جماعتیں، ہمارے افراد کو کتاب وسنت کو تھامنے کی توفیق دے،

❶ بخاری: ۲۹۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ رب العزت کی توحید اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہمارا شعار بن جائے یہی کامیابی کا راستہ ہے ہمارے لیے بھی اور پوری دنیا کے لیے بھی، دنیا کے اندر بھی اور آخرت میں بھی، اللہ ہمیں یہ راستہ سمجھنے کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین!

معاملہ خطرناک ہے صدقہ کرو:

﴿ يَآيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا قُوٓا اَنفُسَكُمْ وَاَهْلِيكُمْ نَارًا وَّقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴾ [التحريم : ٦]

اللہ رب العزت نے اس آیت کریمہ میں اہل ایمان کو یہ حکم دیا ہے کہ اپنی جانوں کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم سے بچاؤ۔

یہ اللہ رب العزت کا امر ہے جس کے لیے ہمیں اپنی تمام تر صلاحیتیں صرف کر دینی چاہئیں کیونکہ اللہ رب العزت کا عذاب برداشت کرنے کی کسی میں طاقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے عذاب الیم یعنی دردناک عذاب کہا ہے۔ بالخصوص اہل وعیال کی ذمہ داریوں کے حوالے سے ہمارا یہ موضوع چل رہا ہے۔ اب تک یہ بیان ہوا کہ عورتیں جہنم کا زیادہ ایندھن بنیں گئیں اور اس کے کچھ اسباب ہیں وہ اسباب رسول اللہ ﷺ نے خود بیان فرما دیئے ہیں۔ جن میں زبان کی عدم حفاظت، غیبت، عیب جوئی، بدکلامی اور خاص طور پر شوہر کے ساتھ بدسلوکی، لباس کی بے راہ روی اور میت پر نوحہ خوانی، یہ اسباب رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائے ہیں۔ چونکہ ہماری شریعت کامل ہے اس لیے پیغمبر اسلام نے وہ طریقے بھی بیان کر دیئے جن سے بچایا جن کے ذریعہ ان اسباب سے بچنا ممکن ہے۔ صحیح بخاری کی جس حدیث سے ہمارا یہ موضوع شروع ہوا تھا۔ وہ حدیث ایک بڑی دعوت ہے اس حدیث پر بعض علماء نے یہ باب قائم کیا ہے:

''عورتوں کے لیے جہنم سے بچاؤ کی دعوت''۔

اس میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَامَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَاَكْثِرْنَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ فَاِنِّي رَاَيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ.❶

''اے عورتو! چونکہ میں نے تم کو جہنم میں صاف دیکھا ہے جہنم میں زیادہ عورتیں ہوں گی اس لیے غور وفکر کرو، جس کے لیے بڑی محنت کے ساتھ دو طریقے اختیار کرلو، بڑے اخلاص اور سچے جذبے کے ساتھ۔

تصدقن، ایک یہ کہ صدقہ دیا کرو۔

وَاَكْثِرْنَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ، اور دوسرا یہ کہ کثرت سے استغفار کیا کرو''۔

یہ وہ حدیث ہے جس کو جہنم سے بچاؤ کی دعوت قرار دیا گیا ہے۔ بالخصوص خواتین کو لمحہ فکریہ فراہم کرتی ہے، کیونکہ مسئلہ بڑا ہیبت ناک ہے اپنی عاقبت کو سنوارنے کی فکر کرنی چاہیے۔ خواتین کا معاملہ بہت نازک ہے۔

اس امت کی سب سے بڑی خاتون، سب سے پاکیزہ خاتون محمد رسول اللہ ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے بغیر کسی رورعایت کے ان سے بھی صاف فرما دیا تھا:

لَا اُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا.

بلکہ فرمانے کا انداز یہ تھا کہ اس میں امت کے لیے پوری دعوت موجود ہے امت کی خواتین کے لیے لمحہ فکریہ موجود ہے محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ بات سرگوشی کے انداز سے نہیں کی بلکہ آپ کوہ صفا پر کھڑے تھے۔ آپ اپنی امت کی نجات کے حریص ہیں فرماتے ہیں:

يَا فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ [redacted] يَاصَفِيَّةَ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ [redacted].

اے فاطمہ بنت محمد ﷺ، اے صفیہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی، دونوں کو خطاب کیا کوہ صفا پر کھڑے ہوکر، تاکہ تمام لوگ بالعموم اور خواتین بالخصوص غور کریں، نبی ﷺ کو اپنی بیٹی سے بھی پیار تھا اور اپنی پھوپھی سے بڑی محبت تھی لوگ اس تعلق

❶ بخاری كتاب الحيض باب ترك الحائض الصوم رقم ٣٠٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو جانتے تھے لہٰذا آپ نے کہا:

لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا.

''میں بذات خود اللہ کے دربار میں تمہاری کوئی کفایت نہیں کر سکتا''۔

اگر میرے پروردگار کو تم پر غصہ آ گیا تو وہ غصہ نہ میں ٹال سکتا ہوں اور نہ دنیا کی کوئی طاقت ٹال سکتی ہے۔

سَلِينِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي. ❶

دنیا میں اگر محمد ﷺ سے کچھ مانگنا ہے تو مانگ لو، کوئی مال مانگنا ہے تو مانگ لو، سوال کر لو، اے فاطمہ رضی اللہ عنہا میں تمہارے لیے ایک بہترین باپ ثابت ہوں، لیکن روز قیامت کوئی کام نہیں آ سکتا ہے۔

أَنْقِذِي نَفْسَكِ عَنِ النَّارِ. ❷

''جہنم سے اپنے آپ کو خود بچانا ہوگا''۔

اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ یہ معاملہ کتنا گھمبیر اور کتنا ہیبت ناک ہے اس سے پاکیزہ نسب اور کیا ہو سکتا ہے کہ اکرم الخلائق محمد ﷺ سید ولد آدم اپنی پیاری بیٹی سے یہ فرما رہے ہیں کہ میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا۔ نبی ﷺ کا عمومی فرمان ہے:

قَدْ بَلَّغْتُ.

''میں نے دین پہنچا دیا''۔

رسول اللہ ﷺ نے جہاں یہ فرمایا کہ عورتیں جہنم میں زیادہ ہوں گی وہاں بچاؤ کا راستہ بھی بتا دیا، اس راستے کو اختیار کرو، فرمایا کہ تصدقن، صدقہ دو چونکہ یہ صدقہ جہنم کی بہت بڑی، آڑ بن جاتا ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ. ❸

---

❶ بخاری کتاب الوصایا باب هل يدخل النساء... رقم ٢٧٥٣.

❷ بخاری ١٣٣٨، المعجم الاوسط ٦٨٠١، مسند البزار ٢٠٦. مسلم: ٢٠٤.

❸ بخاری کتاب الزکاة باب اتقوا النار... رقم ١٤١٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''بچ جاؤ جہنم سے خواہ آدھی کھجور خرچ کر کے''۔

اور عورتوں سے صدقہ کا مطالبہ اس کا معنی یہ نہیں کہ وہ خزانے لٹا دیں، عورت کے مال کی ایک حد ہوتی ہے۔ گھریلو اشیاء اور خاص طور پر روٹی پکاتے ہوئے اس میں کسی غریب کا حق رکھ لیں، یہ بھی صدقہ ہے اللہ رب العزت صدقہ کرنے والے کا مال نہیں گنتا بلکہ اس کی نیت کو دیکھتا ہے، اللہ کے لیے کوئی مخلص ہو تو آدھی کھجور بھی اس کے لیے کامیابی کا باعث بن سکتی ہے۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ آدھی کھجور خرچ کر کے اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات عید کے ایک اجتماع میں کہی، تو عورتوں نے یوں صدقہ دیا کہ اپنے زیورات نچھاور کر دیئے اپنے کانوں کی بالیاں اس طرح نکالیں کہ ان کے کان زخمی ہو گئے چونکہ انہیں جہنم کی فکر تھی لہٰذا جہنم سے بچاؤ کی انہوں نے تدبیر کر لی۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیگم کا صدقہ:

ان عورتوں میں ایک عورت زینب جو پیغمبر علیہ السلام کے صحابی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ ان کے کانوں میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان پڑا:

تَصَدَّقْنَ وَلَوْمِنْ حَلِيِّكُنَّ. [1]

کہ صدقہ دو خواہ اپنے زیور ہی دے دو۔ چونکہ موقع بڑا نازک تھا۔

انی رَأَيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ.

میں نے تم کو جہنم میں زیادہ دیکھا ہے۔ زینب رضی اللہ عنہا کا زیور ان کے گھر میں پڑا تھا۔ جب انہوں نے پیغمبر علیہ السلام کا یہ فرمان سنا تو فیصلہ کر لیا کہ یہ زیور اللہ کی راہ میں صدقہ دینا ہے گھر پہنچ کر اپنے شوہر سے کہا، چونکہ تم غریب ہو تم اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر آؤ کہ میں یہ زیور بطور صدقہ تم کو دے سکتی ہوں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی

[1] صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب الزکاۃ علی اللقارب رقم ١٤٦٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غیرت نے یہ گوارہ نہ کیا کہ نبی ﷺ کیا سوچیں گے کہ اپنے لیے اپنی طلب کے لیے سوال کرنے آیا ہے۔ فرمایا میں نہیں پوچھ سکتا۔

اور یہ واقعتا اللہ کی راہ میں صدقہ دینا چاہتی ہیں۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

تَصَدَّقْنَ وَلَوْمِنْ حُلِيِّكُنَّ.

''صدقہ دو چاہے اپنے زیور سے کیوں نہ ہو''۔

یہاں کوئی فقہاء کا حیلہ نہیں تھا۔ بعض فقہاء نے صدقے سے بچاؤ کی تدبیریں لکھی ہیں۔ ان میں ایک تدبیر یہ بیان کی کہ ایک آدمی کے پاس مال ہو کروڑوں روپے ہوں وہ زکوٰۃ نہ دینا چاہے تو سال گذرنے سے ایک دن پہلے اپنا مال اپنی بیوی کے نام کر دے کیونکہ زکوٰۃ کے لیے شرط ہے سال کا پورا ہونا، اب وہ پورا ہونے سے ایک دن پہلے اپنا پورا مال دے چکا ہے۔ زکوٰۃ ثابت نہ ہوئی، صاحب انفاق نہ رہا۔ اب معاملہ اس کی بیوی کا ہے تو اس کی بیوی کے پاس یہ مال پہلے چونکہ نہیں پہنچا اور زکوٰۃ کے لیے شرط ہے کہ سال پورا ہو سال گذر گیا پس اگلا سال پورا ہونے سے ایک دن پہلے بیوی وہ مال اپنے شوہر کے نام کر دے۔ تو یہ بھی چکر چلتا ہے۔ زکوٰۃ سے بچاؤ کا حیلہ ہے اور یہ ہے فقہ جس کو سمجھداری اور کیا کیا نام دیئے گئے۔ لیکن یہاں ایسا معاملہ نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صدقات، زکوٰۃ سے بھاگنے والے نہیں تھے۔ عباس رضی اللہ عنہ نبی سے پوچھتے ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ میں اگلے سال کی ایڈوانس زکوٰۃ دے سکتا ہوں۔ یہ زکوٰۃ دینے والے مال خرچ کرنے والے تھے۔ تو ان کے شوہر نے کہا میں یہ سوال نہیں کر سکتا تم خود جا کر پوچھ لو، اللہ کے پیغمبر کے پاس خود چلی گئیں۔ زینب کہتی ہیں میں نے اپنے سے پہلے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ نبی ﷺ کے دروازے پر کھڑی ہے مجھ سے پہلے کھڑی ہے:

حَاجَتُهَا مِثْلُ حَاجَتِي.

اس کا سوال بھی میرے والا تھا، اس کی حاجت بھی میرے والی تھی وہ بھی اللہ کے پیغمبر سے سوال کرنے آئی تھی۔ جو سوال میں کرنے آئی تھی۔ دیکھیں کتنی فکر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ نے صدقہ کی دعوت دی۔ جن کے پاس صدقہ موجود تھا انہوں نے دیا اور جن کے پاس نہیں تھا وہ سوال کرنے پہنچ چکی۔ لیکن ساتھ ساتھ شوہر کی غیرت کا بھی مسئلہ ہے۔ اللہ کے پیغمبر علیہ السلام سے سوال نہیں کرتی کیونکہ شوہر کا نام آئے گا۔ دونوں کھڑی ہیں کہ اسی اثنا میں بلال رضی اللہ عنہ آ گئے۔ بلال سے کہا کہ تم ہمارا مسئلہ پوچھو اور یہ نہ بتاؤ کہ سوال کس نے کیا ہے۔ بلال چلے گئے اور نبی ﷺ سے یہ سوال کیا اللہ کے پیغمبر نے پوچھ لیا کہ یہ سوال کس نے کیا؟ تو بلال رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک انصاری عورت ہے اور ایک زینب ہے۔ فرمایا کہ اَيُّ الزَّيَانِبُ کون سی زینب۔ مدینہ میں زینب نامی بہت سی عورتیں ہیں۔ کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لھا اجرانِ زینب کو بتا دو کہ اپنے شوہر کو صدقہ دو تو تمہیں ڈبل اجر ملے گا:

أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ. ❶

''ایک قرابت کا اجر کہ اپنے شوہر پر خرچ کیا۔ دوسرا صدقہ کا اجر''۔

اس حدیث سے جو بات بتانا مقصود ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کے پیغمبر نے جو دعوت پیش کی اور۔ جہنم سے بچاؤ کے جو طریق آپ نے بیان کیے خواتین ان کے پیچھے کس طرح لپکیں۔ اپنا مال خرچ کیا، اپنا مال خرچ کرنے کے لیے مستعد ہیں۔ ایک چیز صدقہ ہے۔ جہنم سے بچاؤ کا، بہت بڑا طریق بڑا محکم بڑا واضح طریق ہے۔

صدقہ وخیرات کی مثالیں:

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ اپنے گھر کا جو بھی سامان ہوتا ان کو جمع کیا کرتی اور جب اتنا جمع ہو جاتا جو تقسیم کے قابل ہوتا، تو اسے غرباء اور فقراء میں بانٹ دیا کرتیں، اور فرماتے ہیں کہ اسماء بنت ابی بکر

❶ صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب الزکاۃ علی الزوج والأیتام فی الحجر.... رقم: ١٤٦٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے گھر میں کل کے لیے کچھ بچا کر نہیں رکھتی تھیں۔ جو پکایا اگر وہ بچ گیا تو وہ کسی غریب کو دے دیا کل کی فکر نہیں کرتی تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت بھی یہی تھی۔ آپ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب انہوں نے بچا ہوا کھانا سنبھال کے رکھنا چاہا کہ یہ صبح کام آئے گا۔ فرمایا کہ

أَنْفِقْ يَابِلَالُ وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِي الْعَرْشِ إِقْلَالًا. ❶

اے بلال اس کو خرچ کر دو بانٹ دو اور عرش والے سے رزق کی تنگی کا خوف نہ کرو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق کی تنگی سے نہ ڈرو کہ وہ ذات رزق تنگ کر دے گی۔ یا فقر آ جائے گا، یا احتیاج بڑھ جائے گا ایسا نہیں۔ جو اللہ آج دینے پر قادر ہے وہ کل اس سے زیادہ دینے پر قادر ہے اسی لیے پیغمبر علیہ السلام کا فرمان ہے۔ کہ صبح ہوتی ہے ہر انسان کے ساتھ ایک فرشتہ لگ جاتا ہے۔ اور وہ فرشتہ یہ دعائیں کرتا رہتا ہے:

اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَأَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا. ❷

اے اللہ یہ بندہ مال خرچ کرے تو اسے اس کا بہتر بدلہ دے دینا۔ اور اگر مال کو روک لے تو پھر اس کو تلف کر دینا۔ وہ مال پھر تلف ہو جاتا ہے۔ چاہے وہ آج ہو یا دس سال بعد ہو جس کا بندے کو احساس نہیں ہوتا۔ اس سے آپ اندازہ کریں کہ صدقہ کرنا اللہ تعالیٰ کو کتنا محبوب ہے۔ طبرانی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

إِجْعَلُوا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ النَّارِ حِجَابًا وَلَوْبِشِقِّ تَمْرَةٍ. ❸

کہ جہنم کے مقابلے میں حجاب تیار کر لو حجاب کا معنی ایک پردہ بنا لو جہنم کے مقابلے میں ولو بشق تمرۃ خواہ وہ پردہ آدھی کھجور کا ہو کسی کو آدھی کھجور دے دو وہ کھجور

---

❶ المعجم الأوسط للطبراني ۲۵۷۲۔ مشکوٰۃ باب الانفاق و کراھیۃ الإمساك البانی نے صحیح کہا ہے دیکھئے مشکوٰۃ رقم ۱۸۸۵ اور سلسلۃ صحیحۃ ۲۶۶۱۔

❷ بخاری کتاب الزکاۃ باب قول اللہ تعالٰی فامامن اعطٰی واتقٰی رقم ۱۴۴۲۔

❸ المعجم الکبیر للطبرانی ۷۷۷۔ بخاری کی روایت کے الفاظ یہ ہیں اتقوا النار ولو بشق تمرۃ کتاب الزکاۃ باب اتقوا النار.... رقم ۱۴۱۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حجاب بن جائے گی وہ پردہ بن جائے گا، ایسا پردہ جو تمہیں جہنم میں جانے سے روکے گا۔ اور صحیح بخاری کی ایک حدیث میں صدقے کی جو فضیلت بیان کی گئی ہے، میرے خیال میں اس سے بڑی صدقے کی فضیلت اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے قبل اپنی بیویوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ:

أَسْرَعُكُنَّ بِي لَحُوقًا اطولكُنَّ يدًا. ❶

جب میں دنیا سے چلا جاؤں گا تو تم میں سے سب سے پہلے مجھے وہ آکر ملے گی جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے غور کریں نبی ﷺ نے کیا فرمایا کہ میرے انتقال کے بعد تم میں سے سب سے پہلے مجھے وہ آکر ملے گی جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے اس کا معنی یہ ہے کہ انتقال کے بعد ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ روحیں آپس میں ملتی ہیں۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روح کا ملنا یہ بہت بڑی عظمت ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے:

الأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَاتَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ. ❷

کہ روحیں "جنود مجندہ" ہیں "جنود مجندہ" ان فوجوں کو کہتے ہیں جو بیرکوں میں تیار ہوں کہ کب ہمارے کمانڈر کا آرڈر آئے اور ہم جنگ کے لیے نکلیں، روحیں ایک مقام پر جمع ہیں جیسے فوج اپنی بیرک میں جمع ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت کا آرڈر آتا ہے۔ آج فلاں روح نکلے گی، اللہ کے امر سے انسان پیدا ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ:

ماتَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ.

---

❶ بخاری کتاب الزكاة باب فضل صدقة الشحيح رقم ١٤٢٠. ابن حبان ٣٣١٤، مستدرك حاكم ٦٧٧٦، نسائی ٢٥٤١. مسند احمد ٢٤٩٤٣.

❷ بخاری کتاب احادیث الانبياء باب الأرواح جنود مجندة حديث ٣٣٣٦ تعليقا. مسلم كتاب البر والصلة باب الأرواح جنوده مجنده رقم ٢٦٣٨، ابن حبان ٦١٦٨، ابوداؤد ٤٨٣٤، مسند احمد ٧٩٢٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عالم ارواح میں جو روحیں آپس میں ملتی ہیں جب وہ دنیا میں آتی ہیں تو ان میں الفت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور عالم ارواح میں جو روحیں نہیں ملتی جس میں تنا کر ہوتا ہے۔ وہ دنیا کے اندر بھی نہیں مل پاتیں۔ یہ ملاپ کئی قسم کا ہے۔ ایک نسبی ملاپ ہوتا ہے۔ باپ ہے اس کا بیٹا ہے۔ اس کا بھائی ہے ایک ملاپ کی یہ صورت ہے اور ایک ملاپ کی صورت دین کی اساس پر عقیدہ کی اساس پر ہے، یہ سب سے قوی رشتہ ہے اس سے قوی کوئی رشتہ نہیں جن روحوں کے درمیان عالم ارواح میں تعارف ہوتا ہے۔ دنیا کے اندر بھی ان میں الفت اور محبت پیدا ہو جاتی ہے اور جن میں وہاں تنا کر ہوتا ہے، دنیا کے اندر بھی مختلف رہتی ہیں۔ چاہے جسمانی اعتبار سے پڑوس میں ہی کیوں نہ ہوں۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے دعوت پیش کی حبشہ کے غلاموں نے قبول کر لی۔ فارس سے آئے ہوئے انسانوں نے قبول کر لی۔ لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کے پڑوس میں آپ کا سگا چچا ابولہب اس نے دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جسمانی تعلق تھا لیکن وہ اعتراف نہیں تھا جو عقیدے اور دین کی اساس پر ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے وہ جسے عطا فرما دے۔ اسی طرح جب روحیں واپس پلٹتی ہیں۔ انسان کی موت واقع ہوتی ہے اب ان کا تعلق دنیا سے ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن انہیں ایک چیز کا انتظار رہتا ہے کہ کوئی فوت ہو کر ہمارے پاس آئے کسی کی روح ہمارے پاس آئے تا کہ ہم ان سے پوچھیں کہ ہمارے بال بچوں کا کیا حال ہے۔ کسی کا باپ فوت ہو گیا۔ اب اس کا کوئی تعلق نہیں رہا صدقات جاریہ اس کے کام آ رہے ہیں۔ لیکن وہ انتظار میں رہتا ہے کہ دنیا سے کوئی ہمارے پاس آئے اپنے گھر کے حالات پوچھیں اپنی اولاد کے بارے میں پوچھیں کوئی مرتا ہے اور روح وہاں پہنچ جاتی ہے۔ پھر وہ سوال کرتے ہیں۔ جنت میں کیا ان کا مقام اور کیا ان کا درجہ ہے۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کے انتقال کے بعد ہم نے دیوار پر نشان لگا کر ہاتھوں کو ناپا تو سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سب سے لمبے تھے ہم نے یہ یقین کر لیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی روشنی میں سب سے پہلے سودہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگا۔ اور یہ سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ملیں گی۔ لیکن سب سے پہلے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، ہم نے سوچا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا تھا، پھر یہ حدیث سمجھ میں آئی کہ لمبے ہاتھ سے کیا مراد ہے، لمبے ہاتھ سے مراد وہ ہاتھ جو اللہ کی راہ میں صدقہ دیتے ہیں، اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا یہ وصف نمایاں تھا کہ وہ ہم میں سب سے زیادہ اللہ کی راہ میں صدقہ دینے والی خاتون تھی وہ اپنے ہاتھ سے گھر میں کام کیا کرتی، جیسے بہت سے کام ہیں کسی کو کپڑا سی دینا یا کوئی اور مزدوری کرلینا۔ اس سے جو کچھ حاصل ہوتا بہت کم اپنے اوپر خرچ کرتیں باقی فقراء اور مساکین پر خرچ کردیتیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَسْرَعُكُنَّ بِي لُحُوقًا أَطْوَلُكُنَّ يَدًا.

کہ تم میں مجھے سب سے پہلے وہ آکر ملے گی۔ جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے وہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا جن کی زندگی ایک نمونہ ہے۔ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتیں لوگوں کے کام کرتی اور جو مال مزدوری سے حاصل ہوتا اس کا بہت تھوڑا حصہ اپنے آپ پرخرچ کرتی باقی صدقہ دے دیتی، راتوں کو جاگ جاگ کر عبادت کرتی، غلط فہمی میں یہ سمجھ بیٹھی کہ پوری رات کو جاگنا چاہیے۔ چنانچہ بعض اوقات کھڑے کھڑے تھک جاتی تو چھت سے رسی لٹکا لیتی اس کا سہارا لے لیتی نبی علیہ السلام نے یہ رسی ایک بار دیکھ لی پوچھا (ما هذا الحبل) یہ رسی کیسی ہے۔ بتایا گیا کہ (هذا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ) یہ زینب کی رسی ہے۔ (تَقُومُ بِاللَّيْلِ) یہ رات کو لمبا قیام کرتی ہے:

فإذا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ. ❶

جب تھک جاتی ہے تو اس رسی کا سہارا لے لیتی ہے یہ سب کچھ اللہ رب العزت کے خوف کے مظہر ہے ان کا فہم یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت ہونی چاہیے

---

❶ بخاری كتاب الجمعة باب مايكره من التشديد رقم ١١٥٠. ابن حبان ٢٤٩٢. بيهقى ٤٥١٦. ابوداؤد ١٣١٢. نسائى ١٦٩٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کائنات کے سردار محمد رسول اللہ ﷺ رات کو قیام کرتے تو آپ ﷺ کے پاؤں سوج جاتے۔ ایڑیاں تھک جاتی آپ کو کہا جاتا کہ آپ اللہ رب العزت کے مقرب ترین بندے ہیں جنت کے وعدے گناہوں کی بخشش کے وعدے پھر اتنی تکلیف آپ کیوں اٹھاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

اَفَلَا اَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا؟. ❶

میں اللہ رب العزت کا شکر ادا کرنے والا بندہ نہ بن جاؤں کہ اللہ نے مجھ پر اتنا انعام کیا اتنا کرم کیا تو اس کا شکر ادا نہ کروں؟ ہم اپنا جائزہ لیں ہم تو گناہ گار ہیں ہم تو نہ معلوم زبانوں سے کیا کچھ بک چکے کیا حرکتیں ہم کر چکے۔ اپنے شب و روز کہاں گزار چکے ہمیں تو قدم قدم پر استغفار اور اللہ رب العزت کی عبادت اور کلمہ خیر کا سہارا لینا چاہیے۔ یہ بات زینب رضی اللہ عنہا نے سوچی رات بھر جاگتی قیام اللیل کرتی۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتیں رسی کا سہارا لے لیتیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (لَا حُلُّوهُ) اس کو اتار دو۔ رات کو قیام کرو جب تھک جاؤ تو آ کر سو جاؤ۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے نشاط کے بقدر عبادت کرو اور یہ بات یاد رکھو کہ اللہ رب العزت نہیں اکتاتا جب تک کہ تم نہ اکتا جاؤ۔ لہٰذا اللہ رب العزت نے تمہیں آسانی کے پہلو تھامے رکھنے کی ہدایت کرتا ہے کہ بقدر نشاط اللہ کی عبادت کرو نبی علیہ السلام نے یہاں تک فرما دیا کہ جو شخص رات کو اٹھ کر دو نفل ہی پڑھ لے لیکن وہ عمل اس کا مستقل ہو۔ بلا ناغہ ہو:

لَم يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ. ❷

ابوداؤد میں یہ الفاظ ہیں:

مَنْ قَامَ بِعَشْرِ ايَاتٍ لَم يُكْتَبْ مِنَ الغافِلين.

---

❶ بخاری کتاب الجمعة باب قیام النبیؐ اللیل رقم ۱۱۳۰. مسلم ۲۸۱۸. ابن حبان ۳٤. ابن خزيمه ۱۱۸۲.

❷ ابن خزيمة ۱۱٤٤. ابن حبان ۲٥۷۲. مستدرك حاكم ۱۱٦۰. الاحاديث المختاره ۳٤۱. ابوداؤد كتاب الصلاة باب تخريب القرآن رقم ۱۳۹۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو قیامت کے دن اس کا شمار غافلین میں نہیں ہوگا۔ بلکہ ذاکرین میں ہوگا۔ لیکن اگر ایک شخص قیام اللیل کرتا ہے، دو راتیں چار راتیں، پھر بند کر دیتا ہے۔ تو اللہ رب العزت کو یہ طریقہ پسند نہیں:

أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ مَادُوْوِمَ عَلَيْهِ. ❶

اللہ کے ہاں پسندیدہ عمل وہ ہیں جس پر مداومت (ہمیشگی) ہو استمرار (ہمیشہ رہنے والا) اور ہمیشگی ہو۔ تو زینب رضی اللہ عنہا کا یہ عمل کتنا عظیم عمل ہے۔ اللہ کے لیے صدقہ دینا۔ صدقے سے یہ نہ سمجھا جائے کہ صدقے کے ڈھیر لگا دیئے جائیں۔ اللہ تو بندے کے اخلاص اور بندے کی نیت کو دیکھتا ہے۔ اسی لیے پیغمبر علیہ السلام کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ سارے سوال کر ڈالے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کا ثواب بیان کیا تو صحابہؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسول! ہم صدقہ کیا کریں؟ فرمایا: کہ اپنے ہاتھ سے کماؤ اپنے اوپر بھی خرچ کرو اللہ کی راہ میں بھی دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا اگر یہ توفیق نہ ہو اتنی کمائی نہ ہو تو کیا کریں؟ فرمایا کہ کسی پریشان حال کی معنوی (اندرونی) مدد کردو۔ اگر مال نہیں دے سکتے تو کوئی رہنمائی کردو اس کی پریشانی دور کرنے کا راستہ بتا دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا اگر یہ بھی ممکن نہ ہو فرمایا کسی کو نیکی کا حکم دے دو اگر یہ بھی نہ ہو تو اپنے کسی بھائی سے مسکرا کر بات کر لو اگر یہ بھی نہ کر سکو تو اپنے شر سے لوگوں کو محفوظ رکھو کم از کم یہ کوشش کرو کہ کسی کو میرے ہاتھ یا میری زبان سے تکلیف نہ پہنچے فرمایا کہ یہ سب کا سب صدقہ ہے۔ صدقہ کی راہ ہے:

أَمْسِكْ نَفْسَكَ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ. ❷

شر سے باز آ جاؤ۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میں باہر جاؤں گا یہ زبان بکنے کی عادی ہے تو کسی نہ کسی کو دکھ دے گی کسی کو تکلیف پہنچے گی تو باہر نہ نکلو اپنے گھر بیٹھ کر اللہ کے

---

❶ بیہقی ۵۰۱۹۔ مسند الطیالسی ۱٦۰۹۔ مسند الحمیدی ۱۸۳۔

❷ بخاری کتاب الزکاۃ رقم ۱٤٤۵۔ مسلم ۱۰۰۸۔ مسند احمد ۱۰۸۹۲۔ الدارمی ۲۷٤۷۔ مجمع الزوائد ۳/۱۳٤۔ نسائی کتاب الزکاۃ باب صدقۃ العبد رقم ۲۵۳۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بندوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھو فرمایا کہ یہ بھی صدقہ ہوگا۔ اور امت پر ایک احسان ہوگا۔ تو شریعت میں کتنی ساحت اور کتنی وسعت ہے۔ یہ سب صدقات کی صورتیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے صدقے کے اس راستے کو جہنم سے پردہ قرار دیا ہے۔ اس راستے کا انتخاب کرو۔

ایک درہم بمقابلہ ہزار درہم:

یہاں کثرت مال مراد نہیں۔ بلکہ اخلاص قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو جو کچھ دے دیا جائے اللہ تعالیٰ بندے کی نیت پر راضی ہوتا ہے اور قبول کر لیتا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ

سَبَقَ دِرْهَمٌ عَلٰى مِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ. ❶

کہ ایک لاکھ درہم پیچھے رہ گئے اور ایک درہم سبقت لے گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے تفصیل پوچھی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اصل میں کل دو بندوں نے صدقہ دیا ایک نے ایک درہم دیا اور ایک نے ایک لاکھ درہم دیا۔ ایک درہم بڑی تیزی کے ساتھ اللہ کے پاس پہنچ گیا اور اس نے قبول کر لیا۔ وہ لاکھ درہم راستے میں ہی تھے ایک درہم سبقت لے گیا۔ اللہ تعالیٰ کی قبولیت کے ہاتھ میں پہنچ گیا اور محبوب ہوگیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ جس شخص نے ایک درہم دیا تھا اس کے پاس دو ہی درہم تھے۔ اس نے محنت کی جدوجہد کی پسینے بہائے دو درہم کمائے ایک اپنے پر خرچ کیا اپنے اہل وعیال پر خرچ کر دیا۔ اور ایک اللہ کی راہ میں دے دیا (تَصَدَّقَ بِنِصْفِ مَالِهٖ) اس نے اپنی آدھی پونجی اللہ کو دے دی۔ اللہ تعالیٰ کو منانے کے لیے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اس کی حرص اس کی محنت اس کا اخلاص اور اس کا جذبہ اتنا قابل قدر تھا۔ ایک لمحہ میں وہ درہم اللہ کے پاس چلا گیا۔ اللہ اکبر! ایک دفعہ سیدۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک سائل جوان کے پاس سوال کرنے آیا۔ اس وقت ام المؤمنین انگور کھا

❶ نسائي كتاب الزكاة باب جهد اعقل رقم ٢٥٢٧. مسند احمد ٨٩١٦.ابن حبان ٣٣٧٤، بيهقي ٧٥٦٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہی تھیں۔ ایک دانہ انگور کا دے دیا۔ آپ کا ایک شاگرد دیکھ رہا تھا ایک دانہ ام المؤمنین نے دیا۔ فرمایا کہ اس دانے کو کیا دیکھتے ہو۔ اس ایک دانے میں کتنے مثقال ہوں گے۔ اللہ فرماتا ہے ایک مثقال بھی نیکی ہوگی تو وہ قابل قدر ہوگی وہ لکھی جائے گی۔ اور اس کا صلہ ملے گا۔ ایک رائی کے دانے کے برابر بھی نیکی ہوگی۔ فرمایا کہ یہ تو انگور کا ایک موٹا دانہ ہے۔ اس موٹے دانے میں کتنے مثقال ہیں جو میں نے اللہ کی راہ میں دے دیئے۔ دیکھیں! کتنا عظیم راستہ اللہ نے بتایا فرمایا کہ وہ ایک درہم اتنی تیزی کے ساتھ اللہ کے پاس پہنچ گیا۔ اللہ نے قبول کرلیا۔ وہ لاکھ درہم جس نے خرچ کیے وہ لاکھوں کا مالک تھا اس میں کوئی فرق نہیں پڑا لیکن یہ ایک درہم خرچ کرنے والے اس کی جستجو اس کی طلب اللہ کی رضا جوئی بڑی سچی تھی۔ دن بھر محنت کر کے دو درہم حاصل کیے۔ ایک درہم اللہ کو دے دیا (تَصَدَّقَ بِنِصْفِ مالِه) اپنی آج کی آدھی پونجی اس نے اللہ کو دے دی۔ یہ ضروری نہیں کہ صدقہ کرتے ہوئے ڈھیر لگا دیئے جائیں۔

حدیث آپ نے سن لی کہ اخلاص بھی صدقہ ہے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر بھی صدقہ ہے کسی بھائی کی معنوی مدد کر دینا بھی صدقہ ہے لوگوں کو اپنے شر سے بچا لینا بھی صدقہ ہے اور یہ سب جنت کے راستے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جہنم کے بالمقابل پردہ تیار کرو۔ جو پردہ تمہارے اور جہنم کے مابین حائل ہو جائے۔ وہ پردہ چاہے آدھی کھجور کا ہی کیوں نہ ہو۔ تو وہ صدقہ جو آپ دیں جس کا تذکرہ اخباروں میں آئے لوگوں کی رسیدوں میں آجائے۔ اور لوگ واہ واہ کریں۔ چاہے وہ لاکھوں اور کروڑوں کی صورت میں ہو۔ لیکن اللہ کے ہاں برباد ہو جائے:

﴿ لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى ﴾ [البقرة : ٢٦٤]

فرمایا کہ اپنے صدقوں کو احسان جتلا کر باطل نہ کرو۔ اور ریاکاری کر کے دکھلاوے کی نیت ہو۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ اسی لیے پیغمبر علیہ السلام ایک دفعہ مدینہ میں کھڑے تھے۔ سامنے احد پہاڑ تھا بڑا وسیع وعریض بلند وبالا اور ٹھوس پہاڑ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ ان پہاڑوں سے سخت کوئی چیز ہے۔ فرمایا کہ ہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوہا ہے لوہا پہاڑوں کو توڑ دیتا ہے۔ اور ان پہاڑوں کو کھود دیتا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا لوہے سے سخت کوئی چیز ہے فرمایا کہ ہاں آگ ہے۔ جو لوہے کو پگھلا دیتی ہے اور موم کر دیتی ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا آگ سے سخت کوئی چیز ہے فرمایا کہ ہاں پانی ہے جو آگ کو بجھا دیتا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ پانی سے سخت کوئی چیز ہے فرمایا کہ ہاں ہوائیں ہیں۔ جو چلتی ہیں اور پانی کا رخ موڑ دیتی ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا ہواؤں سے سخت کوئی چیز ہے فرمایا کہ ہاں مومن کا وہ صدقہ جو وہ چھپا کر دے اتنا چھپا کر کہ اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو سکے کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ یہ صدقہ ہواؤں سے سخت، لوہے سے سخت، آگ سے سخت، پہاڑوں سے سخت ہے اللہ کے پاس پہنچتا ہے تو اللہ اس کو قبول کر لیتا ہے۔ میری ماؤں بہنوں کے سامنے صدقے کی حقیقت اور اہمیت واضح ہوگئی۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس معروف خطبہ میں جس میں آپ نے عورتوں کو بتایا کہ میں نے تم کو جہنم میں زیادہ دیکھا ہے آپ نے ساتھ ساتھ یہ وصیت بھی کی کہ

تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ مِنَ الْاستغفار.

کثرت سے صدقہ دو اور کثرت سے استغفار کرو۔ یہ دو راستے اپنا لو ان کو اختیار کر لو۔ یہ جنت کے حصول اور جہنم سے بچاؤ کے بڑے محکم راستے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل صالح کی توفیق دے تمام احوال و امور میں جو شریعت کا روشن پہلو ہے۔ وہ ہم کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ رب العزت ہمیں ہر معاملے میں کتاب و سنت کا دامن تھامے رکھنے کی توفیق دے۔

معاملہ خطرناک ہے، استغفار کرو:

رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو جہنم سے بچاؤ کے لیے دو طریقے بتائے:

② دوسرا فرمایا کہ

وَأَكْثِرْنَ مِنَ الْاِسْتِغْفَار.

کثرت سے استغفار کرو۔ اللہ کا ذکر کرو، اس کے بہت سے فائدے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر کسی کی زبان ذکر اللہ کی عادی بن جائے تو وہ زبان بہت سی آفتوں سے محفوظ ہو جاتی ہے۔ یہ غیبتیں یہ چغلیاں یہ بہتان درازیاں، یہ عیب جوئیاں یہ سب نیک عمل میں آڑے آتی ہیں۔ جب یہ زبان اللہ کے ذکر سے خالی ہو اور اللہ کے پیغمبر کی ایک حدیث میں نے پڑھی اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے عورتوں کو ذکر کرنے کی بہت وصیت کی ہے۔

ابوداؤد اور ترمذی میں صحیح حدیث ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کی ایک صحابیہ یسیرۃ رضی اللہ عنہا

وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ.

مہاجر عورتوں میں سے ہے۔ جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ سے مدینہ ہجرت کی۔ وہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ خواتین کے ایک گروہ کو خطاب کیا اور فرمایا:

عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّقْدِيسِ وَالتَّهْلِيلِ وَاعْقِدْنَ بِالْأَنَامِلِ فَإِنَّهُنَّ مَسْئُولَاتٌ مُسْتَنْطِقَاتٌ الخ.[1]

اے عورتو! تم کثرت سے تین کام کرو، (عَلَيْكُنَّ) لازم پکڑو (التَّسْبِيحَ) تسبیح بیان کرو، (والتَّقْدِيسَ) اور تقدیس بیان کرو، (والتَّهْلِيلَ) اور تہلیل بیان کرو، تسبیح اور تقدیس کیا ہے۔ سبحان اللہ کہنا اور اللہ کا ذکر کرنا۔

کثرت سے سبحان اللہ کہو اور تہلیل کہو تہلیل کا معنی لا الہ الا اللہ کہنا یہ اذکار کثرت سے کرو، بلکہ ان کو لازم پکڑو۔

تسبیح وتقدیس کیا ہے؟ اللہ رب العزت کی ذات وصفات کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کی ذات صفات ہر عیب سے پاک ہے ہر نقص سے پاک ہے۔ جب آپ رب العزت کی پاکیزگی بیان کریں گے، تو اللہ آپ کو پاک کر دے گا اللہ آپ کے عیب دور کر دے گا عیب چھپا دے گا۔ اس لیے پیغمبر علیہ السلام کا فرمان ہے۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے:

---

[1] سنن الترمذی کتاب الدعوات باب فی فضل التسبیح ٣٥٨٣۔ مصنف ابن ابی شیبہ ٧٦٥٦۔ صحیح ابن حبان ٨٤٢، المستدرك ٢٠٠٧۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کہ صبح و شام سو دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ کہنے والا اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے چاہے وہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔ ❶

شریعت سے تعلق جوڑو گے تو کتنی رحمتیں برسیں گیں۔ فرمایا کہ:

عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّقْدِيسِ وَالتَّهْلِيلِ.

تم تسبیح کو تقدیس کو لازم پکڑ لو، یہ آپ کا عورتوں کو خطاب ہے اور ساتھ ہی فرمایا:

وَاعْقِدْنَ بِالْأَنَامِلِ.

کہ تسبیح و تقدیس کو اپنی انگلیوں کے پوروں پر شمار کرو، جو دانوں کی تسبیح ہے اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ تسبیح سنت سے ثابت نہیں اور جو تقدس اس کو دیا جاتا ہے چوما جاتا ہے کبھی آنکھوں سے لگایا جاتا ہے۔ یہ سب کی سب بدعتیں ہیں بدترین بدعت ریا کاری کا منبع ہے ان تسبیحات سے دل میں ریا کاری آتی ہے کہ دنیا دیکھ رہی ہے کہ اللہ کا ذکر ہو رہا ہے:

وَاعْقِدْنَ بِالْأَنَامِلِ.

اے عورتو! تسبیح کے لیے جو اعداد ہیں یہ اپنی انگلیوں کے پوروں پر شمار کرو کسی کو دکھائی نہیں دے گا۔ ذکر بھی سری، شمار بھی خفیہ، ریا کاری سے بچو دکھلاوے سے بچو، نمود و نمائش سے بچو۔

اور ساتھ ہی آپ نے اس کی حکمت بھی بیان کر دی کہ پوروں پر شمار کیوں کرنا چاہیے:

فَإِنَّهُنَّ مَسْئُولَاتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ.

اس لیے کہ ان پوروں سے ان ہاتھوں سے قیامت کے دن سوال ہوگا، مستنطقات ان کو بلوایا جائے گا۔ اللہ زبانوں کو مہر لگا دے گا ہاتھوں سے کہے گا کہ تم بولو، اس کے ذریعے انہوں نے کیا کچھ کیا اگر ان پوروں پر اللہ کا ذکر ہوگا۔ تسبیح

❶ صحیح بخاری ٦٠٤٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وتقدیس ہوگی تہلیل ہوگی تو قیامت کے دن یہ گواہی دیں گے۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زبانوں پر مہر لگا دے گا اور ہاتھوں سے کہے گا کہ تم بولو، اگر ان ہاتھوں پر اللہ کا ذکر کیا گیا ہوگا تو قیامت کے دن یہ گواہی دیں گے لہٰذا ان کے تعلق سے اور اللہ کی رحمت سے غافل نہیں ہونا چاہیے تو حکم کیا ہے؟

عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّقْدِيسِ وَالتَّهْلِيلِ.

اگر اللہ رب العزت کا ذکر زبان پر ہوگا تو یہ اللہ کی رحمت کا باعث ہوگا اور ان مفاسد سے کفائت کا ذریعہ ہوگا جو عام طور پر ایک خاتون میں پیدا ہوتے ہیں اگر اٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرتے اللہ کے ذکر کے عادی بن جائیں تو یہ اللہ رب العزت کی بہت رحمت ہے، اور اس کا بہت بڑا فضل ہے کیونکہ اصل چیز جو بندے کو جہنم میں اوندھا کر کے پھینکنے والی ہے وہ زبان ہے۔

ذکر کی فضیلت:

لہٰذا زبانوں کی حفاظت کرو، اسی لیے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اللہ کا ذکر کروگی اور ذکر کے الفاظ اپنی انگلیوں کے پوروں پر شمار کروگی:

فَإِنَّهُنَّ مَسْئُولَاتٌ.

قیامت کے دن اللہ ان کو بلوائے گا اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا اللہ ان کی گواہی لے گا اگر یہ گواہی اللہ کے ذکر پر ہوگی تو وہ کامیابی کی اساس ہوگی، جو زبانیں ذکر کی عادی بن جاتی ہیں ان زبانوں پر منفی اشیاء نہیں آتیں۔ وہ زبانیں پاک ہو جاتی ہیں اسی لیے نبی ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ وصیت کی جب انہوں نے خادم کا سوال کیا کہ پانی ڈھو ڈھو کے تھک جاتی ہیں، کمر پر مشکیزے کے نشان پڑ گئے ہیں تھکاوٹ ہو جاتی ہے، ایک خادم مل جائے جو کم از کم پانی کی مشقت اپنے ذمہ لے لے تو میں راحت میں آ جاؤں نبی ﷺ کا کوئی خادم نہیں تھا۔ فرمایا کہ خادم تو نہیں لیکن تمہیں ایک چیز اور دیتا ہوں اللہ رب العزت اس کی برکت سے تمہاری ساری مشقتیں، ساری تکلیفیں اور ساری تھکاوٹیں دور کر دے گا۔ جب رات کو بستر پہ سونے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے جاؤ تو ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمدللہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو، ساری تھکاوٹیں دور ہو جائیں گی۔ ❶

اللہ کا ذکر اٹھتے، بیٹھتے، لیٹتے، سوتے، جاگتے کرو ساری تھکاوٹیں دور ہو جائیں گی، یہاں ایک بہت بڑا اعتقادی مسئلہ ہے، جن لوگوں نے نبیوں پر چودہ طبق روشن کر دیئے اور نبیوں کے معجزات کی دلیل پکڑ کر ان کو صاحب اختیار بنا دیا، انہیں یہ سوچنا چاہیے کہ اللہ کے پیغمبر یہ کہہ دیتے کہ تم کتنی بھولی ہو، میرے ہاتھوں سے تو پانی کے چشمے پھوٹتے ہیں، بعض اوقات پانی نہیں ہوتا تھا تو اللہ کے پیغمبر پانی کے برتن میں اپنی انگلیاں ڈبو دیتے تو پانی بہت بڑھ جاتا، ۱۵۰۰ صحابہ رضی اللہ عنہم نے وضو کر لیا، غسل کیا ان کی سواریاں سیراب ہو گئیں، ان کے جانور سیراب ہو گئے (یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا) میری تو انگلیوں سے پانی نکلتا ہے لوگ بھی پیتے ہیں جانور بھی پیتے ہیں اور میری بیٹی محروم ہے اور آپ نے کہہ دیا ہوتا کہ جب تمہیں پانی چاہیے ہو تو برتن لے کر میرے پاس آ جایا کرو میں اپنا ہاتھ ڈبو دیا کروں گا پانی نکل جائے گا۔

لیکن یہ نہیں کہا کیونکہ انبیاء کے پاس اپنا کوئی اختیار نہیں یہ جو کچھ ہے بس اللہ کی طرف سے ہے اگر اللہ چاہے گا تو ہوگا ورنہ نہیں اگر اللہ چاہے گا تو پیغمبر کے نکلے ہوئے پانی سے جانور سیراب ہوں گے اور اگر اللہ نہیں چاہے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی پیاسی ہے۔

نبیوں کو کوئی اختیار نہیں، انبیاء کے معجزات اپنے اختیار سے نہیں ہوتے، لیکن ان کا ظہور اللہ کے امر اور آرڈر سے ہوتا ہے۔

اللہ رب العزت بتانا چاہے تو بتا دے، معجزے کا اظہار چاہے تو فرما دے ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی طاقت نہیں۔ تو آپ نے اللہ کے ذکر کی نصیحت کی کہ اللہ کا ذکر

---

❶ بخاری کتاب فرض الخمس باب الدلیل علی ان الخمس لنوائب رسول اللہ ﷺ رقم ۳۱۱۳. مسلم ۲۷۲۷. ترمذی ۳٤۰۸. مسند البزار ٦۱۹. مسند احمد ۱۱٤٥. مسند الطیالسی ۹۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرو، سوتے وقت سبحان اللہ کہو، الحمدللہ کہو اور اللہ اکبر کہو، اللہ رب العزت یہ ساری مشقتیں، ساری تکلیفیں دور فرما دے گا۔ تو درحقیقت یہ ایک دعوت ہے کہ اپنے آپ کو جہنم سے بچا لیں۔

اب ان فرامین پر غور کرو، نبی ﷺ نے عورتوں کو بڑی وصیتیں فرمائیں ان وصیتوں سے ہم ان راستوں کا تعین کر سکتے ہیں جو راستے جہنم کا اسباب بنتے ہیں ان وصیتوں کو ان شاء اللہ ہم بیان کریں گے، اللہ رب العزت نجات کا راستہ عطا فرمائے کیونکہ یہ منزل بڑی ہیبت ناک ہے اور جب یہ دنیا ختم ہو گی آخرت کا جہاں شروع ہوگا، تو یہ بڑا ہولناک دن ہے اسے یوم عسیر کہا گیا، اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے پوری زندگی کے اعمال سامنے ہوں گے، اللہ تعالیٰ کے سوال، اللہ کی باز پرس، اللہ تعالیٰ کا پوچھنا، بڑا ہی مشکل اور کٹھن معاملہ ہے، ہم سب کے لیے ضروری ہے کہ ہم ان راہوں پر غور کریں ان اسباب کے بارے میں سوچیں اور ان پر عمل کریں جو آپ نے فرما دیئے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾

اپنے آپ کو جہنم سے بچا لو، اپنے اہل وعیال کو جہنم سے بچا لو، ان اسباب کو اختیار کرو، جو اللہ رب العزت کے عذاب سے بچاؤ کا سبب بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان راہوں کو اختیار کرنے کی توفیق دے جو دنیا و آخرت کی سعادت وفلاح اور نجات کا سبب بن سکتی ہیں۔ آمین!

شب قدر میں معافی اور عافیت مانگنا:

کثرت سے استغفار اور صدقہ، یہ دو چیزیں ان میں بڑی خیر و برکت ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ سے پوچھا اگر میں شب قدر کو پالوں تو اللہ سے کیا مانگوں یہ گھڑی بڑی مبارک گھڑی ہے اللہ رب العزت نے سال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بارہ مہینوں میں ماہ رمضان کا انتخاب کیا اور ماہ رمضان میں سے اس کے آخری عشرے کا اور آخری عشرے میں سے پانچ طاق راتوں کا اور ان طاق راتوں میں ایک رات کا جس کو شب قدر کہا۔ یہ کتنی عظیم رات ہے۔ سیدہ کائنات پوچھتی ہیں کہ یہ رات اگر مجھے مل جائے میں اسے پالوں تو اللہ سے کیا مانگوں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تَسْئَلِي اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ.

تو اللہ رب العزت سے دو چیزیں مانگنا ایک ''عفو'' اور دوسرا ''عافیت'' عفو کا معنی گناہوں سے بخشش، مغفرت اور استغفار کرنا حدیث میں فرمایا یوں کہنا:

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي. ❶

اے اللہ تو گناہوں کو معاف کرنے والا ہے، گناہوں کو معاف کر کے خوش ہونا یہ تیری خوبی ہے، تو مجھے معاف فرما۔ اللہ رب العزت کو اس کی صفتِ عفو کا وسطہ دو۔ اللہ رب العزت اس بندے سے ناراض ہو جاتا ہے۔ جو استغفار نہیں کرتا، محمد رسول اللہ ﷺ اعمال صالحہ کے مضبوط ترین پہاڑ تھے لیکن آپ فرماتے ہیں کہ میں روز سو ۱۰۰ مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ ❷

اللہ رب العزت کو اس کی صفت عفو کا واسطہ دے کر اس سے گناہوں کو بخشواؤ فرمایا کہ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) اگر تو شب قدر کو پالے تو، دو چیزیں مانگو حالانکہ بہت سی چیزیں ہیں مانگنے والی لیکن یہ دو چیزیں بڑی جامع ہیں۔ ایک عفو اور دوسرا عافیت، عفو گناہوں سے بخشش کہ گناہوں سے درگزر فرما دے گناہوں کو معاف فرما دے اور عافیت عطا فرما دے، عافیت ہر چیز میں جو بچاؤ ہے۔ جن چیزوں سے بچاؤ ضروری ہے، وہ عطا فرما دے خواہ وہ دنیا کی زندگی ہو، معیشت ہو، جان ہو، اولاد ہو مال ہو

❶ مستدرك حاكم ١٩٤٢، مسند احمد ٢٥٤٢٣، مسند الشهاب ١٤٧٤، ترمذی ٢٥١٣، ابن ماجه ٣٨٥٠.

❷ مسلم كتاب الذكر والدعا باب استجعاب الاستغفار رقم ٢٧٠٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تجارت ہو، ان تمام امور میں عافیت عطا فرما دے۔ مسند احمد میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ ایمان کے بعد سب سے مبارک اور سب سے پاکیزہ تحفہ انسانوں کے لیے عافیت ہے:

فإنّ النّاسَ لم يُعطَوا بعد اليقين شيئًا خيرًا من العافية. ❶

ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت عافیت کی نعمت ہے۔ ہر چیز میں عافیت کا پہلو موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کو مانگ لو۔ دنیا وآخرت تمام جہانوں کے لیے تمام امور کے لیے عافیت کی نعمت سب سے جامع نعمت ہے۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ رسول اکرم ﷺ کی یہ نصیحتیں جو آپ نے خواتین کو فرمائیں ان سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خواتین کے لیے نجات اور فلاح کا راستہ زبان کی عافیت ہے، یہ زبان جو زیادہ تر جہنم کی آگ میں اوندھا کر کے پھینکنے والی ہے اس کی عافیت، اس کی عافیت کیا ہے کہ جب یہ چلے تو اللہ کی اطاعت میں چلے، ہماری زبانیں نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث کی عادی ہو جائیں، اس حدیث کو اپنا لیں، اس حدیث کو اپنا اخلاق بنا لیں:

مَنْ كَانَ يُؤمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخرِ فَلْيَقُلْ خَيرًا أوْلِيَصْمُتْ. ❷

تم میں سے جو شخص اللہ کو مانتا ہے اور روزِ آخرت کو مانتا ہے، یا تو زبان سے کلمہ خیر کہے، یا پھر خاموش ہو جائے، وہ اپنی زبان کو بند کرے یہ عافیت کا راستہ ہے، کیونکہ زبان سے نکلے ہوئے کلمات لکھے جا رہے ہیں۔ اللہ رب العزت نے ایک ایک جملے کا نہیں بلکہ ایک ایک لفظ کا سوال کرنا ہے۔ زبان کے معاملہ میں ضروری ہے کہ اسے عدل کے نظام پر کھڑا کریں۔ اللہ کی رضا کے بول بولیں۔ اور اس زبان کے ذریعے اللہ کی نافرمانی نہ خریدیں۔ فرمایا کہ اے عائشہ! تم شب قدر میں عفو اور عافیت کا

---

❶ مسند احمد ۳۵، الاحادیث المختارہ ۶۸.

❷ بخاری کتاب الأدب باب یومن باللّٰہ والیوم الآخر رقم ۶۰۱۸. مسلم ۴۷، ابن حبان ۵۱۶، طبرانی اوسط ۳۰۵۸، مسند احمد ۶۶۲۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال کرنا، یہ دو نعمتیں دنیا اور آخرت کی تمام نعمتوں کے لیے جامع ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ہر روز رات کو سونے سے پہلے سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھا کرتے تھے، اور آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو یہ آخری دو آیتیں پڑھ لے، وہ اس کے لیے کافی ہو جائیں گی۔ اسے کفایت کر جائیں گی۔ کفایت کے بہت سے معنی ہیں۔ ایک معنی یہ بھی ہے کہ لوگ رات کو اٹھتے ہیں تہجد پڑھتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ دو آیتیں پڑھ کر سو جائے اور رات کو تہجد کے لیے نہ اٹھ سکے۔ تو یہ دو آیتیں تہجد سے کفایت کر جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ اسے وہ درجہ اور مقام دے گا، دو آیتوں میں خاص طور پر اللہ رب العزت سے جو دعا کی گئی ہے، وہ انہی دو چیزوں کی ہے، ایک عافیت اور دوسرا عفو:

﴿ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا ﴾ [البقرة : ۲۸۶]

اے اللہ! ہم پر وہ بوجھ نہ لادنا جس کو اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں۔ اور وہ تکلیفیں نہ دینا جو سابقہ قوموں کو دی گئیں۔ یہ عافیت کا راستہ طلب کیا جا رہا ہے۔ اور (واعف عنا) ہمیں معاف فرما دے ہمارے گناہوں کو معاف کر دے، یہ بڑی جامع دعائیں ہیں۔ جو اللہ کے پیغمبر رات کو سونے سے قبل مانگا کرتے تھے۔ جن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ نعمتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے رہنا چاہیے۔ پیغمبر علیہ السلام نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ وصیت فرمائی کہ اتنی قیمتی گھڑی اگر تمہیں مل جائے تو اللہ رب العزت سے عفو اور عافیت کا سوال کرنا۔ اور ساتھ ساتھ اللہ جو توفیق دے صدقہ دو۔

واقول قولی هذا استغفرالله لی ولکم واخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمین.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رمضان المبارک
کے چند ضروری احکام

إنَّ الْحَمْدَلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَ نَسْتَعِيْنُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ وَ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰه فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ.

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهِ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ [آل عمران : ١٠٢]

﴿ يَآ أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾ [النساء: ١]

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ [الاحزاب : ٧٠، ٧١]

امابعد! فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَ أَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَ شَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعوذ باللّٰه السميع العليم من الشيطان الرجيم من همزه و نفخه و نفثه

بسم اللّٰه الرحمن الرحيم.

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝﴾ [بقرہ: ۱۸۲]

① روزہ کی فرضیت کی ابتداء:

ماہِ رمضان کے روزے، رمضان کا مہینہ شروع ہوتے ہی فرض ہو جاتے ہیں۔ ماہِ رمضان کا شروع ہونا تین طریقوں سے معلوم ہوسکتا ہے:

پہلا طریقہ: رؤیتِ ہلال، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ [البقرة: ۱۸۵]

''تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہیے''۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

صُومُوا لِرُؤيَتِه. ❶

''یعنی چاند دیکھ کر روزہ رکھو''۔

چنانچہ جس شخص نے چاند دیکھ لیا، اس پر روزہ فرض ہو جائے گا۔

دوسرا طریقہ: چاند خود تو نہیں دیکھا، لیکن رؤیت ہلال کی شہادت یا خبر موصول ہو گئی، شہادت یا خبر دینے والا اگر عادل اور مکلف ہے تو اس کی شہادت یا خبر کفایت کر جائے گی، اس کی دلیل عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے، فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ لوگ چاند دیکھنے کے حوالے سے شک و شبہ کا شکار ہو گئے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے، تو رسول اللہ ﷺ

---

❶ صحیح بخاری کتاب الصوم باب قول النبیؐ اذا رأیتم الھلال فصوموا ۱۹۰۹۔ صحیح مسلم ۱۰۸۱۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نے خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا"۔ ❶

تیسرا طریقہ: ماہِ شعبان کے تیس دن پورے ہو جانا، اس کی صورت یہ ہے کہ شعبان کی انتیس تاریخ کو چاند نظر نہ آئے، خواہ بادل یا گرد وغبار، جو چاند دیکھنے میں رکاوٹ بنتے ہیں، ہوں یا نہ ہوں۔ اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے:

إِنَّمَا الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ يَوْمًا، فَلَا تَصُوْمُوا حَتّٰى تَرَوْهُ. وَلَا تُفْطِرُوا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ. ❷

"مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے، لہٰذا تم چاند دیکھے بغیر روزہ نہ رکھو، اور چاند دیکھے بغیر افطار نہ کرو، اگر بادل حائل ہو جائیں تو پھر شعبان کے تیس دن پورے کر لو"۔

واضح ہو کہ حدیث کے الفاظ "فاقدروا له" کا مندرجہ بالا معنی ہم نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سامنے رکھتے ہوئے کیا ہے۔ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں:

فَإِنْ غُمِّيَ عَلَيْكُمُ الشَّهْرُ، فَعُدُّوا ثَلَاثِيْنَ. ❸

"یعنی اگر بادل وغیرہ چھائے ہوں تو تیس کی گنتی پوری کرو"۔

واضح ہو کہ یوم الشک کا روزہ ناجائز ہے، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي شَكَّ فِيْهِ فَقَدْ عَصَىٰ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ. ❹

یعنی "جس شخص نے شک والے دن کا روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم ﷺ

---

❶ ابوداؤد کتاب الصوم باب فی شهادة الواحد علی رؤية هلال رمضان ۲۳۴۲. ابن حبان ۳۴۴۷. حاکم ۱۵۴۱. دارالقطنی ۲۱۲۷.

❷ صحیح بخاری کتاب الصوم باب قول النبیؐ اذا رأیتم الهلال ۱۹۰۷. صحیح مسلم ۲۴۹۹. یہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

❸ صحیح بخاری کتاب الصوم باب قول النبیؐ اذا رأیتم الهلال ۱۹۰۹.. صحیح مسلم ۲۵۱۶.

❹ اسے امام بخاری نے کتاب الصوم باب قول النبیؐ إذا رأیتم الهلال فصوموا میں معلقاً روایت فرمایا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی نافرمانی کی‘‘۔

اسی طرح رمضان سے ایک یا دو دن قبل روزہ رکھنا بھی جائز ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

لَا تَقَدَّمُوا صَوْمَ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ صَوْمٌ يَصُومُهُ رَجُلٌ فَلْيَصُمْ ذَلِكَ الْيَوْمَ. ❶

’’رمضان سے ایک یا دو دن روزہ نہ رکھو، الا یہ کہ ایسا دن ہو جس میں ایک شخص روزہ رکھتا رہتا ہے (مثلاً پیر یا جمعرات کا دن) تو وہ رکھ سکتا ہے‘‘۔

② روزہ کی ابتداء وانتہاء:

روزہ کی ابتداء، فجر ثانی جسے صبح صادق بھی کہا جاتا ہے کے طلوع ہوتے ہی فرض ہو جاتی ہے، فجر ثانی سے مراد افق سماوی میں پھیل جانے والی سفیدی ہے۔ جبکہ روزہ کی انتہاء، غروبِ آفتاب کے ساتھ ضروری ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ﴾ [البقرة : ۱۸۷]

’’اب تم ان سے مباشرت کرو اور اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی چیز کو تلاش کرو، اور تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے۔ پھر رات تک روزے کو پورا کرو‘‘۔

آیتِ کریمہ میں ’’**الخیط الابیض**‘‘ اور ’’**الخیط الاسود**‘‘ سے مراد صبح کے اُجالے کا، رات کی تاریکی سے اُجاگر ہونا ہے۔

③ روزہ کس پر فرض ہے؟

روزہ ہر اس شخص پر فرض ہے جس میں مندرجہ ذیل تین شرائط ہوں: ① مسلمان

❶ صحیح بخاری کتاب الصوم باب یقدم رمضان رقم ۱۹۱٤. صحیح مسلم ۱۰۸۲. مسند احمد ۷۷۲۲.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہو ② مکلّف ہو ③ روزہ رکھنے کی قدرت رکھتا ہو۔

کافر پر روزہ اس لیے فرض نہیں ہے کہ اس کے کفر کی وجہ سے اس کا کوئی عمل مقبول نہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴾ [الفرقان:۲۳]

''اورانہوں نے جو اعمال کیے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ ذروں کی طرح کر دیا''۔

البتہ اگر کافر شخص، رمضان کے مہینہ میں توبہ کر کے اسلام قبول کر لیتا ہے تو اس پر بقیہ دنوں کے روزے فرض ہوں گے، اور اس مہینہ کے بحالتِ کفر گزرے ہوئے روزوں کی قضاء لازم نہیں ہوگی۔

اسی طرح روزہ، مکلّف پر فرض ہے، چنانچہ وہ شخص جو جنون یا دیوانگی کے عارضہ میں مبتلا ہے اس پر روزہ فرض نہیں، ایک تو اس لیے کہ اس کی نیت نہیں، دوسرا اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی ایک حدیث میں مرفوع القلم قرار دیا ہے:

وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يَعْقِلَ.

بچے پر بھی روزہ فرض نہیں ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بچے کو بھی مرفوع القلم قرار دیا ہے:

وعَنِ الصَّبِي حَتّٰى يَحْتَلِمَ. ❶

البتہ اگر بچہ سن تمیز وشعور کو پہنچتا ہے تو اس کا روزہ صحیح قرار پائے گا اور نفل ہوگا، بچے کے والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کو روزہ رکھوایا کریں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے چھوٹے بچوں کو روزہ رکھوایا کرتے تھے۔

مریض اور مسافر پر اداء روزہ فرض نہیں ہے، لیکن جب مرض یا سفر کا عذر ختم ہو جائے گا تو روزہ رکھیں گے، اور چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء کریں گے، اللہ پاک

❶ سنن ابی داؤد كتاب الحدود باب في المجنون يسرق رقم ٤٤٠٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا فرمان ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ [البقرة:١٨٤]

''ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرنی چاہیے''۔

واضح ہو کہ روزہ کی فرضیت کا حکم، مقیم، مسافر، صحت مند، مریض، حائضہ، نفاس والی عورت، اور ان دونوں چیزوں سے پاک عورت اور بے ہوش سب کو شامل ہے، روزہ کی فرضیت ان سب کے ذمہ قائم ہے، اور یہ سب روزہ کی فرضیت کے مخاطب ہیں، ان سب کو اپنے ذمہ روزہ کے وجوب کا عقیدہ رکھنا چاہیے، البتہ یہ سب فرضیتِ روزہ کے باعتبار اداء یا قضاء مختلف حکم رکھتے ہیں:

کچھ تو وہ ہیں جن پر رمضان کے مہینہ میں روزہ فرض ہوتا ہے، ان میں صحت مند، مقیم اور حیض ونفاس سے پاک عورت شامل ہیں۔

کچھ وہ ہیں جو صرف روزہ کی قضاء پر مکلّف و مامور ہوں ان میں حیض اور نفاس والی عورتیں شامل ہیں۔ نیز وہ مریض بھی جو بوجہ مرض رمضان میں روزہ کی قدرت نہیں رکھتے لیکن بعد میں مرض کے زائل ہونے پر روزہ قضاء کر سکتے ہیں۔

اور کچھ وہ لوگ ہیں جنہیں روزہ رکھنے یا چھوڑنے دونوں میں سے کسی ایک چیز کا اختیار دیا گیا ہے، ان میں مسافر اور وہ مریض شامل ہے جو بلا خوفِ ہلاکت روزہ رکھ سکتا ہے۔ حیض و نفاس والی عورت کے لیے روزہ کی قضاء کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے:

وَتَمْكُثُ اللَّيَالِي مَا تُصَلِّي وَتُفْطِرُ فِي رَمَضَانَ. ❶

''یعنی تم عورتیں کئی دن، نماز نہیں پڑھتیں اور رمضان میں بھی افطار کرتی ہو''۔

(دنوں سے مراد، حیض ونفاس کے دن ہیں) نیز عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كُنَّا نَحِيْضُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ

❶ صحيح مسلم كتاب الايمان باب بيان نقصان الايمان رقم ٨٠، بخاری رقم ٢٠٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِقَضَاءِ الصَّلَاۃِ. ❶

''ہمیں نبی ﷺ کے دور میں جب حیض آتا تو روزے قضاء کا حکم دیا جاتا اور نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیا جاتا تھا''۔

شیخ کبیر یعنی بہت ہی زیادہ بوڑھے کے لیے ترک صوم اور صوم کی جگہ فدیہ کی رخصت وارد ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ﴾ [البقرة: ١٨٤]

''اور اس کی (ناقابل برداشت مشقت سے) طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں''۔

اگر کسی شخص نے کسی عذر کی بناء پر روزہ نہ رکھا ہو، پھر روزہ کے دوران دن ہی میں وہ عذر ختم ہو گیا ہو تو وہ شخص بقیہ دن امساک کرے گا یعنی کچھ بھی نہیں کھائے پیئے گا اور اس روزہ کی قضاء واجب ہوگی۔ اس کی مثال اس مسافر سے دی جا سکتی ہے جو سفر کے عذر کی بناء پر روزہ نہیں رکھتا، پھر اسی دن واپس لوٹ بھی آتا ہے، تو وہ بقیہ دن کھانے پینے سے پرہیز کرے گا اور اس روزہ کی قضاء دے گا۔ یہی حکم حیض اور نفاس والی عورت کا ہے، اگر وہ دن میں حیض یا نفاس سے پاک ہو جاتی ہیں، اسی طرح اگر دن کے وقت کافر اسلام قبول کر لے، یا مجنون ہوش میں آجائے، یا بچہ بالغ ہو جائے، تو یہ سب بقیہ دن کا امساک کریں گے اور اس دن کے روزہ کی قضاء کریں گے۔

④ روزہ کی نیت:

ہر عمل کی نیت فرض ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى. ❷

''تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور انسان کو اس کے عمل سے وہی کچھ

❶ صحیح مسلم کتاب الحیض باب وجوب قضاء الصوم رقم ۳۳۵۔ جامع ترمذی ۷۸۷۔ مسند احمد ۲۰۵٤۲۔

❷ صحیح بخاری کتاب بدء الوحی رقم ۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاصل ہوگا، جو وہ نیت کرے گا۔"

﴿ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ﴾ [البینۃ: ٥]

"انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لیے دین کو خالص رکھیں"۔

رمضان کے روزہ کے لیے، رات کو سونے سے قبل نیت کرنا ضروری ہے، اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث ہے:

مَنْ لَّمْ يُجْمِعِ النِّيَّةَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلا صِيَامَ لَهُ. ❶

"جو شخص فجر سے قبل روزہ کی نیت نہ کرے اس کا روزہ صحیح نہیں"۔

البتہ نفلی روزہ کی نیت دن میں بھی کی جا سکتی ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ ایک دن صبح کے وقت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور پوچھا: آپ کے پاس کھانے کو کوئی چیز ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر ہمارا روزہ ہے۔ ❷

⑤ احکام سحر وافطار:

شریعت میں سحری کے کھانے کی ترغیب وارد ہے، اور اسے بابرکت کھانا قرار دیا گیا ہے:

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ (تَسَحَّرُوْا فَإِنَّ فِي السُّحُوْرِ بَرَكَةً). ❸

---

❶ ابو داؤد کتاب الصوم باب النیة فی الصیام رقم ٢٤٥٤. ترمذی ٧٣٠. نسائی ٢٣٣١.

❷ صحیح مسلم کتاب الصیام باب جواز صوم النافلہ بنیة من النهار قبل الزوال رقم ١١٥٤. مسند احمد ٢٥٢٠٣. ابو داؤد ٢٤٥٥.

❸ صحیح بخاری کتاب الصوم باب برکة السحور من غیر ایجاب رقم ٢٩٢٣. صحیح مسلم ٢٥٤٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سحری کیا کرو، کیونکہ سحری میں برکت ہے''۔

سحری کی فضیلت، ترغیب اور تاکید اس حدیث سے بھی واضح ہوتی ہے:

تَسَحَّرُوا وَلَوْ بِجُرْعَةِ مَاءٍ. ❶

یعنی ''سحری کرو، خواہ ایک گھونٹ پانی پی کر''۔

تاخیر سحور:

شریعت نے سحری میں تاخیر کی ترغیب دلائی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تاخیر سے سحری کیا کرتے تھے، حدیث میں آتا ہے، رسول اللہ ﷺ کی سحری اور اذانِ فجر کے درمیان پچاس آیات کی مقدار کا وقفہ ہوتا تھا۔ بعض لوگ پوری رات جاگتے ہیں اور پھر جلدی سحری کر کے سو جاتے ہیں، اس طرح یہ لوگ بہت سے گناہوں کا ارتکاب کر ڈالتے ہیں:

① انہوں نے سحری کا کھانا وقت مشروع و مسنون سے قبل تناول کر لیا۔

② وہ نماز فجر جماعت کے ساتھ نہیں ادا کر پاتے۔ اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے فریضہ کے ترک کے مرتکب ہوتے ہیں۔

③ بعض اوقات وہ نمازِ فجر تاخیر سے ادا کرتے ہیں، بلکہ بعض لوگ تو سورج کے طلوع ہونے کے بعد نماز پڑھتے ہیں، جو کہ بہت بڑا جرم اور شدید ترین معصیت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾ [الماعون: ٤،٥]

''ان نمازیوں کے لیے افسوس (اور ویل نامی جہنم کی جگہ) ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں''۔

اگر کوئی شخص تاخیر سے بیدار ہو اور اسے جنابت کا عارضہ بھی لاحق ہو، تو وہ پہلے سحری

---

❶ ابن حبان۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کی صحیح الترغیب والترہیب ١٠٧١۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کھا کر روزہ رکھ لے، غسل جنابت، طلوع فجر کے بعد بھی کیا جا سکتا ہے۔

اگر کوئی شخص طلوع فجر کے بعد بیدار ہوا تو وہ کھانا یا پانی استعمال نہیں کر سکتا، البتہ اگر کھانا کھانے کے دوران، اذانِ فجر شروع ہو جائے تو وہ اپنا کھانا پورا کر سکتا ہے، اس کی دلیل ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے:

إِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ فَلَا يَضَعْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ. ❶

یعنی "جب تم میں سے کوئی فجر کی اذان سن لے، اور کھانے کا برتن اس کے ہاتھ میں ہو (یعنی وہ کھانا کھا رہا ہو) تو وہ اس برتن کو اس وقت تک نہ چھوڑے جب تک اپنی کھانے کی حاجت پوری نہ کر لے"۔

یہ حدیث ان لوگوں کا رد ہے جو سحری کھاتے ہوئے فجر کی اذان سنتے ہیں تو فوراً کھانے کے برتن سے الگ ہو جاتے ہیں، بلکہ منہ میں موجود نوالے کو بھی اگل دیتے ہیں اور پانی کے گھونٹ کی کلی کر دیتے ہیں۔

سحری میں کھجور کا استعمال بھی بہترین کھانا قرار دیا گیا ہے، چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نِعْمَ سُحُورُ الْمُؤْمِنِ التَّمْرُ. ❷

یعنی "مؤمن کی بہترین سحری کھجور ہے"۔

تعجیل افطار:

روزہ کے افطار کا وقت غروبِ آفتاب ہے، غروبِ آفتاب اس کے ذاتی مشاہدہ سے، یا پھر کسی ثقہ آدمی کی خبر سے (مثلاً مؤذن کی اذان سے) حاصل ہو جاتا

---

❶ ابوداؤد کتاب الصوم باب فی الرجل یسمع النداء والاناء فی یدہ رقم ۲۳۵۰۔ مسند احمد ۲ ۔ ۵۱۰۔ ❷ ابوداؤد کتاب الصوم باب من سمی السحور الغداء رقم ۲۳۴۵۔ ابن حبان ۳۴۷۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ غروب آفتاب کے فوراً بعد روزہ افطار کرنا مستحب ہے، تاخیر چاہے وہ ایک دو منٹ ہی کی کیوں نہ ہو (جیسا کہ بعض لوگ بر سبیل احتیاط کرتے ہیں) جائز نہیں کیونکہ یہ تاخیر رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے خلاف ہے:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الفِطْرَ۔ ❶

''سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ اس وقت تک خیر پر قائم رہیں گے، جب تک روزہ کے افطار میں جلدی کرتے رہیں گے''۔

اس کے علاوہ ایک حدیث قدسی میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّ أَحَبَّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعْجَلُهُم فِطْرًا۔ ❷

یعنی ''بے شک میرے نزدیک سب سے محبوب میرے وہ بندے ہیں جو روزہ افطار کرنے میں سب سے زیادہ جلدی کرتے ہیں (یعنی سورج غروب ہوتے ہی)''۔

تازہ اور تر کھجور سے روزہ افطار کرنا سنت ہے، اگر وہ میسر نہ ہو تو خشک کھجور (چھوہارہ) سے، اور اگر وہ بھی میسر نہ ہو تو پانی کے چند گھونٹ لے لیے جائیں۔
...س رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''نبی ﷺ تازہ کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے، اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو عام یا خشک کھجوروں سے اور اگر وہ بھی نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی ...لیا کرتے''۔ ❸

---

❶ صحیح بخاری کتاب الصوم باب تعجیل الافطار رقم ۱۹۵۷۔ صحیح مسلم: ۲۵۴...۔ ❷ جامع ترمذی کتاب الصوم باب ماجآء فی تعجیل الافطار رقم ٦٩٩۔
❸ ترمذی کتاب الصوم باب ماجآء مایستحب علیہ الإفطار رقم ٦٩٤۔ مسند احمد ۲۱٦۱۲۔ ابوداؤد ۲۳٥٦۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بھول کر افطاری:

اگر ایک شخص یہ سمجھتے ہوئے کہ سورج غروب ہو چکا ہے روزہ افطار کر لے، پھر پتا چلا کہ سورج ابھی غروب نہیں ہوا، تو اس پر کوئی قضاء نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَٰكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ ﴾

[الاحزاب: ۵]

"تم سے بھول چوک میں جو کچھ ہو جائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں، البتہ گناہ وہ ہے جس کا تم ارادہ دل سے کرو"۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے غلطی سے قبل از وقت روزہ افطار کر لیا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں روزہ قضاء کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔

افطاری اور نماز مغرب:

یہاں ایک مسئلہ کی وضاحت ضروری ہے، کچھ لوگ افطار کے دستر خوان پر مسلسل کھاتے رہتے ہیں، حتیٰ کہ رات کا کھانا بھی کھا لیتے ہیں، اور مسجد میں مغرب کی باجماعت نماز تک چھوڑ دیتے ہیں، یہ لوگ بہت بڑی غلطی کے مرتکب ہیں، چنانچہ مسجد اور جماعت کی نماز کو چھوڑ کر ثوابِ عظیم سے محرومی اور مختلف سزاؤں اور وعیدوں کا نشانہ بن جاتے ہیں۔ امر مشروع یہ ہے کہ پہلے روزہ افطار کر لیا جائے، پھر نماز مغرب ادا کی جائے، پھر رات کا کھانا تناول کیا جائے۔

افطاری اور دعاء:

افطار کے وقت دعائیں کرنا مستحب ہے، یہ قبولیت کا وقت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

إِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهِ دَعْوَةً مَا تُرَدُّ. (1)

---

(1) ابن ماجه كتاب الصيام باب في الصائم لاترد دعوته رقم ۱۷۵۳، بروایت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی ''روزہ دار کی افطار کے وقت کی دعائیں، رد نہیں کی جاتیں''۔

افطاری کی دعا:

افطار کے وقت یہ دعا پڑھنا مسنون ہے:

ذَهَبَ الظَّمَأُ، وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ، وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ ❶

یعنی ''پیاس ختم ہوئی، اور رگیں تر ہوگئیں، اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اجر بھی ثابت ہوگیا''۔

⑥ روزہ کو فاسد کرنے والے امور:

ایسے بہت سے امور ہیں جن سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے، روزہ دار کے لیے ان کی معرفت ضروری ہے، تاکہ وہ ان سے اجتناب کر سکے اور اپنے روزہ کو فاسد ہونے سے بچا سکے۔ یہ امور مندرجہ ذیل ہیں:

① **جماع**: روزہ دار کے بحالتِ روزہ جماع کرنے سے اس کا روزہ باطل ہو جائے گا دریں صورت اس روزہ کی قضاء واجب ہوگی، قضاء کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی۔ کفارہ ایک غلام آزاد کرنا ہے، اگر غلام یا اس کی قیمت کی طاقت نہ ہو تو دو ماہ کے مسلسل اور متواتر روزے رکھنے ہوں گے، اگر کسی عذرِ شرعی کی بناء پر روزوں کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا، جس کی صورت یہ ہے کہ ہر مسکین کو آدھا صاع (تقریباً سوا کلو) اپنے شہر کا معروف ومتداول کھانا کھلائے۔ جس عورت کے ساتھ جماع کیا ہے اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو جس نے اپنی بیوی سے بحالتِ روزہ جماع کرلیا تھا، کفارہ کا حکم دیا تھا، اس کی بیوی کو یہ حکم نہیں دیا تھا۔

② **انزالِ منی**: یعنی جماع کے علاوہ کسی طریقے سے مثلاً بوسہ لینے، عورت کو چھو لینے، عورت کی طرف تکرارِ نظر وغیرہ سے اگر منی خارج ہوئی تو روزہ فاسد ہو جائے گا،

---

❶ ابوداؤد: کتاب الصوم باب القول عند الافطار رقم ۲۳۵۷۔ بروایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دریں صورت روزہ کی قضاء فرض ہوگی، کفارہ نہیں ہوگا، کیونکہ کفارہ جماع کے ساتھ مخصوص ہے۔ البتہ اگر سوئے ہوئے شخص کو احتلام کے ذریعے انزال ہو جائے تو اس کا روزہ صحیح ہے، کیونکہ یہ انزال اس کے اختیار کے بغیر ہوا ہے، لیکن غسل جنابت واجب ہوگا۔

③ **قصداً کھانا پینا**: جان بوجھ کر کھانے یا پینے سے بھی روزہ فاسد ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ﴾ [البقرة: ١٨٧]

''تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے۔ پھر رات تک روزے کو پورا کرو''۔

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ تبین فجر کے بعد کھانا پینا ناجائز ہے۔ واضح ہو کہ بھول کر کھانے یا پینے سے روزہ پر کوئی اثر واقع نہیں ہوتا، وہ روزہ صحیح متصور ہوگا، اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے:

مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ وَشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ. بخاری کے الفاظ یہ ہیں: مَنْ أَكَلَ نَاسِيًا وَهُوَ صَائِمٌ. ❶

''جس روزہ دار نے بھولے سے کھا پی لیا، وہ اپنا روزہ پورا کر لے، کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے''۔

④ **قے کرنا**: جان بوجھ کر قے کرنے سے بھی روزہ فاسد ہو جائے گا۔ قے کی صورت یہ ہے کہ معدہ میں موجود کھانے یا پانی کو عمداً منہ کے راستہ سے خارج کیا جائے، اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

---

❶ صحیح بخاری كتاب الايمان والنذور باب اذا حنث ناسيا في الايمان رقم ٦٦٦٩. صحيح مسلم ٢٧٠٩. متن والے الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنِ اسْتَقَاءَ عَمْدًا فَلْيَقْضِ.❶

یعنی "جان بوجھ کر قے کرنے والا اپنا روزہ قضاء کرے"۔

البتہ خود بخود قے ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے:

مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ.❷

"جسے غلبہ قے کی بناء پر خود بخود قے آجائے اس پر کوئی قضاء نہیں"۔

⑤ **سینگی لگوانا**: حجامت یعنی سینگی یا فصد وغیرہ کے عمل سے خون نکلوانے سے بھی روزہ فاسد ہوجاتا ہے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

أفطر الحَاجِمُ وَالْمَحْجُوم.❸

یعنی "سینگی لگانے والا اور جسے لگائی جارہی ہے، دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا"۔

واضح ہو کہ اس حکم کا انطباق اس شخص پر بھی ہوگا جو عطیہ دینے کے لیے اپنے جسم سے خون نکلوائے۔ البتہ لیبارٹری میں کسی چیک اپ کے لیے تھوڑا سا خون دینے میں کوئی مضائقہ نہیں، اسی طرح اگر اپنے اختیار کے بغیر خون نکلا (مثلاً: نکسیر سے، زخم سے یا دانت نکلوانے سے) تو بھی روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

⑥ **انجکشن لگوانا**: حلق کی بجائے ورید (گلے کی رگ) سے غذا پیٹ میں پہنچانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اسی طرح خون دینے سے بھی، نیز طاقت کے انجکشن سے بھی، کیونکہ یہ دونوں چیزیں غذا اور طعام کے حکم میں ہیں۔

انجکشن اگر طاقت کا نہ ہو تو بھی بربناء احتیاط، اس کے لگانے سے گریز کرنا چاہیے، تاکہ اس کا روزہ کسی شک وشبہ کے بغیر صحیح رہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

---

❶ مسند احمد ۱۰۰۸۵۔ ابوداؤد ۲۳۸۰۔ ترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فیمن استقاء رقم ۷۲۰۔ ❷ حدیث سابق کی تخریج ملاحظہ ہو۔

❸ مسند احمد ۱۶۶۶۳۔ ابوداؤد کتاب الصوم باب فی الصائم یحتجم ۲۳۶۹۔ سنن دارمی ۱۷۳۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَى مَالَا يُرِيبُكَ. ❶

یعنی ''شک میں ڈالنے والی چیز کو چھوڑ کر ایسی چیز اختیار کر لو جو شک سے پاک ہو''۔

چنانچہ روزہ دار کو اگر انجکشن کی ضرورت ہو تو اسے رات تک کے لیے مؤخر کر دے، اور اگر مرض کی شدت غالب ہو تو شریعت نے قضاء کی رخصت عطا فرمائی ہے، اس سے فائدہ اٹھائے۔

روزہ دار آنکھوں یا کانوں یا ناک میں ایسی دوا ڈالنے سے بھی گریز کرے، جس کے حلق میں اترنے کا اندیشہ ہو، اسی طرح بحالتِ روزہ، دورانِ وضوء، کلی کرتے اور ناک میں پانی ڈالتے ہوئے مبالغہ سے کام نہ لے، کیونکہ اس سے پانی کے پیٹ میں داخل ہونے کا احتمال رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

وَبَالِغْ فِي الاسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا. ❷

یعنی ''ناک میں پانی چڑھاتے ہوئے خوب مبالغہ کرو، الا یہ کہ تم روزہ سے ہو''۔

بحالتِ روزہ، تھوک نگلنے، تیل لگانے، غسل کرنے، بخور لینے یا خوشبو سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اس کے علاوہ عورت کھانا چکھ سکتی ہے، بشرطیکہ کھانا حلق سے نیچے نہ اترے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے جواز پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔

⑦ **مسواک کرنا**: مسواک، روزہ پر اثر انداز نہیں ہوتی، بلکہ بحالتِ روزہ، دن کے اول یا آخر کسی بھی حصہ میں مسواک مستحب اور مرغوب فیہ ہے۔ اُڑتا ہوا گرد وغبار یا مکھی اگر حلق میں داخل ہوتے ہیں، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

⑧ **غیبت کرنا**: روزہ دار، جھوٹ، غیبت، چغلی اور گالی گلوچ سے مکمل اجتناب

---

❶ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے، سنن ترمذی کتاب صفة القيامة، رقم ۲۵۱۸.

❷ ترمذی کتاب الصوم باب ماجاء في قضاء الحائض الصيام رقم [illegible] ابوداؤد [illegible] نسائی ۸۷، بروایت لقیط بن صبرة رضی اللہ عنہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے، یہ معاملہ اگرچہ بہت مشکل ہے، کیونکہ بعض لوگوں پر کھانا پینا چھوڑنا آسان ہے، لیکن زبان سے غیبت، چغلی، بہتان طرازی اور گالی گلوچ وغیرہ چھوڑنا انتہائی مشکل ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور بحالتِ روزہ اپنے اوقات کو ذکر اللہ، نوافل اور تلاوتِ قرآن میں صرف کرے۔ سلف صالحین روزہ کی حالت میں اپنا بیشتر وقت مساجد میں گزارا کرتے تھے، اور کہا کرتے تھے: ہم مساجد میں بیٹھے رہیں گے اور ہر قسم کی غیبت سے بچے رہیں گے، تا کہ ہمارا روزہ محفوظ رہے (لیکن ان لوگوں کا کردار انتہائی بھیانک اور ظالمانہ ہے جو روزہ رکھنے اور مساجد میں بیٹھنے کے باوجود غیبت سے باز نہیں آتے، بلکہ بعض لوگ تو اس سے بھی بڑھ کر بحالتِ اعتکاف بھی غیبت سے نہیں چوکتے)۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ، فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ. [1]

''جو شخص روزہ کی حالت میں، قول زور اور عمل زور نہیں چھوڑتا، اس کے بھوکا اور پیاسا رہنے کی اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:

الصَّائِمُ فِي عِبَادَةٍ مَالَمْ يَغْتَبْ مُسْلِمًا أَوْ يُؤْذِهِ. [2]

یعنی ''روزہ دار مسلسل حالت عبادت میں ہے، جب تک کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے یا اسے تکلیف نہ پہنچائے''۔

سوچنے کا مقام ہے کہ کھانا، پینا اور جماع کرنا ایسے امور ہیں جو روزہ سے قبل حلال اور مباح تھے لیکن بحالتِ روزہ ان میں سے کوئی بھی کام کرنے سے روزہ

---

[1] صحيح بخاري كتاب الصوم باب من لم يدع قول الزور رقم ۱۹۰۳. بروایت ابو هریره رضی اللہ عنہ.

[2] اسے دیلمی نے مسند الفردوس میں مرفوعاً روایت کیا ہے لیکن ابن ابی شیبہ نے اسے ابوالعالیہ کا قول قرار دیا ہے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ ۸۸۸۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فاسد ہو جاتا ہے، مگر غیبت، چغلی، دروغ گوئی اور گالی گلوچ تو روزہ سے قبل بھی حرام تھے، روزہ رکھنے کے بعد یہ کیسے قابل برداشت ہو سکتے ہیں؟ افسوس صد افسوس! لوگ کھانے پینے اور جماع کرنے جیسے مباح امور تو چھوڑ دیتے ہیں لیکن لوگوں کی عزتوں سے کھیلنا جو ہر حال میں قطعی حرام ہیں اور روزہ کی حالت میں شدت کے ساتھ حرام ہیں، نہیں چھوڑتے۔ (فإنّا للّٰہ وإنّا إلیہِ راجعون)

⑦ روزہ کی قضاء کے چند احکام:

رمضان میں روزہ نہ رکھنے کے مختلف اسباب ہیں، کچھ اسباب شرعی ہیں، جیسے سفر یا مرض وغیرہ، اور کچھ اسباب غیر شرعی ہیں، جیسے جماع سے روزہ باطل کر لینا۔ روزہ چھوڑنے کا کوئی بھی سبب ہو، قضاء واجب ہے۔ روزہ کی قضاء میں جلدی کرنی چاہیے، اگر جلدی نہ کر سکے تو روزہ رکھنے کا عزم بہرحال قائم رہنا چاہیے، روزہ کی قضاء میں تاخیر جائز ہے، کیونکہ قضاء کا وقت تنگ نہیں بلکہ وسیع ہے۔ اسی طرح قضاء روزے، پے در پے رکھنا مستحب ہے، لیکن وقفوں سے رکھنا بھی جائز ہے۔ روزوں کی قضاء میں اس قدر تاخیر جائز نہیں کہ اگلا رمضان داخل ہو جائے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''میرے ذمہ رمضان کے قضاء روزے ہوا کرتے تھے، میں انہیں رسول اللہ ﷺ کی موجودگی کی وجہ سے اگلے رمضان سے قبل شعبان کے مہینہ میں رکھ پاتی تھی''۔ ❶

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ روزوں کی قضاء کا وقت تنگ نہیں بلکہ وسیع ہے، اتنے وسیع وقت کے باوجود اگر کوئی شخص روزے قضاء نہ کر سکا، حتیٰ کہ دوسرا رمضان شروع ہو گیا، تو وہ شخص شروع ہونے والے اس رمضان کے روزے رکھے گا، رمضان گزرنے کے بعد پچھلے رمضان کے روزے قضاء کرے گا۔

---

❶ صحیح بخاری کتاب الصوم باب متی یقضی قضاء رمضان رقم ۱۹۵۰. صحیح مسلم ۲۶۸۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب یہاں دو صورتیں بنتی ہیں:

① اس کے روزے قضاء کرنے میں حاصل ہونے والی تاخیر اگر کسی شرعی عذر کے بناء پر تھی، تو اس صورت میں صرف قضاء فرض ہے۔

② اور اگر وہ تاخیر بلا عذر شرعی تھی تو پھر قضاء کے ساتھ ساتھ، ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو نصف صاع کھانا کھلانا بھی ضروری ہوگا۔

⑧ بہت زیادہ بوڑھوں اور ناقابل شفاء بیماروں کا بیان:

اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر روزہ فرض فرمایا ہے، چنانچہ بعض مسلمانوں پر تو رمضان کے مہینہ میں اداء فرض ہے، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں کوئی عذر (مثلاً: سفر یا مرض وغیرہ) حاصل نہیں۔ بعض مسلمانوں پر اداء تو نہیں لیکن قضاء فرض ہے، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں رمضان میں سفر یا مرض وغیرہ کا عذر حاصل ہے، ان لوگوں پر رمضان کے بعد روزوں کی قضاء فرض ہوگی۔

تیسری قسم ان لوگوں کی ہے، جو نہ تو رمضان میں اداء روزہ رکھنے کی قدرت رکھتے ہیں، نہ رمضان کے بعد قضاء کرنے کی طاقت رکھتے ہیں، اس زمرہ میں انتہائی بوڑھے لوگ شامل ہیں، نیز وہ بیمار بھی جن کے شفایاب ہونے کی کوئی امید نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے لوگوں پر تخفیف فرمائی ہے، اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو نصف صاع کھانا کھلانا مشروع قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ [البقرة: ٢٨٦]

''اللہ تعالیٰ نہیں تکلیف دیتا کسی نفس کو، مگر اس کی طاقت کے مطابق''۔

نیز فرمایا:

﴿وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ [البقرة: ١٨٤]

''اور اس کی (ناقابل برداشت مشقت سے) طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں''۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس آیتِ کریمہ میں انتہائی بوڑھے مرد اور عورت کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذکر ہے، جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتے چنانچہ وہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔ ❶

وہ مریض جس کے شفایاب ہونے کی امید نہیں ہوتی، اس کا حکم بھی انتہائی بوڑھے مرد وعورت والا حکم ہے (یعنی ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلانا)۔

حاملہ اور مرضعہ (دودھ پلانے والی) کے بارہ میں علامہ ابن القیم "زاد المعاد" (۲/۲۹) میں فرماتے ہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اس حاملہ اور مرضعہ کہ جنہیں اپنے بچوں کے نقصان کا خدشہ لاحق ہے کے بارہ میں یہ فتویٰ دیتے تھے کہ وہ افطار کرلے اور ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے (یہ کھانا کھلانا رمضان میں اداء روزہ نہ رکھ سکنے کی بناء پر ہے) اور ان روزوں کی قضا واجب ہوگی۔

⑨ مسائل اعتکاف:

اعتکاف ایک مشروع اور مسنون عبادت ہے:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَّمَضَان. ❷

"عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے"۔

احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوری زندگی، ماہِ رمضان میں اعتکاف فرمایا، چنانچہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، حتی کہ آپ وفات پاگئے، پھر آپ کے بعد امہات المؤمنین نے اعتکاف

---

❶ صحیح بخاری کتاب تفسیر القرآن باب قوله ایاما معدودات...رقم ۴۵۰۵۔

❷ صحیح بخاری کتاب الاعتکاف باب الاعتکاف فی العشر الأواخر رقم ۲۰۲۵۔ صحیح مسلم ۱۱۷۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا''۔ ❶

اعتکاف، مسجد کی عبادت ہے، اور ہر مسجد میں ہوسکتا ہے، لقولہ تعالیٰ:

﴿ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ ﴾ [البقرة: ١٨٧]

عورت بھی مسجد ہی میں اعتکاف کرے، کیونکہ امہات المومنین مسجد ہی میں اعتکاف کیا کرتی تھیں۔ ❷

رسول اللہ ﷺ اعتکاف کے لیے مسجد کی کسی متعین جگہ کو منتخب فرمایا کرتے تھے۔ چادروں کی آڑ میں بیٹھنا بھی مسنون ہے۔ دورانِ اعتکاف مسجد سے باہر نکلنا ناجائز ہے، البتہ قضاءِ حاجت کے لیے جانا ثابت ہے، رسول اللہ ﷺ کی بیوی صفیہ رضی اللہ عنہا دورانِ اعتکاف آپ سے ملنے آئیں تو آپ نے انہیں مسجد سے باہر آ کر الوداع کہا، اس کے علاوہ آپ ﷺ اپنا سر مبارک باہر نکالا کرتے تھے اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کے سر پر کنگھی کیا کرتی تھیں۔ اگر کسی عذر کے تحت اعتکاف ختم کرنا پڑے تو جائز ہے، لیکن اس کی قضا دینا پڑے گی۔

مُعْتَكِفْ (اعتکاف کرنے والے) اپنے مُعْتَكَفْ (اعتکاف کے لیے مخصوص جگہ) میں اکیسویں روزے (جو عشرۂ اخیر کا پہلا دن ہے) فجر کی نماز پڑھ کر داخل ہوگا، جب کہ اکیسویں روزے کی رات مسجد میں آ جانا مسنون ہے۔

حیض ونفاس والی عورت نیز وہ بچہ جو سن تمیز کو نہیں پہنچا اعتکاف نہیں کر سکتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَه وَبَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ كُلُّ خَنْدَقٍ أَبْعَدُمِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ. ❸

---

❶ صحیح بخاری کتاب الاعتکاف باب الاعتکاف فی العشر الأواخر رقم ٢٠٢٦. صحیح مسلم ١١٧٢.

❷ صحیح بخاری کتاب الاعتکاف باب اعتکاف النساء رقم ٢٠٣٣. صحیح مسلم ١١٧٣.

❸ سلسلة الأحاديث الضعيفة رقم ٥٣٤٥. بشر بن سلم البجلی منکر الحدیث ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی ''جو شخص اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ایک دن کا اعتکاف کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں تیار کرا دے گا، ہر خندق کی چوڑائی مشرق و مغرب کے فاصلے سے بھی زیادہ ہوگی''۔

⑪ صدقۃ الفطر:

صدقۃ الفطر، وہ صدقہ ہے جو روزوں کے ختم ہونے پر ادا کیا جاتا ہے، اس کی مشروعیت کی بہت سی حکمتیں ہیں:

① روزوں میں واقع ہونے والے لغو یا نقص کو پاک کر دیتا ہے۔

② غرباء اور مساکین کی عید کی خوشی کا باعث بنتا ہے۔

③ روزوں کے فریضہ کے پورا ہونے پر اللہ تعالیٰ کے شکر کے اظہار کا ذریعہ ہے۔

صدقۃ الفطر فرض ہے، چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ زَكوٰةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. [1]

''رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر فرض فرمایا ہے، ایک صاع کھجوروں کا، یا ایک صاع جو کا، اور یہ مسلمانوں میں سے ہر غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے اور بڑے پر فرض ہے''۔

اس حدیث میں ہر مسلمان پر صدقۃ الفطر کے واجب ہونے کا ذکر ہے، عثمان غنی رضی اللہ عنہ حاملہ عورتوں کے حمل کی طرف سے بھی صدقۃ الفطر ادا کیا کرتے تھے، اور یہ مستحب ہے۔

اس حدیث میں صدقۃ الفطر کی مقدار کا بھی ذکر ہے، اور وہ ایک صاع یعنی چار ''مد'' ہیں (تقریباً اڑھائی کلو)۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب فرض صدقۃ الفطر رقم ۱۵۰۳۔ صحیح مسلم ۲۲۷۵۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

صدقۃ الفطر کی جنس:

اس حدیث میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ صدقۃ الفطر جنس کی صورت میں ادا کیا جائے، قیمت ادا کرنا خلافِ سنت ہے، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے، صدقۃ الفطر میں قیمت نہ دی جائے، کسی نے کہا: عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ قیمت لے لیا کرتے تھے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو چھوڑ کر فلاں اور فلاں کی بات کرتے ہو؟ حالانکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر کھجور یا جو یا دیگر اجناس کا ایک صاع مقرر فرمایا ہے۔

صدقۃ الفطر کا وقت:

صدقۃ الفطر ادا کرنے کا صحیح وقت نمازِ عید سے قبل ہے، چنانچہ عید کی رات غروبِ آفتاب سے لے کر عید کی نماز سے قبل تک ادا کرنا چاہیے۔ ایک یا دو دن قبل بھی ادا کیا جا سکتا ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عیدالفطر سے ایک یا دو دن قبل صدقۃ الفطر ادا کر دیا کرتے تھے۔ ❶

اگر عید کی نماز سے قبل صدقۃ الفطر ادا نہ کر سکا تو عید کی نماز کے بعد قضاء ادا کرنا واجب ہوگا، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے:

مَنْ اَدّاھا قَبْلَ الصَّلاۃ فَھِیَ زَکوٰۃٌ مُقْبولَـۃٌ وَمَنْ اَدّاھا بَعْدَ الصَّلوۃ فَھِیَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدقات. ❷

یعنی ”جو صدقۃ الفطر، نمازِ عید سے قبل ادا کرے گا تو وہ مقبول صدقہ قرار پائے گا، اور جو نمازِ عید کے بعد ادا کرے گا وہ عام صدقہ شمار ہوگا“۔

عید کی نماز کے بعد ادا کرنے والا بوجہ تاخیر اور بوجہ مخالفت امرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم گنہگار ہوگا۔

---

❶ صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب الصدقة قبل العید رقم ۱۵۱۱.

❷ ابو داؤد کتاب الزکاۃ باب زکاۃ الفطر رقم ۱۶۰۹.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خاندان کا سربراہ اپنے زیر کفالت افراد کا صدقہ ادا کرے گا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

أَدُّوا الْفِطْرَةَ عَمَّنْ تمونون. ❶

یعنی ''تم صدقۃ الفطر ادا کرو ان لوگوں کی طرف سے جو تمہارے مکفول ہیں''۔

شوال کے چھے روزے:

رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے ثابت ہیں:

عَنْ ابی أیوب رضی اللہ عنہ انّ رَسُولَ اللّٰہ ﷺ قَال: مَنْ صَامَ رَمضَانَ ثُمَّ أتبَعَه سِتًّا مِنْ شَوالَ فَذَاكَ صِيَامُ الدَّهرِ. ❷

''جو شخص رمضان کے روزے رکھ لے، پھر اس کے بعد شوال کے مہینے میں بھی چھ روزے رکھ لے، تو یہ زمانے بھر کے روزے شمار ہوں گے''۔

شوال کے روزے عید الفطر کے فوراً بعد رکھنا ضروری نہیں، بلکہ عید کے ایک دن یا کئی دن بعد بھی رکھے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح مسلسل رکھنا بھی ضروری نہیں بلکہ وقفوں کے ساتھ بھی رکھے جا سکتے ہیں۔ البتہ ماہِ شوال میں پورے کرنا ضروری ہے۔

جس شخص کے ذمے رمضان کے کچھ روزوں کی قضا ہو تو بہتر ہے کہ وہ پہلے رمضان کی قضا پوری کر لے بعد میں شوال کے روزے رکھ لے، اس طرح رسول اللہ ﷺ کی حدیثِ مذکور پر عمل ہو جائے گا۔

وصلى الله على نبينا محمد و عَلى آله وصَحْبِهٖ وأهلِ طَاعَتِهٖ أجْمَعِيْنَ.

---

❶ سنن دارقطنی ٢٠٥٩.

❷ صحيح مسلم كتاب الصيام باب استحبارب صوم ستة ايام من شوال رقم ١١٦٤. ابوداؤد ٢٤٣٣. جامع ترمذى ٧٥٩. مسند احمد ٥/ص ٤١٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معوذتین، فضائل، برکات، تفسیر

یہ خطبات ابومحمد شاہد ستار سول انجینئر شرکۃ یوسف بن احمد کانو الخبر (سعودی عرب) نے مرتب کیے ہیں۔ اب نئی تبویب اور تخریج کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔ (محمدی)

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.

مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدَىٰ وَمَنْ يَعْصِي اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ وَغَوَىٰ.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ.

﴿ سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴾

أَمَّا بَعْدُ: فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ.

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ﴾

﴿ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ○ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ○ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ○ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ﴾

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ﴾

﴿ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ إِلٰهِ النَّاسِ ○ مِنْ شَرِّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴾

قارئین کرام!

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ.

تمام قسم کی تعریف اللہ رب العزت کے لیے خاص ہے اور بے شمار درود وسلام ہو نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر۔

فضائل و برکات:

سب سے پہلے یہ بتائیں گے کہ معوذتین کا مطلب کیا ہے؟ معوذتین کے معنی ہیں پناہ دینے والی دو سورتیں۔ چونکہ ان دو سورتوں میں پناہ مانگی گئی ہے اس لیے ان دو سورتوں کو معوذتین کہتے ہیں اور وہ سورتیں ہیں: سورۃ الفلق اور سورۃ الناس۔

❶ جنوں اور نظر بد کا دم:

حدیث میں آتا ہے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْإِنْسَانِ حَتّٰى نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ فَلَمَّا نَزَلَتَا اَخَذَبِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا. ❶

"رسول اللہ ﷺ (معوذتین کے نزول سے پہلے اپنے الفاظ میں) جنوں اور لوگوں کی نظر بد سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے یہاں تک کہ معوذتین نازل ہوگئیں۔ جب یہ نازل ہوگئیں تو آپ ﷺ نے ان کے ذریعے سے پناہ مانگنے کو اختیار فرمالیا اور ان کے علاوہ دوسری چیزوں کو چھوڑ دیا"۔

قرآنِ حکیم کی یہ دو سورتیں بہت زیادہ فضیلت کی حامل ہیں اور توحید کے بڑے عظیم نکات اور بڑی باریکیوں کو واضح کرتی ہیں۔ ان دو سورتوں پر کتاب اللہ کا اختتام ہو رہا

---

❶ ترمذی کتاب الطب باب ماجاء في الرقيه بالمعوذتين رقم ٢٠٥٨. نسائی ٥٤٩٤. ابن ماجه ٣٥١١. بقول امام ترمذی: یہ حدیث حسن ہے۔ علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: صحيح الجامع الصغير: ٤٩٠٢، مشكوٰة: ٤٥٦٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اور اللہ رب العزت نے ان میں توحید کے بڑے جوہر بیان فرمائے ہیں۔ جنہیں کما حقہ کوئی صحیح عالم دین ہی پیش کر سکتا ہے۔

پہلے کچھ باتیں ان دو سورتوں یعنی معوذتین کے فضائل و برکات کے بارے میں پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔ چنانچہ یہ دو سورتیں بڑی فضیلت والی سورتیں ہیں۔

❶ معوذتین قرآنِ مفصل میں سے ہے:

تفسیر طبرانی وغیرہ میں ایک حدیث ہے:

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أُعْطِيتُ مَكَانَ التَّوْرَاةِ السَّبْعَ الطِّوَالَ وَمَكَانَ الزَّبُوْرِ الْمِئِيْنَ وَمَكَانَ الْإِنْجِيْلِ الْمَثَانِيَ وَفُضِّلْتُ بِالْمُفَصَّلِ. ❶

''حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تورات کی جگہ مجھے طوال سورتیں دی گئی ہیں، زبور کی جگہ مئین سورتیں دی گئی ہیں اور انجیل کی جگہ سورۂ فاتحہ دی گئی ہے اور مفصل سورتیں (زائد دے کر) مجھے فضیلت عطا کی گئی ہے''۔

اس حدیث کے آخری الفاظ ہیں:

فُضِّلْتُ بِالْمُفَصَّلِ.

''اور اللہ رب العزت نے قرآنِ کریم میں مفصل کے ذریعے مجھے فضیلت دی ہے''۔

فضیلت دینے کا معنی یہ ہے کہ یہ قرآن مفصل دوسرے کسی پیغمبر کو عطا نہیں ہوا۔

قرآن مجید کی تقسیم:

قرآن کریم کو چار قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے:

❶ طوال ❷ مئین ❸ مثانی ❹ مفصل۔

---

❶ سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٤٨٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❶ سبع طوال:

قرآن حکیم کی سات ابتدائی لمبی سورتیں انہیں سبع طوال کہا جاتا ہے:

① سورۂ بقرہ ② سورۂ آل عمران ③ سورۂ نساء ④ سورۂ مائدہ ⑤ سورۂ انعام ⑥ سورۂ اعراف ⑦ سورۂ انفال۔

❷ مئین:

مئین سے مراد قرآن حکیم کی وہ سورتیں ہیں جن کی آیات کی تعداد سو سے دو سو تک ہے، ان میں سورۂ یونس سے لے کر سورۂ شعراء تک سورتیں شامل ہیں۔

❸ مثانی:

مثانی سے مراد قرآن حکیم کی وہ سورتیں ہیں جن کی آیات کی تعداد سو سے کم ہے: ان میں سورۂ نمل سے لے کر سورۂ الحجرات تک کی سورتیں شامل ہیں۔

❹ مفصل:

مفصل سورتوں میں سورۂ ق سے لے کر آخر سورۃ الناس تک کی تمام سورتیں شامل ہیں۔

مفصل کا معنی ہے فصل کیا گیا، فرق کیا گیا، سورۂ ق سے سورۃ الناس تک کو مفصل اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان میں بار بار فصل ہے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کا۔ چھوٹی چھوٹی سورتیں ہیں اور بار بار ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کے ذریعے سے فصل و فاصلہ کیا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ قرآنِ مفصل کے ذریعے مجھے فضیلت و فوقیت دی گئی ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی سورتیں ہیں لیکن ان کی شان بہت بڑی ہے۔ ان کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔ بعض سورتوں کا مرتبہ بتا دیا گیا اور بعض کا نہیں بتایا۔ مثال کے طور پر سورۂ اخلاص کا مقام بتا دیا گیا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"رسول اللہ ﷺ نے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کے بارے میں فرمایا: قسم ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بے شک یہ (سورۃ اخلاص) ایک تہائی قرآن کے برابر ہے“۔ ❶

جبکہ صحیح مسلم میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ. ❷

”﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ یعنی سورۃ اخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے“۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی مسجد قبا میں جماعت کرواتے تھے اور ہر نماز کی ہر رکعت کی قراءت میں اس سورۃ اخلاص کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ لوگوں نے اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شکایت کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

”تم ہر رکعت میں اس سورت کو کیوں پڑھتے ہو؟“ اس نے کہا: اِنِّیْ اُحِبُّهَا.

”مجھے اس سے محبت ہے“۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حُبُّكَ اِيَّاهَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ. ❸

”اس سورت کی محبت کے عوض اللہ تعالیٰ نے تمہیں جنت میں داخل کر دیا“۔

اس فضیلت کی بنیاد کیا ہے؟ یہ سورۃ، مفصل سورتوں میں سے ہے۔ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مجھے قرآنِ حکیم میں مفصل کے ذریعے فوقیت وبرتری دی گئی ہے۔ سورۃ فلق اور سورۃ ناس بھی مفصل سورتوں میں سے ہیں۔ ان کے بعض فضائل اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں۔

---

❶ صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب فضل قل ھو اللّٰہ رقم ٥٠١٤.

❷ صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب فضل قراءۃ قل ھو اللّٰہ احد رقم ٨١١.

❸ بخاری کتاب الاذان باب الجمع بین السورتین ترمذی کتاب فضائل القرآن باب ماجاء فی سورۃ الاخلاص رقم ٢٩٠١.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بے نظیر و بے مثل سورتیں:

صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے، عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہا:

أُنْزِلَتْ عَلَيَّ آيَاتٌ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ الْمُعَوِّذَتَيْنِ.[1]

مسند احمد اور سلسلة صحيحة میں طویل روایت ہے:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَقِيتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِيْ: يَاعُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ! صِلْ مَنْ قَطَعَكَ وَأَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ، قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِيْ: يَاعُقْبَةُ بْنَ عَامِرٍ! أَمْلِكْ لِسَانَكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيئَتِكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ، قَالَ: ثُمَّ لَقِيتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِيْ: يَاعُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ! أَلَا أُعَلِّمُكَ سُوَرًا مَا أُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَاةِ وَ لَا فِي الزَّبُورِ وَ لَا فِي الْإِنْجِيلِ وَ لَا فِي الْفُرْقَانِ مِثْلُهُنَّ لَا يَأْتِيَنَّ عَلَيْكَ لَيْلَةٌ إِلَّا قَرَأْتَهُنَّ فِيهَا ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾.[2]

''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملا تو آپ نے مجھے فرمایا: ''اے عقبہ! جو قطع رحمی کرے اس سے تو صلہ رحمی کر، جو تجھے محروم رکھے تو اسے عطا کر اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کر''۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عقبہ! اپنی زبان کو روک، اپنے گناہوں پر آنسو بہا اور اپنے گھر میں بیٹھا رہ''۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

---

[1] صحیح مسلم باب فضل قرآءة المعوذتين رقم ٨١٤.

[2] سلسلة الاحاديث الصحيحه : ٢٨٦١. مسند احمد کے الفاظ اس سے ذرا مختلف ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے عقبہ! کیا میں تجھے ایسی سورتیں نہ سناؤں کہ ان جیسی سورتیں نہ تورات میں نازل ہوئی ہیں نہ زبور میں نہ انجیل میں اور نہ فرقان (قرآن) میں۔ سن! تجھ پر کوئی ایسی رات نہ گزرنے پائے جس میں تو یہ سورتیں نہ پڑھے: ① ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ ② ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ ③ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾''۔

حدیث میں مذکور نصیحتیں:

اس حدیث میں اللہ کے پیغمبر ﷺ نے کچھ نصیحتیں کی۔ وہ نصیحتیں بھی قابل غور اور قابل فکر ہیں اور خاص طور پر وہ ہمارے اس دور کی ضرورت ہیں۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

① اے عقبہ! تمہارا جو رشتہ دار تم سے تعلق توڑے تم جوڑو۔

② اور جو تمہیں نہ دے تم اس کو دو۔

③ اور جو تم پر ظلم کرے تم اس کو معاف کر دو۔

پھر واپس گئے تو فرمایا:

④ اے عقبہ! اپنی زبان پر کنٹرول رکھو۔

⑤ اور کوئی گناہ ہو جائے تو رویا کرو۔ اور یہ رونا ندامت کی نشانی ہے۔

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:

اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ. [1]

''گناہ پر ندامت توبہ ہے''۔

اور فرمایا:

⑥ زیادہ کوشش یہ کرو کہ اپنے گھر رہا کرو اور یہ اس لیے کہ بازار فتنہ وفساد و شر کے

[1] ابن ماجه: كتاب الذهد باب ذكر التوبه رقم ٤٢٥٢، حاكم: ٢٤٣/٤. ابن حبان: ٢٤٥٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مراکز ہیں۔ یہاں بے مقصد گھومنے اور جانے کی بجائے زیادہ کوشش یہ کیا کرو کہ اپنے گھر رہا کرو۔

اور پھر فرمایا:

⑦ اے عقبہ! کیا میں تمہیں کچھ سورتیں نہ سکھاؤں کہ ان سورتوں جیسی سورت نہ تورات، زبور، انجیل میں اتری اور نہ فرقان (قرآن) میں موجود ہے۔ وہ تین سورتیں الاخلاص، الفلق اور الناس ہیں۔

پھر فرمایا:

⑧ اے عقبہ! یہ تین سورتیں ہر نماز کے بعد پڑھنا نہ بھولنا۔

⑨ اور رات کو سوتے ہوئے بھی۔

جبکہ ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

اِقْرَأْ بِهِمَا كُلَّمَا نِمْتَ وَكُلَّمَا قُمْتَ. ❶

''تم جب بھی سوؤ یہ سورتیں پڑھ کر سوؤ''۔

⑩ اور جب بھی اٹھو تو یہ سورتیں پڑھ کر اٹھو۔

اور دوسری روایت میں ہے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم نے غور کیا آج کی رات مجھ پر ایسی آیات نازل ہوئی ہیں کہ اس سے پہلے کبھی ایسی آیات نہیں دیکھی گئیں اور وہ ہیں:

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾''۔ ❷

دنیوی واخروی تحفظ دینے والی سورتیں:

مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے ایک مرفوع

---

❶ مسند احمد رقم ١٦٨٤٥.

❷ صحیح مسلم باب فضل قراءة المعوذتين رقم ٨١٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث مروی ہے جس میں وہ فرماتی ہیں:

''جو شخص جمعہ کے روز یہ سورتیں سات مرتبہ پڑھ لے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ اللہ تعالیٰ اسے آئندہ جمعہ تک ہر نقصان سے محفوظ رکھے گا''۔

اس حدیث کے ایک راوی وکیع بن جراح ایک محدث ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ان سورتوں کا تجربہ کیا اور بالکل ویسا ہی پایا جیسا کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا تو گویا یہ سورتیں دنیوی و اخروی تحفظ کی ضمانت ہیں اور جن کا اتنا اونچا درجہ و مرتبہ ہے۔

✿ بچھو کے کاٹے کا علاج:

یہ امراض کو دور کرتی ہیں۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کو ایک بچھو نے کاٹ لیا۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے اسے مسل ڈالا اور فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ، لَا تَدَعُ مُصَلِّيًا وَلَا غَيْرَهٗ اِلَّا لَدَغَتْهُمْ. ❶

''اللہ تعالیٰ اس بچھو پر لعنت برسائے۔ یہ نمازی اور غیر نمازی کسی کو نہیں چھوڑتا، سب کو ڈستا ہے''۔

جبکہ شعب الایمان بیہقی کی بعض روایات میں ہے:

مَاتَدَعُ نَبِيًّا وَلَا غَيْرَهٗ. ❷

''یہ کسی نبی کو بھی معاف نہیں کرتا''۔

یہ بچھو ملعون کیڑا ہے، باقی کیڑے نمازیوں کی قدر کرتے ہیں، یہ پہچانتے ہی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پانی اور نمک طلب کیا اور نمک کو پانی میں شامل کیا اور اسی حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ اس نمک والے پانی کو اس متاثرہ جگہ پر ڈال رہے تھے اور تینوں سورتیں پڑھ کر دم بھی کر رہے تھے۔ ❸

---

❶ معجم طبراني كبير. الصحيحه: ٥٤٧، ٥٤٨. ابن ماجة رقم ١٢٤٦.

❷ صحيح الجامع الصغير: ٥٠٩٩. ❸ حوالہ جات سابقہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ بات قابل غور ہے کہ دم اس زخم پر کر رہے تھے، پانی پر نہیں۔ یہ پانی پر دم کرنا کہیں ثابت نہیں۔ برتن میں پھونکیں مارنا، پانی پر پھونکیں مارنا، نبی ﷺ نے اس سے روکا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ پڑھ پڑھ کر پھونکیں مارتے گئے۔ اور اللہ نے اس زہریلے ڈنگ سے آپ کو شفاء دے دی۔ گویا کہ یہ سورتیں کئی امراض سے شفاء کی ضمانت ہیں۔

سوتے وقت کا وظیفہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات جب بھی سوتے، بستر پر آتے تو یہ تینوں سورتیں تین تین بار پڑھتے اور اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور جہاں تک آپ کے ہاتھ پہنچتے وہاں تک اپنے ہاتھ بدن پر پھیرا کرتے تھے۔ ❶

یہ بعض وہ احادیث ہیں جو ان سورتوں کا مقام واضح کرتی ہیں۔ خلاصہء کلام یہ ہے کہ یہ سورتیں بڑی برکات کی حامل ہیں۔ دنیا میں بھی اور قیامت کے دن بھی۔

شیطان کے خلاف چوکیدار:

یہ سورتیں شیطان کے خلاف ایک حارس (چوکیدار) ہیں۔ شیطان کے شر کو دفع کرنے کے لیے اور اس کے مکر و فریب کو ٹالنے کے لیے یہ سورتیں حارس (چوکیدار) کا کام دیتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"جو شخص ان سورتوں کو پڑھے گا اللہ رب العزت ہر چیز سے اسے کفایت کر دے گا"۔ ❷

اللہ اس کے لیے کافی ہوگا اور شیطان کا شر، فساد، اس کا مکر اسے لاحق نہیں ہوگا۔ اس

---

❶ صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب فضل المعوذات رقم ۵۰۱۸۔

❷ ابو داؤد کتاب الادب باب مایقول إذا أصبح رقم ۵۰۸۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لحاظ سے ان سورتوں کو بڑا عظیم مقام حاصل ہے۔ اب ان سورتوں میں جو معانی کا سمندر سمودیا گیا ہے، جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا، یہ توحید کا بڑا عظیم سرمایہ ہے۔ قرآن پاک کتاب توحید ہے۔ اور یہ دین دین توحید ہے۔ ہر مسئلہ سے توحید واضح ہوتی ہے اور ان سورتوں پر تو قرآن کا اختتام ہو رہا ہے۔ اللہ رب العزت نے اختتام میں ان دو سورتوں میں توحید کے بڑے جوہر سمو دیئے ہیں۔

۸ بہترین پناہ دینے والیاں:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جحفہ (جگہ) اور ابواء (جگہ) کے درمیان ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے کہ اچانک ہمیں آندھی اور شدید تاریکی نے آلیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معوذتین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی شروع کر دی اور فرمایا:

يَاعُقْبَةُ! تَعَوَّذْ بِهِمَا فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِهِمَا. ❶

''اے عقبہ! ان دونوں سورتوں کے ذریعے اللہ کی پناہ مانگو، کسی پناہ مانگنے والے کے لیے اس سے بہتر کوئی سورت نہیں''۔

حضرت ابن عابس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

''کیا میں تمہیں پناہ مانگنے والوں کی بہترین دعا نہ بتاؤں؟''۔ صحابی نے عرض کیا: ''کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ''یہ دونوں سورتیں پناہ مانگنے والی ہیں''۔ ❷

---

❶ ابو داؤد، کتاب الصلاۃ باب في المعوذتين رقم ١٤٦٣ صحيح. مشكوة المصابيح للالباني، حديث: ٢١٦٢.

❷ نسائي كتاب الاستعاذة رقم ٥٤٣٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صبح وشام اور ہر نماز کے بعد:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلَا اُعَلِّمُكَ سُوْرَتَيْنِ مِنْ خَيْرِ سُوْرَتَيْنِ؟۔ ❶

''کیا میں تجھے دو ایسی سورتیں نہ سکھاؤں جو ان سب سورتوں سے بہتر ہیں جنہیں لوگ پڑھتے ہیں؟ پھر آپ نے مجھے ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھائیں۔ اتنے میں نماز کھڑی ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور نماز پڑھائی جس میں یہی دونوں سورتیں پڑھیں۔ پھر آپ میرے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''اے عقبہ! ان دو سورتوں کی اہمیت سمجھ پائے ہو (یا نہیں؟)'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب بھی سونے لگو تو یہ دونوں سورتیں پڑھو اور جب جاگو تب بھی یہ دونوں سورتیں پڑھو''۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے بعد معوذات پڑھنے کا حکم دیا۔ ❷

❾ شدتِ مرض کا دم:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو معوذتین پڑھ کر اپنے اوپر پھونکتے، جب (مرض الموت میں) آپ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو میں معوذات پڑھ کر آپ پر پھونکتی اور برکت کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک آپ کے جسم اطہر پر پھیرتی۔ ❸

❿ ہر مصیبت وتکلیف کا علاج:

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ شدید بارش اور تاریکی کی رات میں ہم رسول

---

❶ نسائي كتاب الاستعاذه بابٌ رقم ٥٤٣٧۔

❷ سنن ترمذي كتاب فضائل القرآن باب ماجاء في المعوذتين رقم ٢٩٠٣ و ابوداؤد ١٥٢٣۔ سلسلة الاحاديث الصحيحه، للالباني: حديث: ١٥٢٣۔

❸ بخاري، كتاب الطب باب الرقى بالقرآن والمعوذات رقم ٥٧٣٥۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کو تلاش کرنے نکلے تا کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں۔ ہم نے آپ کو تلاش کر لیا۔ آپ نے دریافت فرمایا: ''کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟'' میں نے کوئی جواب نہ دیا، تب آپ نے فرمایا: ''کہہ'' میں نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''کہہ'' میں نے پھر بھی کچھ نہ کہا، پھر آپ نے تیسری مرتبہ ارشاد فرمایا: ''کہہ'' میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! کیا کہوں؟'' آپ نے ارشاد فرمایا: ''شام اور صبح کے وقت تین مرتبہ سورۂ اخلاص اور تین مرتبہ معوذتین پڑھو، یہ ہر مصیبت اور تکلیف سے بچنے کے لیے کافی ہوں گی''۔ ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کے وقت جب سونے کے لیے بستر پر تشریف لاتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا کرتے ان پر پھونک مارتے اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھتے پھر اپنے جسم مبارک پر جہاں تک ہو سکتا دونوں ہتھیلیاں پھیرتے۔ پہلے سر مبارک پر ہاتھ پھیرتے پھر چہرۂ مبارک اور سامنے کے بدن پر پھیرتے۔ آپ ﷺ یہ عمل تین مرتبہ کرتے۔ ❷

سورۃ الفلق، ترجمہ وتفسیر:

اب میں سورۂ فلق کا سادہ ترجمہ آپ کے سامنے پیش کروں گا اور چند تفسیری باتیں بھی عرض کروں گا:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ○ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ○ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ○ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ [الفلق]

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾

''کہہ دیجیے! میں پناہ پکڑتا ہوں رب الفلق کی''۔

❶ ابوداؤد، کتاب الأدب باب مایقول اذا اصبح رقم ۵۰۸۲۔

❷ بخاری، کتاب فضائل القرآن باب فضل المعوذات رقم ۵۰۱۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿الْفَلَقِ﴾ صبح کے اجالے کو کہتے ہیں۔ اس رب کی جو روشنی اور صبح کے اجالے کا مالک ہے، میں اس پروردگار کی پناہ طلب کرتا ہوں۔

''پناہ کس چیز سے طلب کرتا ہوں؟''۔

﴿مِن شَرِّ مَا خَلَقَ﴾

''اس کی مخلوقات کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہیں''۔

اور جو جو شر ان میں موجود ہے، میں اللہ رب العزت سے جو رب الفلق ہے پناہ طلب کرتا ہوں ان مخلوقات کے شر سے۔

﴿وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ﴾

''رات کے شر سے، تاریکی کے شر سے''۔

﴿إِذَا وَقَبَ﴾

''جب وہ تاریکی اور جب وہ رات آ جائے''۔

﴿وَمِن شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ﴾

''اور میں اللہ رب العزت کی پناہ طلب کرتا ہوں نفثات، پھونکیں مارنے والی عورتوں کے شر سے''۔

﴿فِي الْعُقَدِ﴾ گرہوں میں۔ یہ جادو کا عمل ہوتا ہے۔ گرہیں باندھ کر ان میں پھونکیں مارنا، شرکیہ منتر پڑھ کر پھونکیں مارنا۔ جادو باعثِ شر ہے تو یہاں ان کے شر سے بھی پناہ طلب کی گئی۔

''اور گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے بھی پناہ طلب کرتا ہوں''۔

﴿وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾

''اور ہر حاسد کے شر سے پناہ طلب کرتا ہوں جب بھی وہ حسد کرے''۔

تین مرکزی نقطے: ① پناہ طلب کرنا ② پناہ کس سے طلب کی جائے ③ پناہ کن چیزوں سے مانگی جائے:

اس سورت کے تین مرکزی نکتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

① ایک نکتہ کو ہم نام دیتے ہیں استعاذہ کا۔استعاذہ ایک عمل ہے جس کا معنی ہے پناہ طلب کرنا۔

② دوسرے نکتے کا ہم نام رکھتے ہیں مستعاذ بہ ۔کہ پناہ کس کی طلب جائے؟ یعنی پناہ دینے والا کون ہے؟

④ اور تیسرا جونکتہ ہے اسے ہم نام دیتے ہیں مستعاذ منہ کا کہ پناہ کس کس چیز سے طلب کی گئی ہے؟

① **استعاذہ** : استعاذہ ایک عمل ہے معنی پناہ طلب کرنا۔ یہ ایک عبادت ہے جو اللہ رب العزت نے ہمیں عطاء فرمائی۔ ہماری منفعت کے لیے۔ ہمارے بچاؤ کے لیے اور ہمارے فائدے کے لیے۔ استعاذہ ایک عبادت ہے اور یہ صرف اللہ رب العزت کا حق ہے کیونکہ ہر عبادت صرف اللہ ہی کے لیے ہے۔

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾ [الذاريات : ٥٦]

''میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے''۔

استعاذہ ایک عبادت ہے جو اللہ کے لیے مخصوص ہے۔ جاہلیت میں استعاذہ کی صورت میں بھی شرک موجود تھا۔اس کی قرآن نے یوں نشاندہی کی ہے:

﴿ وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ﴾ [الجن : ٦]

''بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے''۔

اس آیت کی تفسیر میں امام سدی رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ ایک شخص تنہا نکلتا اور کسی جنگل یا وادی میں یہ پکارا کرتا تھا:

أَعُوذُ بِسَيِّدِ هَذَا الْوَادِيْ مِنَ الْجِنِّ. ❶

❶ ابن كثير، آيتِ مذكوره.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میں اس وادی کے جن سردار کی پناہ میں آتا ہوں''۔

مِنْ شَرِّ سُفَهَاءِ قَوْمِهِ.

''اس کی قوم کے بے وقوف شریروں کے شر سے میں پناہ مانگتا ہوں''۔

اور جب کوئی انسان یہ عمل کرتا تو جنوں کی سرکشی اور ان کی طغیانی اور بڑھ جاتی کہ ہم اس قابل ہیں کہ انسان ہم سے پناہ طلب کریں اور یہ انسان ہماری پناہ میں آنا چاہیے۔ تو گویا جاہلیت میں اس شرکِ استعاذہ کا وجود تھا۔ ''غیر اللہ سے پناہ طلب کرنا''۔ دین اسلام نے اسے باطل کردیا اور کتاب وسنت کی تعلیم نے یہ نکتہ سمجھایا کہ استعاذہ ایک عبادت ہے اور اللہ کے علاوہ کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ پناہ اللہ رب العزت کی طلب کی جائے۔ اللہ رب العزت ہی اس کے لائق اور مستحق ہے۔

② **مستعاذ به**: ''جس سے پناہ طلب کی جائے''۔ وہ اللہ رب العزت ہے۔ اب یہاں نکتہ توحید یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے خاص طور پر اپنے پیغمبر سے کہا کہ ﴿قُلْ﴾ ''آپ کہیں'' ﴿أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ ''میں رب الفلق کی پناہ پکڑتا ہوں''۔ دنیا والوں کو بتا دیں کہ میں بھی اللہ کی پناہ کا طالب ہوں اور محتاج ہوں۔ اللہ کی پناہ کے بغیر میرے لیے بھی کوئی چارۂ کار نہیں، کوئی ٹھکانا نہیں۔ دنیا والوں نے تو پیغمبر اسلام کو پتہ نہیں کس کس مقام پر بٹھا دیا؟ مختار کل کہا گیا۔ اپنی انگلی کے اشارے سے جو چاہیں کرلیں اور کیا کیا اختیارات آپ کی طرف منسوب کر دیئے جبکہ یہ سب شرک کی بدترین صورتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر پیغمبر اسلام ﷺ کو حکم دیا کہ آپ پڑھیں، دنیا والوں کو سنائیں اور بتائیں کہ میرا عقیدہ کیا ہے کہ میں (محمد ﷺ) بھی اللہ کی پناہ کا طالب اور محتاج ہوں اور میرے لیے اس کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں۔ حضرت محمد ﷺ اکرم الخلق، سید ولد آدم علیہ السلام، صاحبِ شفاعت، صاحبِ مقام محمود۔ اس کائنات میں سب سے افضل لیکن کسی تصرف کے مالک نہیں۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے اور دن رات اسی میں مصروف رہتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو بستر سے گم پایا۔ مجھے تشویش ہوئی کہ اللہ کے پیغمبر کہاں چلے گئے؟ میں تلاش کے لیے نکلی۔ کمرے میں تاریکی تھی، اندھیرا تھا۔ آہستہ آہستہ ہاتھ زمین پر رکھتی ہوئی ٹٹولتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ اچانک میرے ہاتھ اللہ کے نبی ﷺ کی ایڑیوں پر پڑے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ کی ایڑیاں کھڑی تھیں اور سرور کائنات ﷺ اللہ کے حضور سجدہ ریز تھے۔ میں نے اپنے کان قریب کیے کہ سنوں تو سہی اللہ کے پیغمبر ﷺ اس وقت نرم گرم بستر چھوڑ کر کیا مانگ رہے ہیں؟ جناب رسول اللہ ﷺ کی زبان پر یہ الفاظ تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمَعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ...... ❶

''اے اللہ! میں تیرے غضب وغصے کے مقابلے میں تیری رضا وخوشنودی کو جائے پناہ ٹھہراتا ہوں۔ اور تیرے عذاب کے مقابلے میں تیری بخشش اور عفو وکرم کو جائے پناہ ٹھہراتا ہوں''۔

دن رات اللہ سے پناہ کے طالب۔ اور اللہ کی پناہ ہی ہماری دنیا اور آخرت کی حفاظت کی ضمانت ہے۔ اللہ کی پناہ نہ ہو تو کچھ بھی نہیں۔ کوئی ''سرکار'' ہمیں پناہ نہیں دے سکتی۔ صرف اللہ رب العزت ہی کی پناہ ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ چھوٹے چھوٹے امور میں بھی اللہ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ کی اور ایک دعاء ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضلع الدين وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ. ❷

---

❶ صحيح مسلم، الصلوة باب مايقال في الركوع والسجود رقم ٤٨٦. ابوداؤد، الصلوة باب مايقال في الركوع والسجود رقم ٨٧٩. ترمذی، الدعوات: ٣٤٩٣. نسائی، الطهارة: ١١٠٠. ابن ماجه، ٣٨٤١. مسند احمد: رقم ٢٣٧٩١.

❷ بخاری كتاب الدعوات باب التعوذ من غلبة الرجال رقم ٦٣٦٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یا اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، ہر فکر سے، ہر غم سے، عاجزی و سستی سے، بزدلی سے، بخل و کنجوسی سے، گناہ اور قرضے سے، قرض کے غلبے سے، اور لوگوں کے قہر سے اور ان کے غلبے سے''۔

ں تیری پناہ چاہتا ہوں، ہر چیز سے ہر شر سے، اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔

اللہ رب العزت کی تمام مخلوقات میں جو بھی شر ہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو۔ اللہ کے پیغمبر کو تعلیم دی گئی کہ ہر شر سے اللہ کی پناہ طلب کریں۔ یہاں کتنا بڑا نکتہ توحید ہے کہ محمد ﷺ بھی اس امر پر مجبور اور لاچار ہیں کہ اللہ کی پناہ طلب کر رہے ہیں ہر شر سے۔ یہ اعتقادی مسئلہ ہے کہ بچانے والا صرف اللہ ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے یک وظیفہ میں اس بات کو بیان کیا ہے:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

''نیکی کی [illegible] اللہ دیتا ہے اور برائی سے بچنے کی توفیق بھی اللہ دیتا ہے''۔

ا تنے عظیم کلمات کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

اَفَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ.

''اے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ)! کیا میں تمہیں عرشِ الٰہی کے نیچے سے جنت کے خزانے سے ایک کلمہ نہ بتاؤں؟ ان کلموں کو پڑھا کرو، یہ کلمہ جنت کا خزانہ ہے: **لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.** ❶

جبکہ ترمذی، مستدرک حاکم اور مسند احمد میں اس کلمے کو جنت کا دروازہ قرار یا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ (ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ هِيَ كَنْزٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. ❷

---

❶ مسند احمد، ۷۹۰۶. ابو ہریرہ کی حدیث میں لاقوۃ الا باللّٰہ کے الفاظ ہیں۔ دیکھیے: مسند احمد ۸۲۲۱.

❷ . صحیح بخاری كتاب الدعوات باب الدعا اذا علاعقبة رقم ٦٣٨٤ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''کیا میں تمہیں جنت کے دروازوں میں سے ایک کی خبر نہ دوں؟''۔

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. (جنت کا خزانہ ہے)

③ **مستعاذ منهُ**: اب یہاں مستعاذ منہ کا مفہوم بھی سمجھ لیں کہ ''کس کس چیز سے پناہ طلب کی گئی ہے؟''۔ چند چیزیں یہاں مذکور ہیں۔ اور اگر غور کریں تو ان میں دنیا بھر کا شر اور دنیا کی ہر برائی آ جاتی ہے جس سے ان سورتوں میں پناہ طلب کر لی گئی ہے۔ اگر کوئی شخص اس معنوی جامعیت کو سامنے رکھے اور اس سورت کو پڑھتا رہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر شر سے پناہ دے دے گا۔ چنانچہ مستعاذ منہ امور یہ ہیں:

① **پہلا امر**: ان میں سے پہلا امر ﴿مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ ہے کہ ''اللہ رب العزت کی مخلوقات میں جو بھی شر ہے اس شر سے پناہ طلب کرے''۔ لیکن یہ شر اللہ کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی اللہ کی کوئی صفت ہے اگرچہ ہر چیز کا خالق اللہ ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ. [1]

''اے اللہ! میں حاضر ہوں اور تجھ سے سعادت کا طلب گار ہوں۔ ساری خیر تیرے دونوں ہاتھوں میں ہے اور شر تیری طرف منسوب نہیں (نہ تیری یہ کوئی صفت ہے، نہ کوئی تیرا نام، نہ تیرا فعل ہے)''۔

تیرے پاس خیر ہی خیر ہے۔ اللہ رب العزت نے کئی مخلوقات پیدا کیں اور ان میں شر رکھا، ان میں اللہ رب العزت کی مصلحتیں ہیں، وہ حکمتیں جن کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور وہ چیز بھی بعض کے لیے شر ہے بہت سے لوگوں کے لیے باعثِ خیر بھی ہو سکتی ہے۔ اگر ایک چور کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تو یقیناً چور کے لیے شر ہے لیکن ایک دنیا اس کے ہاتھ سے کتنی راحت میں آ جاتی ہے۔ ان کے لیے خیر ہے۔ وہ چوریاں کرتا

---

[1] صحیح مسلم، المسافرین باب الدعاء فی صلاۃ اللیل وقیامه ۷۷۱۔ نسائی، الافتتاح: ۸۹۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ لوگوں کے گھر محفوظ ہو گئے۔ لوگوں کے مال محفوظ ہو گئے۔ اللہ کی حد قائم ہو گئی۔ اس حد کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس قوم کو کتنا نوازے گا؟

سنن ابن ماجہ اور مسند احمد میں نبی ﷺ کی حدیث ہے:

إِقَامَةُ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ مَطَرِ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فِيْ بِلَادِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. ❶

''کسی زمین پر اللہ تعالیٰ کی ایک حد قائم کر دی جائے۔ (چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے یا زانی کو سنگسار کر دیا جائے) یہ وہاں چالیس دن اللہ کی زمین پر رحمت کی بارش سے بھی بہتر ہے''۔

جبکہ سنن نسائی و ابن ماجہ کی ایک حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

حَدٌّ يُعْمَلُ فِي الْأَرْضِ خَيْرٌ لِّأَهْلِ الْأَرْضِ مِنْ أَنْ يُمْطَرُوْا أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا. ❷

اور معنی اس کا بھی پہلی حدیث والا ہی ہے۔ اس بارش کے نتیجے میں کیا کچھ پیدا ہو گا؟ کتنی کھیتیاں لہلہائیں گی؟ کتنے باغات پھل پیدا کریں گے؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قوم کو اتنی برکتیں دے گا کہ چالیس دن زمین پر رحمت کی بارش برستی رہے تو اس بارش کے وہ ثمرات حاصل نہیں ہوں گے جو ایک حد قائم کرنے پر اللہ تعالیٰ عطاء فرمائے گا۔

دراصل اللہ رب العزت نے بعض مخلوقات میں شر رکھا اور ان کو باعثِ شر بنایا، اس میں بھی اللہ رب العزت کی مصلحت و حکمت ہے۔

الغرض آیتِ کریمہ میں ﴿مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ میں بندہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات

---

❶ ابن ماجه كتاب الحدود باب اقامة الحدود رقم ٢٥٢٧.
صحيح الجامع: ١١٣٩. الصحيحه: ٢٣١.

❷ ابن ماجه: كتاب الحدود، باب اقامة الحدود، رقم: ٢٥٣٨.
صحيح الجامع: ٣١٣٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہے۔ اس میں ہر طرح کا شر آتا ہے جس کا تعلق دین سے ہو یا دنیا سے۔ اس کا تعلق تجارت سے ہو یا امراض سے، یہ سب چیزیں باعثِ شر ہیں۔ یہاں اس شر سے پناہ طلب کی گئی ہے۔

تجارت کا گھاٹا ایک شر ہے۔ یہ جو امراض ہیں، مختلف بیماریاں، یہ شر ہیں۔ ان سے پناہ طلب کی گئی۔ الغرض اس دنیا میں جو چیز شر ہو سکتی ہو وہ چیز چھوٹی ہو یا بڑی ہو۔ یہاں ہر چیز سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ اس میں اتنی جامعیت ہے کہ اس ایک ہی آیت میں سب کچھ آ گیا۔ بعض امور مستعاذ منہ ہیں، وہ بھی آ گئے لیکن اللہ رب العزت نے ان کو الگ سے بھی ذکر کیا۔ اسے کہتے ہیں (ذِكْرُ الْخَاصِ بَعْدَ الْعَامِ) کہ عام چیز کو ذکر کر کے پھر بعض مخصوص چیزوں کو ان کی اہمیت کے تحت الگ سے بیان کر دیا جائے ﴿مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ میں ہر شر آ گیا۔ لیکن آگے تین آیاتِ کریمہ میں تین مختلف شر ذکر کر دیئے گئے، پناہ طلب کرنے کی تعلیم و ترغیب کر دی گئی۔ ایک کا ذکر ہو چکا ہے اور دوسرے کے بارے میں فرمایا:

② دوسرا امر اندھیرے کا شر: ﴿مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ﴾

”(یا اللہ!) پناہ طلب کرتا ہوں شر غاسق سے جب وہ آ جائے“۔

جب وہ غاسق (تاریکی) آتی ہے تو مختلف شر اپنے دامن میں لے کر آتی ہے۔ صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ۔ ❶

”غروبِ آفتاب کے وقت اپنے بچوں کو گھر میں روک لیا کرو، باہر مت جانے دیا کرو کیونکہ جب سورج ڈوب جاتا ہے تو شیطان پھیل جاتے ہیں“۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

---

❶ صحیح بخاری کتاب الأشربة باب تغطية الإناء، رقم ٥٦٢٣.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اپنے مویشی، جانوروں اور چوپایوں کو باندھے رکھا کرو۔ جب یہ رات کی سیاہی غائب ہو جائے اس وقت تک گھر کے دروازے بند کر لیا کرو۔ یہ شیاطین پھیل جاتے ہیں۔ یہ تاریکی جو ہے یہ منبع فساد ہو سکتی ہے۔ شیاطین پھیل جاتے ہیں۔ اور مختلف جانور، یہ سانپ بچھو بلوں سے باہر نکل آتے ہیں۔ جنگلی جانور درندے بھی باہر آ جاتے ہیں۔ یہ تاریکی بہت سے فسادات کا باعث بن سکتی ہے۔ پھر تاریکی میں لوگ ایک دوسرے سے چھپ جاتے ہیں اور اس تاریکی سے فائدہ اٹھا کر مختلف گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے بھی یہ تاریکی منبع فساد ہے۔ اس میں کوئی خیر کا پہلو نہیں (الا قلیل) سوائے تھوڑا۔

نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کذاب سے کسی نے پوچھا:

''یہ تیرے پاس جو کچھ آتا ہے جس کو تم وحی کہتے ہو، وہ کیسے آتا ہے؟'' تو اس نے کہا: ''وہ میرے پاس آتا ہے بڑی تاریکی میں، بڑے اندھیرے میں''۔ ❶

ایک صحابی نے اللہ کے پیغمبر ﷺ سے پوچھا: ''یا رسول اللہ ﷺ! ''جب جبرائیل امین علیہ السلام آتے ہیں تو کیسے آتے ہیں؟''۔ اس وقت کیفیت کیسی ہوتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''چاہے دن میں ہو یا رات ہو۔ جب وہ آتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ جیسے آسمان پر سورج چمک رہا ہے''۔

یہ حق و باطل میں فرق ہے۔ جو دن سیاہ ہوتے ہیں وہ شیطانوں کا محل و مرکز ہوتے ہیں۔ اور جو دن روشن ہوتے ہیں بڑے افضل، مجلی ہوتے ہیں۔ اللہ کے ذکر کا نور ہوتا ہے۔ اور یہ نور بڑی پاکیزہ چیز ہے، ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾ [النور : ۳۵]

''اللہ (جس کی ہم عبادت کرتے ہیں وہ) نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا''۔

---

❶ البدایہ والنہایہ: ۳۲۷/۶.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے پیغمبر ﷺ نے دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ. ❶

''اے اللہ! تیرے چہرے کے نور کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ تیرا وہ نور جس نے تاریکیوں کو منور کر دیا''۔

سنن ابن ماجہ، مسند احمد اور مستدرک حاکم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا...... ❷

''میں تمہیں چمکدار اور روشن دین پر چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اتنا روشن کہ اس کی رات بھی دن کی طرح سفید اور چمکدار ہے''۔

ہمارا دین نور ہے۔ اور بڑا ہی عظمت والا اور بڑا ہی مقدس، اس میں بڑی ہی برکتیں ہیں۔ جبکہ تاریکی، یہ بڑے شر اور فتنوں کا منبع ہو سکتی ہے۔ اس لیے اس سے اللہ کی پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی:

﴿ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ﴾

''اس تاریکی کے شر سے جب (رات کی) تاریکی آ جائے''۔

یا اللہ! ''اس تاریکی سے میں پناہ طلب کرتا ہوں''۔

اس تاریکی کے ضمن میں جو فتن ہیں، جو فسادات ہیں جو شرور ہیں، موذی جانور ہیں، بچھو سانپ ہیں، ان کے شر سے۔ یا اللہ! ''میں ان کے شر سے پناہ طلب کرتا ہوں''۔ اور یہ پناہ اللہ ہی دے سکتا ہے۔

غاسق کے مقابلہ میں فلق:

اور یہاں یہ نکتے کی بات ہے کہ اللہ رب العزت کی بے شمار صفات ہیں،

❶ بحواله تفسير ابن كثير. باب تفسير سورة الفلق.

❷ ابن ماجه، المقدمه باب اتباع سنة الخلفاء الرشدين: ٤٤، صحيح الجامع: ٤٣٦٩، الصحيحه: ٩٣٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کا رحمٰن ہونا، اس کا رحیم ہونا۔ اس کا کریم ہونا، اس کا رزاق ہونا۔ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى لیکن یہاں جس صفت کا ذکر کیا گیا وہ ہے:

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾

''میں پناہ طلب کرتا ہوں صبح کے رب کی''۔

فَلَقْ: یہ صبح کا ذکر، یہ غاسق کے مقابلہ میں، رات کی تاریکی کے مقابلہ میں۔

اس میں بڑا لطیف اشارہ موجود ہے کہ پناہ دینے والا صرف اللہ ہی ہے۔ جو رات کی تاریکی سے صبح کو نمودار کرتا ہے لہٰذا رات کی تاریکی سے صرف اسی کی پناہ مانگو جو صبح کو روشن کرسکتا ہو، تو وہ اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ جب رات نمودار ہوتی ہے تو اس کے ضمن میں اس کے دامن میں بڑے فتنے ہوتے ہیں، بڑے فساد ہوتے ہیں۔ یہ رات اگر ہمیشہ رہے تو تم مصائب ومشکلات میں گھر جاؤ۔ اللہ رب العزت اگر رات کو ہمیشہ کے لیے قائم کردے، مسلط کردے تو تمہیں ضیاء کون دے گا؟ ضیاء دینے والا ایک رب ہی ہے جس کی صفت ہے؟ رب الفلق۔ وہ صبح کا مالک ہے۔ وہ صبح روشن کردیتا ہے۔ سورج طلوع ہوتا ہے تو یہ شیطانی ذریت اور یہ ارواح خبیثہ صبح کے اجالے کے ساتھ، سب چھپ جاتے ہیں، تو یہ صبح کون لاتا ہے؟ اللہ رب العزت! تو ہی قادر ہے رات کے شر سے، رات کے فتن سے، رات کی مشکل سے آزادی دینے والا صبح کے اجالے کے ساتھ اور اپنی پناہ کے ساتھ ﴿وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ﴾ تو یہاں رات کی تاریکی سے خاص طور پر پناہ طلب کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

③ تیسرا امر، گرھوں میں پھونکیں مارنے والیوں کا شر:

﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ﴾

''ان نفثات کے شر سے جو پھونکیں مارتی ہیں گرہوں کے اندر''۔

یہ جادو کا عمل ہے۔ جادوگر طبقہ دنیا کا خبیث ترین طبقہ ہے۔ جن کے پاؤں کے ناخن سے لے کر سر کے بال تک خبیث ہیں، ان کا ظاہر بھی پلید ہے اور ان کا باطن بھی پلید ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے انہیں قتل کردو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک ضعیف روایت میں ہے:

”آپ ﷺ نے ہر جادوگر کے قتل کا حکم دیا“۔ ❶

ایک حاکم اگر اپنے منصبِ حکومت پر آ جائے اور اقتدار سنبھال لے تو اس کی اوّلین ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے علاقہ کے ایک ایک جادوگر کو چن چن کر قتل کروا دے کیونکہ ابوداؤد میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مختلف علاقوں کے گورنروں کو لکھا:

اُقْتُلُوا كُلَّ سَاحِرٍ.

”ہر جادوگر مرد و زن کو قتل کر دو“۔ ❷

اور نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی دختر نیک اختر ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنی اس کنیز کو قتل کرنے کا حکم فرمایا جس نے ان پر جادو کا وار کیا تھا چنانچہ اس کنیز کو قتل کر دیا گیا تھا۔ ❸

یہ ارواح خبیثہ، شیاطین کی آلہ کار ہوتی ہیں۔ ان کے شر سے پناہ طلب کرنے کی تعلیم دی گئی ہے ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ﴾ یہاں گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔ ان کا جادو کا عمل بڑا ہی خبیث ہوتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہاں مؤنث کا صیغہ کیوں؟ پھونکیں مارنے والیاں۔ جبکہ جادوگر مرد بھی ہوتے ہیں اور زیادہ ہوتے ہیں۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ چونکہ اس سورت کے نزول کا پس منظر وہ جادو ہے جو اللہ کے پیغمبر ﷺ پر کیا گیا۔ اور اس جادو میں لبید بن اعصم کی بیٹیاں بھی شریک ہوئیں۔ اس پس منظر کے حوالے سے مؤنث کا صیغہ استعمال کیا گیا جس کو بیشتر مفسرین نے رد کر دیا کہ یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث

---

❶ ضعیف ترمذی: ۲۳۴. دارقطنی: ۱۶۶۶. مستدرك حاكم: ۳۶۰/۴. مصنف عبدالرزاق: ۱۸۴/۱۰. حديث: ۱۸۷۵۳. فتح الباری: ۳۶۶/۱۰. الضعيفه: ۱۴۴۶.

❷ سنن ابی داؤد، كتاب الخراج، باب أخذ الجزية من المجوس، رقم: ۳۰۴۳.

❸ مصنف عبدالرزاق: ۸۷۵۲. مؤطا مع الزرقانی: ۲۰۱/۴، ۲۰۲، حديث: ۱۶۸۹ فتح المجيد، ص: ۲۴۴.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں یہ بات واضح ہے کہ دو فرشتے آپس میں بات کر رہے تھے، ایک فرشتے نے پوچھا کہ محمد ﷺ پر جادو کس نے کیا؟ دوسرے نے جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے کیا اور یہاں اس کی بیٹیوں کا ذکر نہیں تو اس مؤنث کے صیغے کا کیا مقصد ہے؟ اصل میں جب جادوگر اپنے منتر پڑھتے ہیں تو ان کے اس پڑھنے کے عمل میں خبیث روحیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ جب وہ اپنی پلید پھونکیں گرہوں پر مارتی ہیں یا کسی بھی چیز پر مارتی ہیں تو اس پھونکنے کے عمل میں وہ خبیث روحیں بھی شامل ہوتی ہیں جن کے وہ آلہ کار ہوتے ہیں۔ ارواح چونکہ مؤنث ہوتی ہیں اس لیے اس رعایت سے نفثات، صیغہ مؤنث ذکر کیا گیا۔ اس عمل میں یہ ارواح خبیثہ بھی شامل ہوتی ہیں اور وہ لوگ ان خبیث ارواح کو اپنے اس مذموم، انتہائی گھٹیا اور ناپاک عمل میں شریک کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے عرض کیا، اس سورۃ کا نزول اس جادو کے عمل پر ہوا تھا جو اللہ کے پیغمبر ﷺ پر کیا گیا تھا۔ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ پر جادو ہوا۔ اور اللہ کے پیغمبر کی کیفیت یہ تھی کہ آپ سمجھتے تھے کہ میں نے یہ کام کر لیا حالانکہ نہیں کیا ہوتا تھا (جادو والا واقعہ دیکھئے)۔ ❶

ایک حدیث کے الفاظ ہیں:

”جو اللہ کے پیغمبر کو ہوا اس کے نتیجے میں نبی ﷺ اپنی عورتوں، اپنی بیویوں سے ہمفراش ہونے سے روک دیئے گئے اور کھانے کی اشتہا و طلب سے روک دیئے گئے اور پانی کی طلب سے روک دیئے گئے“۔

'یعنی وہ جادو آپ ﷺ کے صرف تین اعمال پر ہوا۔ بیویوں سے ہمفراشی، کھانا اور پینا۔ باقی نماز، روزہ، حج و عمرہ، نوافل تہجد، قرآن کی تلاوت، وحی کو لینا، وحی کا ضبط، وحی کا حفظ اور وحی کی تبلیغ۔ ان میں سے کوئی چیز متاثر نہیں ہوئی تھی۔

ایک باطل نظریہ کا ازالہ:

① کچھ لوگوں کو یہاں پر تشویش ہے جن کے ذہن گندے ہیں جو حدیث کو شاید نہ

---

❶ صحیح بخاري:٥٧٦٣ـ٥٧٦٥.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ماننا اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: اللہ کے نبی ﷺ پر جادو ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر اللہ کے پیغمبر ﷺ پر جادو ہوا تو یہ کفار کے اس قول کی تائید ہے:

﴿ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ﴾ [الفرقان : ٨]

"(کفار نے کہا تھا) اگر تم اس شخص کی اتباع کرو گے تو ایک ایسے شخص کی اتباع کرو گے جو مسحور (جس پر جادو کیا گیا) ہے"۔

وہ تو اللہ کے پیغمبر کو "مسحور" کہا کرتے تھے اور اگر آپ بھی مان لیتے ہیں کہ جادو ہوا، تو یہ ان کفار کے قول کی تائید ہے۔ لہٰذا وہ اس حدیث کو اس آیت اور اس طرح کی دیگر آیات کے خلاف سمجھتے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے ان احادیث کو مسترد کر دیا، ان کا انکار کر دیا۔ حالانکہ جو چیز قرآن میں بیان ہوئی ہے اسے وہ سمجھے نہیں۔ جو چیز قرآن میں بیان ہوئی ہے اس کا خلاف حدیث میں نہیں اور جو چیز حدیث میں مذکور ہے اس کا خلاف قرآن میں نہیں۔ اس کا محل اور ہے اور اس کا محل اور ہے۔ کفار کا یہ کہنا کہ تم ایک "مسحور" شخص کی اتباع کر رہے ہوں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ **مُعَلَّمِ السِّحَر** جس کو جادو سکھایا گیا اور اپنے جادو کے عمل کے ذریعے تمہیں مختلف کام کرتب دکھاتا ہے۔ کبھی چاند کی طرف اشارہ کرتا ہے تو وہ دو ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ کبھی پانی میں انگلی ڈالتا ہے تو پانی بڑھ جاتا ہے۔ کبھی قلیل کھانے میں اپنا لعاب دہن ڈالتا ہے تو کھانا بڑھ جاتا ہے۔ یہ اس کا جادو ہے۔ یعنی مسحور کا معنی معلم السحر۔ کفار نے اللہ کے پیغمبر ﷺ کے اس سارے عمل کو جادوگری سے تعبیر کیا۔ ایک مقام پر کہا کہ یہ معلم مجنون ہے یعنی جس کو جادو سکھایا گیا اور اس پر جنون کے دورے پڑتے ہیں۔ قرآن تو اس چیز کو بیان کر رہا ہے کہ کفار نے اللہ کے پیغمبر ﷺ کے عمل کو جادو کا عمل قرار دیا۔ یہ اور چیز ہے اور اللہ کے پیغمبر ﷺ پر جادو ہونا یہ دوسری چیز ہے۔ اللہ کے پیغمبر اللہ کے رسول ﷺ تھے۔ لیکن دوسری طرف ایک بشر بھی تھے۔ ہر وہ کیفیت اور ہر وہ تکلیف یا ہر وہ مشکل جس کا شکار ہر بشر ہو سکتا ہے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ بھی اس کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شکار ہو سکتے ہیں۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ پر بیماری بھی آتی تھی، تکلیفیں بھی آتی تھیں۔

② جو نبی ﷺ پر جادو ہونے کو نہیں مانتے ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ [المائدة : ٦٧]

''اللہ آپ کو لوگوں سے بچا کے رکھے گا''۔

تو اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو اس جادو کے عمل سے کیوں نہیں بچایا؟

یہ بات درست ہے کہ اللہ بچانے والا ہے۔ اپنے پیغمبر ﷺ کو بچاتا ہے۔ اور بعض امور میں وہ اپنے پیغمبر کو مبتلا بھی کرتا ہے۔ اللہ کی حکمتیں، پیغمبر کی آزمائشیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ. ❶

''سخت ترین تکلیفیں تو نبیوں پر آتی ہیں، اس کے بعد ان پر جن کا درجہ نبیوں کے بعد اور پھر جن کا ان کے بعد ہے''۔

تو انبیاء بھی دراصل مصائب ومشکلات کا شکار ہوتے ہیں۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ گھر میں تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو خبر ملی کہ پیغمبر اسلام ﷺ کو بخار ہو گیا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بیمار پرسی کے لیے گئے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ بستر پر لیٹے ہوئے ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم ایک فاصلہ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اتنے فاصلے کے باوجود اللہ کے پیغمبر ﷺ کے بخار کی حرارت اور تپش دور بیٹھے ہوئے ہمیں محسوس ہو رہی ہے۔ وہ بخار جسے ایک ڈاکٹر تھرمامیٹر لگا کر چیک کرتا ہے۔ ہم اللہ کے پیغمبر ﷺ سے ایک فاصلے پر بیٹھے ہوئے تھے، اتنے فاصلے پر اللہ کے پیغمبر ﷺ کا بخار اور اس کی حرارت ہمیں محسوس ہو رہی تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم متعجب ہوئے۔ اللہ کے رسول ﷺ سے

---

❶ ترمذی، کتاب الزهد باب الصبر على البلاء رقم ٢٣٩٨. ابن ماجه، ٤٠٢٣، دارمی، مسند احمد، ١٤٨٤. امام بخاریؒ نے حدیث کے ان الفاظ کے ساتھ باب منعقد کیا ہے۔ لیکن یہ حدیث صحیح میں نہیں لائے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پوچھا تو آپ نے فرمایا:

إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ. ❶

''مجھے اکیلے کو تم جیسے دو انسانوں کے برابر بخار ہوتا ہے''۔

أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ. ❷

''سخت ترین تکلیفیں انبیاء علیہم السلام پر آتی ہیں''۔

طائف کے میدان میں آپ پر پتھر برسائے گئے حتیٰ کہ لہولہان ہو کر بے ہوش ہو کر گر گئے۔ جنگِ احد میں آپ کا سر زخمی ہوا۔ آپ کے دندانِ مبارک شہید کر دیئے گئے۔ ایک جنگ میں آپ کی انگلی لہولہان ہوگئی۔ آپ نے انگلی کو اٹھایا اور کہا:

هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَا لَقِيتِ ❸

''تو ایک انگلی ہے تو زخمی ہوگئی، خون سے تر ہوگئی، تجھے جو کچھ ملا یہ زخم یہ خون اور اس کا بہنا یہ سب کا سب اللہ کی راہ میں ہے''۔

تو یہاں ایسی کوئی بات نہیں کہ انبیاء و رسل علیہم السلام کو کوئی تکلیف یا جادو نہ ہو۔

نبی ﷺ پر جادو کا واقعہ:

رسول اللہ ﷺ کے جادو کا واقعہ یہ ہے کہ لبید بن اعصم ایک منافق تھا۔ جس کا یہودیوں سے تعلق تھا۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ ایک بشر ہیں۔ عالم الغیب نہیں۔ اس کا باطن کیا ہے؟ اور مافی ضمیر کیا ہے؟ اللہ کے پیغمبر ﷺ نہیں جانتے۔ تو ان یہودیوں نے، خبیثوں نے لبید بن عاصم کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی دو چیزیں منگوائیں کیونکہ جب آپ پر جادو ہوا تو چھ مہینے تک آپ پر یہ کیفیت رہی۔ کچھ معلوم نہیں، تشخیص نہیں ہو رہی۔ آپ کو کیا مرض

---

❶ صحیح بخاری کتاب المرضی باب اشدالناس بلاء... رقم ٥٦٤٨.

❷ حوالہ سابقہ.

❸ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب من ينكب في سبيل الله رقم ٢٨٠٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ کیا تکلیف ہے؟ بالآخر اللہ کے پیغمبر ﷺ لیٹے ہوئے تھے، دو فرشتے آ گئے۔ ایک نے کہا: کہ یہ کیا ہے؟ کیا مرض ہے؟ دوسرے نے کہا: یہ مطبوب ہے۔ مطبوب کا معنی مسحور (جادو کیا گیا) ہے۔ فرشتے نے کہا: جادو کس نے کیا؟ تو دوسرے نے جواب دیا کہ لبید بن عاصم نے کیا۔ فرشتے نے پوچھا: کس چیز سے جادو کیا گیا؟ دو چیزوں پر جادو کیا گیا۔ اللہ کے پیغمبر کی دو چیزیں منگوا کر، ان پر جادو کا عمل کیا گیا۔ ایک مشط اور دوسری مشاطۃ۔ مشط کہتے ہیں کنگھی کے دندانوں کو جس سے آپ اپنے سر مبارک اور داڑھی مبارک کے بالوں کی کنگھی کیا کرتے تھے۔ اس کے دندان یہودیوں نے لبید بن عاصم کے ذریعے طلب کیے اور مشاطۃ، ان بالوں کو کہتے ہیں جو کنگھی کرتے ہوئے ٹوٹ کر کنگھی میں اٹک جاتے ہیں۔ یہ ہے مشط اور مشاطۃ چنانچہ اللہ کے نبی ﷺ کے کچھ بال اور کنگھی کے کچھ داندنے طلب کیے اور ان کو لپیٹ کر جادو کا عمل کیا گیا۔ گیارہ گرہیں اس پر لگائیں۔ اور موم کے ایک پتلے پر سویاں چبھو کر ایک بڑی بدترین جگہ جہاں کھجوروں کے درخت تھے، ایک کنویں میں جس کا نام بئر ذروان تھا، اس کنویں میں دفن کر دیا گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہم نے وہ کھجوریں دیکھیں۔ لگتا تھا کہ وہ کھجوریں شیطانوں کے سر ہیں۔ اور نیچے پانی اتنا گدلا اور بدبودار جیسے مہندی کا پانی ہوتا ہے اور اس کی جڑوں میں وہ جادو رکھ دیا گیا۔

بالآخر نبی ﷺ کو خبر دے دی گئی کہ فلاں مقام پر وہ چیزیں موجود ہیں۔ اس سے قبل یہ دو سورتیں اتار دی گئیں۔ ان دو سورتوں کی گیارہ آیتیں ہیں۔ سورۃ الفلق کی پانچ آیتیں اور سورۃ الناس کی چھ آیتیں۔ یہ کل گیارہ آیتیں اور گرہیں بھی گیارہ۔ نبی ﷺ ایک آیت پڑھتے ایک گرہ ٹوٹ جاتی۔ دوسری پڑھی تو دوسری ٹوٹ گئی۔ تیسری پڑھی تیسری ٹوٹ گئی حتیٰ کہ آپ نے جب گیارہ آیتیں مکمل کر لیں تو جادو کی گیارہ کی گیارہ گرہیں ٹوٹ چکی تھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ اس طرح آرام میں آ گئے، راحت میں آ گئے جیسے کسی کو رسی میں جکڑا ہو اور رسی کو کھول دیا جائے تو وہ شخص جس طرح آرام محسوس کرتا ہے۔ اس طرح اللہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیغمبر کا بدن راحت میں آ گیا۔ ❶

جادو کا عمل ان سورتوں کی برکت سے ختم ہو گیا۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ان سورتوں پر ارتکاز کریں۔ ممکن ہے ہر دوسرے گھر میں یہ جادو داخل ہو۔ اور لوگ یہ کفر کرتے بھی ہیں کرواتے بھی ہیں۔ جادوگر بھی کافر اور جادو کروانے والے بھی کافر۔ اور جادو کو جادو کے ذریعہ ختم کرنے اور کروانے والے بھی کافر۔ ❷

اللہ تعالی نے ہمیں جو حارس (چوکیدار) عطاء فرمایا۔ اللہ کے نبی ﷺ کو اس حارس کے ذریعے شفاء کامل دے دی۔ یہ وہی دو سورتیں ہیں۔ ان کو پڑھو تو جادو ختم ہو جائے گا۔ جادو کا عمل ٹوٹ جائے گا۔ ان شآء اللہ

④ **چوتھا امر، حاسد کا شر:** ﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾

''(اے اللہ!) میں حاسد کے شر سے پناہ طلب کرتا ہوں جب بھی وہ حسد کرے''۔

اس کا معنی یہ کہ حاسد کا ایک شر ہے۔ کوئی شخص حسد کرے تو اس کا شر ذاتی ہو سکتا ہے۔ اور محسود جس پر حسد کیا جا رہا ہے وہ اس سے متاثر ہو سکتا ہے۔ حاسد بھی ایک شریر ہی ہے۔ اور اس کا شر محسود کے لیے وبال نقصان اور تکلیف کا باعث ہو سکتا ہے۔

حسد کے مراتب:

حسد کا معنی کیا ہے؟ اور حسد کے مراتب کیا ہیں؟ آیئے ہم اس پر بھی ایک نظر ڈالتے ہیں۔ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حسد کے تین مراتب یا قسمیں ہیں:

① پہلی قسم یہ ہے کہ وہ کسی دوسرے سے کسی نعمت کا زوال چاہتا ہے۔ حسد کا معنی یہ ہے کہ کسی شخص کے پاس نعمت ہے، حسن کی، دولت کی یا کسی بھی چیز کی یا علم کی

❶ بخاری ۵۷٦۳-۵۷٦۷ مع الفتح ۱۰/۲٤۳، الصحیحہ: ۲۷٦۱.

❷ دیکھئے: سورة البقرة آیت: ۱۰۲ ~~مع التفسیر~~.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور آپ اس سے جلیں اور آپ اپنے دل میں تمنا کریں کہ کاش یہ شخص اس نعمت سے محروم ہو جائے جس کے پاس مال ہے وہ نہ رہے، جو حسن ہے وہ نہ رہے یا کوئی ہنر ہے وہ نہ رہے، وہ اس سے محروم ہو جائے۔ اگر کوئی شخص اس حسد میں مبتلا ہو جائے اور وہ کسی شخص کا حاسد بن جائے تو دوسرا شخص اس کے فتنے کا شکار ہو سکتا ہے، اس کے شر کا شکار ہو سکتا ہے۔ اس لیے اگر وہ بندہ یہ سورتیں پڑھتا رہے۔ اور حاسدین کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا رہے تو اللہ رب العزت ان سورتوں کو حارس بنا کر اسے حاسدین کے شر سے پناہ دینے پر قادر ہے۔ اگرچہ یہ حسد اس کے دل میں ہو۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے:

لَا تَحَاسَدُوْا...... ❶

''حسد نہ کرو''۔

یہ بڑا موذی مرض ہے۔ یہ دل کو سیاہ کر دیتا ہے۔ اور اللہ رب العزت دل کی صفائی چاہتے ہیں کہ تصفیہ کرو تزکیہ کرو، دل کو ہر قسم کے بغض سے، ہر قسم کے حسد سے پاک وصاف کرو۔ حاسد کے دل میں جو حسد آتا ہے وہ شر کا باعث بن سکتا ہے اور بعض اوقات یہ شر اس کی آنکھوں کے ذریعے محسود تک پہنچ سکتا ہے۔ اس کی آنکھوں کے ذریعے جس کو ''نظر بد'' کہتے ہیں۔

صحیح مسلم، مسند احمد، مستدرک حاکم اور معجم طبرانی کبیر میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

اَلْعَيْنُ حَقٌّ. ❷

''نظر بد حق ہے''۔

نظر لگ جاتی ہے۔ اس کا شر لاحق ہو جاتا ہے۔

---

❶ صحیح مسلم، مسند احمد، صحیح الجامع: ۷۲٤۲.

❷ یہ روایت صحیح بخاری میں بھی موجود ہے۔

بخاری کتاب الطب باب العین حق رقم ۵۷٤۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② دوسری قسم یہ ہے کہ کوئی شخص جہالت یا تنگدستی یا کمزوری یا پریشانی قلب وغیرہ میں مبتلا ہے تو حاسد اس شخص کے حق میں یہ نہیں چاہتا کہ اس کی یہ حالت تبدیل ہو اور اللہ تعالیٰ اس پر فضل فرما کر ان مصائب سے اس کو نجات دے اور اس کو اپنی رحمت کا حق دار فرمائے بلکہ حاسد یہی چاہتا ہے کہ یہ اسی بیماری میں مبتلا رہے۔

ان دونوں قسموں میں فرق یہ ہے کہ پہلے میں موجود اور محقق نعمت اور دوسرے میں متوقع نعمت پر حسد کیا جاتا ہے لیکن دونوں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو مبغوض جاننے والے ہیں اور اس کے بندوں کے دشمن ہیں اور دونوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت مبغوض ہیں۔ لوگ بھی ان کو اپنا دشمن خیال کرتے ہیں۔ حاسد کی حکومت اور سیادت کو وہ اپنے حق میں ایک بلا اور مصیبت خیال کرتے ہیں۔ الغرض حاسد لوگوں کو مبغوض سمجھتا ہے اور وہ اس کو مبغوض سمجھتے ہیں۔

③ حسد کی تیسری قسم غبط ہے۔ اس میں دوسرے سے زوالِ نعمت کی خواہش نہیں کی جاتی۔ بلکہ ایک شخص چاہتا ہے کہ جو کمال اور نعمت دوسرے کو حاصل ہے وہ مجھ کو بھی حاصل ہو جائے۔ غبط کو مجازاً حسد کہا جاتا ہے ورنہ وہ رشک ہے جو کوئی معیوب وصف نہیں بلکہ ایک مرغوب اور محمود صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا حال بیان کر کے فرمایا ہے:

﴿ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴾ [المطففين : ٢٦]

''اور ایسے ہی (اعلیٰ مقام) کے حاصل کرنے کے لیے رشک کرنے والوں کو رشک کرنا چاہیے''۔

الغرض قرآن کریم کی اس آیت اور بعض احادیث بخاری ومسلم:

لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ...... ❶

---

❶ بخاری کتاب العلم باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ رقم ۷۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی رو سے رشک کے طور پر یہ حسد کرنا جائز ہے۔ (اور یہ رشک صرف دینی امور میں خصوصاً قاری قرآن اور سخی مالدار جیسے امور میں جائز ہے، دنیاوی امور میں یہ بھی ناجائز ہے۔ (محمدی)

حاسد کے شر کا دفیعہ:

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حاسد کا شر دس (۱۰) اسباب کے ذریعے دفع کیا جا سکتا ہے:

① پہلا سبب، استعاذہ باللہ:

اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگنا اور اس کی طرف مُلتجی ہونا۔ اسی کی سورۂ فلق میں تصریح ہے۔ قرآن پاک میں ہے:

﴿ وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾

[الاعراف : ۲۰۰]

''اگر تم کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیش آئے تو تم کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگو۔ بے شک وہی سننے والا جاننے والا ہے''۔

حاسد کے تمام طرح کے شرور سے بچاؤ کے لیے یہ سورتیں، فلق اور ناس پڑھیں۔ دونوں سورتوں کی کثرت سے تلاوت کریں جیسا کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ کی تعلیم ہے۔ اللہ رب العزت ان شرور سے آپ کو محفوظ رکھے۔

② دوسرا سبب، خشیتِ الٰہی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل:

اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور اس کے امر اور نہی کو بجالانا، کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا اور اس کا تقویٰ اختیار کرتا ہے، خود اللہ تعالیٰ اس کا نگہبان اور متولی ہوتا ہے اور اس کو دوسرے کے حوالے نہیں کرتا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ﴾ [آل عمران: ۱۲۰]

''اگر تم صبر و استقلال اور تقویٰ اختیار کرو تو ان حاسد کافروں کی سازشیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا ئیں گی‘‘۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے:

’’اللہ تعالیٰ کا خیال رکھو گے تو تم اس کو اپنے سامنے پاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کا لحاظ رکھو گے تو وہ تمہارا نگہبان ہوگا‘‘۔ ❶

اور ہم بحیثیتِ مسلمان جانتے ہیں کہ جس کو اللہ رکھے اس کو کون چکھے!

③ تیسرا سبب، الصبر علی عدوہ:

اپنے دشمن کے مقابلے میں صبر کرنا اور اس کے ایذاء پہنچانے اور تکلیف دینے کا خیال تک دل میں نہ لانا، کیونکہ صبر اور توکل علی اللہ کا ثمرہ ہمیشہ دشمن پر فتح اور کامیابی ہوتا ہے۔ بے شک بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی نصرت (انسان کے اپنے تخمینہ کے موجب) کسی قدر دیر سے پہنچتی ہے، لیکن ہمیں اس سے گھبرانا نہیں چاہیے اور دشمن کی بغاوت اور عدوان کو دیکھ کر بے صبر نہیں ہونا چاہیے۔ مظلوم اپنی کوتاہ نظری کے باعث صرف بغاوت اور عدوان کو دیکھ سکتا ہے، لیکن اس کا مآل اور انجام ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور اس (مظلوم) کی کامیابی پر ہوتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللَّهُ ﴾ [الحج: ۶۰]

’’جس شخص پر ظلم کیا گیا اگر وہ اسی مقدار میں (انصاف کی حدود سے تجاوز نہ کرکے) اس کا انتقام لے اور اس پر پھر دوبارہ تعدی کی جائے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا اور اس کو دشمن پر فتح مندی عطا کرے گا‘‘۔

کیا اللہ تعالیٰ کے اس وعدے میں ہمیں شک ہے؟ یہ آیتِ کریمہ اس کے حق میں ہے جس نے ایک مرتبہ بقدر اپنے حق کے انتقام لیا ہو اور پھر اس پر زیادتی کی گئی۔ لیکن جس نے ابتداء میں صبر کیا اور اپنے آپ کو انتقام سے باز رکھا، کیا اس کے حق میں بطریق اولیٰ نصرت کا یہ وعدہ نہیں ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ ہمیشہ

---

❶ ترمذی، مستدرک حاکم، مسند احمد، طبرانی، صحیح الجامع: ۷۸۳۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ظالم کو سزا دیتا ہے یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر مثلاً پہاڑ دوسرے پہاڑ پر ظلم کرے تو اللہ کا قانون اس کو ہموار کیے بغیر نہیں چھوڑتا۔

④ چوتھا سبب، توکل علی اللہ:

چوتھا سبب اللہ پر توکل ہے۔ اللہ پر بھروسہ رکھنا، کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہے وہ اس کو تمام مہمات سے بے فکر کر دیتا ہے۔ اگر مخلوق کی طرف سے ہمیں کوئی ایسی تکلیف پہنچے جس کو ہم اپنی قوت اور اپنی طاقت سے رفع نہیں کر سکتے تو ایسی حالتوں میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا اور اس کی نصرت کا امیدوار رہنا کامیابی اور فتح مندی کا قوی ترین سبب ہے کیونکہ اللہ پاک کا فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ﴾ [الطلاق : ۳]

''جو شخص اللہ پر توکل کرلے تو اللہ اس کے لیے کافی ہے''۔

پھر یہ شر، یہ فتنے، یہ جادو اور یہ موذی امراض اسے کوئی نقصان نہیں دے سکیں گے۔ اللہ اس کے لیے کافی ہے۔

⑤ پانچواں سبب، قلب اور فکر ونظر:

اپنے دل کو حاسد کے ساتھ مشغول رکھنے اور اس کے بارے میں کچھ سوچنے سے بالکل بچایا جائے اور اگر اس قسم کا کوئی خطرہ دل میں پیدا ہو تو اسے مٹانے کی فکر میں مصروف ہو بلکہ اس کی طرف التفات اور توجہ تک نہ کرے۔ یہ اس کے شر کو رفع کرنے کا زبردست علاج ہے۔

حسد ایک آگ ہے جس کے لیے ایندھن کی ضرورت ہے اور جب محسود ایسا عمل اختیار کرے جس سے اس کو مطلق ایندھن نہ ملے تو اس کے شعلے خود حاسد کو بھسم کر ڈالیں گے اور محسود اس کے شر سے محفوظ رہے گا۔

⑥ چھٹا سبب، رضائے الٰہی کی تلاش میں استغراق:

اپنی توجہ کو نہایت اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرکوز رکھے اور اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور اخلاص سے اس حد تک معمور کر دے کہ جہاں پر خواطر نفسانی اور وساوس شیطانی کا گزر ہوا کرتا تھا وہاں پر اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے لیے اخلاص اور اس کی خوشنودی کی طلب لبالب بھری ہو۔ اس کی مثال ایک محبِ صادق کی ہو، جس کا باطن اپنے محبوب کے خیال سے اس قدر بھرپور ہوتا ہے کہ اس میں یادِ محبوب کے بغیر اور کسی چیز کی مطلق گنجائش نہیں ہوتی۔

ایسی حالت میں وہ اس بات کو کب گوارا کر سکتا ہے کہ اس کے قلب میں حاسد کا خیال جاگزیں ہو اور اس سے انتقام لینے کی فکر میں مشغول ہو؟ ایسے خیالات صرف اس دل میں آ سکتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی خوشنودی کی طلب نے جگہ نہ بنائی ہو، بے شک جب دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے اخلاص نے گھر کر لیا ہو ان کا نگہبان خود اللہ پاک ہے اور وہ دشمن کے تسلط سے محفوظ رہتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ جب ابلیس کو اپنی نجات سے مایوسی ہوئی تو اس نے بارگاہِ رب العزت میں عرض کیا:

﴿ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴾

[ص: ۸۲، ۸۳]

''کہنے لگا کہ مجھے تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو بہکا تا رہوں گا۔ سوائے ان کے جو تیرے خالص بندے ہیں''۔

جو شخص اپنے عمل میں خالص ہو وہ بڑا سعادت مند ہے، وہ ہر قسم کے خوف سے امن میں رہے گا اور دشمن اس کے قریب نہیں جا سکے گا۔

⑦ ساتواں سبب، گناہوں سے استغفار

آدمی کو اپنے گناہوں سے تائب ہونا چاہیے کیونکہ دشمن کے مسلط ہونے کا سب سے بڑا سبب انسان کے اپنے گناہ ہوتے ہیں۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ ﴾ [الشوریٰ: ۳۰]

''اور جو مصیبت بھی تم کو پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کا کسب وعمل ہے''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی بہت ساری مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ الغرض انسان کو جو تکلیف بھی آئے وہ اس کے گناہوں کا نتیجہ ہو گا خواہ اس کو اپنے ان گناہوں کا علم ہو یا نہ ہو۔ انسان اپنے گناہوں اور عیوب پر نظر ڈالے اور ان سے تائب ہو کر اپنے اعمال کی اصلاح میں مشغول ہو جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ خود اس کی حفاظت اور اس کی نصرت فرمائے گا۔

⑧ آٹھواں سبب، صدقہ وخیرات اور نیکی کا عمل لازم پکڑنا:

شر سے بچنے کے لیے صدقہ وخیرات کریں۔ بلا، مصیبت، نظر بد اور حسد کا شر دفع کرنے میں اس کا اثر حیرت انگیز ہوتا ہے۔ زمانہ قدیم اور زمانہ حال میں مختلف لوگوں نے تجربے کیے اور اب یہ بات مسلم ہو چکی ہے کہ صدقہ دینے والے اور نیکی کرنے والے اشخاص نظر بد اور حسد کے شر سے محفوظ رہتے ہیں اور اگر ان کو اس سے کوئی مصیبت پہنچ بھی جائے تو اس کی عاقبت محمود ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا لطف وکرم اور اس کی تائیدان کے شامل حال رہتی ہے۔ صدقہ دینے والے محسن کے لیے اس کا صدقہ اور احسان ایک قلعہ ہے، جو اس کا محافظ ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"صدقے سے انسان کی تکلیفیں، انسان کی مشکلیں ٹل جاتی ہیں"۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"اپنے بیماروں کا علاج کرو صدقے کے ذریعے"۔

اللہ تعالیٰ ہمارے صدقہ کو قبول کر لے گا تو ہمارے بیماروں کو شفاء دے گا اور ان سے شرور کو ٹال دے گا۔

⑨ نواں سبب، آتش حسد کا احسان سے بجھانا:

ایک اور طریقہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو آپ سے حسد کرتا ہے آپ اس سے ناراض نہ ہوں بلکہ اس پر احسان کریں۔ اس کے شر کا بدلہ اچھے طریقے سے دیں۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ○ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴾ [حم السجدة: ٣٤-٣٥]

''اور نیکی اور برائی ایک جیسی نہیں، تم برائی کے بدلے میں اچھے سے اچھا سلوک کرو جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارا دشمن تمہارا سرگرم دوست بن جائے گا لیکن اس کی توفیق انہی کو دی جاتی ہے جو صبر اور ثابت قدمی کی صفت سے موصوف ہیں اور اس پر عمل کرنے والا کوئی بڑا ہی سعادت مند ہوگا''۔

یہ حسد تو ہے شیطان کا چوکا اس سے اللہ کی پناہ مانگیں۔ اور کوئی شخص آپ کو تکلیف دینے کے درپے ہے اور آپ اس سے بدخلقی کا معاملہ کرتے ہیں تو اس کا حسد یا اس کی نظر بد آپ کو لاحق ہو سکتی ہے یا اس کے حسد کے آپ شکار ہو سکتے ہیں تو اس سے اچھے طریقے سے پیش آئیں۔ یہ طریقہ جب اپنائیں گے تو وہ شخص جسے آپ سے عداوت ہے، وہ اچھے برتاؤ کی برکت سے آپ کا گہرا دوست بن جائے گا۔ اور اس کا شر آپ سے ختم ہو سکتا ہے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ اسی طرح کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔ ایک عورت اللہ کے پیغمبر پر کچرا ڈالا کرتی تھی۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ نماز کے لیے جاتے وہ آپ کے وقت کا انتظار کرتی اور رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر محمد ﷺ کے پاکیزہ جسم پر کچرا ڈالتی۔ ایک دن پیغمبر اسلام ﷺ گزرے اس نے کچرا نہ ڈالا، دوسرے دن گزرے اس نے کچرا نہ ڈالا، پھر معلوم کیا کہ وہ کہاں ہے؟ پتہ چلا کہ وہ بیمار ہے، کائنات کے سردار ﷺ اس کی بیمار پرسی کے لیے چلے گئے۔ اس کی عیادت کی تو وہ بڑی متاثر ہوئی۔

میرے بھائی اگر کوئی شخص آپ سے حسد کرتا ہے تو آپ اس سے اچھا سلوک کریں تاکہ اس کا شر تم سے ختم ہو جائے۔

⑩ دسواں سبب، عالم اسباب کو نظر انداز کر کے خالق حقیقی کو نفع وضرر کا مالک سمجھنا:

آخر میں دسواں سبب ان سب کا جامع اور سب کا اسی پر مدار ہے یعنی تمام ظاہری اسباب سے اپنی نظر کو آگے بڑھا کر مسبب الاسباب پر اپنی نظر جمانا اور اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بات کا یقین رکھنا کہ تمام علل اور اسباب خالق تعالیٰ کے ارادے اور اس کی قدرت کے ساتھ وابستہ ہیں اور اس کے اذن کے بغیر کچھ بھی ضرر یا نفع نہیں پہنچا سکتے۔ وہی کسی کے دل میں ڈالتا ہے کہ آپ سے احسان کرے اور کسی کے دل میں ایک ایسی صفت پیدا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ آپ کے ساتھ برائی کرنے پر آمدہ ہوتا ہے:

﴿ وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَ اِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ﴾ [یونس: ۱۰۷]

''اور اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر آپ سے بھلائی کرنا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں''۔

حاصل کلام:

یہ پورے دس اسباب ہیں جن کے ذریعے حاسد، ساحر اور نظر بد لگانے والے کا شر دفع کیا جا سکتا ہے لیکن اس سے مفید تر کوئی بات نہیں کہ انسان کلی طور پر اپنے رب کی طرف متوجہ ہو اسی پر اس کا بھروسہ ہو اور اس کے بغیر کسی کا خوف نہ کرے اور نہ کسی سے امید رکھے، اس کا دل اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کے ساتھ لٹکا ہوا نہ ہو اور نہ وہ کسی دوسرے کو مصیبت کے وقت پکارے یا اس سے فریاد کرے کیونکہ جس کے دل میں کسی دوسری چیز کی محبت ہو اور اس کے ساتھ اس کا دل معلق ہو یا اس کے بیم و امید کا مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات پاک نہ ہو یا کسی دوسرے کا خوف اس کے دل میں جاگزیں ہو وہ اسی غیر کے حوالے کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نگہبانی اٹھا لیتا ہے، یہی اللہ کا قانونِ حکمت ہے اور اس میں تبدیلی نہیں ہوتی۔

سورۂ فلق کا ماحصل:

چار فرقے: سورۂ فلق کی تفسیر کے ضمن میں ہمیں بعض ایسے نافع اور مفید اصول بتا دیئے گئے ہیں جن کا جاننا انسان کے لیے ازبس لازم ہے کیونکہ وہ دین و دنیا کے نفع و بہبود پر مشتمل ہیں۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ حاسد کے نفس اور اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنکھوں میں ایک زہریلا شر ہے اور شیاطین کی روحیں سحر و جادو کے ذریعے سے اپنا اثر ظاہر کرتی ہیں۔ حاسد و شیاطین کے متعلق چار مختلف عقیدے لوگوں میں پیدا ہوئے ہیں۔

① پہلا فرقہ، متکلمین و مادہ پرست:

یہ فرقہ دونوں کے اثر کا منکر ہے لیکن یہ لوگ اپنے گھروں میں دو جماعتوں میں منقسم:

① پہلی جماعت نفوسِ ناطقہ اور جنوں کے وجود کی قائل ہے لیکن ان کی تاثیر کی منکر ہے۔ یہ ان متکلمین کا قول ہے جن کو قویٰ اور اسباب کی تاثیر سے انکار ہے۔

② دوسری جماعت سرے سے ان کا وجود نہیں مانتی، ان کا قول ہے کہ انسان اسی ظاہری جسم اور خدوخال کا نام ہے جس میں چند صفات اور اغراض موجود ہیں لیکن روح یا نفس ناطقہ کا کوئی مستقل وجود نہیں، جن اور شیطان انسان کے اعراض ہیں جو اس کے ساتھ قائم ہیں (اعراض جمع ہے عرض کی ہے، عرض اس کو کہتے ہیں جن کا بذاتِ خود کوئی مستقل وجود نہ ہو بلکہ کسی دوسری چیز کے ضمن میں اس کا وجود پایا جائے، مثلاً سیاہی اور سفیدی، علم اور جہل وغیرہ کا بذاتِ خود کوئی مستقل وجود نہیں بلکہ کسی چیز یا کسی انسان کے وجود سے ان کا وجود وابستہ ہے)۔

اکثر مادہ پرست اور بعض نام نہاد حکمائے اسلام کا یہی مذہب ہے، بعض متکلمین بھی اس کے قائل ہیں جن کی سلف نے سخت مذمت کی ہے اور ان کو اہل بدعت وضلالت سے موسوم کیا ہے۔

② دوسرا فرقہ، معتزلہ وغیرہ:

یہ فرقہ اس بات کا منکر ہے کہ نفس انسانی کا بدن سے الگ کوئی مستقل وجود ہے، لیکن جن اور شیطان کے وجود کے وہ قائل ہیں، معتزلہ اور بعض دیگر متکلمین کا یہی قول ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ تیسرا فرقہ، کاہن وغیرہ:

اس فرقہ کا عقیدہ اس کے برعکس ہے، یعنی نفس انسانی کا بدن سے الگ مستقل وجود مانتے ہیں لیکن جن اور شیطان نفس انسانی ہی کے قویٰ اور صفات کا نام ہے۔ مسلمان حکماء کی ایک بڑی جماعت اس قول کی تائید میں ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ دنیا میں جو عجیب وغریب اثرات اور خوارق عادات پائے جاتے ہیں وہ سب نفس انسانی کے مظاہر ہے سحر اور کہانت ان کے نزدیک نفس انسانی کے مظاہرۂ قویٰ کا ایک کرشمہ ہے۔

④ چوتھا فرقہ، اہل حق:

یہ فرقہ اتباع رسل علیہم السلام اور اہل حق کا ہے جو اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ انسان کا نفس ناطقہ اس کے بدن سے الگ ایک مستقل وجود رکھتا ہے۔ اسی طرح جن اور شیاطین کے لیے بھی وہ مستقل وجود مانتے ہیں اور ان کے لیے وہی صفتیں ثابت کرتے ہیں جن کا اثبات اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور ان کے شر سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں کیونکہ ان کا اعتقاد ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی ان کو شر سے بچانے والا نہیں۔

الغرض ان چار فرقوں میں سے یہی ایک فرقہ حق پر ہے دوسرے فرقوں کے اقوال میں حق اور باطل دونوں باہم ملے ہوئے ہے۔

﴿ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ...... ﴾

سورۃ الناس، ترجمہ وتفسیر:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ﴾

﴿ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ إِلٰهِ النَّاسِ ○ مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴾ [سورۃ الناس]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے! میں پناہ طلب کرتا ہوں رب الناس اور الہٰ الناس کی جو تمام لوگوں کا معبود ہے۔ (یعنی) لوگوں کے حقیقی بادشاہ کی۔ لوگوں کے معبود برحق کی۔ (شیطان) وسوسہ انداز کی برائی سے جو (اللہ کا نام سن کر) پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ (خواہ وہ) جنات میں سے (ہو) یا انسانوں میں سے''۔

تین صفاتِ الٰہی واقسامِ توحید:

یہاں اللہ تعالی کی تین صفات مذکور ہیں۔ اس میں پوری توحید آ گئی اور توحید کی تمام (تینوں) اقسام اور تمام نکات کو اپنے دامن میں سمولیا ہے۔

① توحید ربوبیت:

﴿رَبِّ النَّاسِ﴾ یہ توحید ربوبیت ہے۔ اللہ رب العزت پوری کائنات کا مالک و خالق اور پوری کائنات کا آمر ہے۔ سب پر اس کا امر اور اس کا تصرف چلتا ہے۔ کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے سب اسی کے حکم سے ہو رہا ہے۔ اور چونکہ یہ مقامِ پناہ ہے تو اللہ کی صفتِ ربوبیت ذکر کر دی گئی کہ وہ رب الناس ہے اور قادر ہے تم کو پناہ دینے پر۔ تمہارے شر کو ختم کرنے پر اور تم کو آسائش، امن وسلامتی اور سکون عطاء فرمانے پر۔ کیونکہ وہ رب الناس ہے۔

② توحید اسماء وصفات:

﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾ یہ توحید اسماء وصفات ہے کہ وہ ﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾ ہے۔ تمام لوگوں کا بادشاہ بلکہ بادشاہوں کا بادشاہ۔ مَلِكُ الْمُلُوْكِ مَلِكُ الْاَمْلَاكِ اللہ کی صفت۔ دنیا کے بادشاہ جن کے پاس کچھ نہیں۔ وہ بھی بعض وقت پناہ دیتے ہیں لیکن وہ ایک عارضی امر ہے۔ جبکہ آپ نے پناہ کی درخواست کی اللہ تعالی سے اور اللہ تو ملک ہے۔ احکم الحاکمین ہے:

﴿بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ [ملك: ۱]

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اس کے ہاتھ میں کل کائنات کی بادشاہت ہے''۔

اللہ نے اپنی اس صفت کا خاص طور پر ذکر کیا تاکہ اللہ سے پناہ طلب کرنے والے مطمئن ہو جائیں کہ جس ذات کی پناہ ہم طلب کرنا چاہتے ہیں وہ ملک ہے، وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ قیامت کا دن ہوگا یہ زمین اور آسمان اللہ کی انگلیوں پر اچھل رہے ہوں گے۔ اللہ ان کو ہلا رہا ہوگا اور فرما رہا ہوگا:

اَیْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ؟ زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟ ❶

اَیْنَ الْجَبَّارُوْنَ؟ سرکش کہاں ہیں؟

اَیْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ؟ تکبر کرنے والے کہاں ہیں؟ ❷

اللہ تعالیٰ تو زبردستوں کا زبردست اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اللہ کی پناہ طلب کرنے والے، جس ذات کی تو پناہ طلب کرنا چاہتا ہے وہ ﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾ ہے۔ وہ تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ کل کائنات کی بادشاہت اور حکومت اس اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ تو وہ پناہ دے گا۔ اس کی پناہ طلب کر، ایسی پناہ دے گا کہ دنیا کی کوئی طاقت کوئی شر کوئی فتنہ تمہیں کوئی نقصان نہیں دے سکے گا۔

③ توحید الوہیت وعبادت:

﴿اِلٰهِ النَّاسِ﴾ یہ توحید الوہیت یا توحید عبادت ہے۔ وہ تمام لوگوں کا معبود ہے اس کا خالق ومالک ہونا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اسی کی عبادت کی جائے کیونکہ جو خالق ہے وہی معبود ہوتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ﴾ [البقرة : ۲۱]

''اے لوگو! عبادت کرو اس رب کی جو تمہارا خالق ہے''۔

وہ خالق ہے اور کوئی خالق نہیں، تو خالق ہی عبادت کے لائق ہوتا ہے۔ ہر قسم کی

---

❶ صحیح بخاری کتاب تفسیر القرآن باب قوله والارض جمیعًا رقم ۴۸۱۲.

❷ صحیح مسلم کتاب صفة القیامة والجنة والنار رقم ۲۷۸۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبادت اسی کے لیے ہے اور ان عبادات میں سے ایک اور عبادت استعاذہ کی ہے اور پناہ کی ہے اور پناہ اللہ ہی کی طلب کرو، وہی پناہ دینے والا ہے۔

یہاں مستعاذ منہ کیا ہے؟

﴿مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ﴾

''(یا اللہ!) میں پناہ طلب کرتا ہوں اَلْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ کے شر سے''۔

سورۂ فلق اور سورۂ ناس کا موازنہ:

دنیاوی شرور: سورۂ فلق میں ان شرور سے پناہ مانگنے کا ذکر ہے جو خارج سے انسان کو پیش آتے ہیں اور سورۂ ناس میں اس شر عظیم کا ذکر ہے جو خود انسان کے اندر موجود ہے اور جس سے بچنا خود اس کی اپنی قوتِ مدافعت پر منحصر ہے۔ دنیا میں شر کی دو ہی بڑی بڑی قسمیں ہیں۔ ایک ذنوب اور معاصی کا شر۔ دوسرا مصائب اور تکالیف کا شر۔ سورۂ فلق میں مصائب اور تکالیف کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے اور سورۂ ناس میں ذنوب اور معاصی کے شر سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ جس کا اصل ہمیشہ شیطان کا وسوسہ ہوتا ہے، لیکن انسان کو اس کے اثرات روکنے کا اختیار حاصل ہے اور آدمی اس پر غالب آ سکتا ہے۔

اَلْوَسْوَاسُ کی تفسیر:

لفظی و اصطلاحی معنی: وسوسہ کے اصل معنی ہیں، آہستہ سے کوئی بات کہنا جس کا دوسرے حاضرین کو احساس نہ ہو۔ اصطلاح میں اس کے معنی ہیں شیطان کا کسی کے دل میں برائی کا خیال ڈالنا۔

شیطان کا وسوسہ تمام گناہوں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی جڑ ہے اور شیطان کا وسوسہ ایک ایسا شر ہے جو خود انسان کے اندر موجود ہے اور اس کا تعلق انسان کے کسب اور اختیار سے ہے۔ اور اس لیے اس سے بچنے کا وہ خود ذمہ دار ہے کیونکہ شیطان کا وسوسہ اس وقت تک کچھ بھی شر نہیں پیدا کرتا جب تک آدمی خود اس کو قبول نہ کرے اور اس پر عمل پیرا نہ ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے سورۂ ابراہیم میں ہماری تنبیہ کے لیے شیطان کا ایک مکالمہ نقل فرمایا ہے جو قیامت کے روز وقوع میں آئے گا۔ اس میں ایک آیت یہ ہے:

﴿ وَ مَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَ لُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ﴾ [ابراهيم: ٢٢]

"(شیطان کا قول ہے) اور میرا تم پر کسی طرح کا زور نہیں تھا ہاں میں نے تمہیں (گمراہی اور باطل کی طرف) بلایا تو تم نے (جلدی سے اور بے دلیل) میرا کہا مان لیا تو (آج) مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرو"۔

اَلْوَسْوَاسِ: وسواس کے شر سے، خناس کے شر سے۔ یہاں یا تو دو نام ہیں شیطان کے: وسواس اور خناس یا دو صفتیں ہیں شیطان کی، اس شیطان کے شر سے پناہ مانگتا ہوں وہ اَلْوَسْوَاسِ بھی ہے اور اَلْخَنَّاس بھی۔ اَلْوَسْوَاس کا معنی وسوسے پیدا کرنے والا۔ وسوسے خوب کرنے والا۔ تکرار ہے جس چیز میں وسوسہ کرے بندہ قبول نہ کرے وہ اور کرے خوب کرے۔ کبھی باز نہ آئے۔ یہاں تک کہ بندے کی موت واقع ہو جائے۔ شیطان وسواس ہے۔ خوب وسوسے پیدا کرتا ہے۔ بندے کو ورغلاتا ہے۔ دشمن ہے ہمارا ازلی۔

شیطان کے دوسرے شرور:

شیطان سے کئی قسم کے شر صادر ہوتے ہیں جن سے پناہ مانگنا لازم تھا اس لیے شر کو اس کی ذات کی طرف مضاف کیا گیا ہے تاکہ استعاذہ اس کے تمام شرور پر مشتمل ہو۔ وسوسہ کو چھوڑ کر شیطان کے دوسرے شرور بھی ہیں مثلاً:

① وہ چور ہے اور لوگوں کے مال چراتا ہے۔ جس کھانے یا پینے کی چیز پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ ذکر کیا جائے اس سے اپنا حصہ چرا لینے میں وہ کامیاب ہوتا ہے، اسی طرح جس گھر میں اللہ تعالیٰ کی یاد سے لوگ غافل ہوں وہ اس گھر میں شب باش ہوتا ہے۔

② ایک شر اس کا یہ ہے کہ جس کے دل میں وسوسہ ڈال کر اس سے گناہ کراتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر خود ہی اس کا پردہ فاش کر کے لوگوں میں اس کو رسوا و ذلیل اور بدنام کرتا ہے۔ بسا اوقات ایک شخص پوشیدہ طور پر کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے جس سے کوئی بھی آگاہ نہیں ہوتا۔ لیکن وہ دیکھتا ہے کہ دوسرے دن اس کی خبر چاروں طرف پھیل گئی ہے اور لوگوں کا موضوع سخن اسی کا گناہ ہے۔ یہ تمام شیطان کی کارستانی ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ستار ہے اپنے بندہ کے گناہوں اور اس کے عیوب پر پردہ ڈالتا ہے لیکن شیطان جو اس کا دشمن ہے اس کو ذلیل و رسوا کرنا چاہتا ہے، بہت سے لوگ اس نکتہ سے بے خبر ہیں۔

③ شیطان کا ایک شر یہ بھی ہے کہ انسان کوئی نیکی کا کام کرنا چاہے تو وہ اس کا راستہ روکتا ہے اور اس کو نیکی سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے، دنیا میں جتنی بھی نیکیاں ہیں ہر ایک نیکی کے راستہ پر شیطان بیٹھا راستہ روک رہا ہے اور اس کی تمام تر کوشش یہ ہوتی ہے کہ اس راستہ پر کوئی نہ چلے اور اگر کوئی اس کی مخالفت کر کے چل پڑے تو وہ رہزن کی طرح اس کو تشویش میں ڈال کر اور ہر قسم کی رکاوٹ اس کے سامنے لا کر اسے آخر تک پہنچنے نہیں دیتا لیکن اگر کوئی خوش قسمت اور باہمت انسان نیکی کرنے میں کامیاب ہو جائے تو اس کو ایسی باتوں پر آمادہ کرنے میں کوشاں رہتا ہے جس سے اس کا وہ عمل برباد ہو جائے۔ اس نے قسمیں کھا کر کہا تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے:

﴿ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴾ [الاعراف: ۱۶، ۱۷]

''یقیناً میں ان کو گمراہ کرنے کے لیے تیرے صراط مستقیم پر بیٹھ جاؤں گا اور پھر ان کا راستہ روکنے کے لیے ان کے آگے کی طرف سے اور ان کے پیچھے کی طرف سے اور ان کی دائیں اور بائیں جانب سے آکر اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کی کوشش کروں گا اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تو ان میں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکثر وں کو ناشکر گزار پائے گا''۔

④ شیطان کا ایک شر یہ ہے کہ جب انسان سو جاتا ہے تو وہ اس کی گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے جو اس کے لیے تہجد کے واسطے اٹھنے میں رکاوٹ بنتی ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ، يَضْرِبُ عَلَى كُلِّ عُقْدَةٍ، عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ، فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدُهُ، فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ. ❶

''شیطان آدمی کے سر کے پیچھے رات میں سوتے وقت تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر یہ افسوں بھی پھونک دیتا ہے کہ سو جا، ابھی رات بہت باقی ہے۔ پھر اگر کوئی بیدار ہو کر اللہ کی یاد کرنے لگا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، پھر وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر (فرض یا نفل) پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اس طرح صبح کے وقت آدمی چاق و چوبند، خوش مزاج رہتا ہے، ورنہ سست اور بد باطن رہتا ہے''۔

بندہ سو رہا ہے۔ اس کا ابدی دشمن اس کو گمراہ کرنے کے پروگرام کر رہا ہے۔ گرہیں لگا رہا ہے تاکہ اس کو دین سے گمراہ و غافل کر دے۔

جو اٹھا، وضوء کیا اور نماز پڑھی وہ بندہ نشیط ہو گیا۔ اگر وہ نہ اٹھا نہ اللہ کا ذکر کیا، نہ وضوء کیا اور نہ نماز پڑھی۔ ویسے ہی نہائے، خوشبو لگائی اور اپٹوڈیٹ صاف ستھرا بن جائے۔ دفتر میں جا رہا ہے، گاڑی میں جا رہا ہے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے:

أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ. ❷

❶ صحيح بخاري كتاب الجمعة باب عقد الشيطان... رقم ۱۱۴۲.

❷ صحيح بخاري كتاب الجمعة باب عقد الشيطان... رقم ۱۱۴۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"وہ کسلان بھی ہے اور خبیث النفس بھی ہے"۔

انسان سو رہا ہوتا ہے اور دشمن اپنی کاروائیاں کر رہا ہوتا ہے۔ اللہ اکبر! اس نے وسوسے کے ذریعے ہمارے ماں باپ کو جنت سے نکال دیا، اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ صحیح بخاری و مسلم، ترمذی و نسائی اور مسند احمد کی ایک قدسی روایت میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ فرمائے گا:

اَخْرِجُوْا بَعْثَ النَّارِ.

"نکالو جہنم کا گروہ"۔

نکال کر جہنم میں ڈال دو، پوچھا جائے گا کہ اے اللہ! (بَعْثُ النَّارِ) کیا ہے؟ جہنم کی جماعت کہاں ہے؟ جہنم کی فوج کہاں ہے؟ تو اللہ فرمائے گا:

مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعُمِائَةٍ وَتِسْعٌ وَتِسْعِيْنَ. ❶

"ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنمی ہیں (اور صرف ایک جنتی)"۔

ہمارے ماں باپ کو جنت سے نکالا، اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کی ذریت کو اتنا ورغلایا، اتنا صراط مستقیم سے دور کیا کہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے شیطان کے چیلے بن گئے اور جہنم کا لقمہ بن گئے اور صرف ایک شخص ہدایت کے اور جنت کے قابل قرار پایا۔

⑤ شیطان اپنی پرستش چاہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اللہ کی توحید اور عبادت دنیا سے مٹ جائے اور دنیا کے چھوٹے سے چھوٹے حصے میں اس (شیطان) کی دعوت کا بول بالا ہو اور لوگ اپنے معبودِ برحق کو چھوڑ کر اس کی پرستش میں مشغول ہو جائیں۔

⑥ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈلوانا بھی اسی شیطان کی کارستانی تھی کہ اہل بابل کو اس پر آمادہ کیا کہ رئیس الموحدین ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل الرحمن علیہ السلام کو آگ میں پھینکیں۔

❶ بخاری کتاب الرقاق باب قوله ان زلزلة الساعة شيء عظيم رقم ٦٥٣٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑦ اس نے یہودیوں کو ورغلایا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے کے لیے جدوجہد کریں۔ یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان کی حمایت کی اور کافروں کے شر سے انہیں محفوظ رکھا۔ پہلے کے حق میں فرمایا:

﴿ يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴾ [النبياء : ٦٩]

"اے آگ! ابراہیم کے حق میں ٹھنڈی اور سلامتی کا موجب ہو جا"۔

جبکہ دوسرے کے بارے میں بتایا:

﴿ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ﴾ [النسآء : ١٥٧]

"انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو صلیب دینے میں کامیاب ہوئے بلکہ ایک شبہہ میں ڈال دیئے گئے"۔

⑧ شیطان ہی کے کرتوت تھے کہ حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا علیہما السلام کو کافروں کے ہاتھ سے شہید کرایا۔ فرعون کو خدائی کا دعویٰ کرنے، ملک میں سخت فساد پھیلانے اور غریبوں پر مظالم ڈھانے پر آمادہ کیا اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف کافروں کو اکسایا کہ ان کے قتل کی سازش کریں اور ان کی رسالت کو ناکام بنانے کے لیے ان کے ساتھ لڑائیاں لڑیں۔

⑨ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ وہ انگارہ لے کر سامنے سے نمودار ہوا اور قریب تھا کہ آپ کو اس سے نقصان پہنچے، لیکن آپ نے اللہ تعالیٰ سے پناہ لی جس پر وہ بھاگ گیا۔ ❶

⑩ اسی طرح یہودیوں کو ورغلایا اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا۔ جس کا ذکر پہلے مفصل ہو چکا ہے۔

الغرض جب اس کی یہ حالت تھی کہ وہ انبیاء علیہم السلام تک سے نہیں چوکتا اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی حالت میں چھیڑا تو اس سے سمجھ سکتے ہیں کہ اس کے شر

---

❶ صحيح بخاری كتاب الصلاة باب الأسير أو الحريم يربط في المسجد رقم ٤٦١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے خلاصی پانا کس قدر دشوار ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کا فضل شامل نہ ہو تو معاملہ نہایت سخت ہے:

﴿ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴾ [النور: ۲۱]

''اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی عنایت تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو کوئی بھی تم میں سے ہرگز اس کے شر سے مخلصی پاکر پاکیزہ نہ بنتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے قانون حکمت کے مطابق پاکیزہ بناتا اور اس کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے''۔

اب ضروری ہے کہ ان دو سورتوں (معوذتین) کی تلاوت کے ذریعے اس وسواس کے شر سے پناہ طلب کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ۔ [1]

''شیطان خون کی طرح انسان کے بدن میں دوڑتا رہتا ہے''۔

اور انسان کو ورغلانے کی پوری پوری کوشش کرتا ہے۔ لہٰذا اس سے تحفظ چاہیے۔ اس حارس کو اپنایئے جو شیطان کے وسواس سے بندوں کو بچا سکے۔

شیطانی شر کی بالترتیب بڑی بڑی چھ اقسام:

شیطانی شر کی چھ قسمیں ہیں۔ اگرچہ ہر ایک قسم کا شر جو دنیا میں موجود ہے اس کی ابتداء شیطان سے ہے اس لیے شر کی قسموں کا شمار کرنا قدرے دشوار ہے۔ لیکن اس کی بڑی بڑی چھ قسمیں ہیں اور وہ ہمیشہ انسان کو انہیں میں سے کسی ایک میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان شرور کا ذکر ہم مختصر طور پر کر کے اصل تفسیر کی طرف لوٹتے ہیں۔

① **شرک و کفر:** سب سے بڑا شر شرک و کفر ہے، جس کا نتیجہ اللہ اور اس کے رسول

---

[1] بخاری کتاب الاعتکاف باب یخرج المعتکف لحوائجه رقم ۲۰۳۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کی دشمنی ہوتی ہے اور جس کی عقوبت، آخرت میں ابدی جہنم ہے۔ شیطان سب سے پہلے انسان کو اسی میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اور اگر وہ اس میں کامیاب ہو جائے تو گویا اس کے دل کی مراد پوری ہو جاتی ہے کیونکہ ایسا شخص (العیاذ باللہ) ابلیس کا داعی اور اس کا نائب بن جاتا ہے۔

② **بدعت**: اگر پہلی قسم میں وہ کامیاب نہ ہو تو پھر وہ آدمی کو بدعت کی طرف بلاتا ہے اور اس کو وہ فسق و فجور پر ترجیح دیتا ہے کیونکہ پہلی قسم کا تعلق اعتقاد سے ہے اور اس دوسری قسم کا تعلق عمل کی خرابی سے ہے۔ جب انسان گناہ کرتا ہے تو اکثر اوقات انسان کا ضمیر اس کو ملامت کرتا ہے اس لیے وہ عموماً توبہ پر مائل ہو جاتا ہے لیکن چونکہ بدعت کو آدمی اپنے زعم میں برا سمجھتا ہی نہیں بلکہ یہ خیال کرتا ہے کہ میں ایک اچھا کام کر رہا ہوں اس لیے وہ اس سے تائب نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے تائب ہونے کی امید کی جا سکتی ہے۔

بدعت کی بنیاد مخالفتِ رسول ﷺ پر ہے اس لیے اس کا درجہ شرک اور کفر کے قریب قریب ہے، لہٰذا بدعت کی طرف بلانا شیطان لعین کا مرغوب اور پسندیدہ مشغلہ ہے اور اس کوشش میں وہ کامیاب ہو تو وہ سمجھتا ہے کہ میں نے اپنے نائبوں کی تعداد میں ایک اور کا اضافہ کر دیا۔ دراصل بدعت کا نقصان کفر اور شرک سے کچھ کم نہیں بلکہ بعض اوقات اس کا شر ان سے بڑھ کر خرابی پیدا کرتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسلام کا دوست نما دشمن اور اس کا بدعت کی طرف بلانا شہد میں زہر ملا کر دینے کی حیثیت رکھتا ہے۔

③ **کبائر**: اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے سنت پر ثابت قدم رہنے کی توفیق بخشی ہو تو شیطان کا تیسرا داؤ یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کو کبائر کے ارتکاب پر آمادہ اور اس میں مبتلا کر دے اور اگر وہ شخص عالم ہے اور لوگ اس کو قابل اقتداء سمجھتے ہیں تو شیطانِ لعین کی تمام تر کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ اس کو پھسلا دے تاکہ لوگ اس سے نفرت کرنے لگیں اور اس کے فیض صحبت سے جو تھوڑا بہت فائدہ ہو رہا تھا اس کا دروازہ بند ہو جائے۔ جب وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بدقسمتی سے گناہ کر بیٹھتا ہے تو پھر اس (شیطان) کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اس کو لوگوں میں شہرت دے اور عوام میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہوتی جو ابلیس کے نائب بن کر اس عالم کی اس لغزش کو مشہور کرتے پھرتے ہیں اور بزعم خود اس کو ایک ثواب کا کام سمجھتے ہیں، ایسے لوگوں کو ابلیس کا نائب اس لیے کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ﴾ [النور : ۱۹]

''جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مؤمنوں کی بری بات مشہور ہو جائے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے''۔

④ **صغائر**: اگر شیطان کو اس کوشش میں بھی مایوسی ہو اور وہ کبیرہ کے ارتکاب پر بھی کسی کو مائل نہ کر سکے تو وہ صغائر کرا لینے پر اکتفاء کرتا ہے کیونکہ صغائر بھی جمع ہو کر کبیرہ کی طرح انسان کی ہلاکت کا باعث ہو سکتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

''حقیر گناہوں سے اپنے آپ کو بچاؤ، کیونکہ اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی قوم بیابان میں اتر پڑے اور ہر ایک ان میں سے جا کر جنگل سے ایک لکڑی کا ٹکڑا اٹھا لائے۔ یہ ٹکڑے جمع کر کے ایک بڑی آگ مشتعل کی جا سکتی ہے۔ جس پر روٹی پکا سکتے اور کباب بھون سکتے ہیں''۔ (یہ حدیث بالمعنیٰ روایت کی گئی ہے)۔ ❶

صغائر کے ارتکاب میں ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ مرتکب ان کو بہت ہلکا اور نا قابل اعتناء سمجھ کر ان کو ارتکاب کرتا ہے لیکن کسی کبیرہ کا کرنے والا جو اپنی عاقبت کی بابت، ہراساں ہے اس سے بہت بہتر ہے جو صغائر کو حقیر سمجھ کر ان کا ارتکاب کرتا رہتا ہے۔

❶ بحوالہ تفسیر المعوذتین علامہ حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ، طبع دارالکتاب السلفیہ، لاہور۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑤ **مباحات**: شیطان کے شر کی پانچویں قسم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص صغائر کا بھی ارتکاب نہیں کرتا تو وہ اس کو ایسے مباحات (جن کے کرنے نہ کرنے میں ثواب عذاب نہیں) میں مشغول کر دیتا ہے۔ جن میں مشغول رہ کر انسان ثواب کے کاموں سے محروم رہتا ہے اور جن کا ثواب باوجود قدرت کے کھو بیٹھنا نقصانِ عظیم ہے، شیطان کو اس سے بھی خوشی ہوتی ہے کہ وہ کسی کو ثواب اور درجات کے حاصل کرنے سے محروم کر دے۔

⑥ **افضل عمل سے باز رکھنا**: اگر کوئی صاحبِ بصیرت شخص اپنے وقتِ عزیز کا اس قدر خیال رکھتا ہے کہ اس کو مباحات میں بھی ضائع نہیں کرتا اور سمجھتا ہے کہ اس کا ایک ایک لمحہ اگر کسی نیک کام میں صرف کیا جائے تو اس سے ملکِ ابد کے درجاتِ عالیہ خریدے جا سکتے ہیں تو ایسے شخص کے ساتھ شیطان ایک اور داؤ کھیلتا ہے اور وہ یہ ہے کہ افضل عمل سے باز رکھ کر عمل مفضول (جو پہلے کے مقابلہ میں کمتر ثواب کا موجب ہے) میں مشغول کر دیتا ہے تا کہ ان کو کم از کم ثواب کی زیادتی سے محروم کر دے۔ یہ ایک ایسا دامِ فریب ہے کہ جس کا پول اکثر لوگوں پر نہیں کھلتا اور بڑے بڑے عابد اس میں گر پڑتے ہیں کیونکہ جب ایک شخص اپنے دل میں کسی نیکی اور کار ثواب کے کرنے کی رغبت پاتا ہے تو اسے گمان تک نہیں ہوتا کہ اس کا محرک اور ترغیب دہندہ شیطان ہے۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے اور شیطان اس کو کسی نیکی کے کرنے کی اس لیے ترغیب دیتا ہے کہ اس کو اس بہتر نیکی سے مانع ہو جس کے کرنے سے اس کو بہت زیادہ ثواب حاصل ہو سکتا تھا۔

اَلْخَنَّاس کی تفسیر:

خناس کے معنی: خناس کا مادہ "خَنَسٌ" ہے۔ جس کے معنی ہیں ظہور میں آنے کے بعد چھپ جانا اور پیچھے ہٹ جانا۔ قرآن میں ہے:

﴿ فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴾ [تکویر: ۱۵]

"میں قسم کھاتا ہوں ان ستاروں کی جو ظہور میں آنے کے بعد چھپ جاتے ہیں"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خناس کا معنی یہ بھی ہے، سکڑ نے والا اور سمٹنے والا۔ شیطان سکڑتا بھی اور سمٹتا بھی ہے۔ پیچھے بھی ہٹتا ہے، دوڑتا بھی ہے اور بڑا ڈرپوک ہے۔ وہ بھاگ بھی جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان سکڑ کر وہاں سے بھاگتا ہے۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ بندوں کی نماز کو خراب کرنے کے لیے شیطان مسجد میں آجاتا ہے:

إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ، فَإِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ أَقْبَلَ، حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ، حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ، حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ، يَقُولُ اذْكُرْ كَذَا، اُذْكُرْ كَذَا، لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ، حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى. ❶

"جب نماز کے لیے آذان دی جاتی ہے تو شیطان ہوا خارج کرتا ہوا بڑی تیزی کے ساتھ پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے۔ تاکہ آذان کی آواز نہ سن سکے۔ اور جب آذان ختم ہو جاتی ہے تو پھر واپس آجاتا ہے۔ لیکن جوں ہی اقامت شروع ہوتی ہے وہ پھر پیٹھ موڑ کر بھاگتا ہے۔ جب اقامت بھی ختم ہو جاتی ہے تو شیطان دوبارہ آکر کہتا ہے فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر۔ ان باتوں کی شیطان یاد دہانی کراتا ہے جن کا اسے خیال بھی نہ تھا اور اس طرح اس شخص کو یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں"۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ اس وقت شیطان رجیم، شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کیا کرو کہ "اے اللہ! اس شیطان مردود سے پناہ دے"۔

اس کا معنی یہ ہے کہ اس سورۃ میں بتایا گیا کہ شیطان کے شر سے بچاؤ کا طریقہ کیا ہے؟ اللہ کا ذکر کثرت سے ہوگا تو شیطان خناس بن جاتا ہے، سمٹتا، سکڑتا،

---

❶ بخاري كتاب الأذان باب فضل التأذين رقم ٦٠٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوڑتا اور بھاگتا ہے۔ لہٰذا کثرتِ ذکر جو ہے وہ شیطان کے وساوس کا علاج ہے۔

الغرض جب انسان اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے تو شیطان اس کے قلب پر چھا جاتا ہے اور اس کے دل میں قسم قسم کے وسوسے ڈالتا ہے جو مختلف گناہوں کے ارتکاب کا بیج ہوتا ہے لیکن جب انسان اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جائے اور اس کے ساتھ شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ لے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور ظاہر ہونے کے بعد پھر چھپ جاتا ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے تمثیلی پیرائے میں اس کو اس طرح بیان کیا ہے کہ شیطان اپنی کتے جیسی تھوتھنی آدمی کے قلب پر رکھے رہتا ہے لیکن جب آدمی اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور اپنے اڈے کو چھوڑ دیتا ہے۔

تفسیر مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ:

﴿ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴾

''جو لوگوں کے سینوں میں وساوس پیدا کرتا ہے وہ خواہ جن ہو خواہ انسان ہو''۔

یعنی جن وانسان موذی بھی ہو سکتے ہیں وسواس بھی ہو سکتے ہیں۔ کچھ شیطان جن ہوتے ہیں۔ کچھ شیطان انسان ہوتے ہیں۔ کچھ انسان شیطان ہوتے ہیں، بلکہ شیطانوں سے بدتر ہوتے ہیں۔ اتنے بدتر کہ شیطان بھی ان کے شر سے متاثر ہو کر، ان کے پلید لباس سے متاثر ہو کر ان کے چیلے بن جاتے ہیں۔ جس طرح بعض نیک لوگ ہوتے ہیں جن کا علم، ان کا زہد، ان کا تقویٰ مثالی ہوتا ہے تو نیک جن ان کے پاس آ جاتے ہیں۔ ان سے تلمذ کرتے ہیں، ان سے پڑھتے ہیں، کسبِ فیض کرتے ہیں، ان کی صحبت سے متمتع ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض شیطان کی طرح خبیث ہوتے ہیں، اتنے بدکردار، اتنا ان کا سازشی ذہن ہوتا ہے کہ شیطان بذاتِ خود حیران ہوتا ہے کہ یہ تو مجھ سے بھی آگے ہیں۔ یہ تو ہمیں بھی کاٹ گیا۔ اس کے پاس آتے ہیں اور آ کر کہتے ہیں تو ہمارا گرو ہے ہم تیرے چیلے ہیں۔

یااللہ! خواہ وہ شیطان جنوں سے ہو یا خواہ وہ انسانوں سے ہو ہم ہر ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے شر سے پناہ طلب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام شرور سے ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین

شیطان کے شرور سے بچاؤ:

① **معوذتین**: شیطان کے شرور سے بچاؤ کے لیے یہ مذکورہ دونوں سورتیں پڑھا کریں۔

② **آیت الکرسی**: شیطان کے شر سے بچاؤ کے لیے آیت الکرسی بھی پڑھا کریں۔

سنن نسائی اور صحیح ابن حبان میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ لَمْ يَحُلْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتَ.

”جس نے ہر (فرض) نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی اس کے اور جنت میں داخل ہونے کے درمیان موت کے علاوہ کوئی رکاوٹ نہیں“۔

اور ”اس کو پڑھ کر سوؤ گے تو صبح تک اللہ کی طرف سے محافظ تمہاری حفاظت کرے گا“۔ ❶

③ **ایک اور ورد**: اس کے علاوہ ایک ورد یہ ہے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

”اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہت اور اسی کے لیے ہی ہر تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے“۔

”جو شخص دن میں سو بار یہ پڑھ لے ① تو اللہ رب العزت اس کو دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب دیتا ہے۔ ② سو نیکی اسے عطا فرماتا ہے۔ ③ اور سو گناہ اس کے معاف کر دیتا ہے ④ اور اس دن اسے

---

❶ صحیح بخاری، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شیطان کے شر سے محفوظ رکھتا ہے اور ⑤ اس سے افضل عمل کوئی نہیں لائے گا سوائے اس کے جس نے اس سے زیادہ عمل کیا"۔ ❶

④ **ذکر الٰہی**: اللہ کا ذکر بکثرت کیجئے اور ان دونوں سورتوں کو پڑھئے۔ اللہ کے پیغمبر کے صبح و شام کے اذکار میں یہ سورتیں شامل تھیں۔ فجر کے بعد آپ ﷺ تین مرتبہ یہ پڑھتے اور مغرب کے بعد بھی تین مرتبہ پڑھتے۔ ہر نماز کے بعد ایک ایک بار پڑھتے اور سونے کے وقت تین تین مرتبہ پڑھتے۔ اور ان کے شروع میں سورت اخلاص ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ......﴾ بھی پڑھا کرتے تھے۔

⑤ بکثرت (اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ) اور (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ) پڑھا کریں۔

⑥ سورۃ البقرہ اپنے گھروں میں پڑھا کریں۔

⑦ خصوصاً آیۃ الکرسی اور اس کے علاوہ آخری دو آیتیں روزانہ پڑھنا ہرگز نہ بھولیں۔

⑧ اپنے غصے پر قابو رکھیں کیونکہ یہ شیطان کی راہیں ہموار کرتا ہے۔

⑨ فضول گوئی اور لغو حرکات سے گریز کریں کہ یہ شیطانی تسلط کا باعث بنتی ہیں۔

⑩ پُر خوری (خوب پیٹ بھر کر کھانے) کی عادت چھوڑ دیں کیونکہ شکم سیری میں شیطانی تسلط کا باعث بنتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہر طرح کے فتنوں اور شرور سے ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

---

❶ صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس و جنوده رقم ۳۲۹۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

شرک و بدعت' رسم و رواج' جہالت و ضلالت کو ختم کر کے توحید و سنت' قرآن و حدیث کا پرچار کرنے والوں میں شیخ العرب والعجم پیر بدیع الدین راشدی صاحب کا نام اس صدی کے نامور علماء و مصنفین میں روشن ستارہ کی طرح چمکتا ہے۔

ان کے علوم سے فیض یاب ہونے والوں میں **فضیلۃ الشیخ مولانا عبد اللہ ناصر رحمانی**، علم و عمل میں ایک امتیازی حیثیت اور متنوع صفات کے مالک ہیں' جنہوں نے اپنے زور بیان سے شرک و کفر' تقلید و جدل کی دھجیاں بکھیر دی ہیں' ان کے خطبات سننے اور پڑھنے سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی زبوں حالی، بے دینی اور گمراہی پر ان کی طبیعت بے چین اور مضطرب ہو جاتی ہے۔ ان کی رگوں میں غیرت و حمیت کی بجلیاں کوندنے لگتی ہیں جس سے ان کے خطابات اس صورت حال کو بدلنے اور مسلمانوں کے عقیدہ و عمل کی اصلاح کے لئے انقلاب برپا کر دینے والے ہیں۔ ان کے خطبات ان کے اخلاص کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

سنتے آئے ہیں ' بدلتا ہے زمانہ سب کو
مرد وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے شیخ رحمانی صاحب کو اپنی عنایت سے اتنا عطا کیا ہے کہ وہ دنیاوی ضرورت میں اللہ کے علاوہ کسی کے محتاج نہیں۔ اس لئے ان کے خطبات میں حق کی آواز' دنیاوی مصلحت و حکمت' ہوس و لالچ میں دبنے کے بغیر بالکل صاف و شفاف ہو کر نکلتی ہے۔ ان خطبات میں:

کچھ حقائق ' کچھ معارف ' کچھ لطائف ' کچھ نکات
اس طرح بکھرے پڑے ہیں جیسے تاروں کی برات

ان خطبات کا سرسری مطالعہ کیلئے فہرست کو دیکھ لیجئے اور سراسر مطالعہ کیلئے ساری کتاب کو دیکھ لیجئے۔

فللہ الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ

والسلام

محمد طیب محمدی

ادارہ تحقیقات سلفیہ
گوجرانوالہ

گلی ماہنا گجر، آبادی محبوب عالم، نوشہرہ روڈ، گوجرانوالہ 0300-7453436